راجہ محمد سوار منگرال

بانی تاریخ منگرال راجپوت اڈیشنل جنرل سیکریٹری منگرال
راجپوت ویلفیئر ایسوسی ایشن، آزاد کشمیر و پاکستان
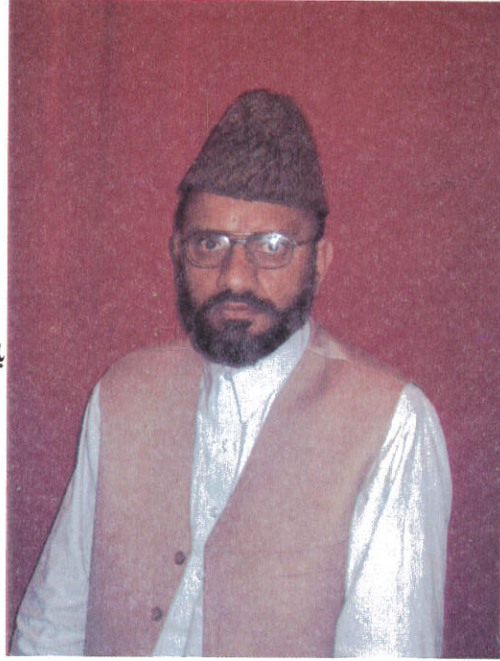
میاں محمد الیاس ہاشمی

مولف، تاریخ منگرال راجپوت و تاریخ الہاشمی
سنگھڑ دہیر کوٹ، باغ آزاد کشمیر
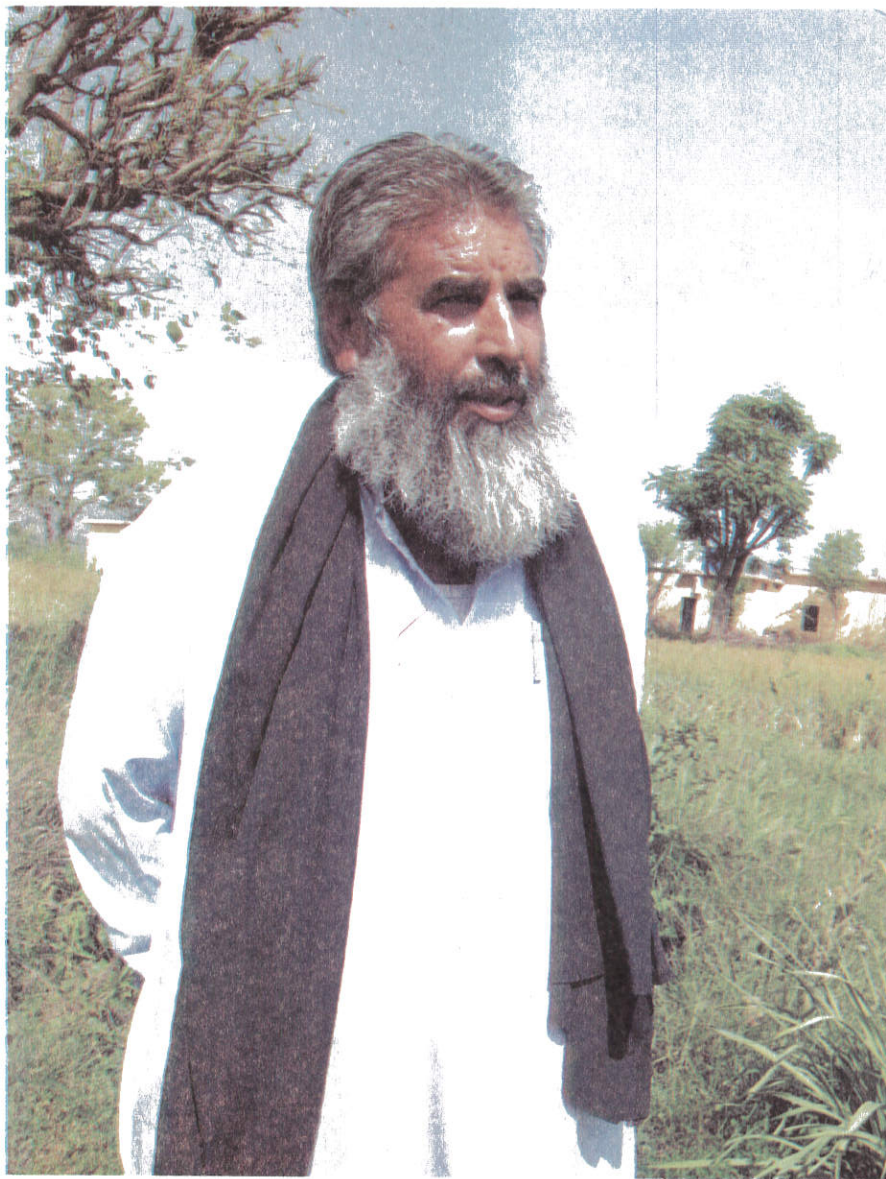
راجہ حق نواز خان
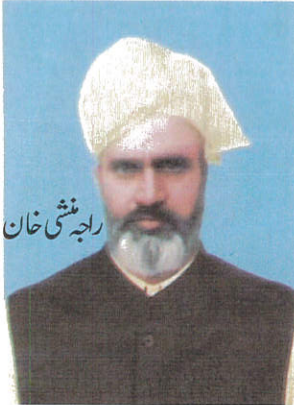
راجہ سرفراز احمد خان

لیفٹیننٹ غازی راجہ کرم داد خان مرحوم

نیول لیفٹیننٹ راجہ شبیر احمد خان

راجہ نذیر احمد منگرال سائینلہ گاؤں

سائینلہ گاؤں

سائینلہ گاؤں

مرقد منورہ حضرت مستان شاہ ولیؒ

صوبیدار
حاجی راجہ محمد اسحاق خان (مرحوم)

راجہ عبدالغنی

راجہ عمیص علی

راجہ اویس علی خان

راجہ محمد نعیم نجمی منگرال

راجہ عمیر اعجاز خان منگرال

راجہ عبداللطیف خان مرحوم
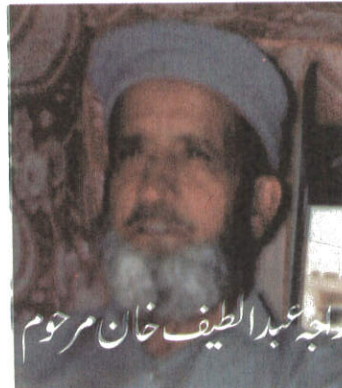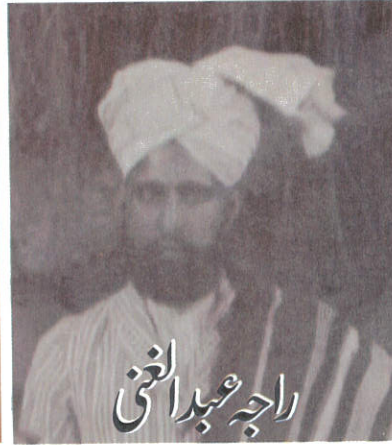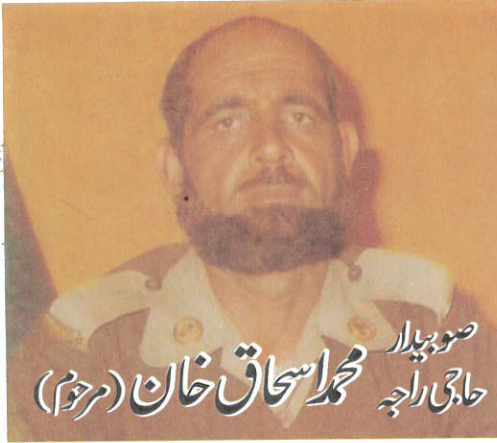
ماشاء اللہ لاحول و لا قوۃ الا باللہ

کتاب کاادب واحترام آپ پرلازم ہے

تاریخ منگرال راجپوت

جلداول

باب المنگرال راجپوت

معہ شجرہ نسب آزادکشمیروپاکستان

باب کھکھہ تیزیال جنجوعہ راجپوت

مولف میاں محمدالیاس ہاشمی

بتعاون المنگرال تنظیم اااتحاد مری وکوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی

ہمارے جدامجد

راجہ سہنسپال رح خان منگرال

کے نام۔۔

جن کی وجہ سے ہمیں اسلام کی روشنی ملی۔

نام کتاب: تاریخ منگرال راجپوت معہ شجرہ نسب جلد اول

مولف: میاں محمد الیاس ہاشمی سنگھڑ، دہیر کوٹ، باغ، آزاد کشمیر

طباعت: بار اول 700 سات سو

سالِ اشاعت: اپریل 2009ء، چیت 2066 ب، ربیع الاول 1430ھ

ناشر: آرٹ میکس پاکستان ... سٹیلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

کمپوزنگ: شمشاد حسین ہاشمی، خرم شہزاد تنولی، راجہ نذیر احمد خان منگرال

پروف ریڈنگ: میاں محمد الیاس ہاشمی

قیمت: 400 روپے

قلمی تعاون: راجہ محمد سوار منگرال

معاون: راجہ حق نواز خان و راجہ نذیر احمد خان

ملنے کا پتہ: راجہ محمد سوار منگرال، مکان نمبر B-V-1-301، نزد راجہ سی، این، جی، کری روڈ، پرانا سٹاپ، ڈھوک علی اکبر راولپنڈی:

فون نمبرز: 0092-321-5146252

فہرست مضامین (تاریخ مہنگرال راجپوت)

فہرست شجرہ نسب قبیلہ منگرال راجپوت

حرفِ اوّل تا اختتام

یکم اکتوبر 2000ء کے دن بھائی راجہ محمد سوار منگرال کے پرزور مطالبہ پر کتاب ہذا کی تحقیق و تحریر کے لئے راقم نے قلم اٹھایا، نہ دن دیکھا اور نہ رات دیکھی، نہ نیند بھر سویا، تاآنکہ شب و روز کی لگاتار کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کتاب کا قلمی مسودہ سال 2004ء کے آخری دنوں میں مکمل کیا۔ راقم اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر اپنی چنداں مصروفیات کی طرف بڑھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ راقم کی ذاتی قبیلائی تصنیف ''تاریخ الہاشمی جلد دوم'' التوا کا شکار ہو چکی تھی۔ جو تاحال زیرِ تحقیق وتحریر ہے۔ کتاب ہذا کا قلمی نسخہ راجہ محمد سوار منگرال کو پیش کیا اور کہا کہ اس کی کمپوزنگ پروف ریڈنگ کے معاملات مکمل کروا کر چھپوائیں اور میری گلو خلاصی کرائیں۔ تو آپ نے اپنی عدیم الفرصتی اور گورنمنٹ سروس کے پیشِ نظر راقم ہی کو اس کام کے لئے مجبور کیا۔ حالانکہ یہ مراحل رائیٹر کے نہیں ہوتے۔ چنانچہ راقم نے آپ کے اسرار کو مدِ نظر رکھا اور کتاب کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے مراحل سرانجام دینے لگا اور چنداں وجوہات کی بنا پر وقفے وقفے سے تاخیر کا شکار ہوتا گیا۔ کئی بار راقم نے کئی صفحات کی پروف ریڈنگ کر کے دے جاتا کہ ٹریسنگ نکل سکے مگر ٹریسنگ عدم دلچسپی کے باعث نہ نکل سکیں، پھر دوبارہ ان صفحات کی از سرِ نو کمپوزنگ کرانا پڑی، بالآخر یہ طویل مرحلہ طے کر کے راقم نے 08/03/2006 کو 500 صفحات کی ٹریسنگ راجہ صاحب کو پیش کی۔ یہاں یہ بات میں واضع کر دینا چاہتا ہوں کہ، اس کام کو راقم نے حصولِ مال وزر کی غرض سے نہیں کیا، بلکہ راجہ سوار خان سے باہمی رشتہ داری کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سرانجام دیا۔ اس میں مجھے ہمدردی تھی نہ لالچ، تاوقتیکہ 2006ء سے آج پھر مارچ 2009ء آ گیا کہ یہ کتاب پرنٹنگ کے لئے دی گئی۔ راقم تاحال کتاب کی پیسٹنگ کے مراحل کی دیکھ بھال پر فائز ہے جو کہ کسی مولف کی

دیکھ بھال کا کام نہ ہے۔ اس دوران کئی لوگ اس خاندان کے وفات پا گئے کئی نئے بچے پیدا ہو گئے۔ کتاب تو اپریل 2009ء میں شائع ہو گی۔ بھائی بزرگ آج بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے دو بچوں کے نام اس کتاب میں کیوں نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ اس دن کے بعد پیدا ہوئے ہیں جس دن میں اُن کے گھر نام لکھنے گیا تھا یاد رہے کہ شجرہ جات جو مجھے راجہ سوار صاحب سے ملے وہ 2000ء سے پہلے لکھے گئے ہیں، اسی طرح اس کی تالیف و اشاعت میں بڑے بڑے نشیب و فراز بھی آڑے آتے رہے اور اوقات کار میں بھی وقفے ہوتے رہے، جس کی وجہ سے اس میں خامیاں بھی آ گئی ہوں گی، کیونکہ اس کی تالیف و اشاعت لگا تار نہیں ہوئی، کئی معاملات ایسے بھی ہیں جو ناقابلِ اشاعت و ناقابلِ تحریر ہیں۔ جو کام راقم کے کرنے کے نہ تھے وہ بھی کیئے تاکہ اخراجات کم آئیں اور رشتہ داری کا بھرم رہ جائے۔ آخر میں عرض یہ ہے کہ بچوں کے ناموں پر زور نہ دیں، بلکہ اپنے سابقہ اسلاف کی خوبیاں اور خامیاں پڑھیں اور بہتر راہ کا تعین کریں۔ تاریخ آباؤ اجداد کا آئینہ ہے نہ کہ اولاد کا، معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ کتاب میں جہاں کمپیوٹر کی غلطی ہوئی یا قلم کی، یا کسی کی عدم دلچسپی آڑے آئی ہے اور نام کسی دوسرے نے آپ کی عدم موجودگی میں غلط لکھوا دئے ہیں، کتاب ھذا کو پڑھنے کے بعد صفحہ نمبر حوالہ دیکر مطلع کریں۔ تاکہ جلد دوم میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

والسلام، آپکا خادم

میاں محمد الیاس ہاشمی

مولف تاریخ الہاشمی و تاریخ منگرال راجپوت

دہیرکوٹ، ضلع باغ، آزاد کشمیر

ہفتہ 23 ربیع الاول 1430ھ 21 مارچ 2009ء

6 جیت 2066 بکرمی۔ فون 0344-5425738

بقول شاعر

جو ہم پہ گزری، سو گزری، مگر شب ہجراں
ہمارے اشک، تیری عاقبت سنوار چلے

ارشاد باری تعالیٰ۔

القرآن سورۃ الحجرات پارہ۲۶

ترجمہ: لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تماری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

ان اللّٰہ لا یغیرو ما بقوم حتی یغیرو ما با انفسھم

سورۃ الرعد پارہ۱۳

ترجمہ: اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے۔

بزبان شاعر ،خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی،

،نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا،

دیباچہ

،وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی گھڑیوں نے،

لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی،

اقوام کی تاریخ لکھنا نہایت ہی کٹھن کام ہے مشکل مراحل سے گذر کر قارئین کو ان کے ماضی کا آئینہ دکھایا جاتا ہے اور تاریخ کے لکھنے کا سلسلہ بہت ہی طویل داستان ہے کہ مصنف تاریخ پر کیاگذرتی ہے۔یہ کام کر گذرنے کے بعد تائیدو تنقید کے علاوہ ہزاروں باتیں رائٹر کو سننے کے بعد برداشت کرنی پڑتی ہیں خصوصاً اقوام کی تاریخ کی تحقیق مصنف کی راہ میں بہت ہی دشواریاں پیدا کرتی ہے،، تاریخ منگرال راجپوت،، شروع کرنے کے بعد راقم کو پہلی مشکل یہ پیش آئی کہ آزاد کشمیر مری کوٹلی ستیاں راولپنڈی میں آباد منگرال خاندان کے افراد سے جو شجرے ملے ان میں تضاد پایا جاتا تھا قبیلائی تاریخوں کی ترتیب میں شجرہ نسب کو بنیاد کا درجہ حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک ہی شجرہ نویس (بھاٹ) کے جاری کردہ شجرے ایک دوسرے سے مختلف تھے دوسرا تاریخ راجپوتاں راقم کے لئے ایک نیا مضمون تھا۔ سب سے بڑھ کر ان شجروں میں غلطی یہ تھی کہ ان سے یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ راجپوت آریہ النسل ہیں یا سابقہ اقوام ہند سے ان کا نسبی تعلق ہے گویا ان شجروں نے راقم کو تضاد بیانی کی وجہ سے بڑی طوالت میں ڈال دیا بہت بڑی ریسرچ و مطالعہ کے بعد تاریخوں سے پتہ چلا کہ یہ تمام شجرے راجہ ہافی دیو سے اوپر غلط ہیں اور راجپوت کہلانے والے لوگ آریہ النسل ہیں جو باہر سے 1500 ق م میں مرحلہ در مرحلہ ہندوستان میں وارد ہوئے ہیں پھر ان شجروں کو نظر انداز کر کے راقم نے مستند پرانی تاریخوں کا دامن تھام لیا۔ اور بہت مطالعہ وریسرچ کے بعد راقم اس کتاب منگرال راجپوت کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہو سکا۔اب دوسرا مرحلہ جب تاریخوں کی مدد سے

کتاب کا پہلا تاریخی حصہ مکمل ہو چکا تو راقم کو بڑے بوڑھوں سے سینہ بہ سینہ روایات نوٹ کرنے کا کام در پیش آ گیا جس میں سفر سیرو سیاحت ملاقاتین آثار قدیمہ کا تجزیہ وغیرہ ضروری تھا منگرال خاندان کے مورثان نے جس علاقہ سے نقل مکانی کی تھی اور مختلف اطراف و جوانب نسلیں چلیں پہلا سفر اس جانب ضلع کوٹلی کی تحصیل سنہہ کا پیش آیا سنہہ کا علاقہ راجہ سہنس پال کے آباد کردہ یا ان کی راج گیری کی نسبت سے سہنسہ مشہور ہوا ہے اس علاقہ سنہہ کا ایک پنڈ سائلہ نامی ہے جہاں راجہ سہنسپال کا دربار لگتا تھا یہاں ایک قلعہ کے کھنڈرات پتھروں کا بنا ہوا ایک چبوترا جہاں سائلاں بیٹھ کر انتظار کرتے تھے اور راجہ صاحب کی قبر مبارک بھی موجود ہے حضرت سائیں مستان شاہ ولی کی قبر کے بغل میں راجہ صاحب پیوند خاک ہیں ان تمام آثار قدیمہ کا راقم نے بہ چشم خود مشاہدہ کر کے یہ طے کیا کہ یہ حالات و واقعات کس دور کے ہیں اور یہ آثار کتنی پرانی تہذیب کا پتہ دیتے ہیں اس کے علاوہ ضلع کوٹلی کے علاقوں تک جاتا رہا اور بڑے بوڑھے بزرگوں سے روایات نوٹ کرنے کے لیے ملاقاتیں کرتا رہا اور سنائی گئی روایات کو ضبط تحریر میں لاتا رہا جو تا حال زیر قلم نہ آئی تھیں بے شمار افراد منگرال راجگان سے ملاقاتیں کیں، شجرہ جات جمع کئے اور ان راجگان کے طرز معاشرت تہذیب و تمدن کو بہت قریب سے ہو کر جانچا سہنسہ کے علاوہ کوٹلی شہر میں بہت رات دن گذارے جہاں سے مختلف علاقوں کی طرف سفر کرتا رہا اور شہری حدود میں رہ کر دیگر علاقوں تک یہ آواز دیتا رہا کہ آپ کی خاندانی تاریخ لکھی جا رہی ہے معلومات کوائف راقم کو فراہم کریں تحصیل ہیڈ کوارٹر سہنسہ کا بھی چکر لگاتا رہا اور ضلع ہیڈ کوارٹر کوٹلی سے بھی وابستہ رہ کر اطراف و جوانب اطلاع دیتا اور لوگوں سے ملاقاتیں کر کے بیانات ضبط تحریر میں لاتا رہا۔ فتح پور تھکیالہ (نکیال) کا بھی دورہ کیا متعدد بار اپنے گھر دھیر کوٹ

ضلع باغ سے کوٹلی جاتا رہا کیونکہ اسی ضلع کوٹلی کی تحصیل سہنسہ میں اس خاندان کے وہ موروث اعلیٰ جو حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے راجہ سہنس پال کا دربار اور آخری آرام گاہ کا پایا جانا اس خاندان کی تاریخ کا حصہ ہیں یہاں منگرال برادری کی بہت بڑی اکثریت ہے 5/6 یونین کونسلوں کے حلقہ مین کثرت تعداد منگرالوں کی ہے جن میں سے منگرال خاندان کے مایہ ناز چشم و چراغ راجہ نصیر احمد خان آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے ممبر پہلے پنج سالہ دور میں بھی اور حالیہ الیکشن میں بھی مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر تعمیر و ترقی کے میدان میں سر گرم عمل ہیں متذکرہ تاریخ میں کوٹلی کے راجگان کے بہت کم حالات راقم کو دستیاب ہوئے ہیں گویا ان میں اکثریت ا ن لوگوں کی ہے جو تاریخ کی اہمیت کو نہیں جانتے یا پھر جاننے کے باوجود وقت کی دوڑ میں محو سفر نظر آتے ہیں کچھ لوگ تاریخ سے عدم دلچسپی کا شکار ہیں راقم کے لئے ایک اجنبی علاقہ میں گھروں میں جا کر دستک دینا کسی حد تک دشوار کام تھا جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کے آٹے میں نمک کے برابر بھی اس تاریخ میں لوگوں کو شمولیت نہیں مل سکی حالانکہ ہر ذرائع سے لوگوں کو تاریخ کی ترتیب پر خبر پہنچائی گئی تاریخ آخر تاریخ ہے آج کے حالات و واقعات آنے والی نسلوں کے لئے تاریخ ہے۔ اگر کئی احباب کا اس تاریخ میں نام نہیں آیا تو وہ ہر گز محسوس نہ کریں کہ میرا یا میرے بیٹے کا نام نہیں ہے تو یہ پوری کتاب بیکار ہے نہیں ایسا نہیں بلکہ وہ تمام قبائل جو راجپوت کہلاتے ہیں یہ ان سب کے اباؤ اجداد کو بیان کر رہی ہے اباؤ اجداد کی خامیاں خوبیاں پڑھیں اور موازنہ کریں تا کہ آپ یں تاریخ کا علم آئے اور اپنی بہتر راہ کا تعین کریں اور معاشرے میں اچھا مقام حاصل کریں راجہ سہنسپال دوسری جگہ سے سہنسہ سائلہ کے مقام پر آئے یہاں آکر انہوں نے لوگوں میں پذیرائی حاصل کی اپنی حسن تدبیر سے انہوں نے اپنا اثر چھوڑا

اور ایک بڑے علاقہ پر اقتدار حاصل کیا۔ اور اپنی تمام رعایا کو خود اسلام قبول کرنے کے بعد حلقہ بگوش اسلام میں لائے ضلع کوٹلی ضلع پونچھ ضلع باغ ضلع مظفر آباد وغیرہ کے علاقوں تحصیلوں میں آباد منگرال خاندان کے چشم و چراغ سبھی کا شجرہ نسب راجہ سہنس پال سے ملتا ہے ان کے علاوہ مری کوٹلی ستیاں راولپنڈی گجرات و دیگر علاقہ جات صوبہ سرحد وغیرہ میں جتنے بھی لوگ منگرال کہلاتے ہیں یہ سب راجہ سہنس پال کی اولادیں ہیں لہذا کیا ہے جو اس کتاب میں آپ کا نام نہیں ہے مگر تاریخ تو آپ ہی کے آباؤ اجداد کی ہے۔ اس تحقیق کے دوران راقم ضلع کوٹلی کے علاوہ مری راولپنڈی تحصیل کوٹلی ستیاں مشتبہ مظفر آباد ڈھانڈہ چھجانہ کی معمر شخصیات سے بھی ملتا رہا اور روایات سینہ بہ سینہ کو ضبط تحریر میں لا کر قارئین کرام کے سامنے پیش کرتا ہے اخبارات خط و کتابت اشتہارات پیغامات کے ذریعہ سے منگرالوں کو ہر ممکن آگاہ کیا گیا کہ تاریخ منگرال راجپوت لکھی جارہی ہے اپنے کوائف اور معلوماتی ریکارڈ مندرجہ پتہ پر ہر ممکن پہنچا کر کتاب میں حصہ لیں یہ میری تحقیق ہے حرف آخر نہیں۔جوں جوں تحقیق کا دائرہ بڑھتا ہے نئی نئی معلومات سامنے آتی رہتی ہیں ۔اس تحریر میں سینکڑوں غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں۔کسی حوالہ واقعات یا ناموں کا غلط اندراج ہو جانا موصولہ ریکارڈ روایات پر انحصار کرتا ہے اسے ترتیب دینے میں راقم نے بڑی ذمہ داری جانفشانی سے کام لیا ہے باقی انسان مرکب النسیان ہے قارئین سے گذارش ہے کہ جو غلطی ہو گئی ہو دیئے ہوئے پتہ پر بذریعہ ڈاک بالمشافہ ملاقات مطلع فرما دیں تا کہ آپ کی تنقید باعث اصلاح ثابت ہو۔ خود کو جلا کر دوسروں تک روشنی پہنچائی جاتی ہے کیونکہ شاعر کہتا ہے۔

،،تندیء باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب،،

،،یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے،،

انشاء اللہ زندگی نے وفا کی تو جلد دوئم میں غلطی کی اصلاح کرنا ہمارا فرض ہے تاریخ منگرال راجپوت میں کچھ صفحات کھکھہ جنجوعہ تیزیال خاندان کے بھی دیئے گئے ہیں اور کچھ صفحات بہ عنوان، باب الہاشمی، قریشی ہاشمی خاندان پر لکھے گئے ہیں جو مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں تعارفی طور پر اس کتاب میں خاندان قریشی الہاشمی کا تاریخی پس منظر لکھا ہے کیونکہ منگرال راجاؤں کے اور قریشی خاندان کے باہمی میل و جول رشتہ ناطہ کا صدیوں سے سلسلہ چلا آ رہا ہے کھکھہ جنجوعہ کا نکاس راجہ مل خان جو دائرہ اسلام میں آئے تھے سے ہے راجہ مل خان بھی منگرالوں کے سلسلہ شجرہ کی ایک کڑی ہیں ہر دو کا چندر بنسی پانڈو خاندان سے نسبی تعلق ملتا ہے اور جنجوعہ تزیال قریشی ہاشمی منگرال رشتہ داری کی لڑیوں میں پروئے ہوئے ہیں۔

والسلام

داعی الخیر

میاں محمد الیاس ہاشمی مصنف تاریخ الہاشمی

مصنف تاریخ منگرال راجپوت

موضع سنگھڑ تحصیل دہیرکوٹ ضلع باغ

آزاد کشمیر

تقریظ

میں جناب محمدالیاس ہاشمی صاحب کاازحد مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی تحریر کردہ کتاب،، تاریخ منگرال راجپوت،، میں مجھے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی میں اسے اپنے لئے باعث اعزاز سمجھتا ہوں محمد الیاس ہاشمی کی تحریر کردہ پہلی کتاب،،تاریخ الہاشمی،،ہرکسی سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے ہاشمی صاحب کو ہردو کتب کے لئے اصل حقائق کی تلاش میں بڑے پاپڑ بیلنا پڑے ہیں۔لیکن انتھک کوشش اور کاوش سے آپ نے تحقیق کی راہوں کی نشاندہی کی۔

قارئین تاریخ کسی بھی علاقے قوم یا ملک کی ہو اس کا حجم زیادہ ہو یا کم تاریخ بہر حال تاریخ ہوتی ہے اور مورخ کا اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہونا ذرامشکل ہوتا ہے۔لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ ہاشمی صاحب کے خلوص نیت اور جذبہ حب الوطنی نے اپنے مشن کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اس کامیاب علمی کاوش پر میں مصنف کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

زیر نظر کتاب کی تیاری میں مصنف نے مستند،ماخذات،اقتباسات،تاریخی کتب اور گورنمنٹ کے منظورشدہ ریکارڈ کے حوالوں سے قارئین کے قلبوں کو شکوک و شبہات سے پاک رکھنے کی بھر پور سعی کی ہے پھر بھی میں قارئین کو دعوت مشاہدہ دیتا ہوں۔کیونکہ ان کی حوصلہ افزائی اور مفید مشورے مورخ کے لئے ممدومعاون ہوں گے۔تاریخ کسی بھی قوم کے لئے اتنی لازم ہے۔جیسے جاندار کے لئے آکسیجن ،مصنف نے نہایت غیر جانبدارانہ اسلوب سے تمام حالات وواقعات کا بیباکانہ جائزہ لیا ہے اور تاریخ نویسی کا اصل حق ادا کیا ہے ہاشمی صاحب نے اپنے کئی مخلص احباب خصوصا (انسپکٹر راجہ محمد سوار صاحب) کی معاونت سے تاریخ منگرال راجپوت،مرتب کر کے آل منگرال کی اہم ضرورت اور کمی کو پورا کردیا ہے۔ اس غیر

معمولی کاوش پر ادب قبیلہ کا ہر فرد اور خصوصاً آل منگرال انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں،،

،،گرقبول افتد زہے عزوشرف،،

وقار احمد ستی

(بی اے ،بی ایڈ) مدرس محکمہ تعلیم

مصنف، تاریخ چلاورہ،، جنرل سیکرٹری کوہسار ویلفیئر سوسائٹی(رجسٹرڈ)

لوئر چلاورہ تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی

پیش لفظ

حمد و نعت کے بعد اس بات کی تشریح اور توضیح ضروری ہے کہ محمد الیاس ہاشمی صاحب نے اپنی نادر شاہکار تصنیف 'تاریخ منگرال' کا 'پیش لفظ' جب مجھے لکھنے کے لئے کہا تو نا معلوم ان کا یہ انتخاب کس وجہ سے تھا؟ بہر حال میں ان کے اس حسن ظن کے لئے شکر گذار ہوں جن دنوں تاریخ منگرال راجپوت اپنے اختتامی مراحل سے گذر رہی تھی ان دنوں موسم سرما پوری طرح جڑیں پکڑ چکا تھا دن چھوٹے اور کام زیادہ بس قصہ مختصر کہ میں پوری توجہ انہماک اور دل جمعی کے ساتھ اس کتاب کا 'پیش لفظ' نہ لکھ سکا جس کے لئے قارئین سے معذرت خواہ ہوں!

قارئین کرام! تاریخ ایک باوقعت علم اور لطیف فن کا نام ہے۔ جو صاحبان علم و خیر کے لئے سرمایہ عبرت اور وارثان خرد وہوس کے لئے ایک دور رس تجربہ کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ ارباب قلم نے ابتدائے آفرینش سے لیکر زمانہ حال تک اس فن کے لئے زحمتیں برداشت کیں دکھ سہے تکلیفیں جھلیں اور یوں اپنی محنت اور لگن کی بدولت معتبر تصانیف اور مستند کتابیں اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ جو ہمارے لئے اور آئندہ آنے والی نسل کے لئے سرمایہ حیات اور روشن چراغ کی مانند ہیں۔ تاریخ کہانی نہیں تجزیہ ہے۔ جو خزاں کے پتے کی طرح بے جان بھی ہے اور گل و لالہ کی طرح تازہ و زندہ بھی ہے۔ جس میں اہتمام زندگی بھی ہے اور سامان موت بھی تاریخ میں تعصب و جانبداری کا کھوج لگانا جوئے شیر لانے کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن نیرنگی خیال اور جدت طبع کا اندازہ اسی وقت ہوتا

ہے جب حقائق کو بے تعصبی کی چھانی میں چھان کر قاری کے سامنے اس طرح لایا جائے کہ تعصب نام کو نہ ملے۔ ایک مورخ کو تاریخ کے اوراق سے دھول ہٹانے کے لئے کمال احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔میں نے کتاب کا جملہ مسودہ تو نہیں پڑھا البتہ اس کے بنیادی خدوخال اور کچھ حصے کا مطالعہ ضرور کیا۔خدا کا شکر ہے کہ تابندہ روایات تاریخی واقعات اور اسلاف کے ایمان افروز کارنامے محترم الیاس ہاشمی صاحب کی قلم سے نہایت تحقیق و جستجو کے بعد تاریخ منگرال راجپوت کی صورت میں اجاگر ہوئے۔جو اہل علم و دانش اورذی شعور حضرات کے لئے طمانیت کا باعث ہیں۔ تاریخ منگرال راجپوت کی ترتیب و تدوین میں محمد الیاس ہاشمی صاحب کو انسپکٹر راجہ محمد سوار جیسے مخلص بے باک کردار اور ذی علم دوست ملے جہنوں نے ابتدا سے لیکر انتہا تک دامے درمے سخنے قدمے ہر طرح سے ہاشمی صاحب کی معاونت کی۔ اور یوں ہاشمی صاحب کی شبانہ روز محنت سے آل راجپوت کا ایک حسین خواب شرمندہ تعبیر ہو گیااور ان کی گمشدہ تاریخ ڈھونڈنے میں صدیوں پر محیط طویل انتظار اپنے اختتام تک پہنچا۔

معززقارئین ۔ کسی قوم یا قبیلے کی سچی تاریخ لکھنے کے لئے اس خطہ اراضی کی تہذیب و تمدن کو بہت قریب سے دیکھنا پڑتا ہے مصنف نے کشمیر میں جنم لیا۔اور سن شعور کو پہنچنے کے بعد ایک مستند اور جامع کتاب 'تاریخ الہاشمی' لکھ کر تاریخ کی کتب میں ایک اہم اور انمول اضافہ کیا۔مصنف کے لکھنے کا انداز انتہائی صاف گوئی پر مبنی ہے۔زیر نظر کتاب کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کی ذات تعصب وبغض سے دن کی روشنی کیطرح شفاف ہے ان کے ہر لفظ اور ہر سطر

سے ادب و محبت کے سر چشمے پھوٹتے ہیں۔
میرے نزدیک "الیاس ہاشمی اپنی سب کی تنہائیوں کو آہوں سے آباد رکھنے والے قلم سے یوں بے نقاب کرتے ہیں کہ ندرت و لطافت سے بھر پور کلمات کی دل آویزاں رعنائی عقیدت و محبت کے اس گلدستے کو دیکھ کر تحائف کے انباروں سے ممتاز کر دیتی ہے"
کسی بھی قوم کے لئے اپنے ماضی سے کٹ کر زندہ رہنا ممکن نہیں ماضی سے رشتہ قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ تاریخ ہے نسل انسانی کے لئے علم تاریخ سبق آموزی کاایک بنیادی ذریعہ ہے۔ کسی بھی قوم کا درخشاں ماضی اس کے بہتر حال و مستقبل کی ضمانت دیتا ہے۔ماضی کے مطالعہ سے اگر انسان اپنی خامیوں اور خوبیوں کا مسلسل جائزہ لے کر زندگی کے میدان میں آگے بڑھتا رہے تو ایسی غلطیاں جو قومی تخریب یا زوال کا باعث بنتی ہیں ان سے اغماز برتا جا سکتا ہے اور یوں بہتر اور خوشحال مستقبل کی تعمیر ممکن ہو سکتی ہے۔زیر نظر کتاب میں سر زمین کشمیر پر وارد ہونیوالے مقامی و غیر ملکی حاکموں کے احوال کو بالاختصار پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے وادیِ کشمیر کی ابتدائی کیفیت کا علم اوراق کا عمیق جائزہ لینے سے بخوبی کیا جا سکتاہے مصنف نے بڑی تحقیق و جستجو سے شجرہ جات کو ایک لڑی میں پرویا ہے مصنف نے تاریخی حقائق سے پردہ اٹھانے کے لئے جس قدر کاوش کی ہے یہ دنوں کی نہیں سالوں پر محیط ریسرچ ہے۔ جس کی بناء پر زبانی روایات لوگوں کے معمولات نسل درنسل شجرہ جات اور حقائق کو منظر عام پر لایا گیا ہے مصنف نے دن رات ایک کر کے دہیرکوٹ سے کوٹلی اور دیگر علاقہ جات کے سفر کئے معلومات

اکھٹی کیں انہیں ترتیب دیا لوک ورثہ کا بغور مطالعہ کیا تاریخی کتب سے استفادہ لیا۔اور یوں کمال مہارت سے تاریخ کو حقائق کی چھانی سے چھان کر قارئین کے سامنے پیش کیا مصنف کی یہ تصنیف علاقے کے لئے اور خصوصاً آل راجپوت کے لئے عظیم سرمایہ اور پہچان بنے گی میں امید کرتا ہوں کہ اس عظیم کاوش اور نا قابل تسخیر کارنامے کی ہر خاص و عام میں قدرو منزلت ہوگی جس کی یہ تصنیف مستحق ہے۔

''اللہ کرے حسن قلم اور زیادہ''

وقار احمد ستی

بی اے بی ایڈ (مدرس محکم تعلیم)

مصنف تاریخ چلاورہ ، جنرل سیکرٹری کوہسارویلفیر سو سائٹی (رجسرڈ)

لوئر چلاورہ تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی ۔ یکم جنوری 2003 ء

اور ایک جسم و جان کی طرح زمانہ حال تک یہ تعلقات استوار ہیں راقم نے ان گونا گوں ذاتی مسائل کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قلم اٹھا لیا اب ہمیں تاریخی مواد کی ضرورت پیش آئی بذریعہ اشتہار اخبارات لوگوں کو مدعو کرنے کے بعد قلمی شجرہ جات کے حصول کے لئے صبح و شام کا سفر پیش آیا۔ دوسرا راقم کو اس مضمون تاریخ راجپوت سے کوئی واقفیت نہ تھی حالانکہ راقم کی والدہ محترمہ اسی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب ہم دونوں نے بہت سارے شجرے جو بھاٹوں کے لکھے ہوئے تھے اکٹھے کر لئے تو ان کا آپس میں موازنہ شروع کیا **4/5** ماہ تک ان شجروں پر تحقیق کی مگر ان سے کوئی شواہد نہ مل سکے کہ یہ راجپوت کس خاندان سے مشہور ہوئے ہیں کیونکہ ان شجروں میں مختلف قسم کے نام اور پشتوں میں کمی بیشی نے ہمیں طوالت میں ڈال دیا پھر ہم نے یکسر ان تمام شجروں کو غلط قرار دیتے ہوئے مستند تاریخوں کی تحقیق شروع کی اور معلوم ہوا کہ راجپوت خانوادے بنیادی طور پر آریہ النسل ہیں یہاں کسی مشہور تاریخ سے حوالہ لکھنا ضروری ہے جس سے قارئین پر یہ ظاہر ہو سکے کہ ہم نے ہی بھاٹوں کے شجروں کو غلط نہیں کہا بلکہ اور کئی تاریخ دان بھی ان پر لب کشائی کر چکے ہیں راجہ ہافی دیو سے از وقت تک یہ شجرے **19/20** پشت ٹھیک ہیں باقی اوپر سے غلط ہیں محمد الدین فوق مرحوم ڈار راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ نے قوموں کے بارے میں متعدد تاریخی کتب لکھی ہیں اور اچھی تحقیق کی ہے اور آپ کی تاریخی کتب کو اچھی پذیرائی ملی ہے تاریخ اقوام پونچھ جلد اول کے صفحہ نمبر **9** پر لکھتے ہیں بعنوان،، زمانہ قدیم کے نسب خواں اور بھاٹ،، اقوام پونچھ کے حالات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کے نسب ناموں کا انحصار زیادہ تر مراسیوں اور بھاٹوں کے رحم پر موقوف ہے انہی

بانیء تاریخ راجہ محمد سوار منگرال

جیسا کہ قارئین کرام کو بخوبی علم ہے کہ راقم الحروف کا خاندانی تعلق قبیلہ قریشی الہاشمی از اولاد خلفائے بنی عباس بغداد و مصر سے ہے۔راقم ضلع باغ آزاد کشمیر تحصیل دھیرکوٹ کے گاؤں سنگڑ کا رہائشی ہے۔ میں نے پہلے پہل اپنی قومی تاریخ الموسوم،،تاریخ الہاشمی ،، 1995ء میں شائع کی تو منگرال راجپوت خانوادوں میں بھی یہ کتاب دیکھی پڑھی گئی۔اور کئی بھائی بزرگ مجھے کہنے لگے کہ ہمیں بھی تاریخ منگرال راجپوت لکھ دیں۔ راقم نے اپنی عدیم الفرصتی اور دیگر مسائل گوش گذار کرنے کے بعد اس کام کو سر انجام نہ دے سکنے کی معذرت کی اور ان احباب سے گذارش کی کہ آپ اپنے خاندان میں سے کوئی صاحب علم تلاش کریں اور یہ فریضہ اسے تفویض کریں تا کہ آپ کی تاریخ کی تدوین میں راقم بطور معاون کام کر سکے۔مگر ایک عرصہ تک یہ فریضہ سر انجام دینے پر کوئی آمادہ نہ ہوا تو راجہ محمد سوار خان منگرال نے میرے ایک دوست راجہ محمد منصور منگرال سے راقم کا ایڈریس لے کر بذریعہ خط راقم کو پنڈی اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔چنانچہ راقم اڑھائی سال قبل راجہ محمد سوار خان کی خدمت میں حاضر ہوا اور بات چیت کے بعد راقم کے ہزار انکار کے باوجود راجہ محمد سوار خان نے تاریخ منگرال لکھنے کے لئے راقم کا انتخاب کر کے اپنے ہاں ٹھہرا لیا اور طعام قیام کی مکمل ذمہ داری بھی اٹھا لی اور دیگر اخراجات کاغذ سیاہی قلم آمدو رفت بھی اپنے ذمہ لے کر اس فریضہ کو آگے بڑھانے میں مدد کی۔دلچسپی کے باوجود راقم کے کچھ ذاتی مسائل ایسے ہیں کہ عدیم الفرصتی ابھی تک آڑے آرہی ہے مگر چنداں یہ احساس بھی ہے کہ منگرال خاندان اور قریشی ہاشمی خاندان کے صدیوں سے ناطے رشتے ہیں اور ایک دوسرے کی عزتوں کے محافظ

کے بتائے نسب ناموں اور شجروں کو وہ تاریخی بلکہ الہامی شجرے اور نسب نامے تصور کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھاٹوں کا رواج بہت قدیم سے ہے چنانچہ راجپوتانہ کے اکثر راجپوتوں کے ہاں بھاٹ ملازم ہوتے تھے اور شاید اب بھی ہوں جو کئی کئی پشتوں تک کے نسب نامے زبانی بیان کرتے ہیں،، اسی صفحہ پر پھر لکھتے ہیں،، پونچھ کے متصل ہی راجوری ایک مشہور قصبہ ہے جو صوبہ جموں میں واقعہ ہے۔ یہاں کے قدیم فرمانرواؤں کے نسب خواں میراسی ملازم ہوا کرتے تھے۔ جن کو نسب خواں اور بھاٹ کہتے تھے۔ یہ لوگ شادی بیاہ اور خوشی کی دیگر تقریبات پر دست بستہ کھڑے ہو کر نسب خوانی کیا کرتے تھے۔ کچھ شک نہیں کہ جس قوم کی اپنی تاریخ نہیں ہوتی اور جو قوم اپنے بزرگوں کے کارنامے یاد نہیں رکھتی اس کو نسب ناموں اور نسب خوانوں سے بھی کچھ مدد مل سکتی ہے لیکن نسب خواں اس قوم کی تاریخ سے واقف ہو اور طوطے کی طرح زبانی رٹ نہ لگاتا ہو تو کچھ مفید ہو سکتا ہے ورنہ غلط کرسی نامہ اس روشنی کے زمانہ میں جب کہ چھاپہ خانوں نے علم کو بہت سستا کر دیا اور کتابوں کو پہاڑوں غاروں تک پہنچا دیا۔ اور تقلید کی جگہ تحقیق کا دور دورہ ہو رہا ہے کبھی مستند نہیں سمجھا جا سکتا،،

پھر لکھتے ہیں،، بھاٹوں اور نسب خوانوں کی یاداشتیں اور سینہ بہ سینہ روایات خواہ وہ کتنے بڑے مسن بزرگ سے ہی کیوں نہ سنی جائیں جب تک عقل سلیم کے مطابق نہ ہوں اور تاریخی واقعات ان کی تصدیق نہ کرتے ہوں تفریحاً تو ضرور دلچسپ ہو سکتی ہیں لیکن کوئی مورخ ان کو تاریخی رتبہ دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا،، یہاں محمد الدین فوق نے اور کئی تاریخ دانوں کی کتابوں سے حوالے کوڈ کئے ہیں جن سے بہ آسانی یہ پتہ چلتا ہے کہ ان نسب خوانوں بھاٹوں کے شجرے غلط اور بے بنیاد ہیں

صفحہ نمبر 10 پر محمد الدین فوق پھر لکھتے ہیں کہ،، بھاٹوں کی غلط بیانیوں اور مبالغہ آرائیوں اور شجروں اور نسب ناموں کے اختلافات و عجائبات کا تجربہ راقم مولف کو بھی پونچھ کی بعض اقوام کے شجروں سے بخوبی ہو چکا ہے،،۔اس تحقیق و جستجو کے بعد راقم قلم بند کرتا رہا اور کئی تاریخوں کے حصول میں راجہ محمد سوار خان نے راقم کا ساتھ دیا غرضیکہ راقم کے ہمراہ آپ ضلع کوٹلی کے دورہ پر بھی بارہا تشریف لے جاتے رہے فتح پور تھکیالہ (الموسوم نکیال) جو کہ بلند پہاڑوں کی وجہ سے نکیال کہلاتا ہے جس کی اونچائی سطح سمندر سے **4100** فٹ پر واقع ہے جناب اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان کے ہمراہ ہم بھی اس تحقیقی دورہ کے لئے گئے ایک دن اور رات کے قیام کے بعد ہم دونوں واپس کوٹلی کے شہر میں راجہ حق نواز خان منگرال کے ہاں آئے اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان آف فگوش راجہ حق نواز خان آف کوٹلی و گلہوٹیاں راجہ نواز خان آف اینٹی تحصیل سہنہ کے علاوہ سابق چیئرمین راجہ محمود داد خان آف سہر منڈی منگرال خاندان کے وکلاء کے علاوہ کئی دیگر احباب نے اس موقعہ پر ہم دونوں کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی اور وہ خدمات معلومات فراہم کیں جو کتاب ہذا کے لئے ضروری تھیں ان کے علاوہ موضع تھروچی کوٹلی سے راجہ ضمیر احمد خان جو کہ تنظیم اساتذہ کوٹلی کے صدر ہیں نے بھی معلوماتی مواد فراہم کیا ان کے علاوہ حاجی راجہ محمد اقبال خان نمبردار راجہ محمد عظیم خان آف گلہوٹیاں کے بھی ہم مشکور و ممنون ہیں ان کے علاوہ دیگر علاقہ ہائے متذکرہ کے وہ تمام بھائی بزرگ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں جو جو جانی مالی تعاون کیا ہم بصد شکریہ کے ساتھ انہیں سلام پیش کرتے ہیں۔لیکن راجہ محمد سوار خان ہی اس قوم کے وہ چشم و

چراغ ہیں جن کی تاریخی لگن نے راقم کو اس کام کیلئے پابند کیا ورنہ راقم ایک عرصہ
سے اس کام سے باوجود دلچسپی کے بھی کتراتا رہا تو راجہ سوار خان نے بھی راقم کے
ساتھ بڑے دکھ درد جھیلے انہی آیام میں راجہ محمد سوار خان 8/9 ماہ تک علیل ہو کر
ہسپتال چلے گئے اور تاریخ لکھنے کا کام راقم کو اکیلا ہونے کی وجہ سے طوالت میں
پڑ گیا آخر 9 ماہ کے بعد راجہ محمد سوار خان زندگی اور موت کی کش مکش سے نکل کر
گھر پہنچے تو ہم دونوں نے پھر نئے عزم و حوصلہ سے اسے دوبارہ شروع کیا بے
شک راجہ محمد سوار خان اس تاریخ کے بانی ہیں اور بانی کی حیثیت میں اپنی قوم میں
سامنے آئے ہیں اور اس اعزاز کے وہی حق دار ہیں۔ایسی خطرناک راہوں پر چلنا ہر
کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہوتی آپ اس تاریخ میں بطور معاون بھی کام
کرتے رہے اور راقم کو مواد فراہم کرتے رہے اور ہمیشہ اپنی رائے سے بھی نوازتے
رہے جن جن علاقوں سے ہمیں تاریخی مواد ملا اس پر تحقیقی نظر ثانی کے بعد راجہ محمد
سوار خان نے مجھے نوٹ کرنے کی اجازت دی۔اور کسی غلط شجرہ کو کتاب میں نہیں
لکھا گیا جن جن افراد یا خاندانوں کو تاریخ میں جگہ نہیں ملی انہیں بر وقت اپنی خامی
سے مطلع کیا گیا کہ آپ کا شجرہ درست نہیں یا دیگر جو بھی خامی تھی دوسری بات کہ
بے شمار لوگ تاریخ ہذا میں نہیں درج ہوسکے یہ ان کی اپنی لاپرواہی تھی کہ ترتیب
تاریخ کے دوران وہ اپنی معلومات پہنچا نہ سکے ان تمام وجوہات کا تاریخ منگرال
راجپوت جلد دوم میں ہی سد باب ہو سکتا ہے۔تاریخ کی ترتیب کی راہیں بڑی کٹھن
[illegible] مصائب والم سے گذر کر ہی پتہ چلتا ہے اس دوران کئی ایسے واقعات بھی ہمیں
[illegible] آتے رہے جو یہاں لکھنا میں سمجھتا ہوں کے باعث تحقیر ہے لیکن یہ سب کچھ
[illegible] وقت برداشت ہوتا ہے جبکہ مقصد سے لگن ہو اور منزل پر پہنچنے کا مستقل

ارادہ ہو کوئی بھی اچھا کام فلاحی اجتماعی کسی لالچ کے پیش نظر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ پایہ تکمیل تک وہی کام پہنچتا ہے جسمیں جذبہ خدمت خلق کے ساتھ ساتھ اس کام کا صلہ رب ذوالجلال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایسے اجتماعی کاموں کو اگر کسی لالچ یا خود غرضی کی بناء پر شروع کیا گیا ہو تو وہ ہمیشہ ادھورا ہی رہ جاتا ہے آخر میں ہم تمام بھائیوں بزرگوں امت مسلمہ کے تمام بھائیوں سے معافی کے خواستگار ہیں اگر اس تحریر میں کوئی کسی طبقہ کے خلاف گستاخی سہواً ہو گئی ہو تو معاف کردیں اور ہمیں باخبر رکھیں۔

فقط والسلام

مولف تاریخ میاں محمد الیاس ہاشمی

آف دیر کوٹ آزاد کشمیر

وبانیء تاریخ

راجہ محمد سوار منگرال راجپوت

آف گوگا چھجانہ تحصیل کوٹلی ستیاں

چند اشعار گوش گذار کرتے ہیں

از عابد حسین

,,اجڑے ہوئے لوگوں سے گریزاں نہ ہو اکر
حالات کی قبروں کے یہ کتبے بھی پڑھا کر

وہ آج بھی صدیوں کی مسافت پہ کھڑا ہے
ڈھونڈا تھا جسے وقت کی دیوار گرا کر

ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کر دے
تنہائی کے لمحوں میں کبھی رو بھی لیا ک

اے دل تجھے دشمن کی پہچان کہاں
تو حلقہ یاراں میں بھی محتاط رہا

اس شب کے مقدر میں سحر ہی نہیں محسن
دیکھا ہے کئی بار چراغوں کو بجھ

انساب میں اختلاف رائے

جیسا کہ قارئین کو علم ہو گا کہ حکمران طبقہ کی ہر دور میں تاریخ لکھی جاتی رہی مگر متوسط طبقہ کو ان تاریخوں میں نظر انداز کیا جاتا رہا جس کی وجہ سے اس طبقہ کا مستند شجرہ حاصل کرنا جان جوکھوں کا کام بن گیا اور ان شجرہ جات کے تسلسل کو برقرار رکھنا بھی انتہائی دشوار ہو گیا حتیٰ کہ جن حکمرانوں نے فرائض حکومت سر انجام دیئے تھے ان کی اولادیں زوال پذیر ہو گئیں تو ان کے شجرے تاریخوں میں اب کون لکھے اس طرح بعض بادشاہوں راجاؤں کے حالات لکھتے ہوئے مورخین نے یوں کیا کہ ایک بادشاہ کی سوانح عمری لکھی اس کی بادشاہی اس کی اولادوں کے ہاتھ نہ آئی حتی کہ اسی خاندان کی چھٹی پشت میں پھر کوئی حکمران دربار حکومت میں تاج شاہی پہنتا ہے تو مورخین نے گذشتہ تاریخوں میں یوں کیا کہ فلاں راجہ کی حکومت ختم ہو گئی پھر چھٹی پشت بعد اسی راجہ کی اولادوں میں سے فلاں بن فلاں حکومت کرنے لگا گویا یہاں شاہی خاندانوں کے شجرہ کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ درمیانی ناموں کے لکھنے کی مورخین نے زحمت گوارہ نہیں کی کیونکہ یہ حکومتی تاریخ لکھتے تھے خاندانی تاریخ کو سابقہ مورخین نے نظر انداز کیا جس کی وجہ سے قبیلائی تاریخ کے مصنف کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں پھر جا کر کبھی شجرہ کی کڑیوں کو ملانے والے درمیانی نام کبھی ملتے ہیں اور کبھی نہیں ملتے نمبر۲ عربی النسل اقوام میں یہ روایت پائی جاتی تھی کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنے آباؤ اجداد کے نام شجرے زبانی تحریری محفوظ رکھتے اور دوسرے قبیلوں پر برتری کے طور پر وہ اپنا شجرہ بیان کر کے فخر و تکبر کے مرتکب ہوتے اور اپنی نسبی بڑائی دوسروں پر جتاتے تھے دور اسلام میں آ جانے کے بعد بھی اسلام کے مطابق وہ اپنے شجروں کو محفوظ رکھ کر آنے والی نسلوں تک پہچان و تعارف کی غرض سے پہنچاتے رہے جبکہ اس کے مقابل

ہندوستان کی اقوام میں انساب کو محفوظ کرنے یاد رکھنے کی کوئی روایت نہ تھی۔
بلکہ انہیں علم تاریخ سے کوئی لگاؤ نہ تھا اور ان میں تاریخی فقدان کی واضح طور پر مسلم مورخین نے نشاندہی بھی کی ہے۔ بہت بعد کے دور میں جا کر آریاؤں نے اپنے خون کو دوسروں کے خون سے متمیز رکھنے کے لئے چار طبقات وضع کئے جو برہمن کھتری ویش اور شودر کے نام سے مشہور ہوئے اس زمانہ کے بہت بعد برہمن اور کھتری دوطبقات جو اونچی ذات کہلاتے تھے انہوں نے اپنے شجروں کے تحفظ کے لئے ایک طبقہ مقرر کیا جو کرسی دار بھاٹ داستان گو کے نام سے مشہور تھے یہ لوگ بڑے بڑے حکمرانوں کے درباری طبقہ میں بھی رہ کر ان کے خوشامدی رہے یہ طبقہ حال تک علاقوں میں گاہے گاہے پایا جاتا ہے جو شادی بیاہ دیگر اسلامی تقریبات کے موقعوں پر لوگوں کے گھروں کا چکر لگاتے ہیں زبانی ہر ایک کا شجرہ پڑھکر سناتے ہیں نقول شجرہ جاری کرتے ہیں اور انعام و اکرام سے نوازے جاتے ہیں راقم نے چند ایسے بھاٹوں کے اس ریکارڈ کا ملاحظہ بھی کیا جو کہ تاریخی طور پر بالکل غلط ہے اور اس ریکارڈ کو تاریخ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے یہ لوگ روپیہ پیسہ انعام و اکرام کی غرض سے بہت ہی خوشامدی ٹولہ ہے جو غلط نقول شجرہ جاری کر کے ہر خاندان کی تاریخ کو گومگو بنا چکا ہے یہ فرضی شجرے کوٹلی آزاد کشمیر میر پور وغیرہ سے راجاؤں کے کرسی دار بھاٹ جاری کرتے رہے۔ایک ہی شجرہ نویس ایک ہی خاندان کے لوگوں کو مختلف شجرے جاری کر کے انعامات رقوم حاصل کرتا رہا یہ تمام شجرے جو کہ پندرہ بیس راقم کی نظر سے گذرے ہیں ایک سے ایک مختلف ہے اور ان تمام شجروں میں راجہ ہافی دیو سے اوپر حضرت نوحؑ تک کسی میں کتنی پشتیں اور کسی میں کتنی پشتیں ہیں پورے نام ایک شجرہ سے دوسرے میں مختلف ہیں اور کوئی نام یہ ظاہر نہیں کرتا کہ یہ آریہ خاندان سے تعلق رکھنے والوں کا شجرہ ہے یا سابقہ

اقوام ہند کا ہے اس طبقہ کی پہلے زمانہ میں کوئی باز پرس نہ تھی جبکہ زمانہ حال میں یہ شجرہ جات تاریخی طور پر تاریخوں میں ضبط تحریر ہوتے ہیں مورخین مصنفین ایک دوسرے کی کتابوں پر تائید و تنقید کے دونوں پہلوؤں پر لکھتے ہیں اور اقوام کے سامنے بھی مصنف جواب دہ وذمہ دار ہوتا ہے جبکہ سابقہ دور کے یہ کرسی دار بھاٹ لوگوں کے شجرہ جات کے بارے میں سیاہ سفید کے مالک تھے۔ ان موصولہ شجروں میں راجہ ہافی دیو سے نیچے کے نام درست ہیں اور ایک دوسرے سے تقریباً ملتے ہیں یہ واقعہ تقریباً 7 صدی قبل کا ہے جبکہ راجہ ہافی دیو بیکانیر سے نکل کر سیالکوٹ آئے تاریخ پاک و ہند کے مصنف نے بھی یہ تسلیم کیا ہے جبکہ یہ درباری بھاٹوں کا ٹولہ اپنی غلط بیانی اور خوشامدی کی وجہ سے اقوام کو اپنے شجروں اور تاریخ سے گمراہ کر چکا ہے۔انہی ہر دو وجوہات سے شجروں میں اختلاف رائے کا پیدا ہونا ممکن ہے سابقہ ہندوؤں میں تاریخی فقدان کو مسلم مورخین نے بڑی محنت و جستجو سے قدرے پورا کیا انہی وجوہات سے شجرہ میں ربط اور تسلسل کا برقرار رکھنا بہت مشکل ہے راقم نے بے شمار تاریخوں کتابوں سے ایک ایک نکتہ چن چن کر اسے جمع کیا اور قارئین کرام کے لئے پیش کیا قارئین خود ہی مطالعہ کے بعد اندازہ لگا سکتے ہیں۔

تاریخ سے عدم دلچسپی

لوگ ماضی کے بجائے حال پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔زمانہ حال کی گونا گوں مصروفیات میں گم سم رہتے ہیں۔ خصوصاً اس مہنگائی اور مادہ پرستی کے دور میں ہر انسان دن رات مصروف رہتا ہے اسے وقت بہت کم ملتا ہے بقول شاعر

،اپنے مستقبل کو تو ماضی کے آئینہ میں دیکھ،

،نام کر پیدا کہ اب تک کچھ نشاں باقی تو ہے،

مورخین کا قول ہے کہ کسی بھی معاشرہ کی اخلاقی قدریں تب ہی پامال ہوتی ہیں۔جبکہ اس معاشرہ کے نوجوان اپنے بزرگوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں،، تاریخ تہذیب و تمدن کا ایک ایسا آئینہ ہے جسمیں انسانیت کے جملہ خدوخال اپنی تمام خوبیوں خامیوں کے ساتھ بڑی وضاحت سے اجاگر ہوتے ہیں،، علم تاریخ وہ علم ہے جو آئینہ کی طرح دور ماضی کو سامنے لاتا ہے جن قوموں کو اپنے حالات بہتر بنانے کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ موازنہ کرتے ہیں کہ ہمارے فلاں بزرگ نے غلطی کی تھی جس کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں ہمیں ایسی غلطی سے بچنا چاہیے۔ یا ہمارے فلاں بزرگ نے فلاں اچھا کام کیا تھا جس کا آج ہمیں پھل مل رہا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ کیا ہے،، کے زیر عنوان لکھا جا چکا ہے کہ تاریخ کی دنیا میں کتنی بڑی اہمیت ہے آسمانی کتب قرآن الحکیم میں بھی پیغمبروں کے اور امتوں کے حالات ہمارے لئے باعث عبرت و تقلید ہیں زمانہ حال کی دوڑ میں مگن لوگ تاریخیں لکھنے والے لوگوں کو پاگل اور نکما تصور کرتے ہیں ۔ لیکن انہیں یہ علم نہیں کہ وقت پڑنے پر کئی لوگوں کو اپنے دادا کا نام تک نہیں ملتا یہ تاریخ سے عدم دلچسپی کا بدلہ ہے۔ احادیث نبویؐ سے ثابت ہوتا ہے کہ تم اپنے انساب کو سیکھو(یاد رکھو ، محفوظ کرو) فخر و تکبر یا دوسروں پر برتری

جتانے کی غرض سے نہیں بلکہ قرابتداری حقوق وراثت کے علاوہ تعارف و پہچان کے لئے تا کہ تم قرابتداروں سے صلہ رحمی کر سکو اور تم کسی دوسرے خاندان سے منسوب ہو کر کہیں اپنے آباؤ اجداد کو نہ چھوڑ بیٹھو کیونکہ ایسا کرنا کفر ہے بحوالہ مسلم و بخاری ۔ جولوگ آج مصنف کے بلانے پر چھپتے ہیں اور اپنے کوائف فراہم کرنے سے کتراتے ہیں آنے والے وقت میں وہ اور انکی نسلیں کہاں سے شجرہ جات حاصل کریں گی۔ تاریخ میں تو لکھے گئے لوگوں کو یہ سہولت تاریخ سے میسر ہوگی جبکہ انہیں یہ سہولت میسر نہ ہو گی۔ تو مندرجہ بالاتحریر سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تاریخ میں حصہ نہ لینا عدم دلچسپی برتنا کتنا نقصان ہے۔ یہ لوگ آنے والی نسلوں کو کیا منہ دکھائیں گے کہتے ہیں وہ قوم نہیں جس کی تاریخ نہیں وہ ایک نہ ایک دن اپنا شجرہ بھول کر دوسری رشتہ دار قوموں میں گڈ مڈ ہو کر اپنا وجود اپنا تعارف کھو دیتی ہیں۔ ایسی قوموں کے افراد پر ترقی کی تمام منازل کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی شخصیت کو ہرگز اجاگر نہیں کرسکتیں آج کی باتیں آج کے واقعات زمانہ مستقبل پر گہرے نقوش مرتب کرتے ہیں۔آج کے واقعات کل کی تاریخ بن جاتے ہیں۔لہذا تاریخ میں حصہ لینا دنیا میں سر بلندی اور حصول حقوق میں جرتمندی کے مترادف ہے اور تاریخ ہی وہ علم ہے جو قوموں کو ترقی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔ گویا آپ تاریخ سے عدم دلچسپی کے مرتکب ہو کر اپنی آنے والی نسلوں کے ساتھ اپنے ہاتھوں ہی سے ظلم ڈھا رہے ہیں۔

ناموں کے ساتھ لفظ،،میاں،،کا استعمال

ہمارے ہاں آزاد کشمیر و پنڈی مری کوٹلی ستیاں میں میاں اس کو کہا جاتا ہے جو امام مسجد کا فریضہ انجام دے رہے ہوں یا دینی تعلیمات میں دیگر افراد علاقہ پر فوقیت رکھتا ہو دوسرے نمبر پر میاں ایک بڑائی کا لفظ ہے جو کسی خاندان کے معزز و محترم شریف النفس ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ مسلم اقوام جو کہ مبلغ دین کی حیثیت سے برصغیر پاک و ہند میں آئیں جن میں اکثریت خاندان قریش کی تھی مثلاً اعوان، ملک، شیخ، ہاشمی، عباسی، سادات وغیرہ یہاں برصغیر میں لفظ میاں ،قاضی اورشاہ ان اقوام کے لئے مختص کیئے گئے اور ان کی علیحدہ شناخت کے طور پر یہ القاب ان کے ناموں کے ساتھ استعمال ہوتے رہے۔ یہ لوگ عربی النسل تھے جنہوں نے پہلے پہل برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ اسلام کا پرچار کیا۔ان کے اس عمل و کردار کی وجہ سے بھی انہیں لفظ میاں سے نواز کر ان کی شرافت بڑائی و بزرگی کی حدود کو قائم رکھا۔تاریخ اقوام کشمیر جلد دوئم صفحہ نمبر 218 پر مصنف محمد الدین فوق لفظ میاں کے زیر عنوان یوں لکھتے ہیں کہ ،، ریاست جموں کے ڈوگرے راجپوت عرصہ دراز سے ،میاں،کہلاتے تھے۔ یہاں تک کہ مہاراجہ سرزنبیر سنگھ اور ان کے بعد مہاراجہ سرپرتاب سنگھ اور ان کے جانشین موجود فرمانروائے جموں و کشمیر ہنز ہائنس مہاراجہ سرہری سنگھ بہادر ولی عہدی کے ایام میں ،میاں،،ہی کہلاتے تھے۔لیکن مہاراجہ سرپرتاب سنگھ کے زمانہ سے ڈوگرے راجپوت میاں کے بجائے ٹھاکر اور ولی عہد حکومت ،مہاراج کمار، کے نام سے موسوم ہو رہے ہیں۔ان کے علاوہ یہ لفظ

مسلمانوں میں بھی مستعمل ہے پونچھ کے وزیر میاں نظامدین میاں ہی کہلاتے تھے۔
بلکہ ان کے خاندان میں اب تک یہ لفظ ہر شخص کے نام کے ساتھ برابر موجود ہے
سیدان رجوعہ چنیوٹ جھنگ کے سب سادات میاں کہلاتے ہیں۔ اس علاقہ کے
بڑے بڑے زمینداروں کو بھی میاں کہتے ہیں۔ باغبانپورہ لاہور کی میاں فیملی مشہور
ہے جس میں جسٹس میاں شاہدین میاں سر محمد شفیع وغیرہ نامور لوگ ہو گذرے
ہیں۔راجپوتوں میں بھی یہ لفظ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔جیسے خان بہادر
میاں الطاف حسین میاں سر فضل حسین دیہات.میں عموماً امامان مسجد میاں ہی کہلاتے
ہیں۔ یہ لفظ عزت و احترام کا ہے،، منگرال گوت جو کہ آرین .راجپوت ہیں۔ان
کے کچھ لوگ گجرات میں آباد ہیں جو ناموں کے ساتھ لفظ میاں کا استعمال کرتے
ہیں ان کا دوسرا خاندان جو کہ منگرال ہے اور موضع کرور تحصیل کوٹلی ستیاں میں آباد
ہے میاں نادر خان کی اولادیں ہیں اور منگرال راجپوت ہیں مگر پشت ہا پشت سے
امامت درس و تدریس سے ان کی وابستگی کی وجہ سے اپنے ناموں کے ساتھ میاں
ہی لکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ تحصیل مری میں بھی امامت و درس وتدریس سے وابستہ
ماضی و حال میں ناموں کے ساتھ اکادکا لفظ میاں کا استعمال ہوتا رہا ہے جبکہ کوٹلی و
سہنسہ آزاد کشمیر کے علاقوں میں بھی کئی علمائے دین امامان مساجد کے ناموں کے
ساتھ لفظ راجہ کے بجائے اکا دکا میاں لکھا جاتا رہا ہے حالانکہ اس علاقہ میں منگرال
راجگان کی بہت وسیع اکثریت ہے اور اکثریت میں ناموں کے ساتھ لفظ راجہ ہی
لکھتے ہیں۔تو ثابت یہ ہوا کہ یہ لفظ میاں بطور احتراماً کسی کی بزرگی و شرافت و
معزز ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔

،ورثہ،

(ازقلم محمد سہیل خان منگرال اسلام آباد)

جی نائن فوراسلام آباد سے حاجی راجہ محمد سہیل خان منگرال لکھتے ہیں،،یہ ستمبر 1968 کا ذکر ہے میرے دادا مرحوم زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے۔ طویل علالت کے باوجود اپنے آخری ایام میں بھی انہوں نے نماز ترک نہ کی اور اشاروں سے بستر مرگ پر نماز ادا کرتے رہے۔ میرے تایا جان اورمیری والدہ اس واقعہ کے راوی ہیں دادی مرحومہ سے بھی میں نے یہ واقعہ سنا ہے کہ تمہارے دادا مرحوم نے تمہاری والدہ مرحومہ کو آواز دے کر بلایا اور کہا کہ میر عالم کو بلاؤ جو کہ میرے تایا تھے یہ دونوں ان کے بستر کے قریب گئے تو دادا جان نے کہا کہ جاؤ اور دونوں بیس بیس روپے لے آؤ میری والدہ نے پورے چالیس روپے لا کر سامنے رکھ دیئے مگر انہوں نے اصرار کیا کہ میر عالم اپنے حصے کے روپے خود دے گا چنانچہ تایا صاحب نے اپنے حصہ کے بیس روپے خود دیئے۔اس دور میں چاندی کے ایک ایک روپے کا سکہ ہوا کرتا تھا جب چالیس روپے داداجان کے پاس جمع ہو گئے تو میرے تایا جان میر عالم خان سے کہا کہ بیٹے جاؤ اور گاؤں کے جتنے نادار غریب لوگ ہیں انہیں بلا لاؤ بلکہ ہر ایک کا نام لے کر بلاؤ تایا جان گئے اور سب کو بلا لائے دادا مرحوم نے کہا کہ ان کو قطار میں کھڑا کرو سب کو قطار میں کھڑا کیا اور ایک ایک کا نام پکارتے گئے اور ایک ایک روپیہ فی کس دیتے گئے اس دور میں ایک روپیہ بڑی طاقت رکھتا تھا یہاں تک کہ 39 روپے تقسیم کر چکے جب چالیسواں

نام پکارا اور چالیسواں روپیہ دینے لگے تو سکت نہ رہی روپیہ ہاتھ سے سینے پر گر گیا اور آدھا نام زبان پر رہا روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔دولت مند لوگ فوت ہوتے ہیں اپنی بیش بہا دولت کوٹھیاں اراضیات مال مویشی چھوڑ جاتے ہیں اور ورثاء ان اثاثہ جات کو تقسیم کر لیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ وراثت میں حصہ دار بن گئے ہیں مگر جب بھی میں اس واقعہ کو سوچتا ہوں تو دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوں کہ کیا خوب تھے میرے دادا مرحوم کے جو نزاع کے عالم میں بھی نیکی کے اس تصور سے غافل نہ تھے جو پیغام انبیاء صلحاء کرام نے دیا اور مرتے مرتے بھی ہمارے لئے ایسا روحانی ورثہ چھوڑ گئے جس سے آنے والی نسلیں رہتی دنیا تک روحانی فیض حاصل کرتی رہیں گی،، از قلم حاجی راجہ محمد سہیل خان منگرال جی نائن فور اسلام آباد۔

گوتوں کا مشہور ہونا

متذکرہ خاندان منگرال راجپوت جو کہ راجہ منگل راؤ کے نام پر منگرال کہلاتا ہے بنیادی طور پر یہ خاندان آریہ کی ایک شاخ ہے جو کہ چندر بنسی پانڈو ہے لفظ آریہ کی کوئی مستند تاریخی طور پر وجہ تسمیہ راقم کو ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی کہ راقم لفظ آریہ کی وضاحت بیان کر سکے چنداں کتابوں سے جو حوالے ملے ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں مورخین میں اختلاف رائے اسی وجہ سے ہے کہ وہ کوئی مکمل ٹھوس تحقیق تک ابھی نہیں پہنچ سکے اس بات پر زیادہ مورخین متفق نظر آتے ہیں کہ آریائی اقوام وسط ایشیاء سے ہندوستان میں شمال مغربی دروں کے راستہ سے داخل ہوئیں ٹیکسلا سندھ اور پنجاب میں زمانہ قدیم میں ان کا عمل دخل رہا اس کے بعد جب ان میں کثرت تعداد ہوئی سرسبز زرخیز زمینوں کی تلاش میں یہ اقوام شمالی ہند راجپوتانہ (آریہ ورت) کی طرف بڑھتی گئیں سابقہ اقوام دراوڑی وغیرہ کو تہہ تیغ کرتی ہوئی متذکرہ علاقوں میں آباد ہو گئیں۔لفظ آریہ جیسا کہ آدمؑ سے ذاتیں گوتیں کسی موروث اعلیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہوتی آئی ہیں تو کیا آریہ کسی بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے۔ جیسا کہ بعض اقوام مورثان کے صفاتی ناموں پر بھی مشہور ہیں تو کیا یہ ذاتی نام ہے یا صفاتی ہے تاریخ جنجوعہ راجپوت حصہ دوئم از محمد انور خان جنجوعہ اپنی متذکرہ تصنیف میں لکھتے ہیں از قلم راجہ عبدالطیف خان جنجوعہ آف دھرم سال پونچھ صفحہ نمبر 7 زیر عنوان گذارش،، کہ یہ راجپوت اقوام جن کی گوتوں پر آج ہزاروں قبائل موجود ہیں جو حسب و نسب کے لحاظ سے حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے بھائی حضرت اسحاقؑ کے چھ فرزندوں میں سے چوتھے فرزند،آر،کی اولاد جو آرین کہلائے،، فاضل مصنف یا مضمون ،گذارش ،لکھنے والے راجہ عبدالطیف خان نے کسی مستند تاریخ یا روایت کا یہاں ذکر نہیں کیا جس

سے راقم اتفاق کر سکے یوں تو یہ بات بالکل برمحل ہے کہ،آر،نامی بزرگ کی اولادیں آریہ کہلائیں مگر اس میں حضرت اسحاقؑ کا کیا کوئی،آر،نامی بیٹا تھا اگر تھا تو شجرہ ہی بتا سکتا ہے یا تاریخ بتا سکتی ہے جبکہ کتابوں شجروں کی ورق گردانی سے راقم کو تاحال کوئی ایسے شواہد نہیں مل سکے اس کے بعد تاریخ کھرل پنوار از عبدالرزاق جنجوعہ بھی اسی پر زور دیتے ہیں کہ آریہ قوم کی اصل حضرت ابراہیمؑ سے ہے انہوں نے اپنے ان بیانات کے دلائل میں کسی ٹھوس تاریخی حوالہ کا ذکر نہیں کیا تاریخ تمدن ہند جو کہ انگلش میں انگریز تاریخ دان کی کاوش ہے مترجم اردو میں سید علی بلگرامی آریہ قوم کی اصل کے زیر عنوان صفحہ نمبر 239 پر لکھتے ہیں ،، آریہ اقوام ،، لفظ آریہ کا اطلاق ان اقوام پر ہوتا ہے جن کی جلدیں سفید اور بال سیاہ تھے یہ اقوام ایک ہی زبان بولتی تھیں جس کا نام،، آریک،، تھا یہ اصل زبان تو مفقود ہو گئی لیکن سنسکرت اسی سے مشتق ہے آریہ اقوام تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیحؑ میں کابل کے دروں سے ہندوستان آئیں یہ کچھ تو خانہ بدوش تھیں اور کچھ بستیوں میں رہنے والیں،، مندرجہ بالا الفاظ میں آریہ کی وجہ تسمیہ بیان ہو رہی ہے جبکہ تاریخ پاک و ہند کے مصنف نے لکھا ہے کہ یہ اقوام دو بیلوں کو ایک پنجالی میں جوت کر زراعت کاری کرتی تھیں اور بڑے ماہر زمیندار ہونے کی وجہ سے آریہ کہلائے اس بات سے بھی راقم کو مکمل اتفاق نہیں ہوتا۔اس سے بہتر تو فاضل مصنفین جنجوعہ کا بیان کسی طریقہ سے درست ہے مگر تاریخ و شجرہ سے یہ علم ہوتا کہ،آر،نامی حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے ضروری ہے غرضیکہ میری زیر نظر کسی تاریخ نے آج تک کسی مستند روایت سے یہ ثابت نہیں کیا کہ جسے انسانی عقل تسلیم کر لے کہ آریہ کی وجہ تسمیہ یوں ہوئی ہے محمد الدین فوق لکھتے ہیں کہ ،، جنگ مہا بھارت کے بعد راجپوتوں کے کچھ قبیلے عرب عراق ایران میں جا بسے تھے جو اپنی جنگجویانہ اور

جوانمردی کی وجہ سے وہاں بھی نمایاں رہے ،، اکثر تاریخوں میں مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ آریہ وسط ایشیاء کے ملکوں سے کثرت تعداد خشک سالی قحط اور زرخیز زمینوں کی تلاش میں مرحلہ وار حالیہ پاکستان کے شمال مغربی دروں سے گذر کر ہندوستان میں داخل ہوئے کسی تاریخ نے ان کے شجرہ کے بارے میں یہ بھی نہیں لکھا کہ یہ لوگ حضرت نوحؑ کے تین بیٹوں میں سے کس بیٹے کی اولاد ہیں جبکہ حضرت نوحؑ کے تین بیٹوں کی اولادوں نے پوری دنیا کو آباد کیا یہ بھی نہیں لکھا کہ یہ قوم حامی النسل یا سامی النسل یا یافثی النسل ہے جس سے مزید تحقیق کی راہیں کھل سکیں۔ تاریخ کے میدان میں ابھی تک یہ معمہ حل طلب ہے ہندوستان میں آنے کے بعد راجپوتوں کی تاریخ باقی اقوام پر پردے ڈال چکی ہے یعنی ان کی سنہری تاریخ ہے خواہ ہندو ہوتے ہوئے بھی اور اسلام لانے کے بعد بھی اس قوم نے بڑے عظیم لوگ پیدا کئے ہیں اور اسلام کے ساتھ ساتھ ہر میدان میں نامور رہے ہیں ملک و قوم کے سربراہ لیڈر ہیں اور رہے ہیں جیسے جناب علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ جو کشمیری راجپوت تھے مصنف محمد الدین فوق مرحوم جنہوں نے قلم کے زور سے اقوام کی تاریخ کو اجاگر کیا ڈار راجپوت قبیلہ سے تھے اور کئی بے شمار شخصیات کا تعلق راجپوت قبیلہ سے ہے تاریخ ستی از صبیر ستی جلد اول کے صفحہ نمبر ۴۴ پر ،، ہنما منشی ،، کے زیر عنوان تحریر کرتے ہیں مشہور انگریز مورخ ہروڈوٹس کے حوالہ سے کہ ان آریاؤں کے تین بڑے قبیلے تھے نمبر 1 پازارگد نمبر 2 مارفینس نمبر 3 مارپینس لکھتے ہیں،، ۵۵۰ ق م میں ایران کا بادشاہ جو اسی قبیلہ سے تھا کورش اعظم سائرس نامی بائیبل میں اس بادشاہ کا نام خسرو اعظم جبکہ قرآن کریم نے اس بادشاہ کو ذوالقرنین کا نام دیا ہے اس خاندان کے بارہ بادشاہ نکے بعد دیگرے بادشاہی کرتے رہے مورخین لکھتے ہیں کہ ایرانی آریہ مظاہر قدرت کی عبادت کرتے تھے آریہ عراق ایران

کے علاوہ یورپ میں بھی جا بسے تھے تاریخ ستی کے صفحہ نمبر ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ ایران ایک وسیع و عریض سلطنت تھی اس کے تیس صوبے تھے ۔ صوبوں کے والی شاہی خاندان کے شہزادے ہوتے تھے شاہی خاندان کی عورتوں میں پردے کا رواج تھا۔ ایک سے زائد شادیاں کی جا سکتی تھیں ایک خدا کو مانتے تھے اور آگ کو مظہر خداوندی سمجھتے تھے مردوں کو موم میں لپیٹ کر دفن کر تے تھے اسی تاریخ میں کیٹھوال قبیلہ کا نسبی تعلق صیبر ستی خسرو اعظم ذوالقرنین سے بیان کرتے ہیں تاریخ ستی کے صفحہ نمبر ۴۰ پر لکھتے ہیں،، قدیم ایران کے زیر عنوان کہ چار ہزار سال قبل مسیح میں ایران میں آریائی پامیر کے راستے داخل ہوئے اور میڈیا اور پارنس میں آباد ہو گئے یہ قدیم آرین،، آل ماد،، بھی کہلاتے تھے،، مضمون گوتوں کا مشہور ہونا لکھتے لکھتے راقم دور جا نکلا ذرا واپس آتے ہیں راجہ پانڈا کے نام سے چندر بنسی گوت کے افراد پانڈو مشہور ہو گئے پھر اسی پانڈوان کی نسل میں شجرہ آگے چلتے چلتے راجہ منگل راؤ کے نام پر اولادیں منگرال مشہور ہو گئیں اب منگرالوں میں بھی کئی ذیلی گوتیں داداؤں کے ناموں پر مشہور ہیں جیسے سید خان سے سیدال عبداللہ خان کی اولادیں عبداللیال نصراللہ خان کے نام سے نصر اللہ اللیال وغیرہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ جب سید خان کی اولاد سیدال کہلانا شروع ہوگئی اور منگرال یا آریہ نام کو بھول گئی یا سیدال زیادہ لکھنے پکارنے لگ گئی تو کوئی دیگر قبیلہ منگرال سے تعلق رکھنے والا ان سیدالوں کو منگرال لکھنے سے روک نہیں سکتا کیونکہ سیدا خان تو منگرال ہی تھے لہذا بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں سیدال ہے منگرال نہیں آپ نے اسے تاریخ میں منگرال کیوں لکھدیا یہ سب فضول ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نسب بدلنا کفر ہے اگر کوئی جان بوجھ کر کفر کا مرتکب ہو رہا ہے اپنے والد کو دیدہ دانستہ چھوڑ کر حرامی بن رہا ہے تو اسے برائی سے روکنا

ضروری ہے باقی یہ اعتراض کہ جی وہ سیدال ہے منگرال نہیں فضول ہے ۔ حالانکہ وہ بلا وجہ آپ کے باپ کا بیٹا بن رہا ہے (یعنی بہ الفاظ دیگر حرامی) تاریخ لکھنے والے کا صرف اتنا فرض بنتا ہے کہ اگر شبہ پڑ جائے تو ریکارڈ مال کا فرد طلب کر کے مصنف تسلی کر سکتا ہے کہ آیا یہ آدمی منگرال ہے یا کسی دوسرے خاندان سے ہے نمبر ۲ استفسار کیا جاتا ہے کہ آپ کس خاندان سے ہیں اگر کچھ لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ ہم ماحول معاشرہ میں زمانہ قدیم سے منگرال ہی کہلاتے آئے ہیں تو اس میں مصنف کا کیا قصور ہے اگر کوئی غلطی پر ہے تو کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ اس کا ریکارڈ چیک کر سکتے ہیں مصنف کو تو جو روایات یا دستاویزات ملتی ہیں وہ اس پر تحقیق کرتا ہے تسلی کرنے کے بعد لکھتا ہے اس بات کا انحصار تو موصولہ ریکارڈ پر ہے روایات پر ہے یہاں پر کسی کی تاریخ پہلے سے نہیں لکھی گئی تو اس بحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ قبیلے گوتیں کسی مشہور مورث اعلیٰ کے ناموں پر مشہور ہوتے ہیں راجپوت جو آریہ النسل ہیں ان کی دور حاضر میں ہزاروں کی تعداد میں گوتیں بن چکی ہیں تو ان گوتوں کے دعواء راجپوتی کو کس طرح جھٹلائیں گے آخر میں قارئین سے گذارش ہے کہ وہ سوالات جو میں حل نہ کر سکا یا اس کتاب میں کوئی خامی یا غلطی جو عملاً یا قصداً نہیں کی گئی سے مطلع فرمائیں تا کہ جلد دوئم میں ان تمام خامیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

،اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش،
،میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند،

علامہ اقبالؒ

تاریخ کیا ہے

القرآن،، لیس الا نسان الا ماسعی

ترجمہ: انسان کو اپنی کوشش کے مطابق ملتا ہے،

تاریخ جنجوعہ از محمد انور خان جنجوعہ جلد دوئم کے الفاظ میں تاریخ کی افادیت پر غور فرمائیں "تاریخ کا مطالعہ افراد اور اقوام کی اخلاقی اصلاح اور سیرت سازی میں جس قدر مفیداور معاون ہے اس کا پتہ اس بات سے بھی چلتا ہے کہ صانع کائنات نے بھی علم تاریخ کو بہت اہمیت عطا فرمائی ہے۔اپنی آسمانی کتب زبور توریت انجیل اور قرآن الحکیم نازل فرمائیں تو آدمؑ اول سے تاریخ کو شروع کیا ۔تا کہ انسان ان سے عقیدت اور رہنمائی حاصل کر سکے"

تاریخ سندھ از غلام رسول مہر حصہ گذارش میں. تاریخ کی اہمیت پر یوں رقمطراز ہیں ،، کہ قوموں میں زندگی کے جذبوں اور ولولوں کو تازہ رکھنے اور ان کے افراد کی رگوں میں جوش عمل کا نیا خون دوڑانے کا سب سے اہم ذریعہ قومی تاریخ ہے۔ قومی تاریخ ہی کے صفحات پر اسلاف کرام کے بلند پایہ کارنامے آنے والی نسلوں کے لئے مستقل درس حیات بن جاتے ہیں ۔ اسی آئینے میں ہر قوم اپنے ماضی کو بے نقاب دیکھ سکتی ہے اور عروج و زوال کے اسباب وعوامل پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنے مستقبل کے خدوخال درست کر سکتی ہے۔جس قوم کے سامنے اپنی تاریخ جامع صورت میں موجود نہ ہو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ زندگی کے میدان میں محرکات عمل کے ایک بڑے وسیلے سے محروم ہے،،

" تو یہاں یہ کہنا درست ہو گا" کہ جو قومیں اپنی قومی تاریخ سے غفلت برتتی ہیں تو انہیں مٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا" شاعر نے کیا خوب کہا ہے

،وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی گھڑیوں نے،

،لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی،

دراصل تاریخ تہذیب و تمدن کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں صدیوں پرانے اسلاف و انسانیت کے تمام خدو خال خوبیوں خامیوں کے ساتھ انسان سامنے دیکھ سکتا ہے۔ تاریخ سے سبق لے کر ہر انسان اور قوم اپنے لئے بہتر کی تلاش اور بہتر راستہ کا تعین کر سکتا ہے۔اسے ہر عمل کے آغاز و انجام سے تاریخ ہی روشناس رکھ سکتی ہے۔ تاریخ قوموں کے عروج و زوال پستی و بلندی کی وجوہات کی نشاندہی کرتی ہے۔ کہ وہ کیا کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے گذشتہ اقوام میں عروج و زوال آتے رہے۔ مستقبل کے حالات سے انسان اسی صورت میں مقابلہ کر سکتا ہے جبکہ وہ گذشتہ ادوار کے حوادث و حالات سے بخوبی معلومات رکھتا ہو۔

تاریخ کا مطالعہ افراد و اقوام کی اخلاقی سیاسی معاشرتی اور شخصی ترقی کا باعث بنتا ہے قومی تاریخ بنیادی حقوق کا درجہ رکھتی ہے ۔ افراد اور اقوام کو جب تک بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں وہ نہ تو ترقی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی شخصیت کو اجاگر کر سکتے ہیں تاریخ کے مطالعہ سے افراد میں اچھے کردار و جذبات جنم لیتے ہیں جو شخصیت کو اجاگر کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں ۔ تاریخ کے مطالعہ سے انسانی خواہشات کو ایک حد میں رکھ کر زندگی گذارنے کا سبق ملتا ہے۔ بے شک تاریخ مقام عبرت بھی ہے ۔تو اس طرح جب انسان مقام عبرت کو دیکھ لیتا ہے تو اپنے لئے بہتر راہیں تلاش کر تا ہے۔ اور ماحول و معاشرہ میں جذبہ ایثار خدمت خلق اورحب الوطنی کے سبب شریف مانا جاتا ہے۔

تاریخ ہست و بود از میاں اعجاز نبی منگرال راجپوت صفحہ نمبر 20 پر تاریخ کی افادیت پر مضمون مقدمہ میں لکھتے ہیں" کہ علم تاریخ دنیا کے قدیم ترین اور مفید

ترین علوم میں شمار ہوتا ہے ۔ اور جامعہ انسانی کے انفرادی اور اجتماعی اعمال و افعال اور کردار کا آئینہ دار خیال کیا جاتا ہے۔
اگر تاریخ جس کا بنیادی مقصد اسلاف کے خوشگوار اور نا خوشگوار تجربات اور ان کے برے یا بھلے نتائج کو اخلاف تک پہنچا کر ان کو کجروی سے بچانا اور راہ راست پر چلانا ہوتا ہے۔مختلف شعبہ ہائے حیات میں گذشتہ نسلوں کے تجربات آئیندہ نسلوں تک نہ پہنچاتی، تو شاید کوئی ملک کوئی خاندان یا کوئی فرد ترقی کی منازل طے نہ کر پاتا ۔ اس کا سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ اس کے توسط سے مختلف اقوام و افراد اور خانوادے ماضی کے تجربات کی روشنی میں اپنے حال کو حسب منشاء ڈھال سکتے ہیں اور مستقبل میں ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعادہ نہ کر کے ان کے ناخوشگوار نتائج سے بچ سکتے ہیں " تاریخ ہست و بود صفحہ نمبر 11 تاریخ کی اہمیت میں لکھتے ہیں کہ " بزرگان سلف کے کارنامے آئیندہ نسلوں کے لئے باعث عبرت و تقلید ہوتے ہیں۔جس قوم کی کوئی تاریخ نہ ہو وہ مردہ قوموں میں شمار ہوتی ہے۔ تاریخ نگارستان کشمیر کے حوالے سے لکھتے ہیں " خوش قسمت ہے وہ ملک جس کی صحیح تاریخ مرتب ہو جائے ۔ اور خوش قسمت ہے وہ تاجدار جس کے دست کرم سے یہ اہم خدمت سر انجام پائے"

' میری قسمت سے الہیٰ پائیں یہ رنگ قبول'
' پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے'

انگریزی دور حکومت میں جہاں مسلمانوں کو صنعت و حرفت میں پیچھے رکھا گیا ساتھ ہی پیشہ ور صنعتکار اقوام کی حوصلہ شکنی کے لئے تمام معتبر پیشوں کی تذلیل کے سامان بھی مہیا کیئے گئے، انہیں غیر زراعت پیشہ قرار دے کر مالکانہ حقوق سے بھی محروم کیا گیا اور ' کمین' کے الفاظ ان کے لئے مختص کیئے گئے ۔ مسلمانوں کے درمیان

ایک طرف تفریق پیدا کر دی گئی ۔ تو دوسری طرف نبیوں ولیوں کے ایجاد شدہ پیشوں کی تذلیل کر کے انہیں صنعت و حرفت سے دور رکھا گیا چنانچہ تاریخ خیابان مری میں لطیف کاشمیری صفحہ نمبر 231 پر یوں لکھتے ہیں " صنعت و حرفت " کے زیر عنوان" انگریزوں نے مری کو صنعت و حرفت کے لحاظ سے ترقی کے مواقع کچھ اس لئے بھی فراہم نہیں کئے تھے کہ اس کے پیچھے ان کی کچھ اپنی سیاسی اور فوجی مصلحتیں کار فرما تھیں۔ ایک سر کشیدہ قوم کی جنگجو یانہ روایات کے پیش نظر اسے اقتصادی و معاشی مسائل میں الجھا کر وہ اسے نفسیاتی اور اجتماعی طور پر کمزور کرنا چاہتے تھے۔ اور صنعتوں کے قیام میں عدم توجہی سے وہ بیروز گاری کی سی فضا پیدا کر کے صرف فوجی بھرتی کے لئے راستہ کھلا رکھنا چاہتے تھے"

بعض علاقوں میں انگریز نے ان صنعتکار قبائل کا پیشہ ہی ان کی قوم قرار دیکر ان پیشوں سے منسلکہ افراد کی قوم وہی پیشہ قرار دیکر ان تاریخی اقوام کی قومی شناخت اور ان کی تاریخ ہی کو مسخ کر دیا۔ جسے دوبارہ منظر عام پر لانے کے لئے ان قبائل نے بڑی جدوجہد کی بہر حال پنجاب حکومت نے ایک نوٹیفکیشن 1986ء میں جاری کر کے متعلقہ اداروں کو اس حکم نامہ کے تحت لوگوں کی پیشوں کے بجائے اصل ذات گوت لکھنے کی ہدایات جاری کر کے اسلامی مساوات کی جانب ایک قدم آگے بڑھایا ۔اور ہر سرکاری نیم سرکاری اور ذاتی کاغذات میں اصل ذات گوت درج کرنے کا حکم جاری کیا حکومت پاکستان کے یہ لوگ بہت مشکور ہیں کہ جس نے مساوات کے قیام کے لئے عوام الناس کو ایک قدم آگے بڑھانے کا موقعہ بخشا۔ بیشک فضیلت کا معیار اعمال صالح پر ہے۔ تقوی و پرہیز گاری پر ہے ۔ مگر حسب و نسب کو جاننا تحریری طور پر یا یاداشت کے طور پر محفوظ رکھنا اور آنے والی نسلوں تک اس امانت کو پہنچانا ایک اہم فریضہ ہے تو ثابت ہوا کہ قومی تاریخ کا

ہونا ہر قبیلہ کا بنیادی حق ہے۔

نسب کے بارے میں ارشاد باری تعالی

القرآن سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ ترجمہ پیش خدمت ہے

" اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں ٹھہرائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ تعالی کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیز گار ہے بے شک اللہ تعالی جاننے والا با خبر ہے"

نسب بدلنا کفر ہے

" حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے" کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ دادوں سے منہ نہ موڑو پس جس نے منہ موڑا اپنے باپ سے پس تحقیق اس نے کفر کیا" بحوالہ مسلم و بخاری

ذات بدلنے والے پر جنت حرام ہے

حضرت سعد بن ابي وقاصؓ اور ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی ذات بدلی حالانکہ اس کو علم ہے یہ اس کے باپ دادا نہیں ہیں (یعنی یہ اس کی ذات گوت نہیں) پس اس پر جنت حرام ہے"

نسب کا بدلنا

رسول اللہ نے خطبہ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ لڑکا اس شخص کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا زنا کار کے لئے پتھر ہے اوران کا حساب خدا کے ذمہ ہے جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور نسب سے ہونے کا دعوی کرے اس پر خدا کی لعنت ہے اور جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرے اس پر

خدا تعالی کی لعنت ہے" بحوالہ سیراۃ النبیؐ

قومیت بدلنے والے کی امامت

سوال" ایک امام مسجد نے اپنی ذات کو تبدیل کر لیا ہے ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے کہ نہیں "

الجواب" ایسا شخص لائق امام بنانے اور پیر بنانے کے نہیں ہے" فتاوی دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر 257 مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولنا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی مفتی اول دارالعلوم دیو بند۔

حضرت آدم علیہ السلام

القرآن سورۃ البقرہ۲۹ ترجمہ پیش ہے" اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح اور تقدیس کرتے رہتے ہیں خدا نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اس نے آدمؑ کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا۔ اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ انہوں نے کہا کہ تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں بے شک تو دانا اور حکمت والا ہے تب اللہ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ آدمؑ تم ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ جب انہوں نے ان کو ان کے نام بتائے تو فرشتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہواور جو پوشیدہ کرتے ہو سب مجھ کو معلوم ہے اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے آگے سجدہِ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا اور ہم نے کہا اے آدمؑ تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں داخل ہو جاؤ گے پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس عیش و نشاط میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا تب ہم نے حکم دیا کہ بہشت بریں سے چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت ٹھکانہ اور معاش مقرر کر دیا گیا ہے پھر آدمؑ نے اپنے پرودگار سے کچھ کلمات سیکھے اور معافی مانگی تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ

معاف کرنے والا اور صاحب رحم ہے ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو اس کی پیروی کرنا کہ جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور جنہوں نے اس کو قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جانے والے ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ۳۹ ترجمہ مولنا فتح محمد خان جالندھری

ترجمہ سورة الانعام پارہ 6 سے ترجمہ آیت نمبر۱ تا ۲: ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزا وار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر اور چیزوں کو خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں۔وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر مرنے کا ایک وقت مقرر کر دیا اور ایک مدت اس کے ہاں اور مقرر ہے پھر بھی تم ائے کافر و خدا کے بارے میں شک کرتے ہو۔

سورة رحمٰن: ترجمہ۱۴ اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا " دیئے گئے ترجمہ کی تفسیر بحوالہ تفہیم القرآن از سید ابو الاعلی مودودی سورة البقرة۔ حوالہ نمبر ۳۸" خلیفہ وہ جو کسی کی ملک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات اس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔وہ اپنے منشاء کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا بلکہ اس کا کام مالک کے منشاء کو پورا کرنا ہوتا ہے ۔ اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے اور تفویض کردہ اختیارات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کر کے اس کے منشاء کی پیروی اور اس کے احکام تعمیل کرنے لگے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے' یہ فرشتوں کا اعتراض نہ تھا بلکہ استفہام تھا فرشتوں کی کیا مجال کہ خدا کی

کسی تجویز پر اعتراض کریں وہ خلیفہ کے لفظ سے یہ تو سمجھ گئے تھے کہ اس زیر تجویز مخلوق کو زمین میں کچھ اختیارات سپرد کئے جانے والے ہیں' مگر یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ سلطنت کائنات کے اس نظام میں کسی با اختیار مخلوق کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے اور اگر کسی کی طرف کچھ ذرا سے بھی اختیارات منتقل کر دیئے جائیں تو سلطنت کے جس حصے میں بھی ایسا کیا جائیگا وہاں کا انتظام خرابی سے کیسے بچ جائیگا اسی بات کو وہ سمجھنا چاہتے تھے حوالہ نمبر 40 اس فقرے سے فرشتوں کا مدعا یہ نہ تھا کہ خلافت ہمیں دی جائے ہم اس کے مستحق ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ حضور کے فرامین کی تعمیل ہو رہی ہے، آپ کے احکام بجا لانے میں ہم پوری طرح سرگرم ہیں، مرضی مبارک کے مطابق سارا جہاں پاک صاف رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ آپ کی حمد و ثنا اور آپ کی تسبیح و تقدیس بھی ہم خدام ادب کر رہے ہیں ۔ اب کمی کس چیز کی ہے کہ اس کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہو اب اس کی مصلحت نہیں سمجھ سکے تسبیح کا لفظ ذو معنین ہے اس کے معنی پاکی بیان کرنے کے بھی ہیں اور سرگرمی کیساتھ کام اور انہماک کے ساتھ سعی کرنے کے بھی اسی طرح تقدیس کے بھی دو معنی ہیں۔ ایک تقدیس کا اظہار و بیان، دوسرے پاک کرنا۔حوالہ نمبر۴۱ یہ فرشتوں کے دوسرے شبہ کا جواب ہے یعنی فرمایا کہ خلیفہ مقرر کرنے کی ضرورت مصلحت میں جانتا ہوں تم اسے نہیں سمجھ سکتے اپنی جن خدمات کا ذکر کر رہے ہو وہ کافی نہیں ہیں، بلکہ ان سے بڑھ کر کچھ مطلوب ہے اسی لئے زمین میں ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے جس کی طرف کچھ اختیارات منتقل کئے جائیں حوالہ نمبر 42 انسان کے علم کی صورت دراصل یہی ہے کہ وہ ناموں کے ذریعے سے اشیاء کے علم کو اپنے ذہن کی گرفت میں لاتا ہے۔لہذا انسان کی تمام معلومات در اصل اسمائے اشیاء پر مشتمل ہیں۔آدمؑ کو سارے نام سکھانا

گویا ان کو تمام اشیاء کا علم دینا تھا حوالہ نمبر 43 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرشتے اور فرشتوں کی ہر صنف کا علم صرف اسی شعبے تک محدود ہے جس سے اس کا تعلق ہے مثلاً ہوا کے انتظام سے جو فرشتے متعلق ہیں۔ وہ ہوا کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں۔مگر پانی کے متعلق کچھ نہیں جانتے یہی حال دوسرے شعبوں کے فرشتوں کا ہے۔انسان کو ان کے برعکس جامع علم دیا گیا ہے۔ایک ایک شعبے کے متعلق چاہے وہ اس شعبے کے فرشتوں سے کم جانتا ہو۔مگر مجموعی حیثیت سے جو جامعیت انسان کے علم کو بخشی گئی ہے۔وہ فرشتوں کو میسر نہیں ہے۔

حوالہ نمبر 44 یہ مظاہرہ فرشتوں کے پہلے شبہ کا جواب تھا۔گویا اس طریقے سے اللہ تعالی نے انہیں بتا دیا کہ میں آدمؑ کو صرف اختیارات ہی نہیں دے رہا ہوں۔ بلکہ علم بھی دے رہا ہوں۔اس کے تقرر سے فساد کو جو اندیشہ تمہیں ہوا وہ اس معاملے کا صرف ایک پہلو ہے۔دوسرا پہلو صلاح کا بھی ہے اور وہ فساد کے پہلے سے زیادہ وزنی اور زیادہ بیش قیمت ہے۔حکیم کا یہ کام نہیں ہے کہ چھوٹی خرابی کی وجہ سے بڑی بہتری کو نظر انداز کر دے حوالہ نمبر 45 اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین اور اس سے تعلق رکھنے والے طبقہ کائنات میں جس قدر فرشتے مامور ہیں۔ان سب کو انسانوں کے لئے مطیع و مسخر ہو جانیکا حکم دیا گیا چونکہ اس جہان میں اللہ تعالی کے حکم سے انسان خلیفہ بنایا جا رہا تھا۔ اس لئے فرمان جاری ہوا کہ صحیح یا غلط ،جس کام میں بھی انسان اپنے ان اختیارات کو جو ہم اس کو عطا کر رہے ہیں ۔استعمال کرنا چاہے اور ہم اپنی مشیت کے تحت اسے ایسا کر لینے کا موقعہ دے دیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم میں سے جس جس کے دائرہ عمل سے وہ کام متعلق ہو تو اپنے دائرے کی حدتک اس کا ساتھ دے۔وہ چوری کرنا چاہے یا نماز پڑھنے کا ارادہ کرے۔نیکی کرنا چاہے یا بدی کے ارتکاب کے لئے جائے دونوں صورتوں میں جب

تک ہم اسے اس کی پسند کے مطابق عمل کرنے کا اذن دے رہے ہیں۔ تمہیں اس کے لئے سازگاری کرنی ہو گی مثال کے طور پر اس کو یوں سمجھئے کہ ایک فرمانروا جب کسی شخص کو اپنے ملک کے کسی صوبے یا ضلع کا حاکم مقرر کرتا ہے۔ تو اس علاقے میں حکومت کے جسقدر کارندے ہوتے ہیں۔ان سب کا فرض ہوتا ہے۔کہ اس کی اطاعت کریں۔ اورجب تک فرماں روا کا منشا یہ ہے کہ اسے اپنے اختیارات کے استعمال کا موقعہ دے۔اس وقت تک اس کا ساتھ دیتے رہیں قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح کام میں ان اختیارات کو استعمال کر رہا ہے یا غلط کام میں البتہ جب جس کام کے بارے میں بھی فرماں روا کا اشارہ ہو جائے کہ اسے نہ کرنے دیا جائے تو وہیں ان حاکم صاحب کا اقتدار ختم ہو جاتا ہے۔ اور انہیں ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ سارے علاقے کے اہل کاروں نے گویا ہڑتال کر دی ہے۔حتی کہ جس وقت فرمانروا کی طرف سے ان حاکم صاحب کی معزولی اور گرفتاری کا حکم ہوتا ہے تو وہی ماتحت و خدام جو کل تک ان کے اشاروں پر حرکت کر رہے تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر انہیں کشاں کشاں دارالفاسقین کی طرف لے جاتے ہیں۔ فرشتوں کو آدمؑ کے لئے سر بہ سجود ہو جانے کا جو حکم دیا گیا تھا اس کی نوعیت کچھ اس قسم کی تھی ممکن ہے کہ صرف مسخر ہو جانے ہی کو سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہو مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس انقیاد کی علامت کے طور پر کسی ظاہری فعل کا بھی حکم دیا گیا ہو اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے،حوالہ نمبر **46** ابلیس لفظی ترجمہ،انتہائی مایوس اصلاحاً یہ اس جن کا نام ہے جس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کر کے آدمؑ اور بنی آدمؑ کے لئے مطیع و مسخر ہونے سے انکار کر دیا اور اللہ سے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی کہ اسے نسل انسانی کو بہکانے اور گمراہیوں کی طرف ترغیب دینے کا موقعہ دیا جائے اسی کو" الشیطان" بھی کہا جاتا ہے درحقیقت شیطان اور ابلیس بھی

محض کسی مجرد قوت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ وہ بھی ایک انسان کی طرح ایک صاحب
تشخص ہستی نیز کسی کو یہ غلط فہمی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ کہ یہ فرشتوں میں سے تھا
آگے چل کرقرآن نے خود تصریح کر دی ہے کہ وہ جنوں میں سے تھا۔ جو فرشتوں
سے الگ مخلوقات کی ایک مستقل صنف ہیں" حوالہ نمبر 47 ان الفاظ سے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ غالباً ابلیس سجدے سے انکار کرنے میں اکیلا نہ تھا بلکہ جنوں کی ایک
جماعت نا فرمانی پر آمادہ ہو گئی تھی اور ابلیس کا نام صرف اس لئے لیا گیا ہے کہ وہ
انکا سردار اور اس بغاوت میں پیش پیش تھا۔ لیکن اس آیت کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو
سکتا ہے کہ وہ کافروں میں سے تھا۔ اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ جنوں کی
ایک جماعت پہلے سے ایسی موجود تھی جو سرکش و نافرمان تھی اور ابلیس کا تعلق اسی
جماعت سے تھا قرآن میں بالعموم شیاطین کا لفظ انہی جنوں اور ان کی ذریت نسل
کے لئے استعمال ہوا ہے اور جہاں شیاطین سے انسان مراد لینے کے لئے کوئی قرینہ
نہ ہو وہاں یہی شیاطین جن مراد ہوتے ہیں۔ حوالہ نمبر 48 اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ زمین یعنی اپنی جائے تقرر پر خلیفہ کی حیثیت سے بھیجے جانے سے پہلے ان
دونوں کو امتحان کی غرض سے جنت میں رکھا گیا تھا تا کہ ان کے رجحانات کی
آزمائش ہو جائے۔ اس آزمائش کے لئے ایک درخت کو چن لیا گیا اور حکم دیا گیا
کہ اس کے قریب نہ پھٹکنا اور اس کا انجام بھی بتا دیا گیا کہ ایسا کرو گے تو ہماری
نگاہ میں ظالم قرار پاؤ گے۔ یہ بحث غیر ضروری۔ ہے کہ وہ درخت کونسا تھا اور اس
میں کیا خاص بات تھی کہ اس سے منع کیا گیا منع کرنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ اس
درخت کی خاصیت میں کوئی خرابی تھی اور اس سے آدمؑ اور حواؑ کو نقصان پہنچنے کا
خطرہ تھا اس غرض اس بات کی آزمائش تھی کہ یہ شیطان کی ترغیبات کے مقابلے
میں کس حد تک حکم کی پیروی پر قائم رہتے ہیں اس مقصد کے لئے کسی ایک چیز

کومنتخب کر لینا کافی ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے درخت کے نام اور اس کی خاصیت کا کوئی ذکرنہیں فرمایا۔ اس امتحان کے لئے جنت ہی کا مقام سب سے زیادہ موزوں تھا دراصل اسے امتحان گاہ بنانے کا مقصد یہ حقیقت انسان کے ذہن نشین کرنا تھا کہ تمہارے لئے تمہارے مرتبہ انسانیت کے لحاظ سے جنت ہی لائق و مناسب مقام ہے لیکن شیطانی ترغیبات کے مقابلے میں اگر تم اللہ کی فرمانبرداری کے راستے سے منحرف ہو جاؤ گے تو جس طرح ابتدا میں اس سے محروم کئے گئے تھے اسی طرح آخر میں بھی محروم ہی رہو گے۔ اپنے مقام لائق کی اپنی اس فردوس گم گشتہ کی بازیافت تم صرف اسی طرح کر سکتے ہو کہ اپنے اس دشمن کا کامیابی سے مقابلہ کرو جو تمہیں فرمانبرداری کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہو۔

حوالہ نمبر 49 ظالم کا لفظ نہایت معنی خیز ہے ظلم دراصل حق تلفی کو کہتے ہیں۔ظالم وہ ہے جو کسی کا حق تلف کرے جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے،وہ درحقیقت تین بڑے بنیادی حقوق تلف کرتا ہے۔اولاً خدا کا حق کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے ثانیاً ان تمام چیزوں کے حقوق جن کواس نے اس نافرمانی کے ارتکاب میں استعمال کیا اس کے عضاء جسمانی اس کے قوائے نفس اس کے ہم معاشرت انسان وہ فرشتے جو اس کے ارادے کی تکمیل کا انتظام کرتے ہیں اور وہ اشیاء جواس کام میں استعمال ہوتی ہیں ان سب کا اس پر یہ حق تھا کہ وہ صرف ان کے مالک ہی کی مرضی کے مطابق ان پر اپنے اختیارات استعمال کرے مگر جب اس کی مرضی کے خلاف اس نے ان پر اختیارات استعمال کئے تو درحقیقت ان پر ظلم کیا ثانیاً خود اپنا حق کیونکہ اس پر اس کی ذات کا یہ حق ہے کہ وہ اسے تباہی سے بچائے مگر نافرمانی کر کے جب وہ اپنے آپ کو اللہ کی سزا کا مستحق بناتا ہے تو دراصل اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے اپنی وجوہ سے قرآن میں جگہ جگہ گناہ کے لئے ظلم

اور گنہگار کے لئے ظالم کی اصلاح استعمال کی گئی ہے حوالہ نمبر 50 یعنی انسان کا دشمن شیطان اور شیطان کا دشمن انسان ہوتا تو ظاہر ہے کہ وہ اسے اللہ کی فرمانبرداری کے راستے سے ہٹانے اور تباہی میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ رہا انسان کا دشمن شیطان ہونا تو فی الواقع انسانیت تو اس سے دشمنی ہی کی مقتضی ہے مگر خواہشات نفس کے لئے جو ترغیبات وہ پیش کرتا ہے ان سے دھوکہ کھا کر آدمی اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ اسی طرح کی دوستی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ حقیقتا دشمنی دوستی میں تبدیل ہو گئی ۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دشمن دوسرے دشمن سے شکست کھا گیا اور اس کے جال میں پھنس گیا۔ حوالہ نمبر 51 یعنی آدمؑ کو جب اپنے قصور کا احساس ہوا اورر انہوں نے نافرمانی سے پھر فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا چاہا اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اپنے رب سے اپنی خطا معاف کرائیں تو انہیں وہ الفاظ نہ ملتے تھے جن کے ساتھ وہ خطا بخشی کے لئے دعا کر سکتے اللہ تعالی نے ان کے حال پر رحم فرما کر وہ الفاظ بتا دیئے توبہ کے اصل معنی رجوع کرنے اور پلٹنے کے ہیں بندہ کی طرف سے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سرکشی سے باز آگیا ۔طریق بندگی کی طرف پلٹ آیا اور خدا کی طرف سے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے شرمسار غلام کی طرف رحمت کے ساتھ متوجہ ہو گیا پھر سے نظر عنایت اس کی طرف مائل ہو گئی۔

حوالہ نمبر 52 قرآن اس نظریئے کی تردید کرتا ہے کہ گناہ کے نتائج لازمی ہیں اور وہ بہر حال انسان کو بھگتنا ہی ہوں گے یہ انسان کے اپنے خودساختہ گمراہ کن نظریات میں سے ایک بڑا گمراہ کن نظریہ ہے کیونکہ وہ دشمن ایک مرتبہ گنہگارانہ زندگی میں مبتلا ہو گیا اس کو یہ نظریہ ہمیشہ کے لئے مایوس کر دیتا ہے اور اگر اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد وہ سابق کی تلافی اور آئندہ کیلئے اصلاح کرنا چاہے تو یہ اس سے

کہتا ہے کہ تیرے بچنے کی اب کوئی امید نہیں جو کچھ تو کر چکا ہے اس کے نتائج بہر حال تیری جان کے لاگو ہی رہیں گے۔ قرآن اس کے برعکس یہ بتاتا ہے کہ بھلائی کی جزا اور برائی کی سزا دینا بالکل اللہ کے اختیار میں ہے۔ تمہیں جس بھلائی پر انعام ملتا ہے وہ تمہاری بھلائی طبعی نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا فضل ہے۔ چاہے عنایت فرمائے چاہے نہ فرمائے اسی طرح جس برائی پر تمہیں سزا ملتی ہے وہ بھی برائی کا طبعی نتیجہ نہیں ہے۔ کہ لازماً مترتب ہو کر ہی رہے۔ بلکہ اللہ تعالی پورا اختیار رکھتا ہے کہ چاہے معاف کر دے چاہے سزا دے دے۔ البتہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اس کی حکمت کے ساتھ ہم رشتہ ہے۔ وہ چونکہ حکیم ہے۔ اس لئے اپنے اختیارات کو اندھا دھند استعمال نہیں کرتا۔ جب کسی بھلائی پر انعام دیتا ہے تو یہ دیکھ کر ایسا کرتا ہے کہ بندے نے سچی نیت کے ساتھ اس کی رضا کے لئے بھلائی کی تھی اور جس بھلائی کو رد کر دیتا ہے اسے اس بناء پر رد کرتا ہے کہ اس کی ظاہری شکل بھلے کام کی سی تھی مگر اندر اپنے رب کی رضا جوئی کا خالص جذبہ نہ تھا۔ اسی طرح وہ سزا اس قصور پر دیتا ہے جو باغیانہ جسارت کے ساتھ کیا جائے اور جس کے پیچھے شرمساری کے بجائے مزید ارتکاب جرم کی خواہش موجود ہو اور اپنی رحمت سے معافی اس قصور پر دیتا ہے جس کے بعد بندہ اپنے کئے پر شرمندہ اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح پر آمادہ ہو بڑے سے بڑے مجرم کٹے سے کٹے کافر کے لئے بھی خدا کے ہاں مایوسی و نا امیدی کا کوئی موقعہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی غلطی کا معترف اپنی نافرمانی پر نادم اور بغاوت کی روش چھوڑ کر اطاعت کی روش اختیار کرنے کے لئے تیار ہو،حوالہ نمبر 53 اس فقرے کا دوبارہ اعادہ معنی خیز ہے اوپر کے فقرے میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدمؑ نے توبہ کی اور اللہ تعالی نے قبول کر لی اس کے معنی یہ ہوئے کہ آدمؑ اپنی نافرمانی پر عذاب کے مستحق نہ رہے گنہگاری کا جو

داغ ان کے دامن پر لگ گیا تھا وہ دھو ڈالا گیا نہ یہ داغ ان کے دامن پر رہا نہ
ان کی نسل کے دامن پر اور نہ اس کی ضرورت پیش آئی کہ معاذ اللہ خدا کو اپنا
اکلوتا بھیج کر نوع انسانی کا کفارہ ادا کرنے کے لئے سولی پر چڑوانا پڑتا۔ بر عکس
اس کے اللہ تعالی نے آدمؑ کی توبہ ہی قبول کرنے پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اس کے بعد
انہیں نبوت سے سرفراز کیا تا کہ وہ اپنی نسل کو سیدھا راستہ بتا کر جائیں اب جو
جنت سے نکلنے کا حکم پھر دہرایا گیا تو اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قبول توبہ کا یہ
مقتضی نہ تھا کہ آدمؑ کو جنت میں ہی رہنے دیا جاتا اور زمین پر نہ اتارا جاتا۔ زمین
ان کے لئے دارالعذاب نہ تھی وہ یہاں سزا کے طور پر نہیں اتارے گئے بلکہ انہیں
زمین ہی کی خلافت کے لئے پیدا کیا گیا تھا جنت ان کی اصلی جائے قیام نہ تھی
وہاں سے نکلنے کا حکم ان کے لئے سزا کی حثیت نہ رکھتا تھا اصل تجویز توان کو زمین
پر ہی اتارنے کی تھی البتہ اس سے پہلے ان کو اس امتحان کی غرض سے جنت میں
رکھا گیا تھا جس کا ذکر اوپر حاشیہ نمبر 48 میں کیا جا چکا ہے حوالہ نمبر 54 آیات جمع
ہے آیت کی آیت کے اصل معنی اس نشانی یا علامت کے ہیں جو کسی چیز کی طرف
رہنمائی قرآن میں یہ لفظ چار مختلف معنوں میں آیا ہے۔ کہیں اس سے مراد محض
علامت یا نشانی ہی ہے کہیں آثار کائنات کوقرآن میں اللہ کی آیات کہا گیا ہے
کیونکہ مظاہر قدرت میں سے ہر چیز اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو اس
ظاہری پردے کے پیچھے مستور ہے کہیں ان معجزات کو آیات کہا گیا ہے۔ جو انبیاءؑ
لیکر آتے تھے کیونکہ یہ معجزے در اصل اس بات کی علامت ہوتے تھے کہ یہ لوگ
فرمانروائے کائنات کے نمائندے ہیں کہیں کتاب اللہ کے فقروں کو آیات کہا گیا
ہے کیونکہ وہ نہ صرف حق و صداقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں بلکہ فی الحقیقت
اللہ کی طرف سے جو کتاب بھی آتی ہے اس کے محض مضامین ہی میں نہیں اس کے

الفاظ اور انداز بیان اور طرز عبادت تک میں اس کے جلیل القدر مصنف کی شخصیت کے آثار نمایاں طور پر محسوس ہوتے ہیں ہر جگہ عبارت سیاق و سباق سے با آسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں آیات کا لفظ کس معنی میں آیا ہے حوالہ نمبر55 یہ نسل انسانی کے حق میں ابتدائے افرینش سے قیامت تک کے لئے اللہ کا مستقل فرمان ہے اور اسی کو تیسرے رکوع میں اللہ کے عہد سے تعبیر کیا گیا ہے۔انسان کا کام خود آراستہ تجویز کرنا نہیں بلکہ بندہ اور خلیفہ ہونے کی دوگونہ حیثیتوں کے لحاظ سے وہ اس پر مامور ہے کہ اس راستے کی پیروی کرے جو اس کا رب اس کے لئے تجویز کرتے اور اس راستے کے معلوم ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو کسی انسان کے پاس راہ راست اللہ کی طرف سے وحی آئے یا پھر وہ اس انسان کا اتباع کرے۔جس کے پاس وحی آئی ہو۔کوئی تیسری صورت یہ معلوم ہونے کی نہیں ہے کہ رب کی رضا کس راہ میں ہے ان دو صورتوں کے ما سوا ہر صورت غلط ہے بلکہ غلط ہی نہیں سرا سر بغاوت بھی ہے جس کی سزا جہنم کے سوا اور کچھ نہیں قرآن مجید میں آدمؑ کی پیدائش اور نوع انسانی کی اطاعت کا یہ قصہ سات مقامات پر آیا ہے جس میں سے پہلا مقام یہ ہے اور باقی مقامات حسب ذیل ہیں،الاعراف رکوع۲،الحجر رکوع۳،نبی اسرائیل رکوع۷،الکہف رکوع۷،تا طہ رکوع۷ ص رکوع۵ بائیبل کی کتاب پیدائش باب اول دوئم وسوم میں بھی یہ قصہ بیان ہوا ہے لیکن دونوں کا مقابلہ کرنے سے ہر صاحب نظر انسان محسوس کر سکتا ہے کہ دونوں کتابوں میں کیا فرق ہے،تفہیم القرآن سورۃ البقرہ،، سورہ الاعراف کی آیت کا ترجمہ اور ہم ہی نے تم کو ابتداء میں مٹی سے پیدا کیا پھر تمہاری شکل و صورت بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے میں شامل نہ ہوا رکوع۲ الحجر ترجمہ اور جب تمہارے پرودگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ

میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانیوالا ہوں جب اس کو صورت
انسانیہ میں درست کر لوں اور اس میں اپنی بے بہا چیز یعنی روح پھونک دوں تو
اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے مگر
شیطان کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا خدا نے فرمایا
کہ ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا اس نے کہا میں ایسا
نہیں ہوں کہ انسان کو جس کو تو نے کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے بنایا ہے
سجدہ کروں خدا نے کہا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے،الحجر، نبی اسرائیل رکوع ۷
ترجمہ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر
ابلیس نے نہ کیا بولا کہ بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا
کیا ہے سورہ بنی اسرائیل الکھف ترجمہ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو
سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنات میں سے تھا تو اپنے
پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا تو کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا
دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور شیطان کی دوستی ظالموں کے لئے
خدا کی دوستی کا بڑا بدل ہے' سورہ طٰہ ترجمہ، اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا
اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے ،،سورہ ص میں
بھی یہ ذکر ارشاد فرمایا گیا ہے،، جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں
مٹی سے انسان بنانے والا ہوں جب اس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی روح
پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر
شیطان اکڑ بیٹھا اور کافروں میں ہو گیا خدا نے فرمایا کہ اے ابلیس جس شخص کو میں
نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا
کیا تو غرور میں آگیا اونچے درجے والوں میں تھا بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں کہ

تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا،، تاریخ فرشتہ کے مصنف کا قول ہے کہ حضرت آدمؑ سے 7000 ہزار سال گذر چکے ہیں یہ تاریخ 1611ء میں مرتب ہوئی تھی تو آج تک 7389 سال بنتے ہیں،، جلد اول کے صفحہ نمبر 59 پر لکھتے ہیں حضرت آدمؑ کی ناویں پشت بعد حضرت نوحؑ کا نام آتا ہے جہاں کل اقوام عالم کا شجرہ نسب مل جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ خلیفۃ اللہؑ کہلائے تاریخوں میں حضرت آدمؑ کی عمر 932 / 946 سال درج ہے جب آدمؑ و حواؑ دونوں کو بہشت سے زمین پر اتارا گیا ان دونوں کی جدائی کا عرصہ ایک صدی بیان کرتے ہیں۔ ان کی ملاقات ایک صدی بعد میدان عرفات میں ہوئی۔

بیان اولاد آدمؑ و حواؑ

نور محمدؐ اول مخلوقات

" پھر جب اللہ تعالی نے آدمؑ کو پیدا کیا فرمایا تو یہ نور ان کی پیٹھ میں رکھ دیا یہ گویا اس وقت ہوا کہ آپ بھی نور کی صورت میں تھے اور قریش بھی نور کی صورت میں تھے مگر اس طرح کہ آپ کا نور قریش کے نور سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ (یعنی سب سے پہلے آپ کا نور پیدا کیا گیا پھر آپ کے نور سے ہی قریش کا نور بنایا گیا اور آدمؑ کی تخلیق کے وقت یہ نور ان کی قمر میں ڈال دیا گیا۔ اس سے پہلے ایک روایت گذری ہے کہ آدمؑ کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش ایک نور کی صورت میں تھے۔ جسے آدمؑ کی پیٹھ میں ڈالا گیا یہ گویا اس کی وضاحت ہے کہ قریش کو جو نور کی شکل میں پیدا کیا گیا وہ آپؐ کے بعد اور آپ کے نور کی وجہ سے ہوا بلکہ آگے روایت آئیگی کہ آپؐ کا نور ساری مخلوقات سے پہلے پیدا کیا گیا بلکہ یہ مخلوقات یعنی آدمؑ اور ان کی اولاد کو اسی نور سے پیدا کیا گیا،،

نور مصطفیٰؐ جبین آدمؑ میں

اس صورت میں یہاں اس کی وضاحت کرنی پڑے گی۔ کہ آدمؑ کو آپؐ کے نور سے پیدا کیا گیا اور پھر یہ نور ان کی پیٹھ میں ڈالا گیا۔ چنانچہ گذشتہ حدیث میں گذر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پیٹھ میں رکھ دیا۔ یعنی پھر یہ نور ان کی پیشانی میں دمکتا تھا۔ اور ان کے سارے نور پر غالب رہتا تھا،،

آدمؑ سے صلب شیثؑ میں

پھر (آدمؑ سے) یہ نور ان کے بیٹے حضرت شیثؑ کے نطفے میں منتقل ہوا جو ان کے نائب بنے حضرت شیثؑ کو ان نور کے متعلق جو کچھ بھی وصیت کی گئی۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی اولاد میں جس کی طرف بھی وہ اس نور کو منتقل کریں اس کو وصیت کر دیں کو وہ اس نور کو کسی پاک دامن عورت کے رحم میں رکھے یہ وصیت گذشتہ زمانوں میں اسی طرح چلتی رہی یہاں تک کہ یہ نور عبدالمطلب تک پہنچا،،

نور محمدیؐ نسل در نسل

یہ سب تفصیل اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ آپؐ کے اباؤ اجداد میں جس کی طرف بھی یہ نور منتقل ہوا اس میں یہ واضح طور پر محسوس ہوتا تھا۔ یہ بات اس گذشتہ بات کے خلاف جاتی ہے جس میں اس نور کے منتقل ہونے کے متعلق بعض مخصوص حضرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نور حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرتؐ کے والد عبداللہ تک برابر ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا مگر اس سے پہلے جو روایت گذری ہے اس میں متعین طور پر بعض ناموں کا ذکر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم)،

شیثؑ حواؑ کی تنہا اولاد

حضرت حواؑ کے کبھی کوئی تنہا اولاد نہیں ہوئی سوائے حضرت شیثؑ کے (کہ وہ تنہا پیدا ہوئے) جو اس نور ہی کی کرامت تھی۔

شیثؑ پیٹ میں نظر آتے تھے

روایت ہے کہ وہ یعنی شیثؑ اپنی والدہ کے پیٹ میں اتنی مدت رہے کہ پیٹ ہی میں ان کے دانت نکل آئے تھے اور ان کی والدہ یعنی حضرت حواؑ کا پیٹ اس وقت اتنا صاف اور پاکیزہ تھا کہ شیثؑ ماں کے پیٹ میں نظر آتے تھے۔ یہ آدمؑ کی تیسری اولاد ہیں۔

آدمؑ کی کل اولاد

حضرت حواؑ کے ہر مرتبہ دو بچے ایک لڑکا ایک لڑکی ایک ساتھ پیدا ہوتے تھے۔چنانچہ ایک روایت ہے کہ ان کے یہاں بیس مرتبہ پیدائش ہوئی۔جس میں چالیس اولاد ہوئی۔ایک روایت ہے کہ ایک سو بیس بچے ہوئے۔ایک روایت ہے کہ ایک سو اسی بچے ہوئے اور ایک روایت ہے کہ پانچ سو بچے ہوئے۔

موت کے وقت آدمؑ کی اولاد

کہا جاتا ہے کہ جب آدمؑ کی وفات ہوئی تو ان کے بیٹوں اور پوتوں میں چالیس ہزار آدمی تھے جنھوں نے ان کا ماتم کیا آدمؑ کی نسل میں سوائے شیثؑ کی اولاد کے اور کسی بیٹے کی اولاد کے متعلق تاریخی علم نہیں ہے۔اس لئے کہ ان کی بالکل اولادیں نہیں ہوئیں یا ان کا سلسلہ نہیں چلا اس لئے وہ ابو البشر یعنی انسانوں کے باپ ہیں،، صفحہ نمبر 114-115 ام الیسر سیرۃ حلبیہ علامہ علی ابن برہان الدین حلبی سے حوالہ جات پیش کرنے کے بعد یہاں حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک شجرہ

نسب درج کیا جاتا ہے۔

حضرت نوحؑ کا شجرہ نسب

حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ سے انوش سے قینان سے مہلائل سے یارد سے حضرت ادریس سے متوشلح سے لامک سے حضرت نوحؑ کے چار بیٹے تھے یام جسے کنعان کہتے ہیں طوفان میں غرق ہو گیا تھا آپ کے تین فرزندوں سے اولادیں چلیں سام یافث حام سے ان کی اولادوں کا اگلے مضامین میں تفصلاً ذکر آئے گا۔ کنعان والد کا نافرمان تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوحؑ کے حالات زندگی تاریخوں میں بھی ملتے ہیں یہاں قرآن الحکیم کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو نہایت ہی مستنداور کلام الٰہی ہے القرآن سورہ ہود ، ترجمہ،، مولانا فتح محمد جالندھری،،اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان سے کہا کہ میں تم کو کھول کھول ڈر سنانے اور یہ پیغام پہنچانے آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنی درجے کے ہیں۔ اور وہ بھی رائے ظاہر سے نہ غوروتعمق سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے۔بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اے قوم دیکھو تواگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت بخشی ہو جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو کیا ہم اس کے لئے تمہیں مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس سے نا خوش ہو رہے ہو اور اے قوم میں اس نصیحت کے بدلے تم سے مال و زر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں میں ان کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں وہ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو اور برادران ملت اگر میں ان کو نکال دوں تو عذاب خدا سے بچانے کے لئے کون میری مدد کر سکتا ہے بھلاتم غور کیوں نہیں کرتے میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ خدا ان کو بھلائی یعنی اعمال کی جزائے نیک نہیں دیگا جو ان کے دلوں میں ہے اسے خدا خوب جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں

تو بے انصافوں میں ہوں انہوں نے کہا کہ نوحؑ تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا بھی بہت کیا لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہم پر نازل کرو نوحؑ نے کہا کہ اس کو تو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گااور تم اس کو کسی طرح ہرا نہیں سکتے اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور خدا یہ چاہے کہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی تم کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتی وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے قرآن اپنے دل سے بنا لیا ہے کہہ دو کہ اگر میں نے دل سے بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔ اور نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لا ئیگا تو جو کام یہ کر رہے ہیں ۔ان کی وجہ سے غم نہ کھاؤ اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے رو برو بناؤ اوز جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا کیونکہ وہ ضرور غرق کر دیئے جائینگے تو نوحؑ نے کشتی بنانی شروع کر دی اور جب ان کی قوم کے سردار ان کے پاس سے گذرتے تو ان سے تمسخر کرتے وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے تمسخر کرتے ہو اسی طرح ایک وقت ہم بھی تم سے تمسخر کریں گے اور تم کو جلد معلوم ہو جائیگا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کریگا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے نوحؑ کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے جوڑا جوڑا یعنی جو دو جانور ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے کہ ہلاک ہو جائیگا اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے نوحؑ نے کہا کہ خدا کا نام لے کر

کے اسی کے ہاتھ میں اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے اس میں سوار ہو جاؤ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے،، اور وہ ان کو لے کر طوفان کی لہروں میں چلنے لگی لہریں کیا تھیں گویا پہاڑ تھے۔ اس وقت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو کہ کشتی سے الگ تھا پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں میں شامل نہ ہو اس نے کہا کہ میں ابھی پہاڑ سے جا لگوں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔انہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں اور نہ کوئی بچ سکتا ہے مگر جس پر خدا رحم کرے۔ اتنے میں دونوں کے درمیان لہر آ حائل ہوئی اور وہ ڈوب کررہ گیا اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا تو پانی خشک ہو گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری اور کہلایا گیا کہ بے انصاف لوگوں پر لعنت اور نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے تو اس کو بھی نجات دے تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے خدا نے فرمایا کہ نوحؑ وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو نوحؑ نے کہا کہ پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤنگا۔حکم ہوا کہ نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھ کی جماعتوں پر نازل کی گئی ہیں اتر آؤ اور کچھ اور جماعتیں ہوں گی جن کو ہم دنیا کے فوائد سے محفوظ کریں گے پھر ان کو ہماری طرف سے عذاب الیم پہنچے گا،،یہ حالات منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ہی ان کو جانتے تھے اورنہ تمہاری قوم ہی ان سے

واقف تھی تو صبر کرو کہ انجام پرہیز گاروں ہی کا بھلا ہے ترجمہ القرآن سورۃ ہود"
حضرت شاہ عبدالعزیز محدثؒ دہلوی لکھتے ہیں" کہ جب کسی شخص یا جماعت کے راہ
راست پر آنے کی قطعاً مایوسی ہو جائے اور نبی ان کی استعداد کو پوری طرح جانچ کر
سمجھ جائے کہ خیر کے نفوذ کی ان میں مطلق گنجائش نہیں بلکہ ان کا وجود ایک عضو
فاسد کی طرح ہے جو باقی جسم کو بھی فاسد اور مسموم کردیگا تو اس وقت اسے کاٹ
ڈالنے اور صفحہ ہستی سے محو کر دینے کے سوا دوسرا کیا علاج ہے اگر قتال کا حکم ہو تو
قتال کے ذریعہ سے ان کو فنا کیا جائے یا قوت توڑ کر ان کے اثر بد کو متعدی نہ
ہونے دیا جائے ورنہ آخری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ ان
کے وجود سے دنیا کو پاک کر دے اور ان کے زہریلے جراثیم سے دوسروں کو محفوظ
رکھے ۔ بہت محنت کے بعد بھی یہ بد کار حضرت نوحؑ کی دعوت کو ہر گز قبول نہ
کرتے تھے یہ لوگ موصل میں آباد تھے۔ دنیاوی عیش و عشرت نے انہیں راہ
رشدوہدایت سے بہت دور کر دیا تھا حضرت نوحؑ سے قبل حضرت ادریسؑ کا دور گذر
چکا تھا نوحؑ کی قوم میں بت پرستی رائج تھی آپ کی عمر پچاس سال تھی جب آپ کو
فریضہ نبوت ملا 600 سو سال تک تبلیغ کرتے رہے صرف چالیس افراد ایمان لائے
کچھ آپ کے رفقاء اور قرابتداروں سے علاوہ تھے۔ جب حضرت نوحؑ دعوت تبلیغ پر
جاتے تو لوگ آپ پر پتھر برساتے تو جسم مبارک زخموں سے چور چور اور لہو لہان ہو
جاتا اور منکر ان کا مذاق اڑاتے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوتے
آپ نے ایک کشتی تیار کر لی تو جاہل لوگ مذاق اڑاتے کہ کشتی تو دریا سمندر میں
چلتی ہے تو خشکی پر کشتی بنا رہا آپ (نوحؑ) کی عمر مبارک 600 سو سال اور دو ماہ
کو پہنچی ہوئی تھی آپ نے ان منکرین کی تباہی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور
آپ اپنے اہل ایمان و رفقاء سمیت کشتی میں سوار ہو گئے طوفان آیا اور یہ طوفان

150 دن تک جاری رہا جس میں نوحؑ کا ایک بیٹا جو کہ نافرمان تھا بھی غرق ہوا۔ اہل کشتی کے علاوہ کوئی ذی نفس باقی نہ بچا دسویں رجب جب یہ طوفان تھم گیا تو کشتی نوحؑ جبل جو دی پہاڑ کے دامن میں آکر رک گئی معہ رفقاء کے حضرت نوحؑ خشکی پر اترے یہ مقام قریہ قروی (ثمانین) کے نام سے مشہور ہے تمام ساتھیوں سمیت آباد ہو گئے قربانیاں کیں اور اس ماہ مبارک کے پہلے پہل روزے بھی رکھے۔ اور اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق اوقات نماز بھی مقرر فرمائے۔ حضرت ادریسؑ کے بعد حضرت نوحؑ کو شرف نبوت ملا تھا حضرت آدمؑ کی شریعت منسوخ ہو کر نئی شریعت کا احیاء ہوا اس طوفان کے بعد آپ350 برس تک زندہ رہے آپ کی کل عمر 950 سال بتائی جاتی ہے آپ کا شجرہ نسب توریت میں یوں درج ہے جملہ نسابین اس شجرہ نسب پر اتفاق رکھتے ہیں حضرت آدمؑ ابن شیثؑ ابن انوش ابن قائن ابن مہلائل ابن برد یا بیرد ابن اخنوح ابن متوشلخ ابن لامک یا لمک ابن نوحؑ حضرت نوحؑ کا حلیہ مبارک یوں لکھتے ہیں کہ آپ کا چہرہ نرم سر بڑا طول کی جانب مائل تھا آنکھیں بڑی بازو پُرگوشت پنڈلیاں پتلی اور رانیں موٹی تھیں داڑھی بڑی قدو قامت موزوں شدید الغیض تھے۔

اولاد حضرت نوحؑ

حضرت نوحؑ کے تین فرزندوں سے تولد و تناسل کا سلسلہ چلا یافث بڑے سام منجلے اور حام چھوٹے تھے بقول تاریخ فرشتہ جلد اول کہ حضرت نوحؑ کے بڑے فرزند سام تھے اور والد کے بعد ان کے جانشین ٹھہرے طوفان کے بعد حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹوں کو دنیا کے چاروں اطراف کاروبار کھیتی باڑی کے لئے پھیلا دیا تھا حام کو دنیا کے جنوبی حصے کی طرف روانہ کیا گیا ان کے بیٹوں پوتوں اور پڑپوتوں کے ناموں سے ملقب ہو کر ملکوں کے نام مشہور ہوئے حام کے بیٹے ہند کے نام سے

ہندوستان مشہور ہوا حام کے دوسرے فرزند کا نام سندھ تھا جس کے نام کی مناسبت سے سندھ مشہور ہے اور اس کی اولادوں نے ملتان تہت ٹھٹھہ تک علاقوں کو آباد کیا ہند کا ایک بیٹا بنگ تھا جس کے نام پر بنگال مشہور ہوا ہند کے تیسرے بیٹے کا نام نہروان تھا اور بڑے بیٹے کا نام پورب تھا سام موروث اعلی حضرت محمدؐ تھے اس طرح تمام روئے زمین پر حضرت نوحؑ کے ان تین فرزندوں کی اولادیں ہیں اسی لئے حضرت نوحؑ کو ابو البشر ثانی کہا گیا یافث کی اولادوں سے یاجوج ماجوج اور ترک والصقالبہ تاتاری ہوئے مغل خاندان کے لوگ بھی یافث سے ہی شجرہ ملاتے ہیں یہاں مناسب ہے کہ سیراۃ الانبیاء ابن خلدون سے انساب عالم کا اجمالی تذکرہ پیش کر دیا جائے تا کہ قارئین کو حضرت نوحؑ کے تینوں فرزندوں کی اولادوں کی تفصیل مل سکے۔

انساب عالم کا اجمالی تذکرہ (صفحہ 30 سے صفحہ 33 تک)

سیراۃ الا نبیاء مولف مورخ اسلام علامہ ابن خلدوں ترتیب و ترجمہ مفتی انتظام اللہ شہابی صفحہ 30 پر طبری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ سام ابو العرب (پدرعرب)

ارر یافث ابوالروم (پدرروم) اور حام ابوالحبش والزنج (پدرحبش وزنجبار) ہے اور بعض میں یوں مذکور ہے کہ سام ابو العرب والفارس والروم (پدرعرب فارس روم ہیں اور یافث ابواترک والصقالبہ و یا جوج ماجوج پدر ترک و صقالبہ و یا جوج ماجوج ہیں۔اور حام ابوالقبط السودان والبربر (یعنی حام پدر قبط سوذان و بر بر ہیں بہر حال اگر یہ احادیث صحیح بھی مان لی جائیں تو یہ اجمالی انساب ہیں " حضرت نوحؑ کا ایک لڑکا کنعان جس کو عرب یام کہتے ہیں طوفان میں ہلاک ہوگیا تھااور دوسرا لڑکا عابر نامی طوفان سے قبل انتقال کر چکا تھا الغرض سلسلہ توالدوتناسل انہیں تین لڑکے

حام سام یافث ہی سے چلا اور یہی بعد ابو البشر ثانی نوحؑ تمام عالم کے موروث اعلی ٹھہرے۔سام ابن نوحؑ کے پانچ لڑکے از فخشد،لاذو ارم،اشوذ،غلیم تھے۔گو اولاد لاذو ابن سام کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے۔لیکن اس کے صلب سے،طسم ،عملیق،جرجان،فارس،چار لڑکے پیدا ہوئے۔ان میں سے طسم ،جرجان و فارس لا ولد تھے سلسلہ تناسل و توالد صرف عملیق ہی سے چلا۔عملیق سے فراعنہ،مصر،کنعانین برابرہ،شام،جاسم اورجاسم کے صلب سے بنی لف،بنی ہزان،بنی مطر،بنی ارزق،بدیل راحل،ظفار پیدا ہوئے۔ارم بن سام کے چھ لڑکوں عبیل،عبدضخم،عوض،کاثر،ماش یا(مشخ) حول عبیل اور جول لاولد تھے۔عاد بن عوض کا قیام زمین احقاف میں حضر موت کے گرد و نواح تک رہا۔اور اولاد کاثر سے ثمود جدیس جرموق کا مسکن مقام حجر میں مابین الشام و الحجاز قرار پایا۔ طبری کی یہ روایت شہرت پذیرہیکہ عاد،ثمود،عبیل،طسم،جدیس،عمیم،عملیق،کی زبان عربی تھی اور یہی لوگ عرب عاربہ کہلائے ۔ بعض نے یقطن کو بھی عرب عاربہ سے شمار کیا ہے اور انہی کو عرب بادیہ بھی کہتے ہیں۔ان کا وجود اب کہیں نہیں پایا جاتا سب کے سب مرکھپ گئے ہیں۔ہشام ابن محمد کا یہ خیال ہے کہ نبطی اولاد نبط بن ماش بن ارم سے اور سریان بنی سریان بن نبط سے ہیں واللہ اعلم ۔اشوذ ابن شام کے چار لڑکوں، ایران، نبیط، خضرموق، باسل، سے ایسے ایسے بلاد آباد ہوئے۔کہ جن کے ذکر اس وقت تک آپ لوگوں کے مشتاق کانوں کو خوش کر رہے ہیں۔چنانچہ ایران سے فارس والے اور ،کرد،اورخذر،نبیط سے نبطی اور سریانی جرموق سے جرامقہ اور اہل موصل باسل سے اہل ویلم اور اہل سیال ہیں ہکذارواہ ابن سعید غلیم ابن سام کے صلبی لڑکے فارس اور لاذو ہوئے فارس لاولد رہا لاذو کے تین لڑکے طسم،عمیم،عملاق مشہور ہوئے۔از فخشد ابن سام یہ وہی بزرگ اور موروث اعلی ہیں۔ جن کو عالم میں یہ شرف حاصل

ہوا کہ انہی کی نسل سے انبیائے کرام اور رسل عظام ہوئے انہی کے خاندان میں جس طرح نبوت کا سلسلہ آگے نسلاً بعد نسل چلتا نظر آتا ہے۔اسی طرح سلطنت نے بھی ان کا ساتھ دیا ہے۔ان کے صلب سے شالخ اور شالخ کے صلب سے عابر پیدا ہوئے عابر کے دو لڑکے تھے ایک تو فالغ تھا۔جو کہ ابوالانبیاء (پدرانبیاء ابراہیمؑ کے موروث اعلی اور نسل ابراہیمیؑ کے جد اعلی تھے اور دوسرا یقطن تھا۔جو کہ محققین علمائے نسب نے عربیہ العرب سے تعبیر کیا ہے۔اس کے لڑکوں کی نسلوں نے خوب ترقیاں کیں۔گوتورات میں ان میں سے تین ہی کا ذکر ہے لیکن جرہم،حضور،سالف،سبا،حضرموت،باراج،درزال،فرحلا،موثال،افیمائیل،ابوفیر،جویلا،یوقاف،اسی یقطن ابن سام کی نسل سے ہیں۔حضوراور سالف کو معریہ اور مضافل بھی کہتے ہیں یہی اہل سلفات کا موروث اعلی ہے۔اور سبا،یمن،جمیرو تبابعہ کا۔ابوفیر ہندو سندھ کا جداعلی ہے،،۔

بت پرستی کا موجد ابلیس

سیرۃ حلبیہ اردو ترجمہ صفحہ نمبر66 ،، اس کے بعد طوفان نوحؑ نے ان بتوں کو سمندر کے ساحل میں دفن کر دیا مگر شیطان نے ان کو پھر باہر نکال لیا مورخین کہتے ہیں کہ آدمؑ کے پانچ بیٹے تھے جو بہت نیک و صالح تھے۔ ان کے نام(ود) (سواع) (یغوث) (یعقوق) اور(نسر) تھے ۔جب ود کا انتقال ہو گیا تو لوگوں کو اس کا شدید صدمہ اور رنج ہوا اور وہ سب ان کی قبر کے گرد جا کر بیٹھ گئے ۔ کسی وقت قبر سے علیحدہ نہیں ہوتے تھے ۔یہ واقعہ شہر بابل کے علاقہ کا ہے ۔جب ابلیس نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو وہ ان کے پاس ایک انسان کی شکل میں آیا اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے اس کی شکل کی ایک تصویر گڑھ دوں تا کہ جب تم اسے دیکھو تو ان کی یاد تازہ ہو جایا کرے۔توُ لوگوں نے کہا ہاں بنا

دو۔شیطان نے مرنے والے کی صورت کا بت بنا دیا اس کے بعد ان پانچوں میں سے جب بھی کوئی مرتا تو ابلیس ان کی شکل کا بت بنا دیتا لوگوں نے ان بتوں کے وہی نام رکھے جو ان آدمیوں کے تھے،،

اولاد آدمؑ میں بت پرستی

،،پھر زمانہ گذرتا گیاباپ دادامر گئے بیٹے مرگئے پھر بیٹوں کے بیٹے بھی گذر گئے اب شیطان نے بعد والوں سے کہا کہ تمہارے سے پہلے لوگ ان تصویروں کو پوجا کرتے تھے اس لئے تم بھی ان کو پوجو،،

ظہور نوحؑ اور کوشش اصلاح

اس کے بعد اللہ تعالی نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے حضرت نوحؑ کو بھیجا۔نوحؑ نے لوگوں کو ان بتوں کی پرستش سے روکا مگر انہوں نے نہیں مانا دور نوحؑ میں بت پرستی کا آغاز چونکہ حضرت آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس کرن کا فاصلہ ہے۔ اس میں سب لوگ شریعت حقہ، پر عمل کرتے رہے سب سے پہلے بتوں کی پوجا نوحؑ کی قوم میں ہوئی اللہ تعالی نے حضرت نوحؑ کو معبوث فرمایا اور انہوں نے لوگوں کو اس سے روکا،،

عرب میں بت پرستی کا رواج

،،کہا جاتا ہے کہ عمروابن الحی نے ہی منات کا بت سمندر کے ساحل پر نصب کیا تھا۔ جو قدیر کے علاقے سے ملحق ہے قبیلہ ازد کے لوگ وہاں (یعنی منات کے پاس حج کے لئے جایا کرتے تھے۔اور اس کی بہت عظمت کرتے تھے۔اس طرح اوس و خزرج اور قبیلہ غسان کے لوگ بھی اس بت کی بہت عظمت کرتے تھے،،

حدیث نبویؐ

کچھ احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے جن پر عمل کر کے ہم اپنے ماحول کی اصلاح کر سکتے ہیں۔خصوصاً قرابتداروں کے تعلقات میں انہیں بڑا عمل دخل ہے۔ سورۃ النساء کی ایک آیت کے ترجمہ سے ابتداء ہے،

ترجمہ: لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیااور اسی جان سے (حوا) اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے،، النساء

فرمایا جس کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کے اثر کو دیر تک باقی رکھا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں صلہ رحمی کرے،،

صلہ رحمی سے کیا مراد ہے، تفہیم القرآن

" رحم سے مراد بچہ دانی ہے۔یعنی وہ قرابتدار اور رشتہ دار جن کا تعلق ایک رحم تک ملتاہے۔ والد دادا پڑدادا سے اوپر تک جہاں وہ ایک رحم سے ملتے ہوں والدہ کی نسبت سے بہن بھائی اور ان کی اولادیں بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں وغیرہ اور پھر والد کے بہن بھائی اور ان کی اولادیں وغیرہ یہ تمام رحمی برادری کہلاتی ہے ان رشتہ داروں قرابتداروں سے کوئی شخص محض دنیاوی رنجشوں کی بنیادوں پر قطع تعلق کرتا ہے۔ وہ سخت غلطی پر ہے مثلا ایک نے دوسرے کو قرضہ نہ دیا قرضہ بر وقت ادا نہ کیا یہ دنیاوی معاملات ہیں۔ ان کی وجہ سے قرابتداروں سے ناراضگی کے بعد تعلقات توڑ لینا غلط ہے۔ صرف شرعی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو آپ راہ راست پر اگرنہیں لاسکتے وہ آپ کی ہدایت پر برے عمل سے نہیں رکتا یا

کوئی ایسا فعل کر رہا ہے جس سے کسی اسلامی حدود کی خلاف ورزی اس سے سر زد ہو رہی ہے یا فحاشی و عریانی پھیلا رہا ہے اور باز نہیں آتا تو ایسے موقعہ پر آپ اس سے لاتعلق ہو جائیں،،۔ اسلام ہمیں یہ سبق دے رہا ہے۔اگر مسلمانوں میں سے بلا امتیاز نسل وطن اگر کوئی فرد یا کوئی گروہ کسی قسم کی اخلاقی یا شرعی حدود کی خلاف ورزی کررہا ہو اور گناہ کا مرتکب ہو رہا ہو آپ نے اسے یہ گناہ کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو تم پر فرض عائد ہوتا ہے (کہ ظالم کی تم مدد کرو) کہ اس کے خلاف تم طاقت استعمال کرو۔ مارپیٹ کر اسے اس برائی سے روکو۔اور اگر کسی وجہ سے تم طاقت استعمال نہیں کر سکتے تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسے اس برائی سے باز رکھنے کے لئے اسے دینی حوالہ جات کے ذریعہ واعظ ونصیحت کریں اس برائی کے نقصانات بتائیں تا کہ وہ اس سے باز آ جائے اگر تم میں یہ جرآت بھی نہیں تو تمہارے ایمان کا یہ آخری درجہ ہے کہ تم اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو اور اس کے برے افعال پر دل میں نفرت پیدا کر لو۔ حالانکہ یہ تیسرا درجہ ہے اور یہ تمہارے ایمان کی کمزوری ہے اس درجہ کے لوگوں کو پروردگار چاہے تو بخش دے چاہے تو نہ بخشے اور یہ دونوں گروہ مستحق سزا ہیں قرآن کریم میں بنی اسرائیل کا ایک واقعہ ہے کہ برائی کرنے والے اور خاموش کنارہ کشی والے دونوں گروہ اللہ تعالی کی پکڑ میں آئے تھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے شخص کی روزی کشادہ اور اسے رزق کے سلسلہ میں مطمئن کیا جاتا ہے۔تا دیر اس کی نسل کی بقا رہتی ہے چنانچہ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ نیکی میں کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو خواہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ہی مل لو، اس سے سبق ملتا ہے کہ تم سے کوئی نہ کوئی نیکی کا عمل ہر وقت ہو سکتا ہے اور کسی بات کو معمولی درجہ کی نیکی سمجھ کر ترک نہ کرو شاید کہ وہ ہماری نظر میں چھوٹی ہو لیکن گہرائی کی نظر سے

دیکھا جائے تو بڑی ہو گی راستہ یا سڑک سے پتھر یا کانٹا بھی تم ٹھوکر مار کر ہٹا دو تو تمہارے اس عمل کی وجہ سے دوسروں کا بہت بڑا نقصان ٹل جائے گا گویا چھوٹی نیکی بھی بہت بڑی نیکی ہے۔

امانت داری: جس کی امانت نہیں اس کا ایمان نہیں امانتوں میں خیانت بے ایمان کی نشانی ہے۔

کفایت شعاری: جس نے میانہ روی اختیار کی وہ مفلس نہ ہو گا۔یعنی آمدن کے مطابق خرچ کرنا اسراف نہ کرنا۔

مومن کی نشانی: تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو خود پسند کرتا ہے۔

غیر ضروری باتوں سے پرہیز: انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ (لا یعنی) .کاموں کو چھوڑ دے۔

نیکی کی راہ بتانے والا: جس نے کسی کو نیکی کی راہ بتائی اس کو نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔

مہمان نوازی: جو شخص اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو اپنے مہمان کا احترام کرنا چاہیے۔

ختم نبوتؐ: فرمایا میں مسلمانوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں کرتا اور میں خاتم النبین ہوں۔

خدمت خلق: بیمار کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھلاؤ اور قیدی کو چھڑاؤ مسلمانوں کا قیدی کافر کے پاس یا غلام کو آزاد کرانا۔

دعا کی اہمیت: دعا کرنا عبادت کا مغز ہے۔

ہمسائے کی خبر گیری کرنا: وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس کے پڑوسی نے بھوکے رات گذاری۔

والد کی رضا: رب تعالی کی رضامندی والد کی رضا مندی میں ہے۔ اور اس کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

ماں کا احترام: جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

مقصد رسالت: فرمایا مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے تا کہ میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔

مومن: تم میں سے کوئی بھی تب تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے والد اور اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

منافق: منافق کی تین علامات ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

کھانے کے بعد شکر ادا کرنا: یقیناً کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کیلئے وہی اجر ہے جو روزہ دار صبر کرنے والے کا ہے۔

اسلامی تعلق: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یار و مدد گار چھوڑ دیتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالی اسکی ضرورت کو پورا کرے گا۔

آدابِ مجلس: تم میں سے کوئی شخص دوسرے آدمی کو نہ اٹھائے۔ پھر خود وہاں

بیٹھ جائے بلکہ وسعت اختیار کرو(یعنی کھل کر بیٹھو)

کانا پھوسی: جب تم تین شخص ہو تو دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم آپس میں مل جل نہ جاؤاس طرح تیسرا شخص غمگین ہو گا۔

زمین پر قبضہ: جو شخص زمین کی ایک بالشت بھی ظلم کرتے ہوئے ناحق لے گا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائیگا۔

ظالم اور مظلوم کی مدد: اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ظالم کوظلم سے روکو اس کی مدد مین شامل ہے۔

بد ترین شخص: سب لوگوں سے بد ترین شخص وہ ہے جس کو لوگ اس کی بے حیائی اور برائی سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔

ایماندار تاجر: ایماندار تاجر سچا مسلمان تاجر قیامت کے روز شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔

قرض براہے: قرض سے بچو اس لئے کہ یہ رات کا غم اور دن کی ذلت ہے۔

خیرات لینا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اس سے شروع کرو جس کا خرچ تمہارے ذمہ ہے کیا خوب کہا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی،

،یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری،

وجہ تسمیہ حسب و نسب

سورہ الحجرات: ترجمہ، لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔سورہ النساء کی پہلی آیت میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ترجمہ: لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان(آدمؑ) سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا (حوا) کو بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے،،

اس سے قبل کہ گذشتہ مضامین میں بیشتر قرآنی حوالے درج ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام روئے زمین پر پھیلے ہوئے مرد و عورت کے جداعلی صرف آدمؑ ہیں جن کو مٹی سے ایا گیا تھا اور وہ خاکی تھے سورہ الحجرات کی آیت کے اس پہلے حصہ میں ایک ماں باپ سے تعلق تمام عالم اقوام کا بتایا گیا ہے یعنی جملہ لوگو تم ایک ماں ایک باپ کی اولاد ہو گویا تم میں کوئی علیحدگی نہیں ہے تمہاری پیدائش ایک جوڑے سے عمل میں آئی ہے آیت کا دوسرا حصہ کہ تمہاری قومیں قبائل اس لئے بنائے تا کہ باہمی پہچان و تعارف ممکن ہو سکے یعنی اس میں کوئی وجہ برتری یا کمتری نہیں ہے تیسرے حصہ میں ظاہر ہوتا ہے اگر وجہ برتری یا کمتری کوئی ہے تو صرف یہ ہے کہ کوئی کتنی اپنے پروردگار کی عبادت یا فرمانبرداری کرتا ہے یا کون کتنی نا فرمانی کرتا ہے پس اسی کا بلند مرتبہ ہے جو پرہیز گاری میں آگے ہے۔یعنی وجہ قبائل میں کوئی اعلی ادنی کی درجہ بندی نہیں اب اس آیت میں قبائل کا معرض وجود میں آنا امر الٰہی ثابت ہو گیا جس کو ایک دوسرے کے درمیان وجہ تعارف کا درجہ حاصل ہے۔اب وجہ تسمیہ ذات گوت کا طریقہ کیا بنا کہ قبائل کے نام کیا اللہ تعالی

نے مقرر کیئے ۔ یا لوگوں نے قوموں قبیلوں کے نام رکھ دیئے تھے۔ یا کوئی اور
طریقہ تھا تو وہ کیا طریقہ تھا۔ حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنایا اور ان کا بت تیار کر کے
اس میں روح پھونک دی تو ان کی جب اولادیں ہوئیں تو آدمؑ کے نام پر آج
تک مشہور ہیں آدمی یعنی آدمؑ کے جتنے بھی بیٹے پیدا ہوئے ان کے نام رکھے گئے
تا کہ جسے مقصود ہو اسے اپنی طرف بلایا جا سکے پکارا جا سکے تو افراد کے ناموں کا
سلسلہ آج تک ہر مذہب ہر ملک میں جاری ہے۔ بالفرض تمام روئے زمین پر پھیلی
ہوئی مخلوقات کو صرف آدمی ہی کہہ کر پکارتے ہوتے اور ان کے ذاتی انفرادی نام
نہ ہوتے تو ہم کس حوالہ سے کسی کی خامیوں خوبیوں سے متعارف ہوتے۔ جب کسی
شخص کا نام معہ ولدیت کے پکار کر ذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں علاقہ کا
رہنے والا تمہیں تمہارا نام بتا کر یہ یہ پیغام دے رہا تھا تو سننے والے پیغام وصول
کرنے والے کے خیالات میں فورا اسی کی تصویر گھوم جاتی ہے اور وہ جلد سمجھ جاتا
ہے اس کے برعکس اگر اسے یہ کہہ دیا جائے کہ تجھے آدمی نے پیغام دیا ہے کہ
جلد میرے گھر آؤ تو پیغام وصول کرنے والا کل آدمیوں میں مطلوبہ آدمی کو پوری عمر
گذشت کرنے کے باوجود بھی ملاقات نہ کر سکے گا۔ اگر کسی چیز کا نام نہیں تو اس
کا علم بھی ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو آدمؑ سے لے کر آدمیوں کے نام رکھے جاتے
رہے جن کی وجہ سے ان کی خامیاں خوبیاں قرآن حدیث تاریخ انساب کے ذریعہ
ہم تک پہنچتی ہیں اب قوموں کے ناموں کی طرف آتے ہیں تو قومیں قبائل انہی
مورثان اعلی کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہوتی ہیں جن سے ان کا نسلی تعلق
ہوتا ہے مثال کے طور پر زمانے میں کسی شخص نے بڑی شہرت پائی اس کے مرنے
کے بعد اسی کے بیٹے پوتے پڑپوتے بھی ہو گئے یہ قبیلہ کافی افراد پر مشتمل ہو گیا
اب وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی یہی کہنے لگ گئے کہ یہ جی فلاں شخص کی

اولادیں ہیں اسی طرح آگے بڑھتے بڑھتے اس شخص کے نام پر ایک گوت مشہور ہوجاتی ہے جس طرح افراد اور قوموں کے نام ضروری ہیں۔اسی طرح ملکوں قوموں علاقوں قصبوں کے نام بھی ضروری ہیں اگر یہ نام نہ ہوتے تو ان سے متعلقہ ہم کوئی علم بھی نہ حاصل کر سکتے تو ہمارا دنیا میں رہن سہن تہذیب و تمدن غرضیکہ آنا ہی بیکار ثابت ہوتا۔قوموں کے ناموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کئی اقوام کی خامیاں خوبیاں ہم تک پہنچائی ہیں جن سے ہم عبرت حاصل کرتے ہیں مثلاً قوم نوحؑ،قوم عاد،قوم ثمود،بنی اسماعیل،قوم قریش،قوم اسرائیل وغیرہ اس طرح پیغمبروں کے ناموں سے ہم ہر ہر پیغمبر کے حالات و واقعات سے مستفید ہوتے ہیں۔تو اسی طرح ملکوں کے نام بھی ضروری تھے تو کیا اللہ تعالی نے تمام ملکوں کے نام خود رکھے ہیں بلکہ ملکوں کے نام ان لوگوں کے ناموں پر پڑے جنھوں نے انہیں آباد کر کے یہاں اپنی اپنی سکونتیں رکھیں اور وہاں ہی ان کی اولادیں بڑھتیں پھیلتی پھولتی رہیں زمانہ قدیم میں کئی بڑے بڑے بزرگوں کے ناموں سے ملکوں کے نام بھی وہی مشہور ہوئے بعض دیگر جغرافیائی یا کہیں صفاتی ناموں سے بھی مشہور ہوئے مگر اکثر بڑے بڑے ملک آباد کرنے والوں کے نام پر مشہور ہیں تو اس طرح ثابت ہوا کہ لوگوں کے نام قوموں کے نام ملکوں کے نام ہماری ضرورت ہیں اور امر الہی بھی اسی طرح ہے تو ثابت ہوا کہ قوموں کے نام مورثان اعلی کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہوتے ہیں۔

نسب کے لحاظ سے سب برابر ہیں

چونکہ قرآن کریم احادیث نبویؐ اور دنیا کی تاریخ سے یہ بات واضع ہوتی ہے کہ بلحاظ نسب بلا امتیاز ملک وقوم و رنگ تمام بنی آدم کے ماں باپ آدمؑ و حوا ہیں گویا نسب سب کا برابر ہے اسے برتری و کمتری کی کوئی گنجائش نہیں بنی آدمؑ میں برتری و کمتری کی درجہ بندی صرف تقوی اور پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے جو حق پر ہے وہ اللہ تعالی اور نبی آخر زمان کو محبوب ہے اور جو باطل پر ہے اس سے اللہ تعالی بھی نا خوش ہے اور اس کی دنیا و آخرت بھی برباد ہے ۔ اسلام دور جاہلیت کی درجہ بندیوں کو غلط قرار دیتا ہے کہ تعداد میں بڑا خاندا ن کم تعداد خاندان کی تحقیر و تذلیل کرے اور ان پر جھوٹا رعب جمائے کہ ہم فلاں خاندان سے ہیں اور تم گھٹیا خاندان سے ہو کیونکہ دین اسلام فخر بالانساب کو ملعون قرار دے چکا ہے۔ جیسا کہ آنخضرتؐ نے اپنی لخت جگر فاطمہ الزہرا سے فرمایا تھا کہ بیٹی اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ میں نبی کی اولاد ہوں اور بغیر اعمال کے جنت میں داخل ہو جاؤنگی بلکہ اچھے اعمال کرو گی تو جنت میں داخل ہو گی۔

آنخضرتؐ نے حجتہ الوداع کے موقع پر عام اعلان کردیا تھا۔ کہ آج سے میں نسبی فخر کو مٹاتا ہوں۔ اور آئندہ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس دور جاہلیت کے دعوی کو پھر زندہ کرے، چنانچہ سورہ الحجرآت میں اس پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بلندی یا پستی ذات پات نسب ونسل پر نہیں بلکہ خوبی اعمال پر ہے۔ حدیث فصل فضیلت سے مراد ہے کہ صرف نسب نہ کسی کو برتر بناتا ہے اور نہ کسی کو کمتر بناتا ہے۔ برتری و کمتری کا معیار صرف اعمال صالح پر ہے۔ آنخضرتؐ نے جہاں یہ فرمایا کہ نسب سب کا برابر ہے۔ اس پر فخر کرنا چھوڑ دیں وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے نسبوں (شجروں) کو اس قدر جاننا چاہیے کہ جس سے قرابتداروں

کی پہچان کر سکو اور قرابتداروں میں صلہ رحمی کر سکو نسب فخر کے لئے نہیں بلکہ تعارف و پہچان کا ذریعہ ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھے گا اور نہ ہی تمہارا حسب و نسب پوچھے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے اچھا وہی ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ یہ تمام تر تعلیمات صرف الفاظ کی حدتک محدود نہیں بلکہ دین اسلام نے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اہل ایمان کی ایک برادری قائم کر دکھائی جس میں وطن زبان رنگ نسل قومیت کی کوئی تمیز نہیں جس میں اونچ نیچ چھوت چھات تفریق و تعصب کا کوئی تصور نہیں جس میں شریک ہونے والے تمام مسلمان خواہ وہ کسی نسل و قوم و وطن سے تعلق رکھتے ہوں بالکل مساویانہ حقوق رکھتے ہیں اسلام مخالف مذاہب اقوام نے بھی اس طریقہ کو تسلیم کیا ہے کہ اسلامی مساوات و وحدت کے اصول کو جس کامیابی کے ساتھ اسلام پیش کرتا ہے اس کی دنیا کے کسی مذہب میں نظیر نہیں ملتی۔ دین اسلام ہی وہ واحد دستور ہے جس نے روئے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلی ہوئی بے شمار اقوام کو ملاتے ہوئے ایک امت بنا دیا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون فی الواقع ایک اعلیٰ درجہ کا انسان ہے اور کون اوصاف کے لحاظ سے ادنیٰ درجے کا ہے لوگوں نے بطور خود جو اعلیٰ ادنیٰ کے معیار بنا رکھے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پسندیدہ نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ جو یہاں بہت ہی حقیر سمجھا گیاہو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اونچا مرتبہ پائے۔ اس کی اہمیت دنیا کی عزت و ذلت نہیں بلکہ اصل اہمیت اس عزت و ذلت کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کو نصیب ہو اس لئے انسان کی ساری فکر اس امر کی طرف ہونی چاہیے کہ وہ اپنے اندر وہ حقیقی اوصاف پیدا کرے جو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عزت کے لائق بنا سکتے ہوں،، بحوالہ تفہیم القرآن و سیراۃ النبی۔

مذہب، کسب، نسب

مذہب کسب اور نسب یہ تینوں الگ الگ ہیں مثلاً ہندوؤں میں بھٹی چیمہ گھمن راجپوت وغیرہ اقوام پائی جاتی ہیں اور مذہب ان کا ہندو مت تھا جب یہ لوگ ان نسلوں کے دائرہ اسلام میں آ گئے تو بھی نسب کے بلحاظ وہ بھٹی چیمہ گھمن راجپوت کہلاتے ہیں تو اس طرح ثابت یہ ہوا کہ مذہب کی تبدیلی سے نسب کی تبدیلی نہیں ہو سکتی مذہب الگ ہے اور نسب الگ ہے اسی طرح ایک آدمی آج ترکھانوں کا کام کرتا ہے ویسے تو لوگ اسے ترکھان ہی کہیں گے یہ اس کا پیشہ ہے اور رزق حلال کما کر خود اور بچوں کی پرورش کر رہا ہے اب یہ کہنا کہ اس کی قوم ترکھان ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ پیشہ سے قوم نہیں بنتی اگر قوم بنتی ہوتو وہی شخص کل کمہاروں کا کام شروع کر دے تو کیا وہ ہر روز قوم کو تبدیل کر رہا ہے کبھی نہیں بلکہ یہ بھی اس نے پیشہ رزق حلال کے لئے تبدیل کر کے شروع کر دیا قومیں تو مورثان اعلی کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر معرض وجود میں آتی ہیں نہ کہ پیشوں سے کیونکہ انسان ذریعہ معاش کے لئے اپنی زندگی میں کئی کئی پیشے اختیار کرتا ہے تو اس طرح ثابت ہوا کہ نسب اور کسب کا کوئی باہمی تعلق نہیں کیونکہ پیشہ تو تبدیل کر سکتا ہے مگر اس کے اباؤ اجداد تبدیل نہیں ہو سکتے وہ اپنے باپ دادا کا وہی نام ترکھان ہوتے ہوئے بتا رہا تھا اور کمہار ہوتے ہوئے بھی اس کے باپ دادا کا نام وہی ہے اور ہمیشہ وہی اس کے باپ دادا کا نام رہے گا۔ تو پتہ چلا کہ نہ مذہب کی تبدیلی سے نسب کو کوئی تبدیلی آئی اور نہ ہی کسب کی تبدیلی سے اس کی ذات گوت پر کوئی اثر نہ پڑا۔ پیشوں کے ناموں پر قومیں مشہور کر دینا یہ زمانہ قدیم سے ہندوؤں میں رواج تھا انہوں نے یہ غلط حد بندی رائج کر رکھی ہے بلکہ قومیت کی پیشہ پر درجہ بندی رائج کر کے انہوں نے کئی اندرونی و بیرونی نو آباد مسلمان اقوام

کی تاریخ کو بھی مسخ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے محکمہ مال کے کاغذات و دیگر دستاویزات میں پیشہ کو بطور قوم لکھ دیا تھا ڈوگرہ دور حکومت کے ایام میں ایک بندوبست اراضی کیا گیا اور لوگوں کی قومیں پیشوں کے حوالہ سے لکھیں جو بالکل غلط اور نا قابل قبول طریقہ ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی قدیم زمانہ سے ہندوستان پر ہندو اقوام ہی قابض اور حکمران رہیں لیکن انہوں نے پہلے پہل اپنی درجہ بندی برہمن کھتری ویش اور شودر ناموں سے کی تھی جو دور حاضر تک ہزاروں گوتوں پر تقسیم ہو چکی ہے اور یہ چار طبقے بھی ان کی کارکردگی پر بنائے گئے تھے نہ کہ نسب ناموں یا مورثان اعلی کے ناموں پر ان چار طبقوں کا ذکر تفصلاً اگلے صفحات پر آئے گا۔

قومی تاریخ کی ضرورت

بقول شاعر: ،اپنے مستقبل کو تو ماضی کے آئینہ میں دیکھ،

،نام کر پیدا کہ اب تک کچھ نشان باقی تو ہے،

تاریخ تہذیب و تمدن کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں انسانیت کے خدوخال اپنی تمام خامیوں خوبیوں کے ساتھ نظر آتے ہیں مورخین کا قول ہے کہ کسی بھی معاشرہ کی اخلاقی قدریں تب ہی پامال ہوتی ہیں جب کہ اس معاشرہ کے نوجوان اپنے بزرگوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مشہور مورخ علامہ ابن خلدون کا بیان ہے ،، کہ حالات و واقعات محض اتفاقیہ رونما نہیں ہوتے بلکہ ہر واقعہ و حادثہ ایک نظام ضابطہ کے تحت ظہور پذیر ہوتا ہے قومیں یونہی نہیں ابھرتیں پھیلتیں بڑھتیں عروج و زوال کوئی اتفاقیہ چیز نہیں بلکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ گذشتہ کا نتیجہ ہوتا ہے اور آئندہ کا سبب بنتا ہے،، مورخین کا قول ہے کہ فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات میں جو تبدیلیاں پیدا کیں اور انسان نے عام فطرت پر جو اثر ڈالا یعنی گذشتہ اور دور حاضر

کے تجزیہ کا نام تاریخ ہے جن قوموں کو اپنا مستقبل بہتر بنانے کی خواہش ہوتی ہے
وہ اپنے گذشتہ آباؤ اجداد کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرتی ہیں جو قومیں ترقی
پذیر ہوتی ہیں ان کی اس ترقی میں گذشتہ اسلاف کے کارہائے نمایاں شامل ہوتے
ہیں جو قومیں زوال اور پستی میں چلی جاتی ہیں ان کے اسلاف کی خامیاں ان کی
پستی میں شامل ہوتی ہیں علم تاریخ وہ علم ہے جو آئینہ کی طرح دور ماضی کو سامنے
لاتا ہے۔ترقی پذیر اقوام ہمیشہ اپنی قومی تاریخ سے سبق لے کر ہی ترقی کرتی ہیں۔
انہیں اپنی تاریخ سے والہانہ معلومات اور دلچسپی ہوتی ہے۔ جن اقوام نے اپنی قومی
تاریخ سے غفلت لاپرواہی عدم دلچسپی برتی اور اسلاف کے کارہائے نمایاں کو فراموش
کیا وہ دن بدن خسارے کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہیں ان پر سرفرازی وسر بلندی
کی تمام راہیں بند ہو جایا کرتی ہیں۔ سورہ رعد کی ایک آیت کا ترجمہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے ،کسی قوم
کے حالات محض اتفاقیہ طور پر نہیں بدلتے جب تک اس قوم کے افراد خود اپنے
حالات کو بدلنے کے لئے عزم نہ کر لیں حالات کو بدلنے کے لئے اہلیت پیدا کرنا
پڑتی ہے۔جب کسی قوم کے افراد تبدیلی کی خواہش کے ساتھ اس منزل کی طرف
رواں دواں ہوتے ہیں تو ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد فرما کر
انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اور ان کے حالات تبدیل ہو جاتے
ہیں۔گذشتہ انسانوں کے حالات تہذیب و تمدن رسم و رواج عقائد خواہ تاریخی ہوں یا
سینہ بہ سینہ روایات کی صورت میں ہمارے سامنے آئیں ان ماضی کی یادوں کو تاریخ
کا نام دیا جاتا ہے۔علم تاریخ ایک وسیع علم کا درجہ رکھتا ہے۔اور یہ علم اقوام عالم
میں ازل سے چلا آرہا ہے ۔ہر دور ہر طبقہ کے افراد اس علم سے دلچسپی رکھتے رہے
ہیں۔اور اپنے اپنے آباؤ اجداد کے کارہائے نمایاں اور قصے کہانیوں کی صورت میں

بیان کرتے آئے ہیں۔اور سینہ بہ سینہ ان روایات کو اولادوں تک پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا ہے دور جہالیت میں لوگ یہ نسب نامے قصے کہانیاں دوسروں پر برتری جتلانے کی خاطر بڑے فخر سے بیان کرتے تھے۔ ان حکائیوں نسب ناموں کو بطور مقدس امانت اپنے آنے والے فرزندوں تک پہنچاتے رہے ان حکایتوں و روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ کیوں کر تغیر پذیر رہی اور مختلف اقوام عالم کا آغاز و انجام کیونکر ہوا۔اور کون کون سے حالات و واقعات نے قوموں کے عروج و زوال پر کیا کیا اثرات ڈالے مورخین کا قول ہے کہ جن اقوام کو اپنے ماضی کے حالات و واقعات کا علم نہیں ہوتا ان میں وہ بلند نظری پیدا نہیں ہوتی جو مستقبل کو تاب ناک بنا سکے گویا تاریخ مختلف اقوام کے ظہور و آثار ترقی حالات آداب و عقائدو رسومات اور مشہور لوگوں کے کارنامے اورخامیاں بیان کرتی ہے اور جو جو اہم واقعات رونما ہوتے رہے ہیں ۔ ان کے اسباب و نتائج سے ہمیں با خبر رکھتی ہے ایک ایک فرد مل کر قبیلہ بنتا ہے قبیلے مل کر ایک قوم بنتی ہے اور قوموں کے مجموعہ سے اقوام عالم کا وجود سامنے آتا ہے جس شخص کے دل میں انسانیت کی خدمت کی تڑپ ہوتی ہے تو وہ شخص قوم کے اخلاقی طور مادی جسمانی روحانی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہتا ہے وہ ذاتی مفادات کو اجتماعی مفادات پر قربان کر دیتا ہے۔ اور جوشخص ذاتی مفادات کو اجتماعی مفادات پر ترجیح دیتا ہے اس میں حیوانی خیالات پیدا ہو جاتے ہیں وہ اپنی اس پست ذہنیت کی وجہ سے دوسروں کی نظروں میں اپنا وقار کھو دیتا ہے کوئی فرد یا قبیلہ اپنی ترقی یا اصلاح اگر اپنے لئے کرتا ہے تو دوسروں کو بھی یہ موقع بہم پہنچائے قبیلہ کی اصلاح کرنے سے ان میں مستقبل کی بلند نظری اچھے اخلاق و کردار کی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں تاریخ ہر قبیلہ کا بنیادی حق ہے قوم کی بہتر اصلاح و رہنمائی کرنے والا در اصل قوم کا معمار ہوتا ہے اور سینکڑوں سالوں

ے بعد کوئی ایسا انسان ہر خاندان میں پیدا ہوتا رہتا ہے جو اپنے قبیلے کی اصلاح کر کے انہیں با عزم و با کردار بنا دیتا ہے اس طرح ایک نیک نام قبیلہ معرض وجود میں آتا ہے اور نیک نام قبیلوں سے مل کر با کردار قوم بنتی ہے اور نیک نام اقوام کے مجموعہ سے ایک ایسا عالم انسانی وجود میں آتا ہے جسے اللہ تعالی نے اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز کیا ہے جس وقت تک اللہ تعالی کا اسم مبارک پکارنے والا ایک شخص بھی دنیا میں ہو گا قیامت برپا نہ ہو گی ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے گذشتہ اقوام کے حالات کو سمجھنا عبرت حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔کیونکہ ماضی ہی وہ آئینہ ہے جسے ہم دیکھ کر اپنی منزل کا بہتر تعین کر سکتے ہیں اور تاریخ کے مطالعہ سے گذشتہ ادوار کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ کس نے کیا عمل کیا اور اس عمل کا کیا نتیجہ نکلا دور حال سے وہی اقوام مقابلہ کر سکتی ہیں ۔ جو گذشتہ ادوار کے حالات و حوادث سے با خوبی خبر رکھتی ہیں۔

نظام الملک طوسی نے اپنے فرزند کو یہ نصیحت کی تھی،، کہ گذشتہ اقوام کی تاریخ کو تدابیر ملکی میں بہت عمل دخل ہے کیونکہ اسباب عالم میں کبھی کوئی نیا واقعہ رونما نہیں ہوتا بلکہ بار بار وہی ہوتا رہتا ہے جو اکثر پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ اور جس کے نظائر موجود ہوتے ہیں۔کیونکہ پہلی اقوام عالم کے حالات سنے ہوئے یا لکھے ہوئے ہمارے سامنے موجود ہوتے ہیں۔کہ فلاں فلاں کام کا آغاز و انجام یوں ہوا تھا۔پس ایسا واقعہ سامنے آجائے تو تم یہی سمجھو کہ سارے واقعہ کا آغاز و انجام جو پہلے ہوا امکان ہے کہ اب بھی اسی طرح ہو گا،، دور قدیم سے تمام اقوام کی تاریخ قصے کہانیوں ہی سے شروع ہو کر چلتی آئی ہے۔جس کی جانچ پڑتال کے بعد مورخین اسے اپنی قلم سے لکھتے رہے ہیں جو ہم تک پہنچ رہی ہے۔حالانکہ اس سینہ بہ سینہ تاریخ کو قوموں کے عروج و زوال میں بڑا عمل دخل رہا ہے۔ قرآن مجید میں بھی

کئی اقوام کے حالات آغاز و انجام نیک و بد کے حوالہ سے ہمیں ملتے ہیں قرآن مجید اقوام عالم کی بہت بڑی تاریخی ضرورت کو بھی پورا کر رہا ہے اور تاریخ اقوام عالم سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دے رہا ہے۔ ابو الکلام آزاد کا قول ہے کہ،، اصل میں انسان ماضی کی یادوں قصوں کو کسی مقدس دیوتا کی طرح پوجتا تو ضرور ہے۔مگر ان واقعات و افسانوں کو یاد بہت کم رکھتا ہے۔اس کی مشغولیت زمانہ حال سے بہت وابستہ رہتی ہے۔انسان صرف وقت موجود اور حاصل پر اپنی پوری توجہ دیتاہے البتہ وہ اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کی حسرت رکھتا ہے۔کیونکہ انسان کی دلفریب امیدیں اور بیشمار آرزوئیں مستقبل کے ہاتھ میں ہیں۔اور اس غافل مخلوقات کے لئے امیدوں کا وجود اس قدر دلچسپ ہوتا ہے۔کہ وہ زمانہ حال کو بھلا کر صرف مستقبل کی حسرتوں میں اپنی پوری زندگی گذشت کر دیتا ہے۔یعنی وہ مستقبل کو ایک خواب کی طرح دیکھتے رہتے ہیں وہ زمانہ حال سے بھی با خبر ہو جاتے ہیں،، ہمیں یہ چاہیے کہ بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے کوئی ایسے کام کر کے چھوڑ جائیں جو ان کی تاب ناکی کی بنیادوں کا کام دیں۔سمجھا جائے تو زمانہ حال کی ہر اچھی یا بری تجویز جوہم چھوڑ ے جا رہے ہیں ۔ اس کے اثرات آنے والی نسلوں پر بڑے گہرے پڑتے ہیں۔تو دوسرے الفاظ میں یہ کہنا درست ہے کہ زمانہ حال ہی مستقبل کا جانشین ہوتا ہے۔ وہی قومیں سر سبز اور ترقی پذیر ہو کر عروج تک پہنچتی ہیں جن کے لئے آباؤ اجداد کوئی بہتر نظریہ چھوڑ جاتے ہیں۔ اور ایسی اقوام ایک نہ ایک دن حد عروج تک پہنچ جاتی ہیں ماضی حال مستقبل تین ایسے ادوار ہیں ۔ان تینوں کے اثرات انسانی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ جن اقوام کے اسلاف کوئی بہتر نظریہ چھوڑ جاتے ہیں تو آنے والی نسلیں اپنے حال میں اس پر عمل پیرا ہو کر مستقبل کو تاب ناک بنا سکتی ہیں مثال مشہور ہے کہ جو بویا وہی کاٹا، جن اقوام کے مورثان

اپنے جانشینوں کے لئے کوئی بہتر لائحہ عمل نہیں چھوڑتے آنے والی نسلوں پر عروج و ترقی کی ساری راہیں بند رہتی ہیں یعنی زمانہ حال کا ہر اچھا یا برا عمل مستقبل کی ترقی یا پستی کا موجب بنتا ہے جو اقوام اپنی قومی تاریخ سے غفلت برتتی ہیں تو ایسی اقوام ہمشہ پستی کی طرف لوٹتی رہتی ہیں۔ بقول شاعر

،وہ کل کے غم و عیش پر کچھ حق نہیں رکھتا،

،جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے،

اصلاح معاشرہ

ویسے تو پورا قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات ہے امن وامان قائم رکھنے کا درس دیتا ہے مگر سورہ الحجرات میں کچھ ایسی معاشرتی برائیوں سے منع فرمایا گیا ہے جن سے معاشرہ میں بدامنی اور خانہ جنگی پیدا ہو جاتی ہے سورہ الحجرات کی آیات کا ترجمہ پیش ہے ترجمہ،، اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں،، حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومنوں کی مثال آپس کی محبت وابستگی اور ایک دوسرے پر رحم و شفقت کے معاملہ میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کہ ان میں کسی عضو کو بھی تکلیف ہو تو سارا جسم اس پر بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے بحوالہ مسلم و بخاری شریف۔ حدیث شریف میں منقول ہے کہ مومن ایک دوسرے کے لئے ایک دیوار کی اینٹوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے سے تقویت پاتا ہے،، ترجمہ سورۃ الحجرات آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب یاد کرو ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں ظالم ہیں،، نقل اتارنا کسی کی طرف اشارہ کرنا کسی کی بات لباس یا کام پر ہنسنا یا اس کے نقص و عیب پرلوگوں کی توجہ دلانا تا کہ وہ اس پر ہنس پڑیں اسے مذاق کہا گیا ہے جس سے اپنی برتری اور دوسرے کی کمتری ظاہر کی جائے یہ سب مذاق کے ضمرے میں آتا ہے جس کی سختی سے اسلام میں ممانعت کی جاتی ہے۔

اس عمل سے معاشرہ میں لڑائی جھگڑا کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے طعن وہ عمل ہیں چوٹیں کرنا عیب چینی الزام دھرنا پھبتیاں کسنا اعتراض جڑنا جن افعال سے دوسروں کی

نیک نامی پر دھبہ آئے یہ سب طعن کہلاتے ہیں ان حرکات سے معاشرہ میں بددلی اور عداوت پیدا ہو کر فساد بن سکتا ہے جس کی قرآن حکیم میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ جو بات خود بری لگے وہ دوسروں پر بھی نہ ٹھونسی جائے سورہ الحجرات کی ایک اور آیت کا ترجمہ،، اے لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔تجسس نہ کرو۔اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے،، کسی میں جو کوئی خامی ہو اس کی عدم موجودگی میں دوسروں سے بیان کرنے کو غیبت کہا گیا ہے پیٹھ پیچھے جھوٹا الزام بہتان کہلاتا ہے ۔ دوسری جگہ پھر آیا ہے ترجمہ،، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے۔دیکھو خوداس سے گھن کھاتے ہو اللہ سے ڈرو اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے،، یعنی اگر تم نے کسی کی غیبت کا ارتکاب کیا ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس سے معافی مانگو اور اللہ تعالی سے توبہ کرواور آئیندہ اس فعل سے باز آ جاؤ۔ اگرمرے ہوئے انسان کی غیبت کرلی تو اللہ تعالی سے توبہ اور معافی کے ساتھ ساتھ اس شخص کی مغفرت کے لئے دعا مانگا کرو۔ اور اس غلطی کی توبہ کے ساتھ ساتھ آئیندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کر لو تجسس سے مراد دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کو کہا گیا ہے یعنی ان کی کمزوریاں تلاش کرنا خفیہ طور پر ان کے ذاتی خط و کتابت کاغذات پڑھنا کان لگا کر خفیہ باتیں پوشیدہ رہ کر سننا یہ سب برے کام ہیں جن سے معاشرہ میں خانہ جنگی اور فساد برپا ہو جاتا ہے ۔ ارشاد نبویؐ تجسس کے بارے میں آیا ہے ،، اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دلوں میں نہیں اترا مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب ڈھونڈنے کے در پے ہو گا ۔ اللہ تعالی اس کے

عیوب کے درپے ہو گا۔ اورخدا جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب تمہیں کسی شخص کے متعلق برا گمان ہو جائے تو اس کی تحقیق نہ کرو پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ارشاد فرمایاؐ جس نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی نے زندہ گاڑھی ہوئی بچی کو بچا لیا ان احادیث و قرآن سے ہمیں یہ سبق مل رہا ہے کہ معاشرہ میں بدامنی پیدا نہ کریں بلکہ امن و امان قائم رکھو یہی تمہارے لئے بہتر ہے تو ہمیں چاہیے کہ ان چھوٹے چھوٹے بے لذت گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے اوپر گناہوں کا بوجھ نہ بڑھائیں اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں ان گناہوں سے محفوظ رکھے کیونکہ اپنے اپنے ماحول و معاشرہ کو پرسکون بنا کر ہم اپنی اپنی اصلاح اور تعمیر و ترقی کی طرف قدم آگے بڑھا سکتے ہیں قرآن میں آتا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو بھائی کو بھائی کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے (بحوالہ سیراۃ النبی احادیث و تفہیم القرآن)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

بحوالہ اصول شہریت از احمد شفیع چوہدری کی اصل عبارت پیش خدمت ہے

اقوام متحدہ کی جنرل کونسل نے یکم دسمبر 1948 ء کو انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کرنے کا اعلان کیا تھا اس منشور کی منظوری کے بعد تمام ممبر ملکوں سے پر زور اپیل کی گئی کہ وہ اس پر عمل کریں اور انہیں قانونی طور پر تسلیم کریں اس منشور میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ انسان کے حقوق خاص ریاست کا شہری ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بحیثیت انسان تسلیم کیئے گئے ہیں۔ اور تمام افراد کو بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب ان سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے اقوام متحدہ کے لئے انسانی حقوق کا ایسا عالمی منشور پاس کرنا ضروری تھا تا کہ دنیا میں ہر فرد اپنے بنیادی حقوق سے آگاہ ہو ہر ممبر ملک کا یہ فرض ہے کہ وہ عالمی منشور پر عمل کرے،،

معاشرتی حقوق

ہر شخص کو اپنی جان آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق دیا گیا ہے غلامی اور بردہ فروشی ہر شکل میں ممنوع ہے۔ کسی شخص کو محض حاکم کی مرضی پر گرفتار یا نظر بند نہیں کیا جائے گا۔ ہر شخص کو پر امن طریقہ سے اشتراک کرنے اجلاس منعقد کرنے اور انجمنیں قائم کرنے کا حق حاصل ہے کسی شخص کو انجمن کی رکنیت پر مجبور نہ کیا جائے۔ ہر شخص کو ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے اور لیاقت کی بناء پر اعلی تعلیم کا حصول سب کے لئے مساوی طور پر ممکن ہے۔

حق مساوات بہ نظر قانون

اس امر سے یہ مراد ہے کہ تمام شہری ملک کے قانون کی نظر میں مساوی ہوں۔قانون کو ذات پات امیری غریبی اور شہریوں کی حیثیت میں کوئی امتیاز روا

رکھنا نہیں چاہیے۔ اور ہر ایک کو یکساں طور پر قانون کا تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔

حقوق کی خصوصیات

۱) حقوق بہتر زندگی کی لازمی شرائط ہیں۔

۲) حقوق انسانی شخصیت کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ان کے بغیر تکمیل شخصیت ناممکن ہے۔

۳) حقوق کا قیام صرف معاشرہ میں ممکن ہے۔

۴) حقوق کا اجتماعی مفاد سے مطابقت رکھنا لازمی ہے صرف ایسے حقوق تسلیم کئے جائیں جن کا تعلق کسی مشترکہ مقصد یا اخلاقی بہتری سے ہو ۔حق کسی برائی کے لئے نہیں ہوتا۔

۵) حقوق کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ اور ان کا تحفظ کرتی ہے۔

۶) حقوق بہتر زندگی کی ان لازمی شرائط کا نام ہے جن کا فرد مطالبہ کرتا ہے۔ معاشرہ انہیں تسلیم کرتا ہے اور معاشرے کے تمام اراکین انہیں مساویانہ طریقہ سے استعمال کرتے ہیں۔

حقوق کی اہمیت

،،حقوق انسان کے وہ مطالبات ہیں۔جنہیں معاشرتی زندگی میں افراد ایک دوسرے کی سہولت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں انہیں ریاست منظور کرتی ہے اور ان کا تحفظ کرتی ہے۔

معاشرتی زندگی کے لئے ضروری حقوق

ان کے بغیر فرد اپنی زندگی کی تکمیل نہیں کر سکتا دراصل حقوق انسانی معاشرتی زندگی کی تخلیق میں انسانی تعلقات ہمہ گیر ہوتے ہیں اسے اپنے تعلقات اس طرح استوار

کرنے چاہیں کہ وہ دوسروں کو ان تمام مراعات کی اجازت دے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے ان مراعات کو تسلیم کرنا مراعات کا جنم دینا ہے۔

شخصیت کی تکمیل

حقوق کے بغیر فرد اپنی شخصیت کو اجاگر نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اس کی صلاحتیں مکمل طور پر نشونما پا سکتی ہیں۔ اس کی ذہنی اور اخلاقی ترقی کا دارو مدار بھی حقوق کی بہم رسانی پر ہے۔

معاشرتی بہبود

فرد کو حقوق دینے میں معاشرہ کی اپنی بہتری ہے کیونکہ ان کی بدولت وہ نہ صرف اپنی شخصیت کو فروغ دیتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی کو بھی ترقی سے روشناس کرا سکتا ہے۔ انفرادی حقوق معاشرتی بہبود کے ضامن ہوتے ہیں۔ اس لئے ریاست حقوق کو تسلیم کرتی ہے۔ دراصل حقوق ہم ریاست میں ہی رہ کر حاصل کر سکتے ہیں۔اور ریاست ہی انہیں قائم رکھتی ہے۔حقوق تمام افراد کے لئے یکساں ہیں۔معاشرے میں حقوق تمام افراد کو مساوی اور یکساں میسر آنے چاہیں۔ ریاست کو چاہیے کہ وہ ایسی فضا قائم کرے۔جس میں تمام افراد یکساں طور پر مستفید ہو سکیں،،۔

فرائض متعلقہ افراد

ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کا احترام کرے۔اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ دوسروں کے حقوق غصب نہ کرے۔ اس طرح وہ اپنے حقوق سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا۔ دوسرے افراد بھی اس وقت تک کوئی حق استعمال نہیں کر

سکتے۔جب تک وہ اس کے حق کا احترام نہ کریں شہری کے ہر معاشرتی حق کے لئے ایک فرض کی ادائیگی ضروری ہے۔اس طرح شہری کو اپنے کنبہ یا شہر سے متعلق کئی فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں۔جن کے عوض اسے چند حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ہمسائے کی خوشی و آرام میں اضافہ مصائب میں کمی سے پورا معاشرہ بہتر ہوتا ،، بحوالہ اصول شہریت حصہ اول۔

حسب ونسب کا جاننا کیوں ضروری ہے

نسب کا سیکھنا بحوالہ ترمذی شریف قرابتداروں کی پہچان کے لئے ضروری ہے۔کہ قرابتداروں سے حسن سلوک سے پیش آنا واجب ہے ۔قرابتداروں سے صلہ رحمی سلام کرنا دعا دینا تحفہ پہنچانا مل بیٹھنا اور ہر آڑے وقت ان کی مدد کرنا اور باہمی بات چیت کرنے کا حکم ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ خدا تعالی احسان کرتا ہے اس شخص پر جو اپنے قرابتداروں پر احسان کرتا ہے ۔احسان کرنے سے عمر بڑھتی ہے اگر کوئی شخص مالی طور پر قرابتداروں کی مدد کرنے کے قابل نہیں تواس پر قرابتداروں سے ملاقات کرنا واجب ہے اور ان کے کاموں میں ان کی مدد کرنا واجب ہے چنانچہ قرابتداروں سے صلہ رحمی کی دس فضیلتیں بیان ہوتی ہیں۔ مسلم و بخاری شریف۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اپنے رزق کی کشادگی اور موت کی تاخیر بہتر معلوم ہوتی ہو۔ وہ اپنے قرابتداروں پر احسان کرے۔ اور ترمذی شریف سے روایت ہے کہ اپنے انساب کو سیکھو تا کہ قرابتداروں میں صلہ رحمی کر سکو اس لئے کہ صلہ رحمی سے قرابتداروں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور مال میں برکت اور موت میں تاخیر ہوتی ہے حضرت سلیمان بن عامر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ محتاج کو خیرات دینے سے صرف ایک ثواب ہے جو خیرات کا ہے اور قرابتداروں کو دینے میں دو ثواب ہیں ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا خیرات کا،دوسری بات کہ نسب کا جاننا کیوں ضروری ہے۔نسب کے ذریعے اولادیں اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کے ساتھ ان کی عادات رسومات عقائد حالات و واقعات خوبیوں خامیوں سے متعارف رہتی ہیں جن لوگوں

کی لاپرواہی کی وجہ سے ان کے شجرہ نسب عدم دستیاب ہو جاتے ہیں تو بھلا وہ اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں کس طرح یہ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کس ملک میں پہلے آباد تھے۔ ان کے عادات و خصائل کیسے تھے غرضیکہ انہیں کوئی علم نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگ رفتہ رفتہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ وہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے یعنی دوسرے الفاظ میں ان سے ان کی تاریخ ہی چھوٹ جاتی ہے پھر رفتہ رفتہ یہ لوگ دوسرے رشتہ دار قبیلوں میں ضم ہو جانا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور خود کو اپنے رشتہ داروں کی قوم سے ہی منسوب کر لیتے ہیں جو کہ نسب بدلنا کفر ہے تو اس لئے بھی حسب و نسب تحریری یا زبانی محفوظ رکھنا جاننا افراد و اقوام کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ اگر کسی قوم کے پاس اس کا شجرہ نسب تحریری یا زبانی محفوظ ہے تو اس کے افراد کبھی بھی دوسری قوم میں ضم نہیں ہوتے کون اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے کے باپ کو باپ کہے گا۔میرے خیال میں کوئی بھی با غیرت قوم یہ حرکت اپنا شجرہ موجو ہوتے ہوئے نہیں کرتی گا ہے گاہے جن لوگوں کو اپنے شجرے عدم دستیاب ہو گئے تو وہ ان اقوام میں ضم ہو گئے جن جن سے ان کا ناطہ رشتہ تھا مورخین کا قول ہے کہ وہ قوم نہیں جس کی قومی تاریخ نہیں وہ ایک نہ ایک دن ہزاروں کی تعداد میں دنیا پر موجود ہوتے ہوئے بھی اپنا وجود اپنی پہچان ختم کر دیتی ہے تو اسی طرح وجود ختم ہو تا ہے کہ دوسروں سے اپنی پہچان قائم کر لیتے ہیں ان وجوہات کے لئے بھی حسب نسب کا جاننا ضروری ہے اس کے بڑے تین فائدے ہیں نمبرا اپنے قبیلہ کی پہچان اتحاد و تعاون کے ذریعہ صلہ رحمی تقسیم میراث نمبر۲ اپنی قومی تاریخ تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی نسب ہے نمبر۳ اپنی شناخت قائم

رکھنا اور دوسروں میں ضم نہ ہونا جس کے لئے احادیث نے بہت ممانعت فرمائی ہے
حسب و نسب کسی دوسرے قبیلہ پر برتری جتلانے کے لئے نہیں ہوتا۔ کیونکہ نسب کو
کوئی برتری کمتری کا درجہ حاصل نہیں قبیلے صرف اسے اپنی شناخت و تعارف کے
لئے استعمال کر سکتے ہیں اور یہ بنیادی حق کے ضمن میں آتا ہے بنیادی حقوق اگر
کسی فرد یا قوم کو حاصل نہ ہوں تو وہ اپنی شخصیت کو اجاگر نہیں کرسکتی تو ان تمام
مسائل کا آج کے دور میں واحد حل صرف تاریخ ہے جس میں اسلاف کے حالات
زندگی اور شجرہ جات محفوظ کر لئے جائیں تا کہ آنے والی نسلوں کو با سانی اپنے
اپنے شجرے دستیاب ہو سکیں قومی تاریخ ہر قوم کا بنیادی و فطری حق ہے۔

قبیلے مورثان کے نام پر مشہور ہوتے ہیں

گذشتہ اوراق میں بھی ضمناً اسکا ذکر آ چکا ہے کہ قبیلے مورثان اعلی کے ذاتی یا عرفی ناموں پر مشہور ہوتے ہیں۔ اس مضمون پر یہاں تفصیلاً روشنی ڈالی جا رہی ہے عربی زبان میں شجر درخت کو کہتے ہیں جو لفظ کثرت استعمال کی وجہ سے بدل کر شجرہ بن گیا۔ حضرت آدمؑ کے نام پر ان کی اولادیں آدمی مشہور ہیں آدمؑ درخت کے تنا کی مانند ہیں۔ اب اس درخت سے نکلنے والی شاخوں کا تعلق تو تنا ہی سے استوار و قائم ہے۔اب آگے چل کر بنی نوع انسان اپنے اپنے مورثان کے ناموں پر مشہور ہوتے گئے حضرت نوحؑ کے نام پر قوم نوحؑ مشہور ہوئی جبکہ آپ ابو البشر ثانی کہلائے آپ کے تین فرزندوں سے اولادوں کا سلسلہ جاری ہے جو پوری روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے حضرت حام حضرت سام حضرت یافث ان تینوں مورثان کی اولادیں اپنے اپنے مورث اعلی کے نام سے مشہور ہیں حضرت سام ابو البشر انبیاء ہیں جن میں حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے اسمعیلؑ کی اولادیں بنی اسماعیل اور اسحقؑ حضرت یعقوبؑ کی اولایں ان کے صفاتی نام پر بنی اسرائیل مشہور ہوئیں حضرت یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسحقؑ کے فرزند تھے۔ پھر قوم بنی اسمعیلؑ میں کچھ پشتوں کے بعد فہر نامی ایک نامور بزرگ پیدا ہوئے جن کا عرفی (صفاتی) نام قرش پڑ گیا جس سے ان کی اولادیں آگے چل کر خاندان قریش سے پکاری جانے لگیں حضرت ہاشم جو کہ خاندان قریش کے چشم و چراغ تھے ان کے نام پر ان کی اولادیں ہاشمی کہلانے لگیں پھر حضرت ہاشم کے پوتے حضرت عباس عمؓ رسول اللہؐ کے نام کی نسبت سے ایک خاندان جو خلفائے عباسیہ بغداد و مصر رہا عباسی مشہور ہوا۔ منگل راؤ کی اولادیں منگرال کہلائیں گویا حضرت آدمؑ سے لے کر ذاتیں گوتیں مورثان اعلی کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر مشہور ہوئیں اور قیامت تک یہی دستور رہے گا جس

طرح کہ امر ربی بھی ہے یہ سلسلہ تعارف و پہچان ہے۔قبائل کے وجود کی حقیقت ایک مسلمہ امر ہے جس سے انکار کرنا ناممکن ہے۔ایک غیر ملکی مورخ اپنی تصنیف ،روما،میں لکھتا ہے،، کہ چونکہ ہر خاندان کا سردار مرد ہوا کرتا تھا۔اور خاندانوں کا قیام صرف بیٹوں سے ہو سکتا ہے نہ کہ بیٹیوں سے اس لئے قرابت صرف مذکورہ مردوں کے ذریعے ہو سکتی تھی،،(اس کی گوت کہلاتی تھی) غرض مورثان اعلی کے ناموں پر قومیں مشہور تھیں۔ ہندوستانی نسب ونسل سے متعلق لوگ ہندوؤں سے ہی مسلمان ہوئے ہیں پہلے پہل یہ لوگ ہندو مذہب کے پیرو تھے اور اسلام قبول کر لینے پر مذہب کی تبدیلی سے ذات گوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔قوم قریش جب غیر مسلم تھی تو بھی قریش ہی کہلاتی تھی۔ اور جو ان میں سے مسلمان ہو گئے۔وہ بھی قوم قریش کہلاتے رہے۔ چیمہ،گھمن،گوندل،بھٹی،راجہ،جنجوعہ،راجپوت،وغیرہ اقوام کی غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی یہی قوم تھی اور مسلمان ہو کر بھی وہ اپنے مورثان کے ناموں پر ہی مشہور ہیں۔یہاں چند تاریخی مثالیں اوردرج کی جاتی ہیں۔ایران بن بوذر کی اولادیں قوم ایرانی لکھتے ہیں ،عراق بن خراسان بن علیم کی اولادیں۔ عراقی خراسانی کہلاتی ہیں۔روس بن یافث کی اولادیں روسی کہلاتی ہیں یونان بن یافث کی اولادیں یونانی مشہور ہیں۔ چین بن یافث کی اولادیں چینی مشہور ہوئیں۔مصر بن حام کی اولادیں مصری اور قبط بن حام کی اولادیں قبطی مشہور ہیں۔ اور جہاں جہاں ان اقوام کے مورثان نے سکونتیں رکھیں وہ ملک بھی انہی کے ناموں پر مشہور ہیں۔مثلا ایران خراسان عراق روس چین یونان وغیرہ حالانکہ یہ تو لوگوں کے نام تھے۔ یہ تمام بلکہ بے شمار ملک لوگوں کے ناموں پر مشہور ہیں۔جنہیں انہوں نے آباد کیا تھا تو ان حوالہ جات یہ ثابت ہوا کہ قبیلے اور ملک مورثان اعلی کے ناموں پر مشہور ہوتے ہیں جنہیں وہ جنم دیتا ہے اور جنہیں وہ آباد کرتا ہے ہندو

اقوام میں قومیں پیشوں پر مشہور کی جاتیں تھیں جس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں ملنا دشوار ہے ہندو تو صنعتکار اقوام کو نچلے درجے کا انسان شمار کرتے تھے جبکہ یہ پیشے نہ ہوتے تو دنیا کی ہر چیز پردے میں ہی رہتی اور بنی نوع انسان ان آسائشوں سے کبھی مستفید نہ ہو سکتے پیشے پاک و طاہر ہیں ہم انہیں مقدس سمجھتے ہیں کیونکہ تمام جائز پیشے نبیوں ولیوں کی ایجادات ہیں جو دنیا کو آباد کرنے میں ممدو معاون ہیں چند قابل تحفیر پیشے ہیں جو شیطانی ایجادات ہیں ڈھول شہنائی چوری رہزنی وغیرہ وغیرہ جن سے اسلام نے منع فرمایا ہے جو واقعی قابل تذلیل ہیں۔ بقولِ شاعر

،اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے،

،ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات،

قدیم ہندوستان کا تاریخی فقدان

تاریخ پاک و ہند از محمد عبداللہ ملک اشاعت سوم 1972ء صفحہ نمبر 1 الف میں لکھتے ہیں،، مسلمانوں کی آمد برصغیر پاک و ہند سے قبل تاریخی واقعات کو تاریخی شکل دینے میں بہت کاہل تھے انہوں نے تاریخ کو محفوظ رکھنے میں بہت لاپرواہی برتی ہے،، اکثر مورخین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ قدیم ہندوستانی تاریخی لٹریچر عدم دستیاب ہے جس کی وجہ سے بعض شجروں میں مسلسل ربط پیدا کرنا یا ان کی مکمل پشتوں کو شمار میں لانا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ تاریخ کھیم کرن میں بھی فاضل مصنف نے جو کہ کمبوح شاخ چندر بنسی راجپوت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس امر کی طرف اس طرح وضاحت کی ہے صفحہ نمبر 10 ،، جملہ مورخان کا اس امر سے اتفاق ہے کہ ہندوستان بھر کی لائبریری میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ جس کو مجموعہ واقعات سمجھ کر معتبر تاریخ کے نام سے منسوب کر سکیں،، ہندوؤں کے پاس جو تاریخی نوادرات محفوظ تھیں وہ بھی بیرونی حملہ آوروں نے ضائع کردیں اس طرح

برصغیر کی قدیم تاریخ پر ایک طویل دور تک کی تاریکی چھائی ہوئی ہے تاریخ پاک و ہند میں صاجزادہ عبدالرسول یوں رقمطراز ہیں،، ہندوؤں میں تاریخ نویسی کا مادہ ہی نہ تھا یہی وجہ ہے کہ،، باوجودیکہ انہوں نے مختلف علوم کو ترقی دی لیکن وہ اپنی قوم و ملک کی تاریخ پر ایک کتاب بھی نہ لکھ سکے۔ ہندوؤں کی اس غفلت کی وجہ سے پاک و ہند کی قدیم تاریخ کے متعدد ادوار پر آج بھی تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے، کسی ملک یا قوم یا حکمران طبقہ کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے مستند تاریخی مواد کا دستیاب ہونا بہت ضروری ہے برصغیر کی آبادی ملی جلی اقوام پر مشتمل ہے۔ ہندو اقوام میں علم تاریخ کو کوئی اہمیت نہ تھی۔ کیونکہ لکھنے پڑھنے کی ذمہ داری برہمن طبقہ کے سپرد تھی۔اور کتابیں لکھنا صرف برہمنوں کی ذمہ داری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ برہمن طبقہ عقیدتاً نفی حیات پر یقین رکھتے تھے۔ وہ دنیا کی زندگی اور مشاغل کو چند روزہ تصور کرتے تھے۔ ان کی زندگی کا مقصد صرف دیوتاؤں کی پرستش تھا۔ ان میں تاریخ نویسی کا مادہ مفقود تھا، چنانچہ برہمنوں نے جتنی کتابیں لکھیں وہ صرف مذہبی تھیں مورخین کا کہنا ہے کہ ان مذہبی کتابوں کی تحقیق پر ضمنا کوئی تاریخی حوالہ مل جاتا ہے۔ مسلمان و دیگر بیرونی مورخین جو تاریخ نویسی کی غرض سے برصغیر میں آتے رہے۔ انہوں نے تاریخی مشاہدات کے بعد کچھ نہ کچھ برصغیر کی تاریخ سے پردہ تاریکی کو اٹھایا ہے۔ کسی ملک یا حکمران طبقات کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے آثار قدیمہ اس ملک کے سکے تحریروں اور روایات کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ان اقوام میں رائج سنین اور شجرہ جات بھی بہت مدد دیتے ہیں۔

ماخذ تاریخ ہندو پاک

جیسا کہ گذشتہ عنوان تاریخی فقدان میں وضاحت کی گئی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ قدیم سے تاریخ نویسی پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ یہاں برصغیر کی نووارد اقوام کی تاریخ

کے مشہور ماخذوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ مورخین تاریخ برصغیر نے کن کن کتابوں یا نوادرات سے مدد لی۔وہ بذیل عرض ہیں۔ہندو عقیدہ مذہب پر لکھی جانے والی مذہبی کتابیں جنہیں برہمن مختلف اوقات میں لکھنے کے بعد آسمانی کتب کا نام بھی دیتے رہے اور یہ کتابیں مذہبی انداز پر لکھی جاتی رہیں۔ ان میں سے بقول مورخین کہیں کہیں تاریخی نقطہ مل جاتا ہے۔ ان کتابوں میں،ہندومت ،بدھ مت اور جین مت، کو بڑی مقدس کتابیں شمار کرتے ہیں۔ان کے علاوہ کئی اور بھی کتابیں ہیں جن کو ویدوں کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں رگ وید،سام وید،یجروید،اتھروید،زیادہ مقدس سمجھی جاتی ہیں۔ یہ ویدیں آریہ اقوام کے دور میں لکھی گئیں۔وسط ایشیاء سے نکل کر برصغیر کے شمال مغربی حصہ پر قابض ہوتے ہی آریاؤں نے،رگ وید،پہلی کتاب تصنیف کی۔جس میں آریائی تہذیب و تمدن مذہب اور رسومات درج کئے گئے۔یہ کتاب آریاؤں کی سابقہ تہذیب کو ظاہر کرتی ہے۔یہ کتاب،برہما،نے لکھی اور اسے آسمانی کتاب ظاہر کیا۔جس میں یہاں کے اثرات نہیں ہیں۔ پھر ایک اور کتاب برہمن نامی تحریر کی گئی جو ویدوں کی تفسیر کا کام دیتی ہے۔جس دور میں،برہمن،نامی کتاب مرتب کی گئی آریائی اقوام شمالی برصغیر پر پھیل چکی تھیں۔ اس سے ان کی

مخلوط تہذیب ظاہر ہوتی ہے۔ **اپنشد** یہ تعداد میں کئی کتابیں ہیں۔ جو ہندو مت پر لکھی گئی ہیں۔ مگر ان سے ایک حد تک تاریخی حالات و واقعات بھی ملتے ہیں۔رزمیہ نظمیں یہ دو کتابیں رامائن اور مہا بھارت کے نام سے مشہور ہیں۔جو آریائی دور میں ہی لکھی گئیں تھیں۔ یہ کتابیں دو مشہور جنگوں کے حالات و واقعات ظاہر کرتی ہیں۔مہا بھارت جنگ جو (آریہ خاندان) کوروؤں اور پانڈوں کے درمیان کورکھیت کے میدان میں 18 دن لڑی گئی تھی۔ جس میں کورو صفحہ ہستی سے مٹ گئے تھے۔ اور اس جنگ سے بچی کچھی آبادی بھی نقل مکانی کر گئی تھی۔ اور

پانڈو اس جنگ میں فتح یاب ہوئے تھے وریودھن نامی کوروجس کی سرکردی میں یہ جنگ لڑی جارہی تھی مارا گیا تھا۔اور اس کے چچا زاد بھائی جو پانڈو کہلاتے تھے پانچوں بھائی بچ گئے تھے مہا بھارت کتاب اس جنگ کے بعد لکھی گئی تھی جبکہ آریاؤں کا ویدک دور ختم ہو کر دور شجاعت میں داخل ہو چکا تھا۔ اور آریائی تہذیب تغیرات میں داخل ہو چکی تھی۔ یہ دو کتابیں بعد کی تہذیب اور تقسیم ذات پات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ پران ان کتابوں کی تعداد اٹھارہ بتاتے ہیں جو مختلف ادوار میں لکھی جاتی رہی ہیں۔ ان پرانوں میں سے بھی قدرے تاریخی مواد ملتا ہے۔ان میں بادشاہوں کے عروج و زوال اور شاہی خاندانوں کے شجرہ جات درج ہیں۔

دھرم شاستر ہندو قانون پر مشہور دھرم شاستر منوجی نے تقریباً ایک ہزار قبل مسیح میں لکھی تھی اس کی بنیاد دھرم سوتر پر رکھی گئی تھی ذات پات کی تفریق مکمل طور پر رائج تھی اور منو کی کتاب دھرم شاستر ہندو سماج کی نمائندگی کرتی ہے،، منوجی آریائی خاندان سے سورج بنسی گوت میں تھا جسے ہندو مت میں ایک عالم کا درجہ حاصل تھا یہ کتاب معاشرتی مذہبی رسومات و قانون اور ذات پات کی تقسیم پر لکھی گئی تھی۔ اس کے علاوہ بدھ مت کی کتابوں سے بھی قدرے تاریخی مواد ملتا ہے جن کے نام یہ ہیں۔ جتاکا، وینا پتاکا، سوتا پتاکا، ابھیدم پتاکا جین مت کی مذہبی کتاب جس سے قدرے تاریخی واقعات ملتے ہیں، انگا نامی ہے۔ ان کے علاوہ علمی ادبی کتابیں جو مختلف اوقات میں لکھی جاتی رہیں ان میں بھی کچھ نہ کچھ تاریخ کو مدد مل جاتی ہے۔**ارتھ شاستر** یہ کتاب چانکیہ نامی جو چندر گپت موریہ کا وزیر تھا کی تصنیف ہے۔اس میں زیادہ تر سیاست شامل ہے اور قدرے وقتی حکومت کے حالات درج ہیں۔ اس کے علاوہ ہرش چتر پرتھوی راج وجیا راج ترنگی یہ کتابیں

زیادہ تر کشمیر کے حالات بیان کرتی ہیں اور بہت بعد کی تصنیفات ہیں۔ راج ترنگی جو کہ پنڈت کلہن کی تصنیف ہے اسے تاریخ کہہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مہاوشا، دپ ومشا وغیرہ و دیگر ہندو ادب کے ڈرامے جو کچھ نہ کچھ تاریخ کی ترتیب میں مواد کا کام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ملکی مورخین کی تحریروں کو بھی برصغیر پا ک و ہند کی تاریخ میں ماخذ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ان میں چند مشہور ہیرو ڈوٹس جو کہ یونانی تھا اس نے دور بیٹھکر سنی سنائی روایات سے شمال مغربی برصغیر کی تاریخ لکھی تھی۔ یہ پانچویں صدی قبل مسیح میں ہوا ہے۔ اس کی تصنیف کو زیادہ درست نہیں مانا گیا، میگستھنز نامی بیرونی سیاح جو چندر گپت موریہ کے عہد میں یونان میں بحیثیت سفیر ہندوستان میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ اس نے یہاں رہ کر انڈیکا نامی کتاب تحریر کی تھی۔ اس تصنیف سے پاک و ہند پر لکھی جانے والی تاریخ کو بہت مدد ملتی ہے۔چینی سیاح زائرین وقتاً فوقتاً برصغیر میں آتے رہے۔ یہ سلسلہ پانچویں صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ جو مقامات مقدسہ کی زیارت اور بدھ مت کے علوم حاصل کرنے آتے تھے۔ اور یہاں کی حکومتوں کے حالات رسومات عقائد اور تہذیب و تمدن پر تحریریں لکھتے رہے۔ البیرونی مسلمان مورخ ابو ریحان البیرونی جو جید عالم دین تھے۔ اور محمود غزنوی کے ہمراہ برصغیر آئے۔ انہوں نے یہاں رہ کر سنسکرت زبان پر عبور حاصل کر کے کتاب الہند (تحقیق ما للہند) نامی کتاب لکھی تھی۔ جو برصغیر کے حالات واقعات کے علاوہ تہذیب و تمدن عقائد و رسومات پر سے پردہ اٹھاتی ہے۔ اس کے علاوہ آثار قدیمہ ملکی و غیر ملکی آثار قدیمہ کتبات اور سکوں وغیرہ کا ماخذ بنا کر فاضل مورخین نے بڑی جانفشانی سے تاریخ پاک و ہند پر کتابیں تصنیف کیں جن سے ہمیں بھی استفادہ کا موقعہ ملا اللہ تعالیٰ ان مسلمان مورخین کو اجر عظیم عطا فرمائے امین۔

وجہ تسمیہ ہندوستان اور دہلی

تاریخ پاک و ہند از صاحبزادہ عبدالرسول۔ لکھتے ہیں،، وجہ تسمیہ ہندوستان کے ضمن میں،، کہ ہندوستان کی تاریخوں میں متعدد نام پائے جاتے ہیں، بھارت ورش،اندودیش،مگر جو نام بعد میں مشہور ہو گیا وہ ہندوستان ہے محققین کی نگاہ میں اس نام کے موجد، ایرانی اوریونانی حملہ آور تھے۔ ایک مدت تک ایرانی حکمران دریائے سندھ کے علاقے پر حکومت کرتے رہے۔ دریائے سندھ کا مقامی نام ،سندھو تھا۔یہی سندھ ایرانیوں کی زبان میں بدل کر ہندو بن گیا۔اور وادی سندھ اور اس کے مشرق میں جو ملک تھا۔اس کو ہندوستان کہنے لگے،، راقم کے خیال میں درست یوں لگتا ہے۔کہ حام کے بیٹے ہند کی اولادیں اس ملک میں سکونت پذیر ہوئیں بحوالہ تاریخ فرشتہ اسے آباد کر کے اس کو ہند کے نام پر ہندوستان مشہور کر گئی ہوں۔تاریخ فرشتہ جلداول کا حوالہ یہاں میں اپنی تائید میں پیش کرتا ہوں صفحہ نمبر60 ،،حضرت نوحؑ کا بیٹا حام اپنے عالی قدر والد کے حکم سے دنیا کے جنوبی حصے کی طرف گیا اور اس کو آباد و خوشحال کیا۔حام کے چھ بیٹے تھے۔جن کے نام یہ ہیں ہند،سندھ حبش،افرنج،ہرمنر اور بوبہ ان سب بیٹوں کے نام پر ایک ایک شہر آباد ہوا حام کے سب سے مشہور بیٹے بیٹے نے ملک ہندوستان کو اپنایا اور اسے خوب آباد و سرسبز شاداب کیا۔اس کے دوسرے بھائی سندھ نے ملک سندھ میں قیام کیا اور تہت ٹھٹھہ اور ملتان کو اپنے بیٹوں کے نام سے آباد کیا،، پاک و ہند کے صفحہ نمبر8 پر لکھتے ہیں ،بھیل ،گونڈ،کول یہ قومیں قدیم ادوار سے یہاں آباد ہیں ۔شہر اندر پت حالیہ دہلی بانی یدہشتر ایک ہزارچار صد پچاس 1450 ق م قلعہ رائے پتھورا بانی پرتھی راج چوہان 1080ء یدہشٹر کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے 1450 سال قبل کا ہے شہر اندر پت دہلی جہاں پرانا قلعہ ہے،، شمالی پاک وہند میں قنوج شہر کو اس

دور میں مرکزی حثیت و شہرت حاصل تھی جبکہ اس پر حکمران راجہ جے چندر تھا۔ جسکو شہابدین غوری نے 1194ء میں حملہ کر کے شکست دی تھی قنوج شہر پر حملہ 1019ء میں محمود غزنوی نے کیا تھا اس وقت قنوج پر حکمران راجہ جے پال نامی پر بہار خاندان کا راجپوت تھا،، تاریخ دہلی ازڈاکٹر ایف ایم شجاع منعمی 14 دسمبر 1927ء تاریخ اشاعت صفحہ نمبر19 پر رقم طراز ہیں تقریبا 300ء سے دلی نام تاریخوں سے ملتا ہے بعد میں آنے والے مسلمانوں نے اسے دہلی کہنا شروع کر دیا۔ اس شہر دہلی کے بارے میں تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہیکہ 1450ق م میں راجہ یدہشٹر نے پرانے قلعہ والی جگہ پر ایک ندر پرست یا اندر پت نامی شہر آباد کیا۔ مگر اس راجہ سے پہلے بھی پرانے قلعہ کے مقام پر آبادیاں موجود تھیں اس آبادی کی تاریخ متعین کرنا ذرا مشکل ہے۔ کیونکہ اس سے قبل کی کوئی تاریخ ہمیں بتانے سے قاصر ہے کہ یہاں آبادی کب سے ہے مہا بھارت کے حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ پانڈوؤں کے بڑے بھائی یدہشتر نے یہاں شہر بسا کر اس کا نام اندر پرست رکھا تھا۔ صفحہ نمبر24 پر لکھتے ہیں جب کوروؤں اور پانڈوؤں میں سلطنت کی تقسیم ہوئی تو پانڈوؤں کو وہ حصہ دیا گیا جہاں پر ایک بڑا صحرا تھا۔ یہاں پر یدہشتر نے اندر پرست بسایا اور اسے دارالحکومت ٹھہرایا تاریخ فرشتہ میں ہے کہ 327 ق م سے پہلے یہاں ایک شہر بسایا گیا جس کا بانی راجہ دہلو نامی تھا لہذا دہلو کے نام پر دہلی مشہور ہو گیا دوسرا نظریہ راجہ انگ پال نے یہاں لوہے کی ایک لاٹھ گاڑھی تھی جو کہ ڈھیلی ہو گئی اس لئے شہر کا نام ڈھیلی سے دہلی ہو گیا صفحہ نمبر28 پر تاریخ دہلی میں لکھتے ہیں ،، دل ہندی میں سطح مرتفع کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ شہر ایک مرتفع خطہ پر بسایا گیا اس لئے اس کا نام دلی ہوا،، جو بعد میں دہلی مشہور ہوا۔

بیرونی اقوام کے راستے ہندوستان کیطرف

باہر سے آنے والی اقوام جو برصغیر میں آکر آباد ہوئی ہیں۔ یہ مختلف اوقات میں مختلف ملکوں سے آتی رہی ہیں۔ برصغیر میں ان کے داخلہ کے مشہور راستے بری اور بحری تھے۔ جو برصغیر کے شمال مغربی سمت میں ہیں اس سمت میں بری راستے ہیں۔ اور طویل پہاڑی سلسلہ میں سے دوروں کی شکل میں ہیں۔ برصغیر کے شمال مغربی سلسلہ میں یہ بڑے درے درہ خیبر، درہ ٹوچی، درہ مکران، درہ بولان کے ناموں سے مشہور ہیں۔افغانستان کی سمت سے حملہ آور اقوام زیادہ تر درہ خیبر سے گذر کر برصغیر میں داخل ہوتی رہی ہیں۔دوسرا درہ ٹوچی ہے جو برصغیر کو غزنی سے ملاتا ہے درہ بولان قندھار کی طرف گذر گاہ کا کام دیتا ہے۔ اور درہ مکران برصغیر پاک و ہند اور ایران کو ملاتا ہے ۔ پاک و ہند پر حملہ آور وسط ایشیائی اور ایرانی انہی دروں کو بطور گذر گاہ استعمال کرتے تھے۔ متذکرہ دروں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات عامہ اور تجارتی قافلے بھی گذرتے رہے۔اگر یہ درے نہ ہوتے تو برصغیر دوسرے ممالک سے منقطع اور الگ تھلگ رہتا۔ ان دروں کے علاوہ بحری راستے بھی برصغیر کو دوسرے ملکوں سے ملانے کا ذریعہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کو اللہ تعالی نے بناوٹ کے لحاظ سے تین جغرافیائی حصوں میں تقسیم کیا ہے۔جنوبی ہند سطح مرتفع دکن اور شمالی ہند،شمالی ہند دریائے نربدا کے شمالی علاقے سندھ پنجاب کشمیر راجپوتانہ یوپی بہار بنگال ان علاقوں کی آبادی گنجان اور صحت افزاء خوشگوار آب و ہوا اور زراعت کاری کے لئے نہایت ہی زرخیز ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ انہی علاقوں کے انقلابات و حالات سے نمایاں نظر آتی ہے۔ آریہ اقوام وسط ایشاء سے

نکل کر انہی علاقوں میں آ کر آباد ہوئیں اور ایک نئی طرز زندگی تہذیب و تمدن شجاعت و مردانگی کے جوہر دکھاتی ہوئی تاریخ ہندو پاک پر انمٹ نقوش چھوڑ گئیں۔شمالی ہند کے بھی تین جغرافیائی حصے ہیں۔ شمال کا پہاڑی حصہ اس میں کوہ ہمالیہ کی وادیاں جو مظاہر قدرت کا شاہکار ہیں کشمیر بھوٹان نیپال کانگڑہ جن کی خوشگوار آب و ہوا زرخیز خطے اور کئی تفریحی مقامات ہیں شمالی ہند کے بعض اوقات بعض حکمرانوں نے اس خطہ پر اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی مگر یہاں پہاڑی طرز معاشرت کی مقامی حکومتیں ہی کامیاب رہیں۔ مزید شمال مغربی علاقے جن میں بیشتر پاکستان کے علاقے آتے ہیں سندھ پنجاب سرحد وغیرہ جن علاقوں سے بیرونی اقوام گذر کر شمالی ہند کے علاقوں میں جاتیں رہیں۔ نمبر3 وسطی میدانی علاقے جن میں صوبجات متحدہ آگرہ بہار اودھ بنگال شامل ہیں یہ علاقے بھی زمانہ قدیم سے گنجان آباد سرسبز شاداب ہیں۔ نہایت ہی پرکشش اور زرخیز ہیں۔باہر سے آنے والی اقوام جو شمال مغربی دروں سے گذر کر ان علاقوں میں آئیں ان میں آریہ قوم کو نمایاں شہرت حاصل رہی ہے۔جسے شمالی ہند میں آباد ہو کر ایک نئی تہذیب و تمدن اور پھلنے پھولنے کے نئے مواقع میسر آئے۔اس نو آباد آریہ قوم نے پروان چڑھنے کے بعد شمالی ہند میں بڑی مشہور حکومتیں قائم کیں۔شمالی ہند ان کی گنجان آبادیوں کی وجہ سے (آریہ ورت) مشہور ہو گیا۔ کیونکہ بیرونی حملہ آروں کی دست رست سے یہ علاقہ باہر تھا۔آریہ قوم سے پہلے یہاں دراوڑ قوم آباد تھی۔جب آریاؤں نے انہیں شکست دی تو دراوڑ قوم نے جنوبی ہند کی راہ لی اور جنوبی ہند میں آباد ہو گئے۔دراوڑوں کی کچھ تعداد کو آریاؤں نے مغلوب کر لیا۔ اور ان سے

غلاموں کا کام لیا۔جنوبی ہند کے علاقے دریائے کرشنا سے راس کماری تک ہیں۔اس کے علاقہ جات نہایت ہی جنوبی اطراف میں آتے ہیں اور تقریباً ہند کے متمدن علاقوں سے منقطع ہیں۔قدیم دراوڑ قوم کی دو ذیلی شاخیں گونڈ بھیل یہاں آباد ہیں۔ان کی بودوباش تہذیب زبان وغیرہ تقریباً بہت ہی سادہ اور نیم وحشیانہ ہیں۔ذیل میں شمال مغربی دروں سے داخل ہونے والی اقوام پر کچھ تاریخی پس منظر پیش خدمت ہے۔

برصغیر پاک و ہند کی اقوام

اس مضمون میں مجموعی طور پر جملہ اقوام کا تاریخی پس منظر اور بڑی بڑی اقوام کے نام لکھے جا رہے ہیں ان میں ترک منگول آریہ کشن سا کا ایرانی یونانی مسلمان اور یورپی اقوام کا ذکر کیا جا رہا ہے ان اقوام نے باہر کے ملکوں سے نقل مکانی یا برصغیر کی قدیم اقوام پر حملہ کی صورت میں برصغیر کو اپنا مسکن تصور کر کے آباد یاں قائم کر لیں۔ ان کی عادات مذاہب رسومات طرز زندگی ایک دوسری اقوام سے شروع میں بالکل مختلف تھیں۔ مسلمان اقوام کی آمد سے قبل یہاں آباد قوموں کے بے شمار خود ساختہ مذاہب تھے۔

بھیل گونڈ کول :یہ شاخیں بھیل گونڈ کول کے نام سے مشہور تھیں ان کو برصغیر کی قدیم اقوام میں شمار کیا جاتا ہے جبکہ بعض انہیں بیرونی اقوام شمار کرتے ہیں۔ یہ لوگ صوبجات متوسط اوڑیسہ اور دندھیا چل کے پہاڑی باشندے ہیں۔ یہ قومیں سیاہ فام ہیں ان کے قد چھوٹے بال گھنے اور ناک چپٹی ہے۔ان کی زبان تبت اور چین کی زبان سے کسی حد تک ملتی ہے۔ان کی طرز زندگی مورخین نے نیم وحشیانہ لکھی ہے۔

منگول: منگول قوم کا سابقہ وطن تبت منگولیا بتایا جاتا ہے۔یہ برصغیر کے علاوہ آج کل تقریباً جنوب مشرقی ایشیاء میں پھیل چکے ہیں۔ بھوٹان آسام گڑھوال برما جاپان سیام تک کے علاقوں میں آباد ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ان کا داخلہ شمال مشرقی پر خطر راستوں سے پرامن طو رپر عمل میں آیا۔

دراوڑ: یہ خاندان زمانہ قدیم سے جنوبی ہند کا رہائشی ہے۔آریہ قوم کی برصغیر میں آمد سے پہلے ہی یہ قوم تقریبا سارے پاک و ہند میں پھیلی ہوئی تھی خصوصاً جنوبی

ہند کے علاقے ان کا پرانا مسکن تھے۔ جو انہی کے نام سے ،دراوڑیہ کہلاتا تھا۔ چھوٹے قد اور سیاہ فام ہیں۔بعض مورخین نے بھیل گونڈ کول کودراوڑ قوم کی ذیلی شاخیں تصور کیا ہے۔مورخین کی تحریروں کے مطابق سندھ میں ان کی تہذیب و تمدن کو متمدن قرار دیا ہے۔کہ سندھ کی دراوڑقوم شہروں میں آباد تھی اور ان کی بودو باش بہت اچھی تھی۔اور سندھ کی قدیم مہذب ترقی یافتہ قوم تھی۔آریائی اور دراوڑی کے تہذیب کے ٹکراؤ سے ایک نئی تہذیب معرض وجود میں آئی۔دھاتوں کے استعمال سے بخوبی مہارت رکھتے ہوئے دھاتوں سے زیورات اوزار کاشت کاری اور سامان حرب وضرب خودتیار کرتے تھے۔ دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔

آریائی اقوام: ان کے آبائی وطن کے بارے میں مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتاہے۔ مگر مختلف قرائن و شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا آبائی وطن وسط ایشیاء ہی ہو سکتا ہے ۔جہاں سے یہ قوم مختلف اوقات میں مختلف اطراف و جوانب نقل مکانی کرتی رہی۔ تاریخ سے یوں ظاہر ہوتاہے۔ کہ ان کی ایک شاخ نے ایران میں کیانی نام کی بڑی شاندار سلطنت قائم کی تھی ۔سندھ کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں ان کا داخل ہونا آبادیاں قائم کرنا اور ایک مدت تک انتظام حکومت کا قیام تاریخوں سے با وضاحت ملتاہے۔ یہ قوم برصغیر کے شمال مغربی دروں سے مختلف اوقات میں داخل ہوتی رہی۔ اور رفتہ رفتہ اپنا تسلط جماتے ہوئے پورے شمالی ہند پر قبضہ کر کے اسے آریہ ورت کے نام سے تاریخ میں جگہ دی۔ان کی گنجان آبادیاں شمالی ہند میں تھیں۔ یہ لوگ سفید فام خوبصورت دراز قد اور بہادر تھے۔جو ان کی نسلی شناخت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔برصغیر کی بیشتر آبادی آریہ اقوام پر مشتمل ہے اور مختلف ذاتوں گوتوں پر منقسم ہو کر متعارف ہوئے ہیں۔برصغیر کی اقوام میں انہیں امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے۔آریائی اقوام کی تہذیب و تمدن نے یہاں کی

آباد قوموں کو بہت متاثر کیا۔ اور ہر قوم نے ان کی طرز زندگی کو پسند کرتے ہوئے اپنانے کی کوشش کی انہیں اس علاقہ کی آباد اقوام میں نمایاں شہرت حاصل ہوئی۔

کشان: یو چی قبائل جو خانہ بدوشی کی زندگی بھیڑ بکریاں پال کر بسر کرتے تھے۔ان کی مستقل سکونت نہ بھی۔بلکہ بھیڑ بکویوں کو لے کر نت نئی چراگاہوں کی تلاش میں چلتے پھرتے رہتے تھے۔کشان اسی یوچی قبیلہ کی ذیلی گوت بتائے جاتے ہیں۔ ان کا آبائی وطن شمال مغربی چین تھا۔

سیتھی: یہ خاندان سیتھی اور،ساکا، نام سے مشہور تھا۔یہ لوگ چینی ترکستان کے پرانے باشندے تھے۔ خانہ بدوشی کی زندگی گذارتے تھے انہیں یوچی قوم نے مغلوب کرنے کی کوشش کی تو 200 ق م میں ترک وطن کر کے باختر کی راہ لی۔ یہاں آباد ہو کر انہوں نے یونانی حکومت کو پسپا کیا۔اور رفتہ رفتہ بلوچستان تا افغانستان پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔ اس کے بعد مختلف اطراف سے برصغیر میں داخل ہونا شروع ہو گئے یہاں پارتھی حکومت میں پذیرائی حاصل کر کے کشرب لقب سے مشہور ہوئے۔ جس کے معنی گورنر لکھتے ہیں غرضیکہ اس خاندان کی حکومت بھی رہی۔ اور کشترب ہی مشہور رہے۔

یوچی خاندان: ان کا آبائی وطن وسط ایشیاء بتاتے ہیں ۔یہ لوگ نقل مکانی کرتے ہوئے۔پہلی صدی عیسوی میں پاک و ہند میں وارد ہوئے۔اور شمال مغربی علاقہ میں کشان نامی حکومت قائم کرلی۔انہوں نے یہاں آباد ہو کر تمدنی ارتقاء میں کوئی نمایاں حیثیت حاصل نہیں کی۔

ھن خاندان: یہ خاندان وسط ایشیائی ہے۔یہ لوگ وحشت و بربریت میں بڑے مشہور تھے۔گپت حکومت کے آخری ایام میں انہوں نے برصغیر پر حملے شروع کر

دیئے اور کپت حکومت کے خاتمے کے بعد انہوں نے اپنی حکومت قائم کرلی۔ جو شمال مغربی برصغیر پر تقریباً ایک صدی تک قائم رہی ھن خاندان آریائی تہذیب میں ضم ہو گئے تھے۔

مسلم اقوام: مسلمانوں نے آٹھویں صدی عیسوی کے آوائل میں سندھ کے راجہ داہر پر پہلا حملہ کیا۔ 712ء کا واقع ہے جس کا پہلا فاتح جرنیل محمد بن قاسم تھا۔ یہ سلطنت بنو امیہ کے دور کی بات ہے۔ محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دینے کے بعد ملتان تک مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کا دوسرا حملہ برصغیر کے شمال معربی دروں سے گذر کرعمل آیا جس میں ترکی اور افغانی تھے ۔ اور جلد ہی مسلمانوں نے برصغیر پر تسلط حاصل کرلیا۔ مسلمانوں کا مذہب تہذیب و تمدن دنیا کے تمام مذاہب و اقوام میں منفرد تھا۔ جو ہندی اقوام پر غالب آیا۔ بیشتر ہندو آبادیاں دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اسلامی روایات میں ڈھل گئیں۔ مسلم روایات نے برصغیر کی اقوام پر اپنے گہرے تاثر چھوڑے۔ کیونکہ اسلام مکمل ضابطہ حیات امن و سلامتی والا دین ہے۔ اس طرح مسلم سوسائٹی کو برصغیر کی اقوام میں نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی۔ اور یہاں کی اقوام کو اپنی طرف مدعو کر لیا۔ مسلمان خاندانوں میں بیشتر خاندان قریش کے خانوادے سپہ سالار گورنر مبلغ اور تاجروں کی حیثیت میں برصغیر پاک و ہند آئے اور یہاں کی پر کشش آب و ہوا کے پیش نظر یہاں ہی سکونت پذیر بھی ہوتے رہے۔

یورپین اقوام: سب سے آخر میں بحری راستوں کے ذریعہ سے برصغیر میں وارد ہونے والی یورپی اقوام ہیں۔ ان میں پرتگیزی، ولندیزی اور فرانسیسی لوگ شامل

تھے۔یہ اقوام تجارت کی غرض سے برصغیر میں داخل ہوئیں۔یہاں کی قدیم آبادقوموں نے ان کی تہذیب و تمدن سے بہت ہی مشابہت کر لی۔انگریزوں نے آہستہ آہستہ پورے برصغیر پر اپنا قبضہ جما لیا اور 1947ء تک اس ملک پر حکومت کرتے رہے۔مندرجہ بالا میں جن اقوام کے نام لکھے گئے ہیں انہیں قوموں کا منبع سمجھ لیں کیونکہ بعد ازاں ان کی ذیلی گوتیں ہزاروں کی تعداد بن چکی ہیں۔ جو مختلف ناموں سے اپنا تعارف کراتی ہیں۔ اور سارے برصغیر پاک و ہند میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی اقوام مختلف اوقات میں مختلف اطراف سے اکا دکا پاک و ہند میں آ کر آباد ہوتی رہیں جن کی یہاں تفصیل بیان کرنا لا حاصل ہے کیونکہ ہمارا زیر بحث مضمون صرف آریہ راجپوت ہے۔

قدیم سندھ کے آریہ اور دراوڑ

آریائی اقوام کی برصغیر میں آمد سے قبل موجودہ مغربی پاکستان کے علاوہ سندھ میں بڑی متمدن اقوام آباد تھیں۔ جن کا انکشاف آثار قدیمہ سے ہوا ہے۔ وادی سندھ نہایت ہی زرخیز اور خوشگوار آب و ہوا والا علاقہ تھا۔ منجو داڑو نامی شہر دریائے سندھ کے کنارے پر آباد تھا۔ ہڑپہ پنجاب میں سابقہ منٹگمری حالیہ ساہیوال میں واقع ہے۔ ان آثار قدیمہ سے یہاں کی آبادیوں کا زمانہ اور ان کی تہذیب و تمدن کا اندازہ ہوتا ہے ۔وادی سندھ کی شادابی و زرخیزی کا ذکر آریاؤں کی کتاب رگ وید سے بھی ملتا ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ نے تجزیہ کے بعد بیان کیا ہے کہ تقریباً 5000 ہزار سال قبل مسیح میں یہاں آرین متمدن قوم آباد تھیں۔ جبکہ سندھ میں آرین قوم سے پہلے بھی متمدن قوم آباد تھی۔ آریائی اس قوم کے بعد برصغیر میں آئے۔ جبکہ ان سے بھی مہذب و متمدن قومیں یہاں سندھ میں آباد رہ چکی تھیں۔ جو کہ بلند پایہ تہذیب رکھتی تھیں انہیں وادی نیل اورعراق کی قدیم تہذیبوں کے ہم عصر قرار دیا جاتا ہے۔ منجو داڑو سے بر آمدہ اشیاء سے اس تہذیب کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کی کھودائی پر جو اشیاء بر آمد ہوئیں۔وہ یہ ہیں شہروں کے کھنڈرات و عمارات گلی کوچے نالیاں حمام بازار جو کافی بہتر حالت میں برآمد ہوئے۔دیگر اشیاء جن سے اس قوم کی تہذیب و تمدن مذہب طرز زندگی کا انکشاف ہوتا ہے۔ گندم اور جو کے ذخیرے انسانوں اور جانوروں کے ہڈیوں کے پنجرے روئی کاتنے کے اوزار اور روئی کا کپڑا کھجوروں کی گٹھلیاں اوزار کاشت کاری آلات حرب و ضرب کلہاڑیاں چاقو سونے اور چاندی کے زیورات اسباب خانہ داری میں مٹی اور تانبا کے برتن مٹی اور

دھاتوں سے بنائے گئے کھلونے پتھر مٹی اور دھاتوں سے بنائے گئے مجسمے مہریں و تعویذات ان کے تجزیہ سے ماہرین نے کئی انکشافات کئے یہاں کے لوگ ماتا دیوی کی پرستش کرتے تھے۔بعض مورخین نے یہ ظاہر کیا ہے کہ دراوڑ قوم بہت پہلے دادی سندھ میں آباد تھی اور پھر رفتہ رفتہ وہ پورے برصغیر میں پھیل گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ گونڈ بھیل وغیرہ اسی دراوڑ قوم کی ذیلی شاخیں ہیں۔لیکن دراوڑ قوم کی تہذیب بلند پایہ تھی۔ بعض لکھتے ہیں کہ افریقہ کے حبشی اور دراوڑ ایک ہی نسل سے تھے۔اکثر مورخین نے جس بات پر اتفاق کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دراوڑ برصغیر کے قدیم باشندے نہ تھے۔ یہ بھی آریاؤں کی طرح برصغیر کے شمال معربی دروں سے داخل ہوئے اور بلوچستان میں بھی آباد رہے۔ کیونکہ بلوچستان میں بولی جانے والی بروہی زبان دراوڑی زبان سے بہت ہی مطابقت رکھتی ہے۔آریہ قوم سے پہلے ان کا تقریبا پورے برصغیر پر تسلط تھا چنانچہ انہوں نے نو وارد آریہ قوم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔اور ان دونوں اقوام کے درمیان کئی خونریز جنگیں ہوئیں معرکوں کا یہ سلسلہ ایک مدت تک جاری رہا۔ بعد میں آریاؤں نے دراوڑ قوم کو مغلوب کر لیا اور کچھ آبادیاں شمالی ہند سے بھاگ کر دکن میں آباد ہو گئے۔آریاؤں نے دراوڑوں کی تہذیب کو نیست و نابود کرنے کی بہت ہی کوشش کی مگر دراوڑی تہذیب مکمل طور پر تلف نہ ہوسکی۔ اور برابر بڑھتی گئی ۔بعد میں دونوں تہذیبوں کے اختلاط سے نئی تہذیب عمل میں آئی اور دونوں قوموں کی تہذیبوں نے ایک دوسرے پر بڑے گہرے اثرات قائم کئے۔تاریخ سندھ حصہ اوّل از اعجاز الحق قدوسی صفحہ نمبر1 پر لکھتے ہیں ،، مضمون سندھ،پھر یہ ملک اتنا قدیم ہے کہ اس کے متعلق یہ بھی نہیں بیان کیا جا سکتا کہ کب سے ہے اور اس کے نام میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔

صرف تاریخ سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ آج سے ہزاروں سال پہلے جب آریہ اس ملک میں آئے توانہوں نے اس کا نام،سندھو،رکھا کیونکہ وہ اپنی زبان میں دریا کو،سندھو،کہتے تھے ابتداء وہ اس ملک کو سندھو کہتے رہے مگر آہستہ آہستہ وہ اسے سندھ کہنے لگے یہ نام اسقدر مقبول ہوا کہ ہزاروں سال گذر جانے پر بھی اس کا نام سندھ ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ شروع میں آریوں نے سندھ کے ادھر جتنے ملک فتح کیے انہوں نے سب کا نام سندھ ہی رکھا یہاں تک کہ پنجاب کی سرحد سے آگے بڑھ گئے مگر نام میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ جب گنگا تک پہنچکر رک گئے تو اس کا نام آریہ ورت رکھا۔مگر ہندوستان سے باہر اس نام کو شہرت حاصل نہ ہوئی،، ایرانیوں نے اپنے لہجے میں سندھ کو ہند کرڈالا،، تحفتہ الکرام کے حوالہ سے تاریخ سندھ میں صفحہ۲ پر لکھتے ہیں،، کہ ملک سندھ کا یہ نام حام بن نوحؑ کے صاجزادے ہند کے بھائی سندھ کے نام پر مشہور ہوا ہے۔

قوم آریہ پاک و ہند میں

صاحبزادہ عبدالرسول تاریخ پاک و ہند میں لکھتے ہیں، مضمون آریائی قوم کا ورود، صفحہ نمبر 38، کہ دراوڑ قوم کی تہذیب سارے برصغیر پر چھا چکی تھی کہ آریائی قبائل پاک و ہند میں وارد ہونے شروع ہوئے ان کی آمد پاک و ہند کی تاریخ کا نہایت اہم واقعہ ہے۔ یہ لوگ دراز قد اور سفید فام تھے۔ ان کے سر لمبے ناک اونچے کندھے چوڑے بازو لمبے اور ٹانگیں پتلی تھیں یہ نسل ان تمام نسلوں سے خوبصورت تھی۔ جو اس سے پہلے پاک و ہند میں آباد ہو چکی تھیں،، آرین تصنیف رگ وید سے بھی ان کے آبائی وطن کا پتہ نہیں چل سکتا تو معاملہ یہ زیر بحث آ گیا کہ آرین کب اور کہاں سے برصغیر میں وارد ہوئے۔ بعض ہندو مورخین نے آریاؤں کو برصغیر کے قدیم باشندے قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ رگ وید میں بار بار، سپت سندھو، کا ذکر آتا ہے کہ جسے سات دریا سیراب کرتے ہیں یعنی سندھ کے قدیم باشندے تھے اور بعد میں پورے برصغیر پر پھیل گئے۔ یہاں سات دریاؤں کا ذکر آتا ہے پانچ دریا تو ہیں لیکن دو دریاؤں کے بارے میں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خشک ہو گئے تھے۔ مسٹر بال گنگا دھر تلک ان کا وطن قطب شمال لکھتے ہیں سوامی دیانند اپنی تصنیف ستیارتھ پر کاش ،، میں آریہ کو لکھتا ہے کہ آریہ مشرقی ترکستان اور تبت کے رہنے والے تھے جہاں سے نقل مکانی کر کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے،،۔ پروفیسر میکڈونلڈ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ آریاؤں کا آبائی وطن یورپ کا جنوب مشرقی علاقہ ہے اس کے نزدیک آریہ جرمنی آسٹریا ہنگری کے باشندگان ہیں۔ اور یہاں سے یہ لوگ اطراف و جوانب چلے گئے وہ لکھتے ہیں کہ آریاؤں کی مشرقی شاخ وسط

ایشیاء اور ایران سے ہوتی ہوئی پاک و ہند میں داخل ہو گئی مورخ صاحبزادہ
عبدالرسول پاک و ہند کے صفحہ نمبر 34 پر یوں ان کے بارے میں لکھتے ہیں،،لیکن
عام طور پر جس نظریئے کو تسلیم کیا گیا وہ یہ ہے کہ وسط ایشیاء سے نکل کر ایران اور
برصغیر میں پھیل گئے ہو سکتا ہے کہ وسط ایشیاء میں آباد ہونے سے پیشتر وہ قطب
شمالی جنوب مشرقی یورپ یا کسی اور علاقہ کے رہنے والے ہوں مگر اس بات پر اکثر
مورخین متفق ہیں کہ ورود پاک و ہند سے قبل آریائی اقوام وسط ایشیاء میں آباد ہو
چکی تھیں اس خیال کے حامیوں نے اپنے نظریئے کی تصدیق میں جو استدلال کیا
ہے وہ یہ ہے کہ وسط ایشیاء ہمیشہ سے طاقتور اور جنگجو اقوام کا مرکز رہا ہے اس
علاقے سے یہ اقوام نکل کر دنیا کے مختلف حصوں پر مسلط ہوتی رہیں چوتھی صدی
عیسوی میں،ھن،قوم اور تیرہویں صدی عیسوی میں منگول وسط ایشیاء سے نکل کر
ایشیاء اور یورپ میں پھیل گئے اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آریہ یہ بھی وسط
ایشیاء سے نکل کر پاک و ہند اور یورپ میں پھیل گئے ہوں اس کے علاوہ یہ بھی
ثابت ہے کہ وسط ایشیاء قدیم زمانہ میں تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔اس کے ساتھ
ہی یہ بھی مسلم حقیقت ہے کہ جملہ آریائی زبانوں سے سنسکرت قدیم ترین زبان ہے
اس سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہندی آریائی وسط ایشیاء کے متمدن
علاقے کے رہنے والے تھے عہد قدیم میں وسط ایشیاء کا علاقہ نہایت زرخیز اورسرسبز
شاداب تھا۔یہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ تھی اس لئے صدیوں تک آریہ اس سر
زمین میں آباد رہے آریاؤں کے ترک وطن کے اسباب کا تعین کرنا بھی ایک وقت
طلب مسئلہ ہے وطن چھوڑنے کا ایک سبب تو زمین کی زرخیزی میں کمی اور آبادی

میں اضافہ ہو سکتا ہے آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے انہوں نے خوراک کی کمی محسوس
کی اور وہ نئے علاقوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دوسرا ممکن سبب یہ ہے کہ
کسی زیادہ طاقتور اقوام نے انہیں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا ہو نیز آریہ لوگ
قبائل میں منقسم تھے اور یہ قبائل اکثر باہمی جنگ و جدال میں مصروف رہتے تھے
اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ کمزور آریائی قبائل طاقتور آریائی قبائل کے دباؤ کے پیش
نظر ترک وطن پر مجبور ہو گئے ہوں،،

آریہ کب پاک و ہند آئے

آریہ کب پاک و ہند آئے اس مسئلہ پر بھی مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔کیونکہ آریہ ایک ہی دفعہ برصغیر میں نہیں آئے۔بلکہ یہ لوگ گروہوں میں یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں آتے رہے۔اور دھیرے دھیرے پورے یورپ برصغیر میں پھیلتے گئے مسٹر میکس ملر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ آریہ 1000 ہزار سال قبل مسیح میں پاک و ہند میں آئے۔مسٹر بال گنگا دھر کہتے ہیں۔کہ رگ وید جو آریائی اقوام کے پنجاب میں آباد ہو چکنے کے وقت لکھی گئی تھی اور اس کے کچھ بھجن 4500 قبل مسیح کے لکھے ہوئے ہیں۔اس نظریہ کے پیش نظر لکھتے ہیں4500 قبل مسیح سے پہلے ہی آریہ برصغیر میں آباد ہو چکے تھے ڈاکٹر ایشوری پرشاد کے اندازہ کے مطابق آریہ کے وردو کا زمانہ3000 سال قبل مسیح کا ہے۔اور اکثر مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔کہ آریہ 2500ق م سے 1200 ق م کے ہر عرصہ میں برصغیر کے مختلف علاقوں میں آتے رہے مورخین کے قول کے مطابق ہٹی نامی قوم جو آرین قوم کی ایک گوت ہے2000 قبل مسیح میں ایشیائے کوچک کے علاقہ سے نقل مکانی کر کے شمالی عراق جا کر آباد ہوئی تھی اقبال اور کشمیر از سلیم خان گمی،، آریہ لوگ صرف ایک ہی یورش میں برصغیر پاک وہند میں وارد نہ ہوئے آثارقدیمہ کے ماہر یہ خیال کرتے ہیں کہ آریا قبیلے برصغیر میں تین مختلف ادوار میں موج در موج وارد ہوئے،،

آریاؤں کا داخلہ کن راستوں سے ہوا

آریہ برصغیر کے شمال معربی دروں سے اس ملک میں داخل ہوئے افغانستان سے نکل کر پنجاب میں آباد ہوئے کیونکہ اس وقت وہ افغانستان میں بھی آباد تھے۔رگ وید میں افغانستان کے علاقوں اور دریاؤں کا ذکر موجود ہے۔بعض مورخین کا خیال ہے کہ آریہ خاندان دو مرتبہ برصغیر میں دو راستوں کے ذریعہ سے داخل ہوئے ایک شمال مغربی درے دوسرا راستہ کشمیر کی طرف سے انہوں نے اختیار کیا مسٹر ہیول ان کا برصغیر میں وارد ہونا بحری راستہ سے بھی لکھتے ہیں۔اس کا بیان ہے کہ جس دور میں آریہ برصغیر میں ابتدائی آبادیاں قائم کر رہے تھے۔اسی دور میں ان کی ایک شاخ عراق چلی گئی اور 1746ء قبل مسیح میں انہوں نے دجلہ اور فرات کے علاقوں پر اپنا قبضہ جما کر حکومت قائم کر لی۔اور چھ سو سال تک وہاں حکومت کرتے رہے۔1367ء قبل مسیح میں دشرت نامی فرمانروا کی وفات کے بعد اس حکومت کو زوال آنا شروع ہوا تو شمال اور مغرب کی اطراف سے دوسری قوموں نے انہیں مغلوب کرنا چاہا تو یہ بحری راستہ کے ذریعہ سے دریائے سندھ کے دہانے پر پہنچے کیونکہ یہاں کی آباد قوم دراوڑ اور عراقی آریاؤں کے تعلقات تجارت کیوجہ سے نہایت اچھے تھے۔

آریاؤں کی آبادیاں برصغیر میں

آریہ جو کئی ذیلی شاخوں میں تقسیم ہو چکے تھے یکے بعد دیگرے وسط ایشیاء سے ترک وطن کر کے مختلف ملکوں میں چلے جاتے تھے ان کی ایک ذیلی شاخ ایران میں آباد تھی۔ جس نے ایک عرصہ کے بعد بڑی عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی جو کیانی سلطنت کے نام سے تاریخوں میں درج ہے۔ جو ایران میں سکندر اعظم کی فوجکشی تک قائم رہی۔ اسی دوران ایران سے نکل کر کچھ آرین قبائل افغانستان میں آباد ہوتے رہے۔ اور پھر افغانستان سے بذریعہ شمال مغربی دروں کے پنجاب میں آباد ہوتے رہے۔ ان میں ایک شاخ ,انڈو ایرانی آریہ, ہے جو ایران سے ترک وطن کے بعد سندھ کی طرف بڑھی اور ایک عرصہ دراز تک سندھ میں آباد رہی اور یہاں ہی انہوں نے اپنی تہذیب کو ملکی ماحول کے مطابق ڈھالا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قدیم آریائی مذہب اور تہذیب پر اس علاقے نے انمٹ نقوش چھوڑے،، اسی سندھ میں رہتے ہوئے آریاؤں نے رگ وید لکھی کیونکہ رگ وید نامی کتاب میں ،سپت سندھو، کا ذکر آتا ہے یعنی سات دریاؤں والا وطن جبکہ بعد میں دو دریا خشک ہو کر ختم ہو گئے تھے سندھ میں مدتوں رہنے کے بعد آبادی کے بڑھنے یا غذائی ضروریات کے پیش نظر آریہ رفتہ رفتہ صوبجات متحدہ آگرہ اودھ کے پرکشش و زرخیز میدانوں

(قدیم زمانہ میں افغانستان کو آریانہ اور باختر کہتے تھے اور زمانہ وسطی میں خراسان بھی کہلایا)

نوٹ: تاریخ اقبال اور کشمیر از سلیم خان گمی،، آریہ لوگ درہ خیبر گلگت چترال اور کشمیر کے راستوں سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے کچھ ماہرین یہ کہتے ہیں کہ آریہ لوگ درہ بولان کے رستے سندھ میں داخل ہوئے،، سلیم خان گمی نے اس کو غلط لکھا ہے کہ وہ رتھوں کے ذریعہ آئے آگے بلوچستان یانی اور جنگلات میں اٹا

ہوا تھا پر خطر تھا ادھر سے ان کا گذرنا ناممکن تھا،، افغانستان کا قدیم نام آریانہ اور باختر اور خراسان ملتا ہے۔

میں آ کر آباد ہونا شروع ہوئے بہار و بنگال کی طرف پہنچتے پہنچتے انہیں ایک مدت گذری مگر شمالی برصغیر کوہ ہمالیہ اور کوہ دندھیا چل کے درمیانی علاقوں پر وہ قابض ہو گئے ان کی یہاں اتنی آبادیاں اور شہرت بڑھی کہ اس شمالی ہند کا نام ہی آریہ ورت، پڑگیا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آریاؤں کی آمد سے پہلے برصغیر پر دراوڑ قوم قابض تھی ۔آریاؤں کی طرح دراوڑ بھی بڑے بہادر اور جنگجو تھے۔اب ان دونوں قوموں کے درمیان معرکہ آرائیاں شروع ہو گئیں حتی کہ ان کے درمیان یہ تصادم بڑے عرصہ تک جاری رہا۔آخر آریہ قوم نے دراوڑوں کو مغلوب کر لیا اور کئی دکن کی طرف چلے گئے۔ اور ایک بڑا حصہ جو مغلوب ہو گیا شمالی ہند میں ہی آباد رہا۔آریہ ان کا مکمل صفایا تو نہیں کر سکتے تھے۔ان دراوڑوں کو غلام بنا لیا اور اپنی سوسائٹی میں ان سے بطور کارکن کام لینے لگے۔آریہ قوم دراوڑ قوم پر اکثریت کی بنیاد پر غالب نہیں آئی کیونکہ آج بھی برصغیر میں دو تہائی آبادی غیر آریائی ہے اور آریہ ایک تہائی ہیں۔ آریاؤں کی بہترین سوچ و فکر بہادری جسمانی طاقت اور دھاتوں کے استعمال کے فن کی وجہ سے وہ غیر آریائی اقوام پر سبقت لے گئے۔ اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے پاک وہند کے صفحہ نمبر 38 پر لکھتے ہیں،آریہ لوگ مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے مشہور قبائل کے نام یہ ہیں،

بھارت کورو، پانڈو، یادو، ماتسیا، ڈربو ہیوس،ٹراؤس،

یہ قبائل باہم ہمیشہ نبرد آزمائی میں مصروف رہتے تھے اور ان میں اتحاد و ہم آہنگی کا فقدان تھا اس طرح غیراقوام کے لڑنے کے ساتھ ساتھ آریائی قبائل ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ بالا آخر مختلف طاقتور قبائل نے مختلف

علاقوں میں اپنی اپنی سلطنتیں قائم کرلیں،، آریہ حکمران دکن کی طرف بھی توجہ رکھتے
تھے رشی اگستیا نے دکن میں آریائی تہذیب کو پھیلانے کی بہت کوشش کی مگر زیادہ
تعداد میں آریہ دکن نہ جا سکے وہاں اب تک دراوڑ تہذیب ہی غالب ہے۔مشہور
قبائل جوآرین قوم کی ذیلی شاخیں ہیں اوپر کی سطور میں فاضل مصنف کے الفاظ
میں درج ہیں جن کی یہاں وضاحت پیش خدمت ہے بحوالہ تاریخ فرشتہ راجہ بھرت
نامی آریہ قوم کا چشم و چراغ تھا جس کا شجرہ نسب برہما جی مہا راج سے ملتا ہے۔
اس راجہ کے نام نے اتنی شہرت پائی۔کہ اس بھرت کی اولادیں بھرت یا بھارت
نام سے مشہور ہوگئیں۔ راجہ بھرت کی اولادو اخفاء میں راجہ کور کے نام سے کورو
خاندان مشہور ہوا راجہ پانڈا بھی کورو خاندان سے تھا۔لیکن اس راجہ نے اپنے دور
حکومت میں اتنی شہرت حاصل کی کہ اس کی اولادیں اس کے نام پر پانڈو مشہور ہو
گئیں۔یہ لوگ بہت بہادر اور جنگجو تھے۔تاریخوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
کورو پانڈو جو راجہ بھرت کی اولادیں تھیں ان کا تعلق سابقہ آرین قوم سے ہے۔

آریاؤں کی سیاسی زندگی

سیاسی زندگی کے زیر عنوان صفحہ نمبر42 پر پاک و ہند سے حوالہ ملتا ہے،، آریائی
خاندان ایک سماجی اور سیاسی وحدت کا کام دیتا تھا۔ خاندان کا سردار سب سے
بزرگ مردکوتسلیم کیا جاتا تھا۔ بعد میں جب اولادیں بڑھیں تو ایک خاندان سے کئی
خاندان بن گئے اور کئی خاندان کے ملنے سے قبیلہ وجود میں آیا لیکن خاندان کے
سردار اپنے قدیم سردار یا اس کے بڑے لڑکے کے ماتحت رہتے تھے۔اس طرح
بادشاہت کا آغاز ہوا قبیلہ کے متفقہ سردار کو ،راجن، کہتے تھے راجن کا عہدہ بالعموم
موروثی ہوتا تھا۔ویدوں میں موروثی شاہی خاندان کا تذکرہ آتا ہے لیکن راجن کا
انتخاب بھی بعض اوقات عمل میں آتا تھا۔اگرچہ صحیح طرز انتخاب کا علم نہیں تاہم یہ

انتخاب شاہی خاندان کے افراد میں محدود رہتا تھا آریہ ہمیشہ باہمی جنگ و جدال یا
غیر آریائی اقوام کے ساتھ نبرد آزمائی میں مصروف رہتے تھے۔اس لئے مشترکہ دفاع
کی ضرورت کے پیش نظر بادشاہت کا آغاز ہوا۔راجن کا سب سے اہم فرض قبیلہ کا
دفاع تھا۔زمانہ جنگ میں وہ فوج کی سپہ سالاری کے فرائض انجام دیتا تھا۔ زمانہ
امن میں قبائلی تنازعات کے فیصلے اندرونی امن و امان کا قیام اور مذہبی رسومات کی
ادائیگی اس کے فرائض تھے۔آریائی معاشرہ میں،راجن،کا قیام بہت بلند تھا۔وہ شاندار
محلات میں رہتا تھا۔ جو ہر قسم کے سازو سامان سے آراستہ ہوتے تھے۔اس کا لباس
پر تکلف ہوتا تھاعالی نسب امراء اس کے گرد جمع رہتے اس کے علاوہ خدام کا ایک
گروہ بھی ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا تھا ولی عہد کو،راج پتر،کہتے تھے،، یہاں راقم
کے خیال و تحقیق کے مطابق انہی دو وجوہات کے پیش نظر یہ خاندان بعد میں
راجپوت کے نام سے مشہور ہوا ہو گا پہلی وجہ کہ وہ اپنے سردار کو ،راجن ،کہتے تھے
دوسری روایت کہ قبیلہ آرین کے ولی عہد کو راج پتر کہا کرتے تھے ان دو روایات
کی وجہ سے یہ خاندان راجپوت کہلایا اور یہ لفظ ان کا صفاتی تھا جو کسی موروث اعلی
کے نام سے مشہور نہیں ہوا ۔

جنگ مہابھارت

یہ جنگ تقریباً 1450 قبل مسیح میں راجہ بھرت ، کی اولادوں کے درمیان کور کھیت (تھانیسر) کے میدان میں اٹھارہ دنوں تک لڑی گئی۔ بھرت خاندان میں آگے چل کر کورو اور پانڈو دو قبیلے معرض وجود میں آ گئے تھے ۔جس کی تفصیل ذیل عرض ہے اجودھیا کا فرمانروا راجہ دشرتھ کوشال خاندان کا چشم و چراغ تھا ۔اس کے ہاں چار بیٹے تین بیویوں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ان رانیوں کے نام کوشلیا، سمترا، کیکئی تھے۔راجہ دشرتھ کے بیٹوں کے نام رام چندر جیؔ لکھشمن شتروگھن اور بھرت بتائے جاتے ہیں یہاں یہ معلوم نہیں ہو سکا یہ خاندان سورج بنسی ہے اور وہ راجہ بھرت چندر بنسی تھا یہ وہی مشہور بھرت نامی تو نہیں کہ جس کی اولادیں آگے چل کر کورو پانڈو کہلائیں جب راجہ دشرتھ ضعیف العمر ہو گیا تو بڑے بیٹے رامچندر کو ولی عہد بنانے کا خیال ظاہر کیا تو راجہ بھرت کی والدہ کیکئی نے اپنے خاوند کو اس بات سے روکنے کی غرض سے ایک پرانا وعدہ یاد دلایا۔تو راجہ نے ایفائے عہد کرنیکے لئے اپنے بیٹے رام چندر سے کہا کہ وہ چودہ سال تک بن باس ہو جائے اور میں بھرت کو ولی عہد بناتا ہوں تو بیٹے نے والد کی مجبوری کی خاطر حکم بجالایا اور جب یہ ڈنڈک کے جنگلات کی طرف روانہ ہوا تو اس کی بیوی اور ایک بھائی لکھشمن بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔اس طرح چودہ سال تک راجہ بھرت حکمرانی کرتا رہا۔جب یہ تینوں چودہ سال بن باسی کاٹنے کے بعد شہر واپس آئے تو رام چندر جی کو حکمران تسلیم کرلیا گیا انکی بیوی سیتا کے بطن سے دو بیٹے،لاوا،اورکشن نامی پیدا ہوئے رامائن از بالمیک کے حوالہ جات سے عبدالرسول نے لکھا تھا جس سے مدد لی گئی ہے۔اب اصل مضمون کی طرف ایک نظر اب تک یہ خاندان راجہ بھرت کے نام سے مشہور تھا دریائے جمنا کے دونوں جانب بھرت خاندان کی مضبوط حکومت قائم تھی۔ جس کا

دارالحکومت ہستنا پور تھا۔اس شہر کے آثار قدیمہ دہلی سے شمال مشرق میں ساٹھ میل کے فاصلہ پر موجود ہیں۔یہاں آریائی خاندان کے راجہ چترویر کی حکومت قائم تھی جس کا شجرہ نسب 14 واسطوں سے راجہ بھرت جو کھتری کہلاتا تھا سے ملتا ہے راجہ بھرت آریہ خاندان کا چشم و چراغ تھا۔اس راجہ کی کئی پشتوں تک حکومت رہی۔اس مشہور راجہ بھرت کی آٹھویں پشت میں راجہ کور نامی نے بڑی شہرت پائی ۔اس کے نام پر اس کی اولادیں کورو کہلاتی تھیں۔شہر کورکھیت(تھانیسر) اسی راجہ کے نام پر آباد کیا گیا۔راجہ کور کی چھبیویں پشت بعد راجہ چترویریا چتر برج کا نام آتا ہے۔جو بڑا عظیم المرتبت راجہ تھا۔اس راجہ کے دو فرزند تھے ۔دہتر آشتر یا دھرت راشتر اور پانڈو یا پانڈا نامی تھا۔ تخت و تاج کا حق بڑے بیٹے کا تھا لیکن وہتر آشتر جو بڑا تھا پیدائشی نابینا تھا۔تو اس طرح تخت و تاج کا مالک راجہ پانڈو ہی کو تصور کیا گیا اور اسے حکمران تسلیم کر لیا گیا۔چنانچہ امور سلطنت کو بڑے احسن طریقہ سے انجام دہی کی وجہ سے اس راجہ کے نام کو بڑی شہرت ملی۔یہ بڑا جلیل القدر راجہ تھا۔اس کے نام کی شہرت پر اس کی اولادیں پانڈو کہلائیں اس راجہ کی دو بیویاں تھیں۔رانی کنتی کے بطن سے یدہشتر یا جدہشٹر بھیم سین اور ارجن تھے۔دوسری رانی مادری کے بطن سے دو بیٹے نکل اور سہدیو نامی تولد ہوئے۔راجہ پانڈا کے بڑے بھائی وہتر آشتر نابینا کے 101 بیٹے ہوئے جن میں سے دو مشہور ہیں۔درویودھن اور یویوچھ راجہ وہتر آشتر کی اولادیں کورو کہلاتی تھیں۔ راجہ پانڈا کی وفات کے بعد انتظامات حکومت وہتر آشتر نے سنبھال کر اپنے بیٹے درویودھن کو انجام دہی پر مامور کر دیا اور درویو دھن باپ کے نام پرحکومت کرنے لگا۔راجہ پانڈا کی وفات کے بعد چونکہ پانچوں پانڈو بھائی کمسن تھے۔جنہیں وہتر آشتر نے اپنی زیر کفالت لے کر اچھی تربیت سے پالا پوسا جب ایام جوانی کو پہنچے۔تو انہیں یہ احساس ہوا کہ حکمرانی

حکومت ہمارا حق ہے چنانچہ دریودھن کو بھی ان کی طرف سے ہر وقت خدشہ لاحق رہتا تھا۔کہ پانڈو مجھ سے حکومت چھین لیں گے۔اب درویودھن اس خدشہ کی وجہ سے پانڈوؤں کو ٹھکانے لگانے کی تدبیریں سوچتا رہتا تو اس نے یہ تدبیر نکالی کہ ان کو شہر سے باہر دوری پر آباد کیا جائے تو خطرات کم ہو سکتے ہیں پھر درویودھن نے اپنی زیر نگرانی کاریگروں سے مل کر ایک مکان بنوایا اس میں رال،اور لاکھ،کیمیکل کا خفیہ طور پر کاریگروں سے استعمال کروایا تا کہ ایک چنگاری لگنے سے با آسانی یہ مکان جل جائے اور پانڈو اس میں جل کر ہلاک ہو جائیں۔چنانچہ مکان بھی تیار ہو گیااور اس سازش سے پانڈو بھی با خبر ہو کر آباد ہو گئے۔مکان کو آگ لگانے پر دریودھن نے بھیل نامی عورت اور اس کے پانچ بیٹوں کو منتخب کیا کچھ عرصہ بعد وہ عورت اپنے بیٹوں کو لے کر مکان جلانے کی غرض سے ان کے ہاں آئی تو پانڈوؤں نے خود والدہ سمیت جنگل کی راہ لی اب دریودھن کو جاسوسوں نے یہ خبر دی کہ پانڈو جل گئے ہیں ۔تو اس پر مطمئن ہو کر حکومت کرنے لگا۔کچھ عرصہ کے بعد پانڈو بھیس بدل کر کنپلا نامی بستی میں آ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک مرتبہ پنچال کے راجہ کی بیٹی کے رسم سوئمبر میں بھیس بدل کر شریک ہوئے تھے جہاں کورو بھی تھے۔رسم سوئمبر ارجن نے تیر چلا کر جیت لیا اور راجہ پنچال کی بیٹی دروپدی نامی سے شادی کر لی تھی۔تو پانڈوؤں نے راجہ پنچال سے کورو سے تقسیم حکومت کے بارے میں صلاح مشورہ بھی کر لیا تھا۔ اب کنپلا میں ایک سالہ گمنامی کی زندگی گذارنے کے بعد انہوں نے اس سے پہلے کوروؤں پر یہ راز کھل چکا تھا کہ پانڈوں زندہ ہیں۔ اب پانڈو کھل کر سامنے آگئے ۔تو کوروؤں نے بظاہر بھائی چارہ اور دوستی کا ہاتھ پانڈوؤں کی طرف بڑھایا تو انہوں نے قبول کرتے ہوئے ہستنا پور آنے کی دعوت قبول کر لی درویودھن نے ان کی بڑی آؤ بھگت اور خدمت کے بعد

ان کے مطالبہ پر انہیں اپنی سلطنت میں سے آدھا ملک تقسیم کر کے دیا۔ یدہشتر نے اندر پت شہر بسا کر اسے دارالحکومت بنایا جو پرانی دہلی کے نام سے مشہور ہے۔اس کے بعد پانڈو نصف حصہ پر حکومت کرنے لگے تخت و تاج یدہشتر کے حصہ میں آیا۔ دن بدن ان کی اقبال مندی اور جہانگیری کے چرچے ہر سو پھیل گئے اور معززین اور بڑے بڑے امیر ان کے معتقدخاص بن گئے۔ان کی اس شہرت پر کورو جلنے لگے اور نئی نئی ترکیبیں سوچنے لگے کہ انہیں مغلوب کیا جائے۔اسی دوران پانڈوؤں نے ،،راجسوی جگ،کا پروگرام کیا جس میں شمولیت کی دعوت دینے کے لئے یدہشتر نے اپنے چاروں چھوٹے بھائیوں کو مامور کیا۔کہ تمام علاقوں ملکوں کے سرداران کو اندرپت بلا کر راجسوی جگ میں شمولیت کی دعوت دی جائے چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی مقررہ دن یہ رسم رچائی گئی جس میں خطا روم حبش عرب و عجم ماروالنہر ترکستان کے علاوہ کئی ملکوں کے سربراہان نے شرکت کی جس کی وجہ سے پانڈو حکومت کی شہرت کو چار چاندلگ گئے۔یہ دیکھ کر درویودھن اندر ہی اندر حسد میں جل اٹھا ایک دن اس نے وزرا امراء سے مل کر ایک ترکیب نکالی۔کہ پانڈووَں کو اپنے ہاں دعوت دیکر بلایا جائے اور انہیں جوا کھیلنے کوکہا جائے۔اور جوا سے ہرانے کی ترکیب بھی پہلے تیار کر لی اور انہیں ہارنے کی شرط میں عورت درو پدی حکومت و ملک سے بے دخل کیا جائے چنانچہ طے شدہ پروگرام کے تحت ان کے سامنے ہستنا پور بلا کرجوا کھیلنے کی دعوت اورہارنے پر ملک اور حکومت سے ہاتھ دھو لینے پر آمادہ کیا گیا اور جوا کھیلنے لگ گئے چنانچہ انہیں تو پہلے سے ہارانے کے طریقے نکال لئے گئے تھے۔اب پانڈوہار گئے تو ایک باری اور لگائی کہ اگر تم جیت گئے تو ہم حکومت اور شہر چھوڑ کر جنگلوں کی راہ لیں اگر تم پھرہار گئے تو شہر آبادی چھوڑ کر بارہ سال تک جنگل میں رہو گے چنانچہ آخری بار پھر پانڈو بازی ہار گئے تو انہیں در

وپدی سمیت پانچوں کو بارہ سالہ دور بن باسی پر گذارنے کا پابند کیا گیا پانڈووں نے حسب شرط بخوشی تعمیل کی پانڈووں کی سچائی بھی بڑی مشہور تھی چنانچہ دروپدی سمیت پانچوں بھائی دریائے سرسوتی کے کنارے کے جنگل میں بارہ سال گذار کر گوالیار کے راجہ دیرت کے دربار میں آ کر رہنے لگے۔ ایک سال کا عرصہ حیات یہاں گمنامی میں گذارا جب کوروؤں کو پانڈووں کی گوالیار میں موجودگی کی خبر لگی تو انہوں نے گوالیار پر فوج کشی کر دی چنانچہ پانڈوؤں نے بھی راجہ کا ساتھ دیکر کوروں کو شکست فاش دی تیرہ سال پورے ہونے پر پانڈووں نے سری کشن کو اپنی طرف سے حکومت کی واپسی کا مطالبہ دیکر دریودھن کے پاس بھیجا سری کرشن نے سب کہہ سنایا تو دریودھن بالکل انکار ہو گیا۔ تو حصول حکومت کے لئے واحد راستہ جنگ ہی تھا اب پانڈووں نے اپنے حامی حکمرانوں سے مشورے کئے اور جنگ میں مدد کی اپیل کی تو گوالیار کے راجہ دیرت گجرات کے راجہ کرشن اور پنجال کے راجہ نے انہیں مدد کی یقین دہانی کرائی چنانچہ کوروؤں کو بھی جنگ کے لئے آگاہ کیا گیا تو دونوں طرف کی فوجیں جنگی تیاریاں کرنے لگیں۔ ہر دو پارٹیوں نے بیرونی امداد حاصل کی اور لاکھوں کی تعداد میں سپاہی پیادہ و سوار **1450** قبل مسیح مین کور کھیت تھانیسر جسے کروک شترو تھانیسر بھی لکھتے ہیں کے میدان میں صف آرا ہو گئیں۔ اس موقع پر تعداد گیارہ کشون کورو فوجیوں کی لکھتے ہیں اور سات کشون پانڈوں کے سپاہی تھے چنانچہ اٹھارہ دن تک یہ فیصلہ کن جنگ جاری رہی اور لاکھوں کی تعداد میں سے صرف بارہ آدمیوں کے بچنے کی لکھتے ہیں۔ اس جنگ میں سارا آریہ ورت متاثر ہوا چار آدمی کورو لشکر سے اور پانچ پانڈو اور ان کے تین حامی زندہ نکلے۔ دریودھن کا بھائی یو یوچھ بھی بچ گیا جبکہ دریودھن اسی جنگ میں مارا گیا۔ اس جنگ میں مہاراجہ کمبوج دیش سودکھشن اور سودرشن بھی جو کوروں کی مدد کرتے ہوئے ایک لشکر جرار

لے کر شامل ہوئے تھے مارے گئے۔مہاراجہ کمبوہ دیش سود کھشن جو کمبوج یا کمبوہ گوت کا موروث اعلی اور چندر بنسی تھا کو راجہ ارجن کے بیٹے راجہ بہمن نے قتل کیا تھا۔ جس کے بعد راجہ بہمن کی بہادری و شجاعت کو ہر طرف چار چاند لگ گئے تھے۔ اس فیصلہ کن جنگ میں پانڈوفتحیاب ہوئے اور تمام کورو مارے گئے۔ ایک تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس جنگ کے بعد بچی کچھی آبادی ترک وطن کر کے دور دراز جا کر آباد ہوگئے۔ اس کے بعد راجہ یدھشٹر کو تخت و تاج پر بٹھایا گیا اس نے اس بار 30 سال حکومت کی اقبال مندی اور جہانبانی کی وجہ سے اسے بڑی شہرت ملی30 سالہ دور حکومت کے بعد بھائیوں نے متفقہ طور پر راجہ ارجن کے پوتے اور راجہ بہمن کے بیٹے راجہ پرکشت یا پرتچھت کو عنان حکومت پر مامور کیا اور خود پانچوں پانڈوؤں نے جنگل کی راہ لی اور ساتھ ہی دنیا سے بھی رحلت کی۔ ان کورو پانڈو بھائیوں کی ملی جلی مدت حکومت 125 سال تاریخ بتاتی ہے۔ راجہ پرکشت کے بارے میں تاریخ فرشتہ کا حوالہ قلمبند کرتا ہوں صفحہ نمبر66 جو انہوں نے قدیم روایات سے مرتب کیا تھا۔لکھتے ہیں،، کہ کچھ عرصہ کے بعد پانڈوؤں کے خاندان میں راجہ ارجن کی تیسری نسل میں ایک لڑکا پیدا ہوا(یہ راجہ بہمن کا بیٹا تھا) یہ لڑکا ہر طرح کی ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مالا مال تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے اپنی رعایا میں ہر دلعزیز ہوا اس نے بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔اور ماضی کے واقعات کو حال اور مستقبل کے لئے عبرت انگیز سمجھ کر ہمیشہ خالق کائنات کی مرضی سے عمل کرنے کی کوشش کی ایک دن اس راجہ (پرکشت یا پرتچھت) کے دل میں خیال آیا کہ آخرمیرے بزرگوں کے درمیان جنگ و جدال کی اصل وجہ کیا تھی اور ان کے بزم ورزم کے احوال کی اصل حقیقت کیا تھی،، راجہ پرتچھت کے بارے میں اقوام پونچھ اول محمد الدین فوق لکھتے ہیں صفحہ نمبر174پر،،

جلد اول میں قوم کے موروث اعلیٰ راجہ جیراوٗ تھا جو راجہ نکھم یا نکھہ والئی کلا نور خلف راجہ پرتچھت والئی ہند کی آٹھویں پشت میں تھا ،، چنانچہ راجہ نے بھیشم نامی آدمی کے ذریعہ سے مشہور شارح بیاس، نامی کے ذریعہ سے مشہور شارح بیاس ودی بائین، نامی کو دربار میں بلا کر کہا کہ تم خود اس جنگ میں شامل تھے جو میرے آباؤ اجداد نے لڑی تھی اس کے بارے میں مجھے بتاؤ۔ تو بوڑھے بیاس نے اپنی ضعیف العمری اور کمزوری و حافظہ کے پیش نظر راجہ سے وعدہ کیا کہ میں تھوڑا تھوڑا لکھتا رہوں گا اور کتاب تیار کر کے حضور کے سامنے پیش کروں گا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک بوڑھا مہا بھارت کتاب میں تھوڑا تھوڑا لکھتا رہا اور مکمل کرنے کے بعد اس نے راجہ پرکشت کو یہ کتاب پیش کی۔ مورخ محمد قاسم نے اس کتاب مہا بھارت کی اپنی تحقیق کے مطابق یوں لکھا ہے ۔کہ مہا بھارت اس کتاب کا نام اس وجہ سے رکھا گیا۔کہ گذشتہ مشہور جنگ راجہ بھرت کی اولادوں کے درمیان لڑی گئی تھی بھرت کا نام کثرت استعمال کی وجہ سے الف کا اضافہ کرتے ہوئے بھارت بن گیا اسی وجہ سے بیاس نے اس واقع جنگ کو مہا بھارت کا نام دیکر کتاب لکھی۔مہا بھارت سے کچھ عرصہ پہلے رامائن نامی کتاب بالمیک نامی کی تصنیف ہے ان دونوں کتابوں کو ہندوعقیدہ میں ویدوں کی طرح مقدس کتابیں سمجھا جاتا ہے اور ہندو انہیں الہامی کتابیں تصور کرتے ہیں ۔ مورخ پاک و ہند انہی دو زرمیہ نظمی کتابوں رامائن اور مہا بھارت کے مطابق ہندو روایات کے تحت لکھتے ہیں،، کہ رام چندر، لکھشمن، سیتا، پانڈووٗں اور کرشن جی کے کردار کو مثالی سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کی تقلید ہندو معاشرہ کا مطمع نظر رہا ہے۔رام چندر کو ہندو سعادت مند بیٹا وفا کیش خاوند اور مہربان بادشاہ تصور کرتے ہیں۔ لکھشمن ان کے نزدیک مثالی بھائی اور سیتا عصمت و پاکیزگی اور وفا شعاری کا نمونہ ہیں یدھشٹر کو صداقت و راست بازی کا

مجسمہ اور پانڈووں کو بھائیوں کا قابل تقلید خاندان سمجھا جاتا ہے،، یہ دونوں کتابیں کم و بیش 2000 ہزار سالوں سے ہندوؤں میں بڑی مقدس اور قابل تقلید تصور کی جاتی ہیں۔ رگ وید نامی جو آریاؤں نے برصغیر میں داخل ہوتے ہی لکھی اس کتاب کو برہما، نے تصنیف کیا اور آسمانی کتاب کا نام دیا۔

ہندو رسومات

ویسے تو ہندوؤں میں بے شمار رسومات پائی جاتی تھیں جوانسانی نقطہ نگاہ اور اسلامی نقطہ نظر کے سراسر منافی ہیں یہاں قدیم دور کی کچھ بڑی بڑی رسومات درج کی جاتی ہیں جن سے قارئین ہندوانہ طرز زندگی پر اپنا تصور قائم کر سکتے ہیں اور ان رسومات پر غوروفکر کر سکتے ہیں ہندوؤں میں خصوصا راجپوت خاندان کی کچھ اچھی رسومات بھی تھیں جو اپنے ضمن میں لکھی جائیں گی۔ جب کسی اعلی خاندان یا گھرانہ میں لڑکی جوان ہوجاتی تو ایک رسم سوئمبر رچائی جاتی ۔یعنی شہر میں ہر ذرائع کے استعمال سے اس میں شامل ہونے کی تاریخ و اطلاع عام کی جاتی کہ فلاں دن فلاں مقام پر رسم سوئمیر رچائی جا رہی ہے اس میں لڑکی بھی موجود آ کر کوئی شرط لگاتی تھی تیر اندازی نشانہ بازی یا دیگر گھوڑ دوڑ وغیرہ جو جوان اس مقابلہ میں جیت جاتا تو اسی کے ساتھ اس کی شادی کرا دی جاتی تھی جسے رسم سوئمبر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے راجپوت عورتوں کی پاکدامنی مثالی تھی۔ جوہر کی رسم،، جب کسی عورت کا خاوند وفات پا جاتا تو وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہی اسی چتا میں زندہ کود کر جل جاتی تھی کیونکہ اکثر ہندو عقیدہ میں بیوہ کو دوسری شادی کے لئے کوئی پسند بھی نہ کرتا تھا بلکہ یہ عورتیں دوسری شادی کو خود بھی نا پسند کرتی تھیں۔جب ملک پر کوئی دشمن حملہ کر دیتا جنگ میں اپنی فوجوں کی شکست کے بارے میں سنتے ہی اکثر عورتیں خود کو آگ لگا کر زندہ جل مرتی تھیں تا کہ دشمن کے ہاتھ نہ لگ سکیں وفا

شعاری اور عصمت و پاکدامنی کا تصور ہی انہیں اس عمل پر مجبور کرتا تھا چنانچہ اس رسم کو رسم جوہر، کا نام دیا گیا ہے تیسری رسم کو، ستی، کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ رسم بھی خاوند کی وفات پر اسی کے ساتھ جل مرنے کی تھی۔ تاریخ پاک و ہند از انوار ہاشمی صفحہ نمبر53 پر البیرونی کی تصنیف کتاب الہند کے حوالہ سے لکھتے ہیں کتاب الہند تقریباً 1000 کے بعد ہی لکھی گئی ہو گی البیرونی تاریخ لکھنے کی غرض سے برصغیر میں محمود غزنوی کے ہمراہ آئے تھے۔ لکھتے ہیں،، البیرونی کی سب سے زیادہ شہرت اس کی کتاب ،کتاب الہند،سے ہے اس کتاب میں تمہید کے علاوہ اسی(80) باب ہیں اور ان میں ہندوستان کے مذہب فلسفہ ادب جغرافیہ ہیت جوتش رسم و رواج اورقوانین کا بیان ہے ہندوؤں کے رسم ورواج کی نسبت البیرونی لکھتا ہے شادیاں کم عمری میں ہوتی ہیں اور مرد کو کثرت ازدواج کا اختیار ہے طلاق کی اجازت نہیں نکاح بیوگان بھی ممنوع ہے جب ایک عورت کا خاوند مر جائے تو یا تو اسے تمام عمر بیوہ رہنا پڑتا ہے۔یا زندہ جل جانابالعموم زندہ جل جانے کو ترجیح دیجاتی ہے۔کیونکہ بیوگی کی حالت میں اس سے تمام عمر بدسلوکی ہوتی ہے،،

ہندوستان میں حکومت کا قیام

دیئے گئے مضمون میں تاریخ سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ بنی نوع انسان نے جب ہندو ستان کواپنا مسکن تصور کرلیا یہاں رہنے سہنے لگے جوں جوں آبادیاں بڑھتی گئیں انسانی ضروریات میں اضافہ ہوتا گیا تو قوموں کو اس بات کی بھی ضرورت پیش آئی کہ دور امن و جنگ میں فلاحی معاشرتی کوئی ادارہ ہو جوان کی ضرورتوں کو پورا کرے تاریخ فرشتہ کے حوالہ جات سے مدد لی گئی ہے حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کی اولادیں چونکہ ہندوستان میں قیام پذیر ہو چکی تھیں اور حام کے بڑے بیٹے ہند کے چار فرزند پورب بنگ دکن نہروال وغیرہ سے اولادوں کا سلسلہ برصغیر میں ہی

قدیم دور میں نظر آتا ہے تو اس طرح یوزب کے بیٹوں کی تعداد 42 لکھتے ہیں پھر انہی میں سے کشن نامی آدمی کو خاندان والوں نے ضرورت کے پیش نظر اپنا سردار بنا لیا اور باضابطہ طور حکومت کا قیام عمل میں آ گیا ہر ایک کے حالات مختصر کر کے پیش کرتا ہوں۔کشن کے 37 بیٹے ہوئے۔ بڑا بیٹا جو والد کی جگہ مسند نشین ہوا اس کا نام مہا راج تھا جبکہ کشن نے 400 سال کی عمر میں وفات پائی مہا راج نے سات سو سال کی عمر میں وفات پائی اور طویل عرصہ تک ہندوستان پر حکمران رہا۔مہا راج کے چودہ فرزند ہوئے ان چودہ فرزندوں میں سے مسند نشین ہونے والا کیشور راج نامی تھا۔ یہاں لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں قدیم آباد ہونے والا شہر اودھ نامی تھا کیشور راج نے 220 سال تک حکومت کی اس کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا منیر رائے تخت سلطنت پر فائز ہوا اور پایہ تخت جالندھر میں رکھا بعد میں منیر رائے پر بیرونی حملہ ہوا تو شکست کھا کر جالندھر چھوڑ کر چہار کھینڈ اور کونڈ واڑے کی طرف چلا گیا اس کی مدت حکومت 537 سال لکھی گئی ہے۔رسم نے اس کی بدعہدی کو مدنظر رکھ کر راجہ سورج کو عنان حکومت سپرد کی اور خود واپس ایران چلا گیا راجہ سورج نے از سر نو طریقہ سے امور حکومت کو منظم کیا۔اور مدبرانہ حکومت قائم کر لی۔ چہارکھنڈ کوہستان کا ایک جادو گر برہمن راجہ سورج کے دربار میں آیا(صفحہ نمبر 65 تاریخ فرشتہ) اور اس راجہ کو بت پرستی کی طرف مائل کیا۔اور لوگوں کو بھی رفتہ رفتہ بت پرستی پر تیار کر لیا۔مہا راج کے دور تک یہ نسلیں قدرے خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان کامل رکھتی تھیں۔مہا راج کے دور میں ایران سے ایک شخص ہندوستان وارد ہوا۔جس نے ان لوگوں کو ستارہ پرستی سورج پرستی اور آگ پرستی کی طرف رغبت دلائی۔اس کے بعد جب بت پرستی کا دور آیا تو زیادہ سے زیادہ لوگ بتوں کی پرستش پر آمادہ ہو گئے اور سونے چاندی سے آباؤ اجداد کی شبیہ بنابنا کر بت پرستی

کرنے لگے۔تو راجہ سورج نے بھی دریائے گنگا کے ساتھ شہر قنوج آباد کر کے وہاں بت پرستی شروع کردی۔ اپنے حکمران کو بت پرستی کرتے دیکھ کر رعایا میں بھی بھر پور طور پر بت پرستی شروع ہو گئی۔ اور نوے گروہ بت پرستوں کے بن گئے۔ راجہ سورج کادارالحکومت قنوج شہر میں تھا۔ اس راجہ نے اڑھائی صدیاں حکومت کی۔یہ راجہ ایرانی کیقباد ،بادشاہ کا ہمصر تھا،، راجہ سورج کی وفات کے بعد اس کے بڑے بیٹے لہراج نے نظام حکومت سنبھالا راجہ سورج کے پینتیس فرزند تھے۔ راجہ لہراج نے تخت سنبھالنے کے بعد اپنے نام پر لہراج شہر آباد کیا۔اس راجہ نے اپنے باپ کی اولاد کو،راجپوت، کہلانے کی ترغیب دی۔ اور دوسرے لوگوں کو مختلف فرقوں ناموں سے موسوم کیا حکام کی لاپرواہی کی وجہ سے انتظام حکومت میں کمزوری پیدا ہو گئی تھی کہ کیدار نامی برہمن نے تخت پر قبضہ کر لیا راجہ لہراج نے 26 سالوں تک حکومت کی،، تاریخ فرشتہ حصہ دوئم صفحہ نمبر936 ،،شاہ مرزا بن ماہر بن آل بن گرشاسپ بن نکودر شاہ مرزا نے یہاں بیان کیا .کہ نکودر راجہ ارجن کی اولاد سے تھا جو مشہور پانڈو ہے،،

وجہ تسمیہ سورج بنسی و چندر بنسی

،تاریخ کھیم کرن از سردار پرتاب سنگھ صفحہ نمبر9 پر لکھتے ہیں،، اہل ہنود کے عقائد کے مطابق ابتداء میں سوائے نارائن کے کچھ نہ تھا اور تمام زمین پانی میں ڈوبی ہوئی تھی۔جب سنسار کی رچناہوئی تو سب سے پہلے تمام عالم کے رتن اعلی برہماجی مہاراج پیدا ہوئے۔ جن کے دو پسران مریچ اور اتری تولد ہوئے مریچ کی اولاد سے سورج بنسی اور اتری کی نسل سے چندر بنسی ہوئے،، گرنتھ ہری بنس پوران کے حوالہ سے برہما جی مہاراج کی اولادوں کا شجرہ نسب صفحہ نمبر10 پر یوں تحریر کرتے ہیں۔ ،،برہما جی مہا راج کے دو فرزند مریچ اور اتری۔یہاں مریچ کی اولادوں کا

پہلے تذکرہ کرتے ہیں مریچ بن کشپ بن سورج جن کے نام پر سورج بنسی شاخ مشہور ہوئی سورج بن منوجی بن اکشوا کو بن وکوکھی وکوکھی کے پچاس بیٹے ہوئے جو کہ راجہ کی آگیا سے شمال کی جانب بھیجے گئے ہر بنس پوران کے پرب اول ادھیائے گیارہویں میں مندرج ہے کہ وہ راجہ جو کہ اتردیش (جانب شمال) میں جا کر راجدھانی کرتے رہے ان میں سے سورج بنسی کمبوج ہوئے،، اب برہما جی مہاراج کی پانچویں پشت بعد اکشوا کو کا نام لکھکر ساتھ ایک نوٹ لکھتے ہیں،،

نوٹ: کچھ تاریخوں میں یوں بھی مذکور ہے کہ سورج کی پرستش کرنے والے کی اولادیں سورج بنسی اور چاند کی پرستش کرنے والے کی اولادیں چندر بنسی مشہور ہوئیں)

یہ راجہ بہت مشہور ہوا ہے اسی کے بنس سے مہاراجہ رامچندر جی ہوئے ہیں،، اب برہماجی مہا راج کے چھوٹے بیٹے اتری کا شجرہ یوں لکھتے ہیں۔،، اتری بن چندر مان انہی کے نام سے چندر بنسی مشہور ہیں بن بدھ بن پرورواںن پرتیپ بن برہم دت بن برہت چھتر بن سوہتر بن ہتی بن اجمیڑھ کے دو بیٹے لکھتے ہیں بڑے کا نام دمیڑھ ہے ساتھ ہی ایک نوٹ میں لکھتے ہیں،، ان کی نسل سے کورو اور پانڈو ہوئے ہیں،، اجمیڑھ کے دوسرے بیٹے سے پربیڑھ نوٹ میں لکھتے ہیں،، انہی کی نسل سے چندر بنسی کا مبوج ہوئے ہیں،، پربیڑھ کے بیٹے کا نام چندر برہما بن پانڈوک کے دو بیٹے مہا راجہ سودکھشن اور سودنشن لکھ کر شجرہ بند کرتے ہوئے نوٹ میں یوں لکھا ہے ،،شجرہ مندرجہ بالا سے یہ نہ سمجھئے کہ اس سلسلہ کا محاصبہ اسی قدر ہے بلکہ ہم نے کئی کئی پشتوں کے بعد نامی گرامی مشہورو معروف نام درج کئے ہیں،، تاریخ ہست و بود از میاں اعجاز نبی منگرال راجپوت گجرات صفحہ نمبر39 پر یوں رقم طراز ہیں،، کہ ہندو مورخین کی تحقیق کے مطابق راجہ رامچندر جی سورج بنسی

تھے۔ جبکہ کورو اور پانڈو چندر بنسی شاخ سے ہیں۔ ہر دو شاخیں برہما جی مہا راج کے
دو پوتوں کے ذاتی صفاتی ناموں سے موسوم ہوئیں سورج (بیسوان سے سورج بنسی اور
چندر مان سوم سے چندر بنسی مشہور ہوئے کھشتری جو کھتری مشہور ہوا یہی راجپوت
ہیں،، انہی مشہور دو گروپوں سورج بنسی اور چندر بنسی سے شاہی راجپوتوں کا سلسلہ ملتا
ہے۔ برہما جی مہا راج سے چلنے والے ان دو گروپوں کے بارے میں محمد الدین فوق
مرحوم نے بھی اپنی دو تین تصانیف میں (اقوام پونچھ اقوام کشمیر وغیرہ) کہ سورج بنسی
اور چندر بنسی اصل راجپوت ہیں جو سورج عرف بیسوان اور چندرمان عرف سوم سے
مشہور ہیں اور یہ دونوں برہما جی مہا راج کے پوتے تھے۔ پنجاب کاسٹس از ڈینزل
ایبٹسن میں بھی راجپوتوں کے حوالہ جات درج ہیں تاریخ جنجوعہ حصہ دوئم از راجہ محمد
انور خان جنجوعہ تاریخ اشاعت 13 جون 1987 کل صفحات 575 ہیں صفحہ نمبر 10
مضمون راجپوتوں کی یکجدی کے زیر عنوان لکھتے ہیں،، کہا جاتا ہے کہ شروع سے
حکومت کشمیر راجگان جموں کے ہاتھ لگی اس کے قریب ایک ہزار سال تک خاندان
چندر بنسی پانڈوؤں کے 22 راجگان اس خطہ دلپذیر پر حکمران رہے۔ فوق صاحب
تاریخ کشمیر کے بمطابق 1931ء کے صفحہ نمبر 4 پر لکھتے ہیں کہ موجودہ تاریخ ہند
زیادہ ترہنود دھرم شاستروں کی بنیاد پر تالیف کی گئی ہے۔ اس کا قول ہے کہ برہما
کے دو بیٹے تھے وچھ اور اترا ان دونوں نے دنیا کی حکومت کا سلسلہ قائم کیا وچھ
سے سورج اور اترا سے چندرمان پیدا ہوئے جن کی اولاد نے سورج بنسی شاخ چندر
بنسی خاندان کے نام سے حکومت ہند کی بنیاد قائم کی سورج بنسی خاندان کا پہلا
نامور راجہ اکھوا کو ہوا جس نے سلطنت اجودھیا کی بنیاذ ڈالی چھپن نسلوں کے بعد
راجہ رامچندر ہوا اور کچھ نسلوں کے بعد، سمتر، مشہور اور نامور راجہ گذرا اکھوا کو کی لڑکی
چندر مان کے بیٹے بدھ سے بیاہی گئی جس کے بطن سے پروروا نامی ایک لڑکا پیدا

ہوا اس نے چندر بنس خاندان کی بنیاد ڈال کر سلطنت اودھ الہ آباد قائم کی یہ سلطنت بعد میں بھارت کے نام سے مشہور ہوئی۔اس کا شہر ہستناپور تھا۔جس کو اس کے بیٹے راجہ ہتھین نے بسایا تھا۔راجہ بھرت کی پانچویں پشت میں راجہ چھتر برج چندر بنسی خاندان سے تھا جس کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے وہتر آشتر اور راجہ پانڈا،،بہرحال ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے کھل کر وضاحت ہوگئی ہے کہ برہما جی مہا راج جو کہ آریہ خاندان سے تھے ان کے دو پوتوں کے ناموں سے دوشاخیں چندر بنسی اور سورج بنسی مشہور ہوئیں جوشاہی راجپوتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

وجہ تسمیہ راجپوت و تاریخی پس منظر

مولف تاریخ ہست و بود اپنی تالیف کے صفحہ نمبر 39 پر یوں لکھتے ہیں،،قدیم ہند کے مختلف صوبہ جات اور ریاستوں کے چھوٹے چھوٹے سردار اور حکمران اپنے حلقہ و اقتدار میں راجہ کہلائے اور ان پر اقتدار اعلی کے حامل نے خود کو مہاراجہ کے لقب سے ملقب کیا۔چونکہ یہ راجے خود کو اپنے پیش رو راجہ کا پوت کہلاتے تھے۔اس لئے یوں لفظ راجپوت (یعنی راجہ کا پوت یا لڑکا) کی تشکیل ہوئی۔ویسے لفظ راجپوت کا لغوی و معنوی سرچشمہ منوجی کا فکری مجوزہ نقطہ،،کشتری،،ہے جو قدیم بھارت میں بہادر اور جنگجو فرقہ کیلئے مستعمل تھا۔اور جو مرور ایام سے بگڑ کر ،،کھتری،،ہو گیا دراصل یہ کھتری قوم راجپوت قوم ہی سے تعلق رکھتی ہے،،تاریخ فرشتہ کے حوالہ سے راجہ سورج کا بیٹا لہراج نامی جب مسند نشین ہوا اس کے 34 بھائی اور تھے لہراج نے اپنے باپ کی اولادوں کو یہ ترغیب دی کہ راجپوت کہلایا کریں،،

قدیم دور میں ہندو،کشتری،اسے کہتے تھے جو بہادر اور جنگجو ہو یا عسکری تربیت کے بعد فوج میں شامل ہو کر ملکی دفاع کرے حقیقت میں کشتری یا کھتری قوم یا قبیلہ ذات گوت کا نام نہیں ہے کیونکہ کئی دیگر جو افواج میں شامل کر لئے گئے تھے جو

اگنی کل وغیرہ ناموں سے مشہور ہوئے۔ان کا باہمی نسبی تعلق بھی نہ تھا مگر کشتری کہلائے تو معلوم ہوا کہ کشتری ایک صفاتی نام تھا قوم نہیں تھی۔تاریخ پاک و ہند کے صفحہ نمبر 42/43 کے مطابق آریائی خاندان کے معمر بزرگوں کو قبیلہ کا سردار چن لیا جاتا تھا۔اسے راجن کے نام سے پکارتے تھے۔دوسرے راجن کے بعد اگر اس کا بیٹا اس عہدہ پر فائز ہوتا تو اسے راج پتر کہاجاتا تھا یعنی راجن کا بیٹا) انہی وجوہات کے پیش نظر آریائی اقوام کی شاخیں راجپوت مشہور ہوئیں بادی النظر میں مورثان اعلی کے ناموں پر یہ ذیلی شاخیں بھارت کو رو پانڈو خاندانوں سے مشہور تھیں جبکہ تھوڑا اوپر شجرہ نسب پر غور کریں تو یہ شاخیں چندر بنسی راجپوت سے تقسیم شدہ ہیں۔ہست و بود کے فاضل مصنف نے گلاسری آف ٹرائیبز کے 272 صفحہ جو پنجاب سرحد کی جلد سوم ہے کا حوالہ دیا ہے کہ اس انگریز مصنف نے لکھا ہے،،کہ راجپوت اور کھتری ایک ہی قوم کے دو نام ہیں،،

وجہ تسمیہ اگنی کل راجپوت

ہندوروایات میں راجپوتوں کی اصلیت کے بارے میں تاریخ پاک و ہند میں حوالے ملتے ہیں جسے صاحبزادہ عبدالرسول نے بھی درج تاریخ کیا ہے جس سے حقیقت کا پتہ چلتا ہے(یہاں انہوں نے ہندوؤں میں مشہور روایات یوں لکھی ہے ،،کہ اس کے مطابق جب کھشتری خاندانوں کے افراد پاک باز نہ رہے تو ایک برہمن، پرسورام، جو وشنو دیوتا کا مظہر تھا نے تمام کھشتریوں کو ختم کر ڈالا چنانچہ جب برہمنوں نے محسوس کیا کہ مقدس صحیفوں کا کوئی محافظ نہیں تو وہ سب کوہ ابو، پر جمع ہوئے جہاں انہوں نے بہت بڑی آگ روشن کی اور چالیس دن تک عبادت قربانیوں اور دعاؤں میں مصروف رہے۔آخر کار اس آگ میں سے چار نوجوان پرمار، پریہار، چالوکیہ چوہان برآمد ہوئے ان نوجوانوں کی اولاد سے چار راجپوت

خاندان عالم و جود میں آئے جنہیں،، اگنی کل ،راجپوت کہا جاتا ہے اس روایت میں ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگنی کل خاندان غیر آریائی نسل سے ہیں جنہیں بعد میں کھشتریوں میں شامل کر لیا گیا اوراس سے ایک گونہ مندرجہ بالا واقعات کی تصدیق ہو جاتی ہے،، یہ ہندوؤں کی من گھڑت روایات ہیں جو قابل تسلیم ہی نہیں بلکہ ان کی کہیں مثال نہیں ملتی کیونکہ بلا تفریق مذہب ملک تمام آدمی آدمؑ کی اولادیں ہیں یہ الگ بات ہے کہ کوئی قوم اپنا شجرہ محفوظ نہ رکھ سکی ہو مگر ان میں بھی آباؤ اجداد سے سینہ بہ سینہ روایات بتدریج جاری رہتی ہیں ان حوالہ جات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان چار نوجوانوں کا تعلق آریہ قوم سے اگرنہیں تو بھی کسی موروث اعلیٰ کی اولاد ہونگے) آریائی خون کو غیر آریائی خون سے الگ رکھنے کے لئے رشتہ ناطہ کی بھی سخت قیود تھیں۔اگر آریائی خون سے باہر رشتہ ہو جاتا تو اس عورت سے پیدا ہونے والی اولاد کی ایک نئی قوم معرض وجود میں آ جاتی تھی اس طرح کئی کئی نئی ذاتیں بھی معرض وجود میں آتی رہیں بہرحال آریاؤں میں اپنے خون کو متمیز رکھنے کے لئے کئی طور طریقے پیدا کئے اس کے پیش نظر طبقات روایات بنائے گئے تھے۔تا کہ آریہ خون میں غیر آریائی خون کی ملاوٹ نہ ہونے پائے،،

وجہ تسمیہ گوت آریہ

تاریخ پاک و ہند صفحہ نمبر 46 ساتواں باب از صاحبزادہ عبدالرسول معاشی زندگی کے زیر عنوان لکھتے ہیں،، کہ زراعت اور مویشی پالنا آریوں کے دو بڑے پیشے تھے۔کاشتکاری کا یہی طریقہ تھا جو ہزاروں سال گذرنے کے بعد آج بھی برصغیر میں رائج ہے۔دو بیلوں کو پنجالی میں باندھ کر جوتتے تھے آریہ قوم کی وجہ تسمیہ بھی یہی پیشہ تھا کیونکہ آریہ کے معنی کاشتکار کے ہیں،،تاریخ کھیم کرن کے حوالہ جات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ،، برہمن اور کھشتری آریہ قوم کی ایک ہی نسل سے ہیں آریہ

روایات کے مطابق کسی آریہ آدمی کو غلام نہیں بنایا جا سکتا تھا، اس خاندان کے لوگ نہایت ہی آزاد منش اور خوش اخلاق و خوش مزاج تھے انکی یہ عادات و خصائل الگ تھلگ تھیں جو ان کی نسلی پہچان کو دور حاضر تک بر قرار رکھے ہوئی ہیں تاریخ جنجوعہ حصہ دوئم از راجہ محمد انور خان جنجوعہ گذارش زیر عنوان راجہ عبدالطیف خان جنجوعہ آف دھرم سال پونچھ لکھتے ہیں کہ آریا خاندان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسحٰق کے چھ فرزند تھے۔چوتھے فرزند کا نام ،،آر،،تھاجس کی آگے چلنے والی اولادیں آریہ کہلائیں،راقم نے یہ حوالہ درج کر دیا ہے مگر اس پر اپنی تحقیق منزل مقصود تک پہنچنے کے بعد کتاب کے ضمیمہ میں اپنی رائے کو دوبارہ زیر بحث لاؤنگا ہنوز تحقیق جاری ہے۔

،تاریخ کھرل پنوار، از عبدالرزاق جنجوعہ سال اشاعت1972ء صفحہ نمبر11 آریائی اقوام کے زیر عنوان لکھتے ہیں،، آریائی نسل کے ایک قبیلہ افغانہ جس کی اولاد میں قیس عبدالرشید مشہور ہوا تھا۔اسی کی اولاد ان دنوں افغانستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پختون یا پٹھان لوگ ہیں۔ ان کا سلسلہ حسب ونسب یہودیوں سے جا ملتا ہے۔البتہ قیس نے جب اسلام قبول کیا تو اس کا نیا نام عبدالرشید رکھا گیا تھا قیس کی شادی خالد بن ولید کی لڑکی سے طے پائی تھی،، اسی تاریخ کے صفحہ نمبر27 پر پھر لکھتے ہیں،، یہ لوگ چھتیس آریائی خاندانوں میں بٹ گئے تھے ا ور ان کی نسلیں جدا جدا اشخاص کے نام سے قبیلوں میں ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گئی تھیں ان کا ہندوستان میں آنے سے پہلے کے دور کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ابوالبشر حضرت آدمؑ کی اولاد سے انسان کا سلسلہ جا ملتا ہے اب یہ یقین سے نہین کہا جاسکتا کہ یہ قومیں جن کو ہم راجپوت کہتے ہیں یہ کس شخص کی اولاد ہیں؟ ،، غالبًا یہ لوگ حام کی اولاد ہیں البتہ نئ تحقیق سے ثابت ہوا کہ راجپوت اولاد ابراہیمؑ

ہیں،، عبدالرزاق جنجوعہ لفظ غالباً حام کی اولاد ہیں لکھ کر اپنی رائے کو تبدیل کرتے ہیں۔ صفحہ نمبر189 پر پھر ایک شجرہ کے ابتداء میں لکھتے ہیں،، حضرت ابراہیمؑ المعروف ابراہام یا برہما جی مہاراج کی کچھ پشتوں کے بعد پرورواکے نام سے آگے ایک شجرہ انہوں نے لکھا ہے ان کے یہ الفاظ حضرت ابراہیم المعروف ابراہام یا برہما جی مہاراج لکھنا میری سمجھ سے باہر ہے البتہ توریت میں ابراہیمؑ کا اسم مبارک ابراہام لکھا ہوا ہے۔

آریہ صنعت و حرفت

حوالہ جات تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آریہ قوم کے عام مشہور دو پیشوں زارعتکاری گائے بھینس بھیڑ بکریاں بیل وغیرہ یعنی مویشیوں کے پالنے کے ساتھ ساتھ صنعت وحرفت میں بھی بڑے ماہر تھے آریہ کاریگروں نے مختلف قسم کے پیشے اختیار کر رکھے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی تہذیب وطرز زندگی و معاشرہ نے دوسروں پر نمایاں حیثیت حاصل کر رکھی تھی۔ان میں مندرجہ ذیل صنعتیں قائم تھیں۔ روئی کات کر سوٹ بنانا کپڑا بننا روئی اون اور ریشم سے دھاگہ تیار کر کے کپڑا تیار کیا جاتا تھا۔چمڑے کی صنعتوں میں چمڑا رنگنے کا کام مختلف اقسام کی دہاتوں سے آلات حرب وضرب اوزار کاشتکاری زیورات خود بناتے تھے سامان حرب و ضرب میں لوہے سے تیر تلوار زرہ بکتر نیزے تیار کرتے تھے فن تعمیر میں بھی بہت مہارت رکھتے تھے ۔ان کے رہائشی مکانات ایک خاص نقشہ کے مطابق ماہر معماروں کی زیر نگرانی تیار کئے جاتے تھے اور قلعے بھی تعمیر کرتے تھے۔لکھائی پڑھائی میں کمزور تھے ان میں ہر فن کے ماہر کاریگر موجود تھے۔

آریاؤں کا مذہب (آریہ بت پرست نہ تھے)

ابتدا جبکہ وہ برصغیر میں داخل ہوئے تو ان کا مذہبی نقطہ نظر بالکل مختصر اور سادہ تھا۔وہ مظاہرقدرت کی پوجا کرتے تھے جن میں سورج چاند ستارے اور آگ تھے۔ان مظاہر قدرت کو ان کے نزدیک ایک دیوتا کادرجہ حاصل تھا جنہیں وہ ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔دیگر مذہبی رسومات میں ان کی ایک رسم قربانی کی تھی کہ ایک آگ جلا کر اس میں مختلف اشیاء خوردونوش پھینک کر یوں سمجھتے تھے کہ انسان اور دیوتاؤں کے درمیان آگ ایک ثالث ہے اس قربانی کے موقعہ پر بھجن اور دعائیں پڑھی جاتی تھیں کہ دیوتا خوش ہو جائیں مظاہر قدرت کی پرستش یہ ان کا ابتدائی طریقہ تھا۔بعد میں وہ رفتہ رفتہ اس سوچ میں بھی گم ہوتے گئے کہ آخر ان مظاہر اور کائنات کا پیداکرنے والا کام لینے والا ہی خدا ہے جو واحد ہے۔چنانچہ یہاں پاک و ہند سے ایک حوالہ جو فاضل مصنف نے رگ وید نامی آریاؤں کی مذہبی کتاب سے لیا ہے پیش خدمت ہے،، کہ آریہ بت پرست نہیں تھے۔ بتوں کے تصور سے ہی وہ نا آشنا تھے کسی قسم کے مندر بھی تعمیر نہیں کئے جاتے تھے۔ ابتداء میں موروثی پجاریوں کا وجود بھی نہیں تھا۔لیکن رفتہ رفتہ جب مذہب میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی گئیں تو رسو مات کی آدائیگی کے لئے برہمنوں کا وجود لازمی ہوگیا دراوڑ اور آریائی تہذیبوں کے اختلاط نے بھی آریائی مذہب کو متاثر کیا اس طرح بعض دراوڑ قوم کے دیوتا بھی آریہ مذہب میں داخل ہو گئے ظالم زمین کی دیوی آریوں کے سورج دیوتا کی بیوی بن گئی اور دراوڑوں کی خوفناک درگا دیوی کو شو دیوتا کی بیوی مان لیا گیا،،

مقام آریہ عورت

،،آریہ نہایت آزاد منش اور خوش مزاج تھے آریہ خاندان میں عورت کو بڑا اہم درجہ حاصل تھا۔لڑکی کی پیدائش کو قدرے معیوب جانتے تھے مگر عورتوں کی اچھی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ بیٹی کو اچھی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرتے تھے بلکہ مذہبی تہواروں میں عورتیں شانہ بشانہ شمولیت اختیار کرتی تھیں۔ان میں مذہبی لگاؤ بھی بہت بہتر تھا بلکہ رشی کے مرتبہ تک کئی عورتیں پہنچ جاتی تھیں۔عورت خاوند کا خود انتخاب کرتی تھی متوسط طبقہ میں ایک شادی کا رواج تھا البتہ وزراء امراء میں ایک سے زیادہ شادیاں بھی ہوتی رہیں اور ایک جوڑے کے درمیان شادی کے رشتہ کو اتنا مقدس سمجھا جاتا تھا کہ طلاق نہ تھی کم عمری میں شادی کرنا معیوب خیال کیا جاتا تھا اور ہندوؤں کی طرح رسم، ستی، بھی ان میں رائج نہ تھی بیوہ کی دوبارہ شادی جائز تھی ان میں بعض عورتیں بھجنوں کی مصنفہ بھی تھیں انہیں مردوں کے برابر حقوق دیئے گئے تھے۔پردہ و حرم کی آزادی تھی مرد کی طرح عورت کو بھی معاشرہ کا جزوعین سمجھا جاتا تھا،،

راجپوتوں کا قومی کردار

تاریخ پاک و ہند سے حوالہ لیا گیا ہے،،کہ اگرچہ راجپوت کئی قومیتوں کا مرکب تھے۔لیکن ان کی قومی خصوصیات سب خاندانوں میں مشترک تھیں۔بہادری اور شجاعت ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔میدان جنگ میں دادشجاعت دیتے ہوئے موت سے ہمکنار ہونا ان کے لئے باعث فخربات تھی۔اپنی عزت و آبرو کی خاطر وہ سب کچھ قربان کردینے کو تیار ہو جاتے تھے وہ معاملات میں راست باز اور سچے تھے حتی کہ دشمن کو بھی دھوکے اورفریب سے نیچا دکھانا ان کے نزدیک مذموم حرکت تھی بچپن

سے بچوں کو اپنی خاندانی روایات اور بہادری کی تعلیم دیتے تھے اور جب سولہ سترہ برس کی عمر میں ایک لڑکا شمشیر زنی کے قابل ہوتا تھا تو اسے تلوار دیجاتی تھی اور سارا خاندان جشن مناتا تھا فیاضی اور مہمان نوازی بھی ان کی قومی خصوصیات میں داخل تھی یہاں یہ عمل قابل ذکر ہے کہ جرت اور پامردی کی ان روایات کے باوجود انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں سے شکست کھائی مردوں کی طرح عورتیں بھی بہادری کا مجسمہ تھیں وفا شعاری اور عصمت مابی ان، کی نمایاں خصوصیات تھیں اپنی عظمت و ناموس بچانے کے لئے وہ اکثر جان پر کھیل جاتی تھیں۔خطرے کے موقعہ پر وہ ،جوہر، کی رسم ادا کرتے ہوئے آگ میں زندہ جل جاتی تھیں۔اکثر اوقات وہ میدان جنگ میں مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھیں اور تاریخ میں ایسے واقعات کی بھی کمی نہیں۔جبکہ خاوندوں کی وفات پر راجپوت شہزادیوں نے خود فوج کی کمان کی ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان میں بعض خامیاں بھی تھیں۔جو ان کی بربادی کا باعث بنی۔ان میں غرور و تکبر کا مادہ حد سے زیادہ تھا۔جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ نظم و ضبط سے کتراتے تھے اور اطاعت امیر کو اپنی توہین سمجھتے تھے ۔یہی وجہ تھی کہ وہ کبھی متحد نہ ہو سکے اور ان اختلافات نے انہیں تباہ کر دیا ان کے آبرو کے تصور میں بھی حد سے تجاوز پایا جاتا تھا یہاں تک کہ دامادی کو عار سمجھتے ہوئے وہ لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔مذہبی لحاظ سے وہ شودیوتا کالی دیوی اور درگادیوی کے پجاری تھے۔وہ قربانیاں ادا کرتے تھے،، شمالی ہند کے شہر قنوج کو دارالحکومت کا درجہ حاصل تھا راجہ ہرش کی وفات کے بعد شمالی ہند میں مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستیں معرض وجود میں آگئیں جن پرراجپوت راجے خود مختار بن بیٹھے تھے ان میں باہمی رقابتیں تھیں اتحاد و اتفاق نہ تھا جس کی وجہ سے یہ خود مختار حکومتیں آہستہ آہستہ زوال پذیر ہوتی گئیں ان میں مندرجہ ذیل ریاستوں کے نام تاریخ سے ملتے ہیں ریاست بندھیل

کھنڈ ریاست گجرات ریاست مالوہ، ریاست اجمیرو دہلی ریاست میواڑ ریاست بنگال و بہار ریاست نیپال ریاست آسام اور ریاست کشمیر وغیرہ ان علاقوں پر ملی جلی اقوام جو کہ راجپوتوں میں شامل کئے گئے تھے حکومتیں مختلف اوقات میں کرتے رہے ان میں آریائی راجپوتوں نے ان ریاستوں پر حکمرانی کے فرائض انجام دیئے یہاں تفصیل میں جانا اس. لئے لاحاصل ہے کہ یہ کتاب ایک خاندان کی تعارفی کتاب ہے یہ کوئی بین الاقوامی تاریخ نہیں کہ اسے ضخیم کتاب تیار کیا جائے اصل مدعا اس کتاب کا منگرال خاندان جو کہ آرین راجگان کی ایک شاخ ہے کاتعارف مطلوب ہے کہ اس خاندان کے نوجوان اپنی قومی تاریخ سے اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں اورخامیوں سے استفادہ لے کراپنی بہتر منزل کا تعین کرسکیں۔

قدیم ہندو گوتیں

تاریخ کھیم کرن اقوام پونچھ تاریخ ہندو پاک کے علاوہ بیشتر مورخین نے ہندو سماج میں ابتدائی چار گوتوں کا ذکر کیا ہے جن کو ابتداء میں بنیادی حیثیت حاصل تھی بادی النظر میں گوتوں کی یہ تقسیم ان کی کارکردگی پر کی گئی تھی انساب کے حوالہ سے نہیں کیونکہ ہندو معاشرہ میں پیشوں کو ہی بطور درجات تسلیم کرتے ہوئے چار درجوں میں بانٹا گیا ہے جو اس طرح ہے،، برہمن کوشرما کشتری کوورما ویش کوگپت اور چوتھا گروہ شودر شمار کیا گیا جوں جوں دور گذرتا گیا بنی نوع انسان کے توالدو تناسل کا سلسلہ بڑھتا گیا تو ان چار بڑی ذاتوں کو ہزاروں چھوٹی چھوٹی گوتوں پر تقسیم کیا گیا مگر ان کی ذات گوت کسی کارکردگی پر مشہور کی گئی مورثان کے ناموں پر نہیں۔اقوام کشمیر جلد اول کے صفحہ نمبر 241 پر زیر عنوان کشمیر کی قدیم مسلمان راجپوت اقوام کے لکھتے ہیں،حضرت مسیحؑ سے کئی ہزار سال پیشتر اور بعد دو قومیں زور آور رہی ہیں ایک راجپوت قوم اور دوسرے برہمن ،،پاک و ہند ساتواں باب صفحہ نمبر 45 قدیم

آریائی تہذیب کے زیر عنوان لکھتے ہیں،،ورنا،یعنی خاص طبقہ کا لفظ آتا ہے برہمن مذہبی جماعت تھی جس کا کام مذہبی رسوم کی ادائیگی اورمنتر پڑھنا تھا کھشتری طبقہ میں شاہی خاندان کے افراد امراء حکام اور سپاہی شامل تھے جن کا کام مشترکہ دفاع اورنظم حکومت قائم کرنا تھا ویش وہ طبقہ تھا جو دوسروں کے لئے ضروریات زندگی فراہم کرتا تھا اس میں کاشتکار تاجر صناع وغیرہ شامل تھے شودر سب سے نیچے کا طبقہ تھا جس سے ادنی قسم کی خدمات لی جاتی تھیں ذات پات کی یہ تقسیم ابھی بالکل ابتدائی مراحل میں تھی اور اس میں وہ سختی ہرگز نہ تھی جو بعد میں پیدا ہوئی اس زمانے میں اس کی بنیادیں محض پیشوں پر تھیں چونکہ یہ زمانہ جنگوں کا زمانہ تھا اس لئے کھشتریوں کی اہمیت سب سے زیادہ تھی حکومت اورمذہب کے فرائض راجن کے ذمہ تھے لیکن بعد میں آہستہ آہستہ برہمن زیادہ اثر و رسوخ حاصل کرتے گئے اور بالاخر ہندو معاشرہ پر چھا گئے،، تاریخ ہست و بود میں لکھا ہے کہ،،سب سے نیچ طبقہ چنڈال کہلایا جس کو چوہڑے چمار کا کام دیا گیا اور یہ طبقہ اس مفتوحہ مقامی آبادی پر مشتمل تھا جو آریاؤں کی لشکر کشی پر اپنے وطن عزیز کی حفاظت کرنے سے قاصر رہی،،اور اس مفتوحہ طبقہ سے بطور غلام کام لیا جاتا تھا۔

خاندان پانڈوان کی ذیلی گوتیں

گذشتہ مضامین میں آریہ خاندان کی ذیلی گوتوں کا بقدر مقصد ذکر کیا گیا ہے جس میں آریہ قوم کی ایک نامور مشہور ذیلی گوت جو راجہ پانڈا یا پانڈو کے نام پر پانڈو گوت کہلاتی ہے اب پانڈو خاندان کی ذیلی گوتوں کا مختصر ذکر کرتے ہوئے عرض ہے کہ راجہ پانڈا کے پانچ فرزندوں سے ایک راجہ ارجن دیو تھا جو مہا بھارت جنگ کے موقعہ پر اپنے فرزند سمیت جس کا نام راجہ بھمن دیو تھا بہ نفس نفیس شامل تھا۔اس جنگ میں راجہ ارجن کے بیٹے راجہ بھمن نے وہ بہادری و شجاعت دکھائی کہ

دنیا عیش عیش کر گئی اور اس کی بہادری کے قصے ورق تاریخ بن گئے۔القصہ مختصر اس جنگ میں پانچوں پانڈو زندہ بچے اور کوروؤں کے لشکر پر فتح یاب ہونیکے بعد یدھشٹر نے تیس سال تک ہتنا پور اور ملحقہ علاقہ جات دہلی پر حکومت کی پھر راجہ بھمن دیو کے بیٹے راجہ پرکشت یا پرتچھت کو عنان حکومت سپرد کرتے ہوئے پانچوں پانڈو بھائیوں نے خود جنگل کی راہ لی راجہ پرتچھت نے ازسر نو امور حکومت کو منظّم کر کے بڑی شہرت پائی اور بڑا نام حاصل کیا۔اس راجہ کی نرم دلی اور رعایا پروری کے قصے تاریخ کے سنہری ورق بن گئے چنانچہ تاریخ فرشتہ تاریخ ہندو پاک کی تاریخوں کے علاوہ تاریخ اقوام پونچھ میں اس راجہ پرکشت کو مقام شہرت حاصل ہوئی محمد الدین فوق تاریخ اقوام پونچھ جلد اول میں،جرال،کے زیر عنوان یوں لکھتے ہیں،،کورو پانڈو چندر بنسی شاخ سے تھے راجپوت اقوام کی شاخ جرال چندر بنسی خاندان اور پانڈو کی اولاد سے ہے،،جرال قوم صدیوں تک راجوری میں آزاد حکمران کی حیثیت سے رہی ہے راجہ جے راؤ کی اولاد سے ہے جو راجہ نکھہ والئی کلانور حلف راجہ پرتچھت والئی ہند کی آٹھویں پشت میں تھا،، یہاں نوٹ میں محمد دین فوق لکھتے ہیں،،راجہ پرتچھت ارجن کا پوتا تھا اس کے دو فرزند تھے۔ بڑا پرتچھت چھوٹا نکھہ راجہ پرتچھت نے بھائی کو کلانور کا علاقہ دیکر علیحدہ راجہ بنا دیا تھا،، راجہ پرتچھت والئی ہند کی آٹھویں پشت میں راجہ جے راؤ یا جیسر راؤ کا نام آتا ہے جو خلف منگل راؤ سے تھا اسی جیراؤ کے نام پر اس کی اولادیں جرال راجپوت کہلائیں اور انہوں نے راجوری پر کئی پشت تک حکومت کی راجہ جے راؤ جرال کی پانچویں پشت بعد بزمانہ شہابدین غوری **1179**ء میں قبول اسلام کے بعد راجہ نورالدین مشہور ہوا یہاں تعارفی طور پر شجرہ نسب پیش خدمت ہے راجہ ارجن ،راجہ بھمن ،راجہ پرتچھت والئی ہند،راجہ نکھم ،راجہ برکھ،راجہ پارکھ،راجہ جرتیج،راجہ سندھو،راجہ رین راؤ،راجہ منگنی

راؤ،راجہ جے راؤ موروث اعلی جرا ل راجپوت ۔راجہ منگل راؤ کے نام کی مناسبت ۔ے ہی خاندان منگرال راجپوت مشہور ہوا ہے راجہ منگل راؤ کی نسل سے جے راؤ سے جرال اور دوسرے کی اولادیں منگرال مشہور ہوئیں۔چنانچہ تاریخ ہست و بود کا یہاں حوالہ اپنی تائید میں مد نظر رکھتے ہیں کیونکہ اس تصنیف کے مولف میاں اعجاز بنی اسی منگرال شاخ کے چشم و چراغ ہیں جن کے موروث اعلی رائے عبدالحکیم نامی کوٹلی منگرالاں سے نقل مکانی کر کے گجرات چلے گئے تھے جن سے فاضل مصنف کا نسبی تعلق ہے ان کی قوم پر لکھی گئی ہست و بود بڑی قابل قدر کتاب ہے جسے اس کتاب میں بنیادی ماخذ کا مقام حاصل ہے صفحہ نمبر 42 پر لکھتے ہیں،،اسی طرح مخصوص ابتدائی ذاتوں کا معرض وجود میں آنا با آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔چونکہ یہاں صرف راجپوت قوم اور اس کی گوت منگرال کا تذکرہ مقصود ہے اسلئے اس ذات کی نسبت ہی تحقیق کا نچوڑ پیش کیا جاتا ہے۔ ابتداء راجپوت خود کو سورج بنسی ،چندربنسی اور اگنی کھنڈ کے تین زمروں میں شمار کرتے تھے۔اور برصغیر ہند میں انکی غالب اکثریت اجودھیا کے راجہ دھسرت کے پسر سری رامچندر کو اپنا موروث اعلی قرار دیتی تھی چندر بنسی راجپوتوں کی متعدد گوتوں میں سے ایک گوت منگرال راجپوت بھی ہے جس کا تذکرہ اس تالیف میں مقصود ہے۔ابتدائی تصدیق کے مطابق اجودھیا کے راجہ ہریش چندر کے لواحقین میں سے ایک راجہ بیکانیر کی ریاست کا حکمران ہوا جس کے جانشین پانچ پشت تک وہاں حکمران رہے اس خاندان کا آخری حکمران راجہ ہانی دیو تھا جو ترک سکونت کر کے سیالکوٹ آ گیا یہاں اس کے ہاں ایک فرزند منگرپال تولدہوا۔ یہاں کچھ بڑے بڑے خاندانوں کا زکر تعارف کی غرض سے بھی کرنا بہتر ہے چندر بنسی خاندان سے جوکہ پانڈوں کی نسل سے شاہ میری خاندان جو بعد میں اسلام قبول کر گیا تھا بھی ہے۔ ڈوگرہ راجپوتوں میں ایک فرقہ

جموال مشہور رہا ہے۔ یہ سورج بنسی راجپوت خاندان کے سری رامچند ر جی کے بیٹے کش سے اپنا شجرہ ملاتے ہیں اور راجپوتوں کی زیادہ تعداد جموں میں ہی آباد ہے کٹوچ راجپوت چندر بنسی شاخ سے مشہور گوت ہے اس خاندان کے لوگ عرصہ آٹھ صدیوں سے کشمیر میں آباد ہیں اور تقریباً 600سال سے قبول اسلام کر چکے ہیں۔تاریخ جموں میں ان جموال خاندانوں کا شجرہ نسب درج ہے ان کے مورث اعلیٰ مہاراجہ سوورشن کا دور 1600 تا1560ق م درج ہے یہ سورج بنسی ہیں بھٹی خاندان کا نسبی تعلق سری کرشن جی چندر بنسی سے ملتا ہے۔ رینہ خاندان کا نسبی تعلق سوپرم چندر والئی کانگڑہ راجہ مولچندر سے ہے جوچندر بنسی شاخ سے تھا۔ یہ خاندان ہستنا پور کانگڑہ شملہ اور جموں میں بکثرت آباد تھا۔

تقریباً تین چار ہزار سال قبل مسیح میں راجہ پورن کرن جو کہ جموں کا حکمران تھا اسے دعوت دی گئی کہ کشمیر پر اپنی حکومت قائم کرے اس نے اکبر دیا کرن کو کشمیر فتح کر کے عنان حکومت کشمیر تفویض کی یہ سورج بنسی خاندان سے تھا اس خاندان کے باون(52) راجگان نے دو مرتبہ یکے بعد دیگرے کشمیر پر حکومت کی جو تاریخ راجپوت پنجاب نے ایک ہزار سال اس حکومت کی مدت لکھی ہے۔ بہرحال ان جموال خاندان نے کئی ہزار سال قبل ایک عرصہ دراز تک کشمیر پر حکومت کی پھر پانڈوؤں نے بھی تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی، چندربنسی خاندان کی حکومت کشمیر پر راجگان اجین اور راجگان لوہر کوٹ یہ تمام راجپوت راجے تھے اس خاندان کا آخری راجہ رام دیو نامی تھا جس نے حکومت ایک برہمن کے حوالے کر دی جو پچاس سال تک چلی۔ بہرحال وقت کے ساتھ ساتھ چندربنسی اقوام کی کئی کئی ذیلی ذاتیں بنتی چلی گئیں ان میں راجہ ارجن کی اولادیں جو کہ راجہ پرکھشت سے اپنا شجرہ ونسب ملاتی ہیں یہ لوگ بھی برصغیر کے مختلف ملکوں پر راج گیری کرتے رہے ہیں

تاریخ ان کے حالات بادشاہت جنگ و جدال کے زیر عنوان بھری پڑی ہے جن سے راجہ مل دیو نے محمود غزنوی کے دور میں اسلام قبول کیا اس نومسلم راجہ مل دیو سے جنجوعہ ہتمال راٹھور تنولی تیزیال کھکھہ راجپوت ذیلی گوتیں معرض وجود میں آئیں اوردور حاضر تک کئی نئی شاخوں ناموں پر منقسم اپنا تعارف کراتی ہیں ان کے علاوہ گلھریہ، منیال راجپوت سلھریہ، روپلال چندیل جرال منگرال وغیرہ وغیرہ تمام ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ تاریخ اقوام پونچھ جلد اول صفحہ نمبر 160 بھٹی راجپوت چندر بنسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں،، چندیل یہ بھی چندر بنسی راجپوت ہیں صفحہ نمبر 182۔

خاندان منگرال راجپوت

اس طرح یہ اقوام برصغیر پاک و ہند کے چپے چپے پر برسراقتدار بھی رہیں اور آباد بھی ہیں متذکرہ قبیلہ منگرال کے موروث اعلیٰ راجہ ہانی دیو بیکا نیریا ہندوستان کے علاقہ سے بارہویں صدی عیسوی میں سیالکوٹ آئے اور ان کا بیٹا منگرپال نامی والد کی وفات کے بعد راجوری جموں کیطرف چلا گیا۔ راجوری میں بھی منگل راؤ کی اولادیں المعروف منگرال راجپوت آباد تھیں کچھ عرصہ کے بعد اس راجہ نے پھر کوٹلی حالیہ آزاد کشمیر کیطرف ایک جماعت کے ہمراہ سفر اختیار کیا اور ضلع کوٹلی کے ملحقہ کئی دیہاتوں پر اپنا تسلط برقرارر کھتے ہوئے اپنی (راجواڑہ) حکمرانی قائم کر لی یہاں ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی دوسری تاریخ کے حوالہ جات کو بھی زیر قلم لاؤں تاکہ حقیقت زیادہ بہتر طریقہ سے کھل کر سامنے آسکے تاریخ راجپوت از محمد انور خان جنجوعہ، چندر بنسی گوت سے منگرال خاندان کا نسبی سلسلہ وابستہ ہے جو کہ پانڈوخاندان کے

راجہ ارجن دیو کے پوتے راجا پرتھچت سے تعلق رکھتے تھے راجہ پرتھچت کے دو بیٹے راجہ جنم جی اور راجہ نکھم جی تھے۔ راجہ نکھم جی کے بڑے فرزند کا نام راجہ کلانھم تھا۔ جس نے اپنے نام پر گورداسپور میں شہر کلانور آباد کیا تھا۔ کلانہم کے بیٹے منگل راؤ کی اولادیں منگرال مشہور ہوئیں منگل راؤ کی پانچویں پشت پر راجہ جے راؤ کا نام آتا ہے جس کے نام پرجرال خاندان معرض وجود میں آیا راجا جے راؤ اپنے آبائی شہر سے نقل مکانی کر کے کانگڑہ پہنچا اور سکونت اختیار کر لی راجا جے راؤ کا پوتا راجہ دھیج راؤ پھر کانگڑہ سے نقل مکانی کر کے جموں کے علاقہ راجوری پر قابض ہو گیا جہاں بعد ازاں راجہ امناپال نے حکومت کی منیال راجپوت امنا پال کی اولادیں ہیں بحوالہ تاریخ راجپوت جلد دوم میں عجب خان کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ منگرپال کا پوتا راجہ سہنس پال نامی راجوری سے ترہویں صدی عیسوی کے اوائل میں ترک سکونت کر کے کوٹلی منگرالاں میں مقیم ہو گیا بستی بسائی اور خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس علاقہ پر اپنا تسلط جما لیا اور خود مختار (راجواڑہ) حکمران بن گیا،، ڈوگرہ عہدحکومت میں بھی اور اس سے قبل آپ راجی دور میں بھی منگرال خاندان کے خانوادے جو راجہ سہنس پال کی اولادیں تھے وقتاً فوقتاً اور ملحقہ علاقہ جات سے ترک سکونت کر کے گجرات کوٹلی ستیاں مری، راولپنڈی کے علاوہ آزاد کشمیر کے کئی کئی علاقوں تک پہنچ کر آباد ہوتے رہے جہاں ان کی اولادوں کی کثیر تعداد میدان عمل میں برسرپیکار ہیں تاریخ آزادی کشمیر از مولوی میر عالم خان منشی فاضل سکنہ کھڑک تحصیل سدہنوتی تاریخ طبع 15 دسمبر۔ 1948ء صفحہ نمبر 83/84 پر لکھتے ہیں ‘‘ گلاب سنگھ کی یورش کے قبل متذکرہ بالا کوٹلی سدھنوتی آدھا باغ سدھن سرداروں

کے قبضہ میں تھا غربی باغ میں سدھن ڈھونڈ، تیزیال، ہوتیل گکھڑ نارے سید وغیرہ اپنی اپنی تعداد اور آبادی کے لحاظ سے خود مختار سردار تھے۔ مشرقی باغ میں ملدیال سدھن اعوان مغل تھکیال گاہیال وغیرہ خاندان اقوام خود مختار سردار تھیں، پونچھ کے آس پاس ملدیال قوم کے سرداروں اورچوہدریان سدھروں کا قبضہ تھا مینڈرمیں تھکیال ڈومال فروزال وغیرہ کی سرداری تھی علاقہ سوہرن و منڈی پر خواجہ قابض تھے۔ کوٹلی میں چیبال، جرال اور منگرال حکمران تھے بھمبر اور راجوری میں سلطان خان اور اغر خان حکومت کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کی یہ قبائلی طرز کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں دیرپانہ رہ سکیں کیونکہ مسلمانوں کی کوئی مرکزی حکومت باقی نہیں رہ گئی تھی،، صفحہ نمبر 84 سے لیا گیاحوالہ صفحہ نمبر 66،،تاریخ آزادی کشمیر،، سے ایک اور حوالہ ملتا ہے،، ڈھونڈ ملدیال اور ہوتیل ستی تنزیال منگرال، قوموں سے جو اشخاص سدھنوں میں آ جاتے تھے ان کے ساتھ بھائیوں سے بھی اچھا سلوک کیا جاتا تھا یہی نہیں کہ انھیں بسنے کیلئے مکان اور کھانے کیلئے روٹیاں دیتے تھے بلکہ انھیں زمین اور لڑکیاں دیکر عمر بھر کیلئے اپنایا جاتا تھا سدھن قوم کا دوسری مسلمان قوموں سے نہایت اچھا سلوک تھا، اس قوم کے حدود اربعہ میں سید ، ملدیال، گکھڑ، ڈھونڈ ہوتیل، نارمہ تیزیال، چب جرال، ستی منگرال، اور دیگر اقوام بستی تھیں جو اس کی ہم عصر اور ہمسایہ تھیں ان سے رشتے ناطے اور دوست کے پیچھے مصیبت پڑنے پر یہ قومیں اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتی تھیں،،۔ ان حوالہ جات کے علاوہ زیرنظر ایک شجرہ نسب خاندان منگرال راجپوت ساکن گجرات پاکستان تکمیل کردہ 11-2-1977 ازمیاں اعجاز بی PCS ریٹائرڈ جو کہ منگرال راجپوت

خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور عبدالحکیم خان منگرال راجپوت کی اولادوں میں سے
ہیں جو کوٹلی آزاد کشمیر سے نقل مکانی کے بعد گجرات پاکستان جا کر مقیم ہو گئے تھے
اور عبدالحکیم کی پانچویں پشت میں آتے ہیں زیر نظر شجرہ کے ابتدائی تصدیق کنندگان
یوں لکھتے ہیں کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ خاندان کا شجرہ نسب صحیح و درست ہے
اقوام منگرال راجپوت کے چیف برانچ سے ہے اصل مسکن ان کا موضع براٹلہ ضلع
میر پور ریاست جموں و کشمیر ہے،،تصدیق کنندگان کے نام پتے قومیت،،14اپریل
1927بقلم خود دوست محمد خان پنشنر سکنہ براٹلہ قوم منگرال راجپوت العبد بقلم خود
شہامت علی خان سکنہ تھروچی یا بہروچی العبد غلام احمد خان علاقہ دار بھروچی بقلم خود
میاں محمد اشرف میاں نذر محمد صوبیدار پنشنر میاں گیلانی بخش جاگیردار شائع کردہ
میاں محمد فیاض اصغر چیئر مین درسی ادارہ لمیٹیڈ گجرات پنجاب مہردستخط ایڈیشنل ڈپٹی
کمشنر ضلع گجرات و دستخط تحصیلدار صاحب ضلع گجرات زیر دستخطی 77-4-9،،
یہ شجرہ نسب مقصودہ گجرات کے منگرال خاندان پر تیار کیا گیا ہے مگر اس کی بنیادیں
اس وقت مری کوٹلی ستیاں کے علاوہ آزاد کشمیر کے اکثر علاقوں تک پھیل چکی ہیں۔
راجہ ہافی دیو سے شروع کر کے اس کے فرزند کا نام راجہ منگرپال۔ راجہ ہندو دیو۔
راجہ سہنس پال جو مشرف با اسلام ہوئے کے چار فرزندوں کے نام اس ترتیب سے
لکھے گئے ہیں۔ راجہ دان خان(ان کی اولاد کوٹلی میں آباد ہے) راجہ تاتارخان راجہ
قندھار خان، راجہ جانب خان لکھا ہے کہ ان کی اولاد کوٹلی میں آباد ہے۔ راجہ تاتار
خان کے فرزند راجہ آثار خان کے چار فرزند سرفراز خان برکات خان ستار محمد خان
دلاور خان سرفراز خان کے تین فرزند زاہد خان رحیم اللہ خان اللہ یار خان زاہد خان

کے دو بیٹے سداد خان وسیا خان سداد خان کے تین بیٹے مامور خان ملی خان بخش خان کے فرزند کا نام مکو خان کے فرزند محبت خان کے تین بیٹے حبیب خان مہمان خان و دلاور خان حبیب خان کے دو بیٹے فاضل خان اور عبدالواحد خان کے ایک ہی فرزند عبدالحکیم خان جو کوٹلی آزاد کشمیر سے فراری ملک پنجاب گجرات ہوئے شجرہ نسب آگے جاری ہے ان کی بقیہ تمام اولادیں گجرات میں سکونت پذیر ہیں جنکا مکمل حوالہ تاریخ ہست و بود میں موجود ہے۔ تو اس زیر نظر کاپی شجرہ سے راقم کو بہتر تسلی و اطمینان ہے کیونکہ منگرال خاندان کے لوگ آزاد کشمیر میں کوٹلی کے علاوہ منگ تھوراڑ ٹائیں کھرل گاہیالاں اور ضلع مظفرآباد میں جہاں جہاں ہیں وہ اپنا سابقہ مسکن کوٹلی منگرالاں ہی بتاتے ہیں اسکے بعد پنڈی اور مری کے کئی موضعات میں بھی منگرال آباد ہیں جو اپنا سابقہ مسکن کوٹلی آزاد کشمیر کو بتاتے ہیں اس کے علاوہ تحصیل کوٹلی ستیاں کے اکثر مواضعات میں یہ لوگ آباد ہیں جو سابقہ سکونت تحصیل کوٹلی منگرالاں کا نام ہی بتاتے ہیں یہ لوگ وقتاً فوقتاً مختلف اطراف جوانب ان علاقوں میں آکر آباد ہوتے رہے اور اپنے شجرہ جات راجہ سہنس پال کے تین بیٹوں سے ہی ملاتے ہیں۔ ان کی عادات رخصائل سے آریائی ہونا صاف ظاہر ہوتا ہے۔ تاریخ پنجابی مسلمان ایک انگریز مورخ جے ایم ذائیکلے کی تصنیف ہے مندرجہ ذیل میں اس کی اصل عبارت کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے صفحہ نمبر 126 ،،منگرال 1931ء کی مردم شماری مرد آبادی تقریبا 4500 منگرال اچھے تعلقات رکھنے والے لوگ ہیں اور کشمیر میں ضلع میر پور کی تحصیل کوٹلی میں آباد ہیں زیادہ تر لوگ افواج میں ملازم ہیں جن میں سے کچھ آفیسر ہیں اور کچھ لوگ فرنٹیئر فورس میں ملازم ہیں

بعض اوقات منگرال گکھڑ بھی سننے میں آیا ہے مگر ان کے ساتھ کوئی حقیقی واسطہ نہیں ہے گکھڑ کسی دوسری فیملی کو بیٹیوں کا رشتہ نہیں دیتے مرد چھوٹے قد والے مگر اچھی فہم و فراست رکھنے والے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر افواج میں ملازم ہیں،، صفحہ نمبر 99 پر منگرالوں کی دوسری شاخ جرال کے بارے میں لکھتے ہیں،، جرال راجپوت جو کہ منگرال خاندان کی برابر والی گوت ہے کے بارے میں جے ایم وائیکلے یوں رقم طراز ہیں،، جرال راجپوت 1931ء کی مردم شماری کے مطابق مرد آبادی تقریباً 4000 ہے جرال راجپوت کشمیر کے علاقے ریاست میر پور میں آباد ہیں یہ اچھی فہم و فرست والے لوگ ہیں انھوں نے راجہ گلاب سنگھ کو بہت تنگ کیا (تکلیف پہنچائی) منگرال اور اس سے اوپر والی قومیں چھوٹی ذاتوں سے رشتہ داری نہیں کرتے تھے مگر گھکھڑوں کو انہوں نے اپنی بیٹیوں کے رشتے دیئے ہیں،، منگرال، جرال خاندان ایک ہی شاخ کی دو گوتیں ہیں ان ہر دو گوتوں کا سلسلہ نسب راجہ منگل راؤ پر مل جاتا ہے۔

الکاسب حبیب اللہ

اوپر دیئے گئے مضمون پر حدیث کے حوالہ جات سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ پیشے حصول رزق حلال کیلئے بہت ہی فضیلت رکھتے ہیں اور نبیوں ولیوں سے ایجاد ہیں کتاب کا نام فیضان سنت ہے اسے ترتیب دیا ہے امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ناشر مکتبہ المدینہ مرکز فیضان مدینہ محلہ سوداگراں سبزی منڈی کراچی پاکستان جائز و حلال زرائع سے روزی کما کر اپنے

ماں باپ اور خاندان کی پیٹ پرورش کرنے والے حضرات کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مقام ہے حصول رزق حلال کیلئے کوئی بھی کسب حلال اختیار کرنا لازمی شرط ہے حصول مال و زر کیلئے ناجائز طریقے اختیار کرنا یا اپنے باقی احکامات خداوندی یا آرام کو ترک کر کے دن رات اس کوشش میں مصروف رہنا کہ میں جلد مالدار بن کر دوسروں پر برتری جتلاؤں یہ طریقہ بھی خدا تعالی اور نبی آخر الزماں ﷺ کو پسند نہیں ہے صرف کسب حلال سے اپنی بہتر اور اچھی گزر بسر کیلئے کمانا اہل خانہ کی کفالت کے ساتھ ساتھ مسکینوں کا اس سے حصہ نکالنا عین عبادت ہے اور اللہ تعالی نے اسے پسند فرمایا ہے چنانچہ مذہبی کچھ احادیث درج ہیں ارشاد خداوندی ہے ''اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں'' طبرانی سے ایک ارشاد نبوی ﷺ ہے ترجمہ ''حلال روزی طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے'' کسب حلال کی فضیلت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ کیمیائے سعادت کے حوالہ سے یوں ہے ''ترجمہ کہ جو شخص لگا تار حلال کی روزی کماتا ہے اور حرام کے لقمہ کی آمیزش نہیں ہونے دیتا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنے نور سے روشن کر دیتا ہے اور حکمت کے چشمے اسکے دل میں جاری ہو جاتے ہیں'' تنبیہ الغافلین کے حوالے کو یوں نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ ''جب پہلا دینار بنایا گیا تو شیطان نے اسے آنکھوں سے لگا کر کہا کہ جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا غلام ہے'' حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ مشہور تابعی بزرگ ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے آپ نے خرقہ خلافت پہنا ہے اور آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا دودھ پیا ہے آپ کا فرمان واقعی قابل غور ہے مال سے

جو بھی محبت کرنے والا ہوا ہے وہ کثرت سے گناہوں میں مبتلا نظر آتا ہے اور یہ تو شیطان کی غلامی ہے ''لہٰذا ہمیں شیطان کی غلامی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی محبت اپنانی چاہیے'' حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روائت ہے یہ کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے یہ کہ ''جو تم کھاتے ہو ان میں سب سے پاکیزہ وہ ہے جو تمہارے کسب (کمائی) سے حاصل ہوتا ہے اور تمہاری اولاد بھی منجملہ کسب کے ہے''

رزق حلال حصول بذریعہ کسب حلال: حضرت آدمؑ جب جنت کے بعد زمین پر اتارے گئے تو انھوں نے کھیتی باڑی (زمینداری) اور جملہ وہ تمام پیشے اپنے ہاتھ سے سرانجام دیئے جو انسانی زندگی کی آسائش و آرام کے تھے گویا حضرت آدمؑ نے اپنی بقدر ضروریات تمام کام خود کیے جن کا علم انھیں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کیا تھا اور پھر یہ پیشے کسب حلال کے طور پر آپ کی اولاد نے بھی اختیار کیے رکھے چنانچہ وقت و ضرورت کے پیش نظر انھیں میں سے کئی کئی ایجادیں ہوتی گئیں (یعنی ضرورت ایجاد کی ماں ہے) تو بذیل میں کسب حلال کے حوالہ سے جو جو پیشے ایجاد ہوئے کن کن ہستیوں کی ایجادات ہیں زکر کیے جا رہے ہیں۔''حضرت نوحؑ آپ کو طوفان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ ایک کشتی تیار کریں آپ نے لکڑی سے خود اپنے ہاتھوں سے کشتی بنائی گویا ترکھان (بڑھئی) کا کام حضرت نوحؑ نے ایجاد کیا تھا اور آپ یہ کام کرتے تھے۔ حضرت ادریسؑ آپ انسانی ضرورت کے پیش نظر کپڑوں کی سلائی کرتے تھے اور اس درزی کے کسب سے رزق حلال کما کر کھاتے تھے۔ حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اس سے حاصل ہونے والے نفع سے اپنا اور بچوں کا پیٹ

پالتے تھے۔ حضرت شعیبؑ جانوروں کی اون اور بالوں کے ذریعے روزی کماتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ بھیڑ بکریاں پالتے، چرواتے اور اسی سے روزی کماتے تھے۔ حضرت داؤدؑ لوہے سے زرہیں اور سامان حرب و ضرب اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے انہیں فروخت کر کے روزی بچوں کو کھلاتے اور خود کھاتے تھے۔ پہلے آپ کو بیت المال سے خرچہ ملتا تھا تو آپ نے اسے معیوب سمجھا اور چاہا کہ کوئی کسب اختیار کر کے اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے روزی کما کر کھاؤں تو آپ داؤدؑ نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر روتے ہوئے التجا کی کہ تو ہی مجھے کوئی ایسا کسب ہنر عطا کر کہ جس سے میں اپنے ہاتھوں کی کمائی کر کے کھاؤں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور آپ کو لوہے سے زرہ بنانا سکھائی جو کرتہ کی مانند ہوتی تھی اور لوہے کی چھوٹی چھوٹی کڑیوں کو جوڑ کر بنائی جاتی تھی جسے پہن کر جہاد کیا کرتے تھے اور تیر، تلوار کے وار سے جسم میں زخم نہ آتا تھا اللہ نے یہ چیزیں بنانے کا علم حضرت داؤدؑ کو بخشنے کے ساتھ ساتھ لوہے کو آپ کیلئے مسخر کر دیا جیسے گوندھا ہوا نرم آٹا ہوتا ہے آپ جب گھر اور امور مملکت سے فراغت پاتے تو لوہے سے زریں تیار کر کے فروخت کرتے اور اس کسب کے ذریعہ سے پیٹ پالتے رہے۔ حضرت سلیمانؑ کی حکومت روئے زمین پر رہی مگر رزق حلال کے لئے درختوں کے پتوں اور چھال سے ٹوکریاں پنکھے ٹوپیاں وغیرہ بنائی اور اس کاروبار پیشہ کے ذریعہ سے روزی کما کر اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات زندگی کو پورا کیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمان، تجارت پیشہ سے وابستہ رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ جنگل سے خود گھاس کاٹ کر لاتے تھے اور مدینہ میں لاکر فروخت کرتے اور جو معاوضہ ملتا اس سے

زندگی بسر کرتے تھے اور کھیتی باڑی بھی کرتے رہے۔ حاطب بن بلتعہؓ نے مدینہ منورہ میں نانبائی کا کام کیا۔حضرت سلمان فارسی درختوں کی چھال سے چٹائیاں بن کر فروخت کرتے تھے۔ عمرو بن عاصؓ اور حضرت زبیرؓ گوشت کا کاروبار کرتے تھے گویا دونوں قصاب تھے۔ حضرت خبابؓ لوہار کا کام کرتے تھے۔ حضرت طلحہؓ کپڑے کا کام کرتے تھے ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تیر بنا کر فروخت کرتے تھے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ پیشے پاک و طاہر ہیں اور پیغمبروں، نبیوں، صحابیوں کی ایجادات ہیں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پیشوں کو جس نے دیانت داری سے اختیار کیا اور رزق حلال کما کر خود کھایا یا بچوں کو کھلایا یا مسکینوں پر خرچ کیا قیامت کے دن وہ لوگ انہی نبیوں، ولیوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن جن کے ایجاد کردہ پیشے انہوں نے اختیار کیئے رکھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ خود تعمیر کیا اور آپ معماروں کا کام کرتے رہے آنحضرت ﷺ نے تجارت کے علاوہ اپنی ضرورت کے مطابق تمام کام اپنے مبارک ہاتھوں سے کر کے دکھائے اور ان پیشوں کو مثالی طور پر امت کے سامنے پیش کیا بلکہ یہ تمام کسب ہمارے لئے سنت رسولؐ قرار پا گئے۔ تو اس طرح ثابت ہو گیا کہ حصول رزق حلال کیلئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں دن رات مسجد میں بیٹھا رہوں صرف عبادت کرتا رہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس عبادت کے عوض میں بیٹھے بٹھائے رزق دیتا رہے اللہ تعالیٰ اس بات پر مکمل قدرت رکھتا ہے وہ اسطرح بھی رزق دے سکتا ہے مگر رزق حلال کمانے کیلئے کوئی نہ کوئی کسب اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے اور کسی نہ کسی حیلہ سے روزی دینا اس کی عادت کریمہ ہے بے شک اللہ

تعالی ہر شے پر قادر ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے مگر انسان کو رزق حاصل کرنے کیلئے کوئی حلال ذریعہ اختیار کرنیکی ہدایت فرمائی ہے بے شک کسب حلال پاک و طاہر ہیں یہ نوع انسانی کی ایک حسین خدمت کا ذریعہ بھی ہیں اور بے جا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے چھٹکارہ بھی ہیں۔ اہل و عیال کی ضروریات کو ہاتھ سے کما کر پورا کرنا جہاد کے برابر ہے ۔ حضرت مقدامؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشادفرمایا کہ کسی نے اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ سے کمایا ہو، اللہ کے نبی سیدنا داوٗدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے ۔ بحوالہ بخاری شریف: اس کے علاوہ جن حرام طریقوں سے ہمیں مال کمانے سے روکا گیا ہے وہ ناجائز پیشے ہیں مثلاً ملاوٹ کرنا، رشوت لینا، ناپ تول میں کمی کرنا، سودی کاروبا قسم کھا کر کام کاروبار میں اس کا عیب چھپانا، چوری راہزنی وغیرہ سے ہتھیایا ہوا مال حرام ہے جو خود کھانا دوستوں اور اہل و عیال کو کھلانا مطلق حرام ہے'' صفحہ نمبر450، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئیگا کہ آدمی پر واہ بھی نہ کریگا اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے۔ حلال ہے یا حرام ہے صحیح بخاری شریف و دیگر احادیث نبویﷺ سے یوں بھی وضاحت ہوتی کہ کہ حرام مال سے خیرات قبول نہیں ہوتی حرام سے پلنے والا جسم جہنم میں ڈالا جائیگا، حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی حدیث مشکوۃ شریف میں آتا ہے کہ اللہ پاک ہے وہ پاکیزہ مال کو ہی قبول فرماتا ہے۔ حرام مال کو قبول نہیں فرماتا، قدیم ہندوؤں میں پیشوں کے ساتھ ساتھ ان افراد کو بھی ذلیل ،ولیش شودر کے درجہ میں گردانا جاتا تھا جو لوگ یہ پیشے اختیار کر لیتے تھے حتیٰ کہ

ڈوگر اور انگریز نے دوران بندوبست اراضی ان صنعتکاروں کو غیر زراعت قرار دے کر زمین کے مالکانہ حقوق بھی نہیں دیئے تھے جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد کسی حد تک مسلمان صنعتکار اقوام سے یہ کالے قانون اٹھائے گئے تو ظاہر ہوا کہ پیغمبرون کی ایجادات کو حقیر تصور کرنے والے کس درجہ میں آتے ہیں جو کام نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے انجام دیئے'' وہ ہمارے لئے سنت ٹھہرے اللہ ہمیں ان چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں سے محفوظ رکھے جو درحقیقت گناہ ہیں تو ثابت ہوا کہ ''الکاسب حبیب اللہ'' بے شک ہنر مند اللہ تعالی کو پیارا ہے۔ رزق حلال جملہ اعمال صالح کی جڑ ہے رزق حرام کھانے والے کی کوئی نیکی قابل قبول نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کوئی دعا یا عبادت شرف قبولیت تک پہنچتی ہے۔

،خداوند تعالی ہر طاہر کو رزق دیتا ہے مگر گھونسلے میں نہیں دیتا،

،رزق انسان کو یوں تلاش کرتا ہے جسطرح موت تلاش کرتی ہے،۔

کوٹلی منگرالاں (آزاد کشمیر)

یہ علاقہ منگرال خاندان کے نام پر ایک عرصہ تک کوٹلی منگرالاں مشہور رہا۔ منگرال خاندان کے آخری حکمران راجہ شہسوار خان تھے جنہوں نے کوٹلی شہر میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی تھی جو آج تک شاہی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ راجہ شہسوار خان نے لاولد وفات پائی آپکی سکھوں کے ساتھ ایک جنگ غالباً 30-1829ء میں ہوئی راجہ صاحب کو اس جنگ میں شکست ہو گئی تو آپ کو گرفتار کر کے شاہی قلعہ لاہور میں نظر بند کیا. گیا نظر بندی کے ایام میں سکھوں اور راجہ شہسوار خان کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا: کہ کوٹلی شہر میں آج کے بعد کوئی منگرال آباد نہیں رہیگا اس کے علاوہ جن جن موضعات میں منگرال رہائش پذیر ہیں وہ علاقے ان کو بطور جاگیر دیے گئے اور راجہ شہسوار کو بائیس (22) موضعات پر مشتمل ایک علاقہ بطور جاگیر جس کا نام راج محل ہے راجہ صاحب کا دارالخلافہ موضع دھنواں میں تھا آپکی اہلیہ محترمہ کا اسم گرامی ہاشورانی تھا جن کے نام پر آج بھی موضع دھنواں کے کھیت کاغذات میں ہاشورانی درج ہیں اور مشہور ہیں راجہ شہسوار خان نے اس گاؤں کو خوب آباد کیا دینی علوم درس وتدریس کے لئے قریشی خاندان کو لاکر آباد کیا اور درس قائم کئے دینی خدمات انجام دیں۔ ضروریات کے مطابق اسلحہ سازی کیلئے کاریگر لاکر آباد کئے جو توڑے دار بندوقیں بناتے تھے راجہ صاحب موصوف اور آپکی اہلیہ محترمہ ہاشورانی کی آخری آرام گاہیں موضع دھنواں میں موجود ہیں جبکہ اس وقت موضع دھنواں میں ملک خاندان آباد ہے منگرال خاندان کا کوئی گھرانہ یہاں رہائش پذیر نہیں اس معاہدہ کے بعد جب منگرال

خاندان کے لوگ کوٹلی شہر چھوڑ گئے تو رفتہ رفتہ کوٹلی منگرالاں کا نام کوٹلی رہ گیا۔ بندوبست 1961/62 بکرمی سے قبل کا دستیاب ریکارڈ مال کوٹلی منگرالاں نام کی تصدیق کرتا ہے اس علاقہ پر تقریباً ساڑھے تین سو سال تک منگرال راجاؤں کی حکمرانی رہی ہے جو رائے محمد دیار خان کے بیٹے راجہ شہسوار خان پر ختم ہوئی بروشر میلہ مویشیاں کھوئی رٹہ 1986ء کے صفحہ نمبر 48/49 پر، عہد نامہ لاہور کی رو سے لکھتے ہیں ریاست جموں وکشمیر انگریز سامراج کے حوالے کر دی گئی یوں کوٹلی بشمول جموں و کشمیر کے لاہور میں براجمان انگریز ریزیڈنٹ ہنری لارنس کی تحویل میں چلی گئی 16 مارچ 1846 ء عہد نامہ امرتسر کی رو سے ریاست جموں و کشمیر بشمول ضلع کوٹلی جموں کے ڈوگرہ جاگیر دار راجہ گلاب سنگھ کو بیع کردی گئی اس وقت کوٹلی پر راجہ شہسوار خان منگرال حکومت کرتا تھا،،۔

آثار قدیمہ اور خاندان منگرال راجپوت

اس سے قبل کہ خاندان منگرال راجپوت پر لکھی جانیوالی تاریخ ''ہست و بود'' مولف میاں اعجاز بی پی سی ایس ریٹائرڈ تاریخ اشاعت. متذکرہ کتاب 1977ء ہے مصنف نے اچھی کاوش کی ہے اور انداز بیان بھی بڑا پیارا ہے مگر اس کتاب کی ورق گردانی سے ایک قاری کی تاریخی پیاس پوری طرح نہیں بجھتی کیوں کہ فاضل مصنف نے زمانہ قریب ہی سے اس کتاب کی ابتداء کی ہے یہ راجہ منگرپال کی اولادوں پر ہی لکھی گئی ہے اور جب سے راجہ سہنس پال کوٹلی میں داخل ہوئے ضمناً انہوں نے آریہ خاندان کی گوتوں اور ذیلی شاخوں پر تبصرہ کیا ہے لکھتے ہیں کہ یہ خاندان آریہ تھا ہندوستان میں داخلہ کے بعد سورج بنسی چندربنسی دوشاخیں موسوم ہوئیں پھر چندربنسی میں سے کورو اور پانڈو کہلائے راجپوت کی وجہ تسمیہ وغیرہ بھی لکھی ہے ہندوستان میں پانڈو خاندان نے بڑی شہرت پائی چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ خاندان آگے بڑھتا پھیلتا پھولتا رہا اور مختلف ناموں پر اپنی شخصیت و شناخت کو قائم کرتے رہے مگر فاضل مصنف نے راجہ ارجن سے آگے چلنے والے شجرہ پر نہ تو کوئی غور کیا یا تو انہیں دستیاب ہی نہ ہو سکا یا نظر انداز کر دیا گیا یاتو موصوف کو بھاٹوں کے بگاڑے ہوئے شجرہ نسب سے پالا پڑا ہو گا راجہ ارجن کا پوتا راجہ پریچھت والی ہند کی نسلوں میں ایک زمانہ بعد ایک مشہور نام راجہ منگل دیو یا منگل راؤ کا آتا ہے تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہی منگل راؤ موروث اعلی منگرال خاندان کا ہے نہ کہ راجہ ہانی دیو کے فرزند راجہ منگھر پال سے یہ خاندان منگرال مشہور ہوا ہے تاریخ ہست و بود سے ایک حوالہ تبصرہ کیلئے زیر مطالعہ لاتے ہیں ہست و بود کے صفحہ

79 پر لکھتے ہیں کہ بیکانیر کے حکمرانوں میں سے آخری حکمران کے دو فرزند تھے راجہ نرل دیو راجہ ہافی دیو اول الذکر بیکانیر میں ہی قیام پذیر رہے جبکہ ہافی دیو بیکانیر سے 1200ء بارہوں صدی عیسوی میں سیالکوٹ آئے وہاں آپ کا ایک فرزند راجہ منگرپال تولد ہوا جو ایام کمسنی میں ہی اعلی صلاحیتوں کا مالک تھا چنانچہ راجہ منگرپال ایام جوانی کو پہنچا تو والد کی وفات کے بعد ساتھیوں کی ایک جماعت ہمراہ لے کر راجوری پہنچا یہاں موصوف کے ہاں ایک فرزند ہندو دیو پیدا ہوا راجہ منگرپال نے اپنی خدادا صلاحیتو ں کے بل بوتے پر ہر خاص و عام عوام علاقہ میں۔ پذیرائی حاصل کر لی آگے جو جملہ لکھتے ہیں اصل عبارت پیش خدمت ہے لکھتے ہیں راجوری میں ہندو اور مسلمان دونوں اقوام میں منگرال راجپوتوں کی موجودگی اس امر کی غماز ہے کہ راجہ منگرپال اس حصہ ریاست میں اپنے دور میں ضرور بالضرور صاحب اقبال شخصیت تھا اور اگرچہ اس کے واحد پسر ہندودیو ہی کی نشاندہی ہوتی ہے ہو سکتا ہے اس کی اولادیں ایک سے زیادہ ہوں۔ بقول فاضل مصنف جب راجہ منگرپال علاقہ راجوری میں آیا تو ہندوؤں میں بھی قوم منگرال کے لوگ موجود تھے اور مسلمانوں میں بھی قوم منگرال کے لوگ موجود تھے ابھی منگرپال کا ایک ہی بیٹا راجہ ہندودیو نامی کمسن تھا تو اس فقرہ سے ثابت ہوا کہ راجہ منگرپال کے نام سے قوم منگرال معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ بہت عرصہ پہلے راجہ منگل راؤ کی نسبت پر خاندان منگرال مشہور ہو چکا تھا اور بہت سی اولادیں راجہ منگل راؤ کے نام پر مشہور ہو کر علاقوں تک پھیل چکی تھیں راجہ منگل راؤ جس کے نام پر یہ خاندان منگرال کہلاتا ہے راجہ منگرپال سے بہت عرصہ پہلے کی بات ہے راقم کی تحقیق کے مطابق منگرال

خاندان راجہ منگل راؤ کے نام پر مشہور ہوا ہے نہ کہ راجہ منگر پال کے نام پر ان کی
اس بات سے یہ بھی شک گذرتا ہے کہ شاید فاضل مصنف کو راجہ ہانی دیو سے اوپر
والا شجرہ نسب ہی نہ ملا ہو اگر ملا بھی ہو تو وہ شجرہ ملا ہو گا جو پیشہ ور شجرہ نویسوں
کا تحریر شدہ ہے جس میں نہ راجہ پانڈو کا نام ہے نہ راجہ ارجن کا نام ہے اور نہ
ہی راجہ منگل دیو کا زکر آتا ہے بلکہ یہ خود ساختہ شجرہ ہے جو اس خاندان کو آریہ
ظاہر کرنے سے ہی قاصر ہے تحقیق کا انداز ہر ایک مصنف کا مختلف ہے جوں جوں
تحقیق ہوتی ہے نئی نئی معلومات سامنے آتی ہیں یہ حرف آخر نہیں ہوتا یہاں جبکہ یہ
ثابت ہو گیا ہے کہ منگرال راجپوتوں کی ایک شاخ ہے اور راجہ منگل راؤ کی
اولادیں ہیں اب اس طرف توجہ دیتے ہیں کہ راجہ منگر پال کا بیٹا ہندودیو اور اس کا
بیٹا سہنس پال تھا جو جموں راجوری سے کوٹلی کیطرف ایک جماعت کے ہمراہ بڑھا
اس شہزادہ کے دل و دماغ میں حکمرانی کے جذبات و خیالات پائے جاتے تھے تاریخ
ہست و بود کے کچھ واقعات یہاں لئے جاتے ہیں کیونکہ یہ کتاب حکام سے
تصدیق شدہ شجرہ پر لکھی گئی ہے اور پرانی کتاب ہونے کے ناطے اس کی تالیف
میں بڑے بڑے پرانے بوڑھوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ روایات سینہ بہ سینہ کو
بھی جگہ دی گئی ہو گی اور وہ راوی جن کا تعاون میاں اعجاز بنی مولف کو حاصل ہوا
آج وہ ہم میں موجود نہیں کہ میں بھی ان کی معاونت اورتعاون حاصل کرسکوں اور
اپنی اس تالیف کو جامع اور شفاف بنا سکوں تو اس طرح ہمیں ہست و بود کے
حوالہ جات کو ترجیحی طور پر اس مقام پر بطور ماخذ بنانا ضروری ہے کیوں کہ دور حاضر
میں مادہ پرستی نے انسان کو آباؤ اجداد کی روایات بھلا دینے پر مجبور کر دیا ہے تاریخ

متذکرہ کے صفحہ نمبر 80 سے حوالہ لیا گیا ہے" کہ بہرحال راجہ منگرپال کا پوتا راجہ سہنس پال راجوری سے تیرہویں صدی عیسوی کے اوائل میں ریاست جموں کے ضلع میر پور کی تحصیل کوٹلی (حال ضلع کوٹلی) کے علاقہ موضع ملوٹ میں نقل مکانی کر آیا وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کچھ عرصہ قیام پذیر رہا اور کچھ جمعیت اپنے ساتھ ملا لی جب اسے عوام میں ہر دلعزیز ی حاصل ہو گئی تو اسکی سیمابی اور مہم جو طبیعت نے اسے اور آگے بڑھنے پر اکسایا۔ اب اس نے موضع ملوٹ سے جانب شمال غرب پہاڑی کے دامن میں موضع چھوچھ سے ملحق موضع کوہرا، کوآباد کیا اور اپنے ساتھیوں سمیت بطور قبیلہ قوم منگرال بستی بسا لی اس قدیم بستی کے کھنڈرات اور آثار آج بھی زبان بے زبان سے گویا ہیں کہ "

"کبھی اس راہ سے کوئی گیا تھا"

یہاں حالیہ سہنسہ کے قرب و جوار میں (بھاٹوں) ہندو مہتروں کو گکھڑ سرداروں نے بالعوض خدمت گذاری بہت بڑے علاقہ پر پھیلی ہوئی جاگیر دے رکھی تھی جب ان کو پتہ چلا کہ ان کی جاگیر کے ملحق علاقہ میں کوئی راجپوت شہزادہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ آکر آباد ہو چکا ہے تو مہتروں نے ایک روز راجہ سہنس پال کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعا کی کہ آپ ہماری تعمیر و ترقی اور حوصلہ افزائی کے اقدامات فرمائیں تو راجہ نے انھیں یقین دہانی کے ساتھ واپس لوٹا دیا اب راجہ کو اپنے مقدر سنورتے نظر آ رہے تھے۔ لیکن راجہ گکھڑوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ نہ تو فوج تھی اور نہ ہی حکمرانی تو راجہ سہنس پال موقعہ کی انتظار میں رہے کیوں کہ راجہ موصوف حکمرانوں کی اولاد تھے اور حکمرانی کی خواہش دل میں چھپائے ایک نئے

ملک میں آکر یہاں کی عوام میں اپنی پذیرائی چاہتے تھے وہ نہائت ہی وسیع النظر
تھے اس موقعہ کی انہیں انتظار تھی اب انھوں نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ وہ اپنے
ساتھیوں کو اسی گاؤں چھوڑ کر ٹرانہ پہاڑی پر رہائش قائم کرنے کے متمنی ہیں چنانچہ
انہوں نے چند خاص رفقاء سمیت ٹرانہ پہاڑی پر اپنی بستی قائم کر لی۔آپ نے
یہاں اپنی ضروریات زندگی کے حصول کی خاطر زمینداری کے لئے جنگل آباد کرایا
کنواں بنوایا جو ابھی تک موجود ہے مگر مٹی پتھروں سے اٹا ہوا ہے اور خشک ہے
دیگر حضرات کے بقول بعض کھنڈرات بھی ہیں یہاں ٹرانہ پہاڑی کے اوپر میدانی
زمین ہے آپ یہاں قیام پذیر رہتے ہوئے قرب و جوار کے موضعات کے لوگوں
کے دلوں میں گھر کر چکے تھے اور عوام کی بڑی تعداد میں آپکو پذیرائی مل چکی تھی
اب راجہ ہہنس پال کی دلی تمنا یہ تھی کہ کب موقع ملے اور گکھڑ سرداروں کے
بسائے ہوئے لوگوں کو یہاں سے نکالوں رفتہ رفتہ ان کا اثر گکھڑسرداروں پر بڑھتا
گیا اور لوگوں کے دل راجہ کیطرف مائل ہونے لگے اسی اثناء میں سلطان محمد غوری
اور سلطان قطب الدین ایبک کی فوجوں نے دو مختلف اطراف سے گکھڑ سرداروں
کی مملکت پر حملے ایک ساتھ کر دیئے اب گکھڑوں کو اپنی پڑ گئی تو راجہ سہنس پال
نے موقع پا کر ہندومہتروں کا قلع قمع کرتے ہوئے علاقہ پر قبضہ جما لیا اس کے
بعد راجہ سہنس پال نے اس موضع سائینلہ کو اپنا پایہ تخت بنا لیا انتظامات سنبھالنے
کے بعد آپ نے پیرمستان شاہ ولی کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول
کیا اور اپنی رعیت کو بھی دعوت اسلام دیکر دائرہ اسلام میں لائے
راقم 22 جولائی 2001ء میں پیر مستان شاہ ولی کی زیارت پر ہمراہ نمبردار راجہ محمد عظیم
خان منگرال کے گیا اور اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ ضبط تحریر میں لاتا ہوں

موضع سائینلہ جو کہ کبھی کسی حکمران کا دارلخلافہ تھا اور آج کھنڈرات و قبروں کی شکل میں تبدیل ہو چکا ہے راقم کے سوالات کے جوابات اور حوصلہ افزائی و رہنمائی کرنے والی شخصیت کا یہاں چند الفاظ میں تعارف نہ کروانا ناانصافی اور بیان کو غیر مصدقہ قرار دلوانے کے مترادف ہو گا ہم دونوں راجہ غازی اللہ دتہ خان جنجوعہ راجپوت کے گھر میں تشریف فرماہوئے جنکا آشیانہ اس آثار قدیمہ و زیارت سے بہت قریب ہے استفسار پر راجہ صاحب موصوف نے بتایا کہ راجہ سہنس پال کے بارے میں۔میں نے بڑے بزرگوں سے جو کہ خاندان منگرال راجپوت ساکن سائینلہ سے تعلق رکھتے تھے سنا ہے وہ یہ ہے کہ راجہ سہنسپال پہلے پہل ایک جماعت لوگوں کی لے کر راجوری کیطرف سے اس علاقہ میں آئے اور آباد یاں بستیاں قائم کر کے رہنے لگے یہاں سہنسہ شہر کے ملحق ہندومہتر بڑی کثیر التعداد میں آباد تھے جو آپ کی یہاں آمد و رہائش کے بعد احتراماً آپ کے پاس حاضر ہوئے اور جو ہر طرح کی حوصلہ افزائی و تعاون کے متمنی تھے آپ نے انہیں ہر طور پر تحفظ کا یقین دلا کر واپس کیا اس جگہ آباد ہونے کے کچھ عرصہ بعد آپ سامنے والی پہاڑی جس کا نام ٹرانہ پہاڑی ہے چند ساتھیوں سمیت آباد رہے۔گکھڑوں کے جب مسلمان فوجی جوانوں کے حملوں کی وجہ سے پاؤں اکھڑ ے تو آپ نے فی الفور سائینلہ آ کر ان ہندومہتروں کی سرکوبی کی اور علاقہ پر اپنا تسلط جما لیا اسی دوران انتظامات مکمل کئے گئے تھے کہ پیر مستان شاہ ولی کی ادھر آمد ہوگئی اور ان کی دعوت پر راجہ سہنس پال نے اسلام قبول کرتے ہوئے اپنی پوری رعایا کو اسلام قبول کرلینے کی تلقین کی چنانچہ سبھی لوگ مسلمان ہوگئے۔ راجہ غازی اللہ دتہ خان جنجوعہ نے استفسار پر بتایا کہ ہمارا منگرال خاندان سے رشتہ ناطہ رہا ہے اور پہلے بھی رشتہ داریاں تھیں جن کی

نسبت سے میرے والد بزرگوار 1943ء میں میرہ مٹور سے نقل مکانی کر کے موضع
سائینلہ آکر آباد ہوئے تھے ہمارے دو گھر یہاں ہیں اسی رشتہ کی وجہ سے میں ان
بزرگوں کی زیارتوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کرتا ہوں اور ان کے چیدہ چیدہ
حالات زندگی جو بڑوں سے سنے تھے آپ کو سناتا ہوں راجہ صاحب موصوف نے
بڑے احترام و رہنمائی کی نظر سے ہماری اس موقع پر حوصلہ افزائی کی میں بے حد
مشکور رہوں گا کیونکہ آپ نے اس آثار قدیمہ کی روایات نوٹ کروائیں اور معاون
کا فریضہ انجام دیا پھر آپ نے اپنے بیٹے کو ہمارے ہمراہ زیارت پر روانہ کیا کہ
انہیں احسن طریقہ سے سمجھائیں یہاں پہنچ کر ہم نے لڑکے سے سوالات کے مطابق
جوابات بھی پائے اور اس نے ہمیں اچھی طرح سے بریف کیا پیر مستان شاہ ولی
اللہ کی قبر درمیان میں ہے جو چاردیواری کے اندر ہے اور بعد میں پختہ دیوار بندی
کے مراحل سے گزری ہے اس چار دیواری کے بالکل ساتھ دائیں طرف راجہ سہنس
پال محو نیند ہیں اور بائیں طرف آپ کے ایک فرزند آسودہ خاک ہیں ان دونوں کی
قبریں بہت سابقہ دور کی تعمیر ہیں جن پر قدرے گھاس و مٹی نے انہیں منہدم کر
رکھا ہے یہ جگہ باقی سطح زمین سے تقریباً 12/15 فٹ بلند ہو گی جب کہ یہ جگہ
چاروں طرف سے ابھری ہوئی ہے اور تھوڑا نیچے پرانا قبرستان ہے جو کچھ حصہ
دکھائی دیتا ہے اور کچھ منہدم ہو چکا ہے آج کل گھاس بھی یہاں کافی لہرا رہا ہے
ساتھ ہی اس قبرستان کے ایک جو بابا مستان شاہ کی بیٹھک ہے جہاں آرام کے
ساتھ ساتھ محو عبادات و ریاضت رہے اس کمرہ سے سامنے اور چند فٹ نیچے کچھ
پرانے دو چبوترے بنے ہوئے ہیں جن میں بڑے بڑے پتھر چسپاں ہیں جو نہایت
ہی محنت سے بنائے گئے ہیں اور فن سنگ تراشی کا حسین شاہکار ہیں۔ یہاں بوہڑ

کے دو درخت سینکڑوں صدیوں تک جن کی عمر ہو گی سبز اونچے لہرا رہے ہیں ان کے پہلو میں ایک عمودی پتھر جو تقریباً ڈھائی فٹ زمین سے اونچا نصب ہے جس کے سر پر ایک پیالہ نما کھودکر سوراخ نکالا گیا ہے اور اسی پتھر کے ساتھ ایک تختی سنگ مرمر کی بذریعہ سیمنٹ بعد میں چسپاں کی گئی ہے جس کی تحریر یوں بتا رہی ہے ''سائینلہ گاؤں منگرال قبیلے کا قدیم مرکز ہے اس قدیم پتھر پر پیالی نما جگہ پر سندوری رنگ سے منگرال شہزادوں کی رسم تاج پوشی ادا کی جاتی تھی'' ساتھ تختی لگانے والے راجہ محمد شریف خان ایڈووکیٹ چیئرمین راجپوت ویلفیئر ایسوسی ایشن برطانیہ بتاریخ 31 جولائی 1991ء یہاں کچھ اور کھنڈرات کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو کسی حد تک زمین بوس ہو چکے ہیں اس جگہ کے قریب 3/4 باولیاں پانی کی اسی زمانہ کی بنی ہوئی ہیں، جن سے ابھی تک پانی جاری ہے ایک بڑی باولی ہے جس پر تقریباً 8/4 فٹ لمبا چوڑا اور 8 انچ موٹا جس کا وزن کئی ٹن ہو گا ایک پتھر باولی کی بطور چھت آویزاں ہے جس کو دیکھ کر اس زمانہ کے لوگوں کی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے نمبردار راجہ محمد عظیم خان موضع گلوٹیاں نے بھی اپنے اس تاریخی مرکز کو بغور دیکھا یہاں کچھ ایسی جگہیں بنائی گئی تھیں جہاں عوام علاقہ آ کر بیٹھتے رہے جہاں دربار بادشاہوں کے تھے آج قبرستان ہم نے دیکھے القصہ یہ چھ صدی قبل کے آثار قدیمہ خاندان راجپوت کی حکمرانی کی یاداشت آج بھی تازہ رکھے ہوئے ہیں یہ علاقہ جو آج کل تحصیل سہنسہ کے نام سے کاغذات میں درج ہے راجہ سہنس پال ہی کی بستی و مملکت تھی جو انہی کے نام پر مشہور ہوئی تھی آپ کی ابتدائی دور میں اولادیں اسی سائینلہ گاؤں سے نقل مکانی کے بعد درنقل مکانی کرتی ہوئی آج تک پاکستان و جموں کشمیر کے کئی علاقوں میں جا کر آباد ہو چکی ہیں اس مضمون میں

تاریخی حوالہ کے ساتھ ساتھ روایات کا بھی عمل دخل ہے تحصیل سہنسہ میں سرساوا بھی شامل ہے جہاں خاندان منگرال راجپوت کے چشم و چراغ آباد ہیں راجہ سہنس پال نے اسلام قبول کیا مگر اپنا نام تبدیل نہیں کیا کیوں کہ وہ اسی نام پر بہت شہرت پا چکے تھے تاریخ ہست و بود کے حوالاجات یوں ملتے ہیں کہ اجودھیا کے راجگان کی نسل سے ایک شخص بیکانیر پہنچا جس کی پانچ پشتوں تک بیکانیر میں حکومت چلی اس خاندان کا آخری حکمران راجہ ہافی دیونقل مکانی کر کے سیالکوٹ آباد ہوا اس کے گھر میں منگرپال نامی فرزند پیدا ہوا جب جوان ہوا تو اسکا والد راجہ ہافی دیو وفات پا گیا راجہ منگرپال فن حرب وضرب میں بہت مہارت رکھتا تھا والد کی وفات کے بعد مہم جوئی کی غرض سے وہ کوٹلی پر اتنا فریفتہ ہوا کہ واپس سیالکوٹ نہ جانے کا ارادہ کرلیا اور حکومت کی تمنا اس علاقہ پر دل میں لئے یہاں ہی مقیم ہو گیا چنانچہ اس کی وفات یہاں کوٹلی میں ہی ہوئی اس کا واحد فرزند ہندو دیو تھا جسے کوٹلی پر حکمرانی کا موقع مل گیا وہ نہایت ہی رعایا پرور تھا موضع کوٹلی منگرالاں نامی بستی اسی نے آباد کی تھی اور اسی کوٹلی کو پایہ تخت رکھا اس کی وفات کے بعد راجہ سہنس پال نے تخت حکومت سنبھالا اس نے اپنے دور اقتدار میں موضع سہنسہ سرساوہ اپنے نام پر آباد کیا اور تقریباً 1339ء کے لگ بھگ راجہ سہنس پال نے اسلام قبول کیا، حوالہ جات ہست و بود تاریخ کے مطابق درج کئے گئے ہیں۔

منگرال خاندان کی نقل مکانی

ازل سے اولاد آدمؑ کی فطرت میں خوب سے خوب تر کی تلاش موجزن ہے۔ جسے سیر کرنے کی آرزو نے قوموں قبیلوں افراد کو ہر دور میں نقل مکانی پر آمادہ کئے رکھا۔ نقل مکانی کا یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ نقل مکانی کی متعدد وجوہات ہیں۔ مثلاً کسی جگہ میں آبادی کا بڑھ جانا غذائی اجناس کی کمی بے روزگاری خاندانوں کے باہمی لڑائیاں جھگڑے سابقہ زمانہ میں لوگ قتل و غارت کرنے کے بعد روپوش ہونے کی غرض سے نقل مکانی کرتے رہے آسائش زندگی کی تلاش شہری سہولتوں کے میسر نہ ہونے پر بھی لوگ دیہاتوں سے نقل مکانی کر کے شہروں میں رہائش پذیر ہوتے رہے سابقہ ادوار میں زمینیں لوگوں کی ملکیت نہ تھیں جہاں کوئی چاہتا قبضہ کر کے زمین آباد کر لیتا بعض اوقات یوں بھی ہوا کہ لوگ غیر آباد کم آبادی والے علاقہ جات چھوڑ کر اپنی جان و مال کے تحفظ کی خاطر دوسرے علاقوں میں جا کر آباد ہوتے رہے کہ وہاں کافی آبادی ہے ہمیں اس لوٹ مار سے نجات مل سکے گی دین اسلام میں ہجرت سنت رسول اللہؐ ہے۔ بعض عربی النسل لوگ عرب ممالک سے بحیثیت مبلغ دین سپہ سالار اور تاجروں کی صورتمیں نقل مکانی کر کے برصغیر پاک و ہند میں آ کر مستقل آباد ہو گئے تھے۔ اس طرح بعض لوگ سابقہ حکومتی بد انتظامیوں جنگ و جدال کی وجہ سے بھی نقل مکانی کرتے رہے۔ بعض دور دراز رشتہ ناطہ میں اپنائیت کی وجہ سے بھی نقل مکانی کرتے رہے گویا سینکڑوں وجوہات اس اولاد آدمؑ کو ایسی پیش آئیں جن کی بدولت وہ اپنے آبائی وطن سے حصول آسائش کے لئے ترک وطن کرتے رہے منگرال خاندان کے لوگ بھی ایسی ہی وجوہات کے پیش نظر نقل مکانی کرتے ہوئے مختلف اطراف و جوانب پھیل گئے جو بزرگ بہت زمانہ پہلے کوٹلی سے ترک سکونت کر کے کئی دوسرے

مقامات پر جا کر آباد ہوئے ان کی اولادوں کی وہاں خاصی اکثریت ہوگئی ۔جو
بزرگ ڈوگرہ عہد میں کوٹلی سے ہجرت کر آئے ان کی تعداد کم ہے اور تھوڑے گھر
آباد ہیں یہ لوگ راقم کے استفسار پر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے فلاں نامی بزرگ
فلاں گاؤں کوٹلی سے اتنی پشت پہلے اس علاقہ میں آکر آباد ہوئے تھے اور ہم
منگرال قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ لوگ سینہ بہ سینہ تاریخی روایات بیان کرتے ہیں
اور گاہے گاہے ان کے ہاں سے شجرے بھی ملتے ہیں جو اکثر اوقات کوٹلی یا میر پور
مینڈھر وغیرہ سے جاری کردہ ہیں جن کی تحقیق کے بعد اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ
خاندان منگرال سے ہیں یا نہیں اس تحقیق میں ان کے عادات و خصائل کا بھی
اندازہ مل جاتا ہے بہت پہلے کوٹلی سے منگ تھوراڑ میں منگرال خاندان کے بزرگ آ
کر آباد ہوئے جہاں منگرال خاندان کی اچھی اکثریت ہے پھر انہی میں سے ایک
شاخ ٹائیں (راولاکوٹ) میں آباد پائی گئی ہے کچھ لوگ منگ تھوراڑ سے سانٹھ انوالی
تحصیل کوٹلی ستیاں آ کر آباد ہو گئے۔ جن میں سے پیر عبدالغنی صاحب بڑے مشہور و
معروف بزرگ ہو گذرے ہیں۔آپ کا مزار ٹوپی رکھ راولپنڈی میں مرجع خلائق
ہے۔ اسی طرح ڈھوک دھندی تحصیل کوٹلی ستیاں میں راجہ پیر محمد خان کی اولادیں
آباد ہوئیں جو کہ کوٹلی کے موضع تھروچی سے نقل مکانی کر آئے تھے ان کے تھروچی
میں آباد پرانے لوگوں سے تعلقات بھی چلتے رہے متذکرہ خاندان موضع دھندی سے
پھر شہر کی طرف بڑھا اور آج کل موضع جبہ اسلام آباد حالیہ مدینہ ٹاؤن میں خاصے
گھرانے آباد ہیں وقتاً فوقتاً تحصیل مری کے متعدد موضعات میں بھی بزرگ کوٹلی
سنہہ کے گاؤں سے نقل مکانی کے بعد آباد ہوتے رہے جن کے دور حاضر تک کئی
کئی گھرانے موجود ہیں راجہ میاں حیات خان نامی ایک بزرگ کوٹلی سے تقریباً
ساڑھے تین سو سال پہلے ہجرت کر کے موضع ڈھانڈہ تحصیل مری میں آ کر آباد

ہو گئے تھے جن کی اولادیں خوب بڑھیں اور اس وقت تک 4/5 گاؤں تک یہ لوگ متفرق آباد پائے جاتے ہیں انہی کی اولاد میں سے آگے چل کر راجہ گھکروخان ایک بزرگ ہو گذرے ہیں جن کے پاس کوٹلی کے راجگان میں سے کچھ لوگ قرابتداری کی بوجہ آیا کرتے تھے اور انہیں یہ پیش کش کرتے تھے کہ آپ کوٹلی چل کر آباد ہو جائیں لیکن وہ بزرگ انکار ہو گئے ویسے کبھی کبھار راجہ گھکرو خان کوٹلی جاتے رہے ہیں تقریباً ایک صدی قبل کا واقعہ ہے اسی طرح یہ خاندان مقبوضہ کشمیر کے علاوہ آزاد کشمیر کے سارے اضلاع تک پھیلا ہوا ہے اس کے علاوہ تحصیل کہوٹہ کرور اور راولپنڈی گلیاں ضلع ہزارہ لورہ جگیوٹ اسلام آباد بھارا کہو بے شمار علاقوں میں منگرال آباد پائے گئے ہیں۔یہ لوگ بعض اوقات باہمی رنجش لڑائی جھگڑوں اور اس ریاست کی آئے دن کی ہنگامہ خیزیوں میں عدم تحفظ کی وجہ سے نقل مکانی کرتے رہے جس طرح راجہ عبدالحکیم خان نے کوٹلی کو خیرباد کہتے ہوئے گجرات کی راہ لی اور گجرات جا کر آباد ہو گئے جہاں ان کی اولادوں کی زمانہ حال تک اچھی خاصی اکثریت ہو چکی ہے جن کی اولاد میں سے فاضل مصنف،، تاریخ ہست و بود،، میاں اعجاز نبی منگرال ریٹائرڈ پی سی ایس بڑی نامور شخصیت ہو گذرے ہیں متذکرہ کتاب انہوں نے منگرال خاندان پر لکھی تھی جو خاندان منگرال پر پہلی تصنیف ہے گویا یہ تمام لوگ بھی اپنی ذات گوت منگرال راجپوت بناتے ہیں پہلے پہل کوٹلی منگرالاں کے باسی تھے جو نقل درنقل کے بعد بے شمار علاقوں تک نقل مکانی کرتے ہوئے آباد ہوتے گئے یہ لوگ مذہبی نقطہ نظر سے اچھے دیندار باصلاحیت نڈر ہیں ان میں سے بعض اشخاص ولی کامل پیر و مرشد بھی ہو گذرے ہیں جن کا اپنے اپنے ضمن میں ذکر آئے گا مذہبی لوگوں سے ان کا بہت ہی دوستانہ تعلق رہا ہے مختلف خوبیوں کے مالک سرکاری فوجی نیم سرکاری بیرون ممالک ذاتی کاروبار اساتذہ کی ان میں بڑی

تعداد ہے اپنے خاندان کے علاوہ قریشی ہاشمی خاندان ستی خاندان ڈھونڈ خاندان
گکھڑ خاندان اعوان خاندان کے ساتھ ان کے ناطے رشتے ہوتے ہیں خصوصاً قریشی
ہاشمی خاندان سے ان کے صدیوں پرانے رشتے ہیں اور دور حاضر میں بھی بے شمار
دوہری رشتہ داری کے حامل ہیں۔ کئی ایسے علاقے بھی ہیں جہاں راقم کے علم میں
ہے کہ منگرال بستے ہیں لیکن حالات دستیاب نہیں ہو سکے تو ان علاقہ جات کا ضمناً
نام درج کیا گیا ہے اس ترتیب میں عدیم الفرستی بھی آڑے رہی ہے اور لوگوں کی
عدم دلچسپی بھی انشاء اللہ جلد دوئم میں اس کمی کو پورا کرنے کی سعی کی جائے گی۔

ضلع کوٹلی میں منگرال راجپوت خاندان

یہاں ضروری ہے کہ پہلے ضلع کوٹلی کی تحصیلوں کے بعد ہر تحصیل کے موضعات کا اندراج کیا جا سکے جہاں خاندان منگرال کے یہ غیور لوگ آباد ہیں۔ ضلع کوٹلی کی تین تحصیلیں ہین کوٹلی 1974ء سے قبل ضلع میر پور کی تحصیل تھی یکم ستمبر 1974ء کو اسے ضلع کا درجہ دیکر ذیلی تین تحصیلوں پر تقسیم کیا گیا ان کے نام یہ ہیں نمبر 1 تحصیل کوٹلی نمبر 2 تحصیل سہنسہ 3 تحصیل نکیال تحصیل کوٹلی کے 146 موضعات ہیں تحصیل سہنسہ کے 79 مواضعات ہیں اور تحصیل نکیال 18 مواضعات پر منقسم ہے۔ تحصیل سہنسہ جو کہ راجہ سہنس پال منگرال کے نام پر منسوب ہے اس کے متعدد مواضعات میں منگرال رہائش رکھتے ہیں جو راجہ سہنسپال کی اولادیں ہیں اور راجہ دان خان، راجہ کا جوان خان اور راجہ جانب خان کی اولادیں ہیں جبکہ راجہ سہنسپال کے چوتھے فرزند راجہ قندہار خان کے بارے میں لاولدی بیان کرتے ہیں اس کے مندرجہ ذیل گاؤں میں منگرالوں کی بستیاں ہیں، موضع گلھوٹیاں، موضع چچلاڑ، موضع چھنی، موضع سہنسہ، سائینلہ، موضع سروعہ، موضع کھراوٹ، موضع اینٹی، موضع نمب جاگیر موضع کوٹلی جاگیر ،موضع بڈھیری، موضع اٹھینڈ، موضع کھتراس، موضع دھگالہ، موضع پیڑھیاں، موضع فتح سیاہلاں، موضع پیڑیاں جاگیر، مواضعات جن میں منگرال راجپوتوں کی اکثریت ہے تحصیل نکیال جو کہ سردار سکندر حیات خان کے والد بزرگوار کے نام گرامی سردار فتح محمد خان کریلوی تھا آپ 1934ء سے 1947 تک مسلسل ڈوگرہ عہد حکومت میں بطور اسمبلی ممبر رہے اس نکیال کو آپ کی قیادت میں

آزادی ملی تھی آپ نے اس کا نام اپنے نام پر فتحپور تھکیالہ رکھا اس کا سابقہ نام تھکیالہ تھا مگر اب بھی نکیال کا نام لیا جاتا ہے سردار فتح محمد کریلوی بڑے عظیم و مدبر لیڈر تھے آپ نے 1989ء میں رحلت فرمائی۔ اس تحصیل کے موضع جندروٹ موہڑہ بگلیاں میں تقریباً 30/40 گھر منگرالوں کے آباد ہیں تحصیل کوٹلی کے 146 مواضعات میں سے مندرجہ ذیل میں منگرال راجپوت آباد ہیں۔ موضع تھلہ، موضع لاٹ، موضع بڑالی بشمول، موضع فگوش، موضع منیل، موضع تھروچی، موضع چنگ پور، موضع خواص، موضع تہگال موضع براٹلہ، موضع چوکی مونگ موضع کرتوٹ موضع سرساوہ موضع کوٹلہ موضع سروعہ سرساوہ موضع کرنوٹی موضع انوئی سرہوٹہ موضع وحی موضع پنجیڑہ بشمول بہورا وپن کاری موضع گالہ سمہیالہ موضع چک نور موضع اودھ کتھیاڑی موضع نین سکھ موضع گگناڑہ موضعات قابل ذکر ہیں۔

ضلع کوٹلی کا تاریخی پس منظر

ضلع کوٹلی جموں و کشمیر کی شہری و دیہی آبادی جو چاروں اطراف سے سرسبز پہاڑوں
اور جنگلوں میں گھیری ہوئی وادیوں پر مشتمل ہے بقول محققین اسے پہلے پہل کو ہ
تلی، کا نام دیا گیا جومرور ایام سے بگڑ کر کوٹلی بن گیا۔ جس پر محققین کو اختلاف
ہے جس کی وجہ تسمیہ جناب خالد محمود ایڈوکیٹ نے ایک بروشر میں یو ں بتائی ہے
بروشر بعنوان : قومی میلہ مویشیاں کھوٹی رٹہ بتاریخ 1986ء کے صفحہ نمبر 42 تا 43
پر اپنی تحقیق ودیگر محققین سے اختلاف رائے کا یوں اظہار کیا ہے پاکستان و کشمیر
کے کئی موضعات یا شہر کوٹلی کہلاتے ہیں نہ ہی تو ان میں کوٹ نام کے علاقے ہیں
اور نہ ہی تو پہاڑوں کے درمیان وادیوں کی شکل میں ہیں۔مگر کوٹلی کہلاتے ہیں وہ
کہتے ہیں کہ ان دیہاتی یا شہری آبادیوں کے نام کوٹلی اس لیے مشہور ہوتے ہیں
درحقیقت کوٹلی سنسکرت زبان میں کثرت سے استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی ڈیرہ
یا جائے رہائش کے ہیں پس جہاں منگرال قبیلہ آباد تھا اسے کوٹلی منگرالاں اور جہاں
سوہلن قبیلہ آباد تھا اسے کوٹلی سوہلناں پکارا گیا آج سے تقریباً ساڑھے پانچسو سال
قبل 1415 ء اور 1456 کے درمیانی عرصہ میں کوٹلی منگرالاں پر راجہ منگی خان
منگرال کی حکومت تھی،، یہ آپ راجی دور تھا اور چھوٹی چھوٹی سرداریوں پرگنوں
پر مختلف حکمران تھے کوٹلی کا اوسط رقبہ ایک ہزار چالیس مربع میل منقسم تھا جو راجہ منگی
خان منگرال کے زیر تسلط تھا جہاں کوٹلی کی آب و ہوا اور قدرتی مناظر انسان کو
اپنی طرف مرعوب کرلیتے ہیں اس وسیع میدانی اور پہاڑیوں پر منقسم علاقہ کو ضلع میر
پور کی تحصیل کا درجہ دیا گیا تھااس کی شمالی اطراف میں ضلع پونچھ اس کی جنوبی

اطراف میں ضلع میر پور اور مغرب کیطرف راولپنڈی مشرقی سمت میں راجوری اور مینڈر کے علاقے آتے ہیں اس کوٹلی کو 2 جولائی 1974 میں ضلع کا درجہ دیا گیا کوٹلی کی شمالی مغربی سمت سے دریائے پونچھ گزرتا ہے۔ ضلع کوٹلی کے شمال سے شروع ہو کر مشرق اور جنوب تک ایک طویل پہاڑی سلسلہ ہے ڈوگرہ دور میں کوٹلی کا علاقہ جموں میں شامل تھا ضلع کوٹلی کا کل رقبہ 1986ء کی رپورٹ کے مطابق 4.7421 ایکٹر ہے یہ ضلع نہائیت ہی سرسبز و شاداب وادیوں اور زرخیز زمینوں پر مشتمل ہے زراعت کاری کے لئے نہایت ہی نفع بخش ہے یہاں کے لوگ بیرونی ممالک میں ملازم ہیں پاکستان میں ملازمتیں اور اندرون ملک بھی فوجی سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں ملازمتیں کرتے ہیں اچھے ماہر زمیندار ہیں مال مویشی بھی کثرت سے پالتے ہیں اور مالی طور پر پہلے ادوار کی نسبت مستحکم ہیں یہاں دالوں سبزیوں کے علاوہ سال میں زرعی زمینوں سے دو فصل مکئی اور گندم پیدا کی جاتی ہے پہلے دور میں جبکہ پانی کی فراوانی تھی کہیں کہیں چاولوں کی کاشت بھی ہوتی تھی ہر زمیندار رواں سال کے لیے تقریباً 8 ماہ کا خرچہ غلہ زمینوں سے پیدا کر لیتا ہے صنعت و حرفت میں بھی اچھی مہارت و ترقی نظر آتی ہے ہاؤسنگ سکیم کے تحت بنائی جانے والی کوٹھیاں بہت ہی دلکش اور خوبصورت ہیں ضلع کوٹلی کو ایک شرف اور بھی حاصل ہے کہ اسے پورے کشمیر کی نسبت سے مدینۃ المساجد کہا جاتا ہے مساجد کی تعمیر و توسیع پیر صاحب اگہار شریف کی زیر نگرانی عمل میں لایا جاتا ہے کاریگروں کو مساجد کے نقشہ جات انہی کے مشورہ کے بعد دیئے جاتے ہیں جو کہ ایک مینار والی مساجد ہیں مگر ان تمام مساجد کی چھت ایک گنبد والی ہے جو فن تعمیر

کی شہکار ہیں ان میں حفاظ کرام جو امامت و درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے
ہیں اکثریت میں انہی مدرسوں کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں جو پیر صاحب کی زیر
نگرانی چلائے جارہے ہیں یہاں زیادہ اکثریت اہلسنت و الجماعت کی ہے یہاں
مذہبی تفرقہ پھیلانے کی پیر صاحب اگھار شریف نے سخت پابندی لگا رکھی ہے یہاں
تبلیغ اسلام کا آغاز کشمیر کے بادشاہ زین العابدین عرف بڈ شاہ کے دور میں ہوا
اسلام سے قبل یہاں ہندو ہی آباد تھے۔ جو اسی دور میں کثرت تعداد سے دائرہ
اسلام میں داخل ہوئے بڈ شاہ کا دور 1420ء تا 1470 تاریخوں میں ملتا ہے
اسی دور میں خاندان منگرال راجپوت کے مورث اعلیٰ نے اسلام قبول کیا اسی دور
میں عرب ممالک سے کئی مبلغین یہاں کوٹلی آئے جو دین اسلام کی دعوت کے ساتھ
ساتھ درس و تدریس کا فریضہ نبھاتے رہے اور کئی یہاں ہی وفات پاگئے جنہیں کوٹلی
شہر سے جانب شمال اصحاب پہاڑی پر دفن کیا گیا کوٹلی کا موجودہ شہر زمانہ قریب میں
آباد ہوا ہے یہ شہر جو کوٹلی کہلاتا تھا قدیم دور میں جو کہ آج کھنڈرات میں تبدیل
ہوچکا ہے موضع بڑالی کے مقام پر تھا 1759ء میں دو گکھڑ شہزادے جمال خان اور
جلال خان کوٹلی آئے جو روات سے ڈوڈیال سے ہوتے ہوئے کوٹلی آئے تھے
جمالپور اور جلالپور کوٹلی شہر سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر بستیاں انہی کے
نام پر مشہور ہیں ان کی کچھ عرصہ تک حکمرانی بھی رہی اس کے بعد راجہ محمد دیار خان
منگرال نے قبضہ کر لیا اور یوں راجہ محمد دیار منگرال اس علاقہ پر حکمران بن گئے
پنجاب پر دلچو تاتاری کے حملہ کے وقت کچھ قبائل اس کے ڈر و خوف کی وجہ سے
ریاست کی طرف نقل مکانی کر کے کوٹلی آکر آباد ہو گئے تھے ان میں دیگر راجپوت

گکھڑ سید قریشی اور جاٹ گجر وغیرہ قابل ذکر ہیں یہاں قریشی اور ہاشمی خاندان کے
لوگوں کو بھی باہر سے لا کر آباد کیا گیا دینی ضروریات کے پیش نظر منگرال راجاؤں
نے بھی قریشی ھاشمی خاندان کے لوگوں کو زمین بھی دی اور آباد کیا تا کہ امامت
کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کے فرائض انجام دے سکیں اسی طرح نمبردار راجہ باز
خان، منگرال آف گلوٹیاں نے بھی ایک قریشی ہاشمی خاندان کو گلوٹیاں لاکر آباد کیا تھا
اور ان کی پسندیدہ زمین انہیں دی گئی اس ضلع کوٹلی کی 5 بڑی خوبصورت اور حسین
وادیاں ہین وادی سہنسہ وادی سرساوہ پنجیڑہ وادی بناہ وادی چڑ ہوئی وادی کوٹلی شہر
شہر کوٹلی میں زمانہ قدیم کے تین مندر بھی ہیں اور کچھ منہدم بھی ہو چکے ہیں یہ مندر
منڈی میں واقع ہیں ضلع کوٹلی میں مندرجہ ذیل قلعے بھی ہیں ۔ قلعہ تھروچی قلعہ
کرجائی قلعہ آ ئین پانہ یہ قلعے غالباً مغلیہ دور کے ہیں یہاں کوٹلی شہر کے لوگ تعلیم
یافتہ اور بڑے خوش اخلاق ہیں پورے ضلع میں اچھے تعلیمی انتظامات کیے گے
ہیں علوم کے ساتھ ساتھ فنون کی ترقی کے لئے بھی گورنمنٹ کے ادارے سرگرم عمل
ہیں وادی سنہسہ کے لوگ بھی اچھے تعلیم یافتہ اور ترقی پذیر اور خوش اخلاق ہیں
پورے ضلع میں سڑکوں کے جال بچھے ہوے نظر آتے ہیں ایک سڑک پنڈی سے
براہ راست کوٹلی کو جاتی ہے جو کہوٹہ ہولاڑ سنہسہ سے کوٹلی آتی ہے ایک سڑک
دریائے پونچھ کو پار کرتی ہوئی سرساوہ تراڑ کھل راولاکوٹ تک جاتی ہے ایک سڑک
کھوئی رٹہ کی طرف نکل جاتی ہے ایک سڑک کوٹلی شہر سے نکیال جاتی ہے پانی کی
سہولت کے لیے ٹیوب ویل کوٹلی شہر کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں جبکہ دہی آبادیوں
میں صاف پانی کے حصول کے لئے بورنگ کنوئیں ہیں ہولاڑ سے دریائے جہلم عبور

کرتے ہی بڑے بڑے پتھروں کے پہاڑ زیر زمین نظر آتے ہیں۔ جو کہ فرلانگ تک ایک ہی چٹان محسوس ہوتے ہیں کیونکہ گاہے گاہے ان پر مٹی نہیں ہے بڑالی کے مقام پر پنڈی روڈ پر ایک سرنگ آتی ہے جو بہت بڑے ٹھوس پتھر کو سوراخ کر کے گاڑیوں کی راہ ہموار کی گئی ہے یہاں دیگر درختوں کے علاوہ چیل کے جنگلات ہیں اور نیچے وادیوں میں چیدہ چیدہ بوہڑ کے بہت موٹے اور اونچے درخت پائے جاتے ہیں جن کی عمریں ہزاروں سالوں پر محیط ہیں رسل و رسائل کے بھی اچھے انتظامات ہیں یہاں کے لوگ زیادہ تر انگلینڈ کی شہریت بھی رکھتے ہیں اچھے مالدار اور وسیع النظر لوگ ہیں جذبہ جہاد سے سرشار ہیں اور کشمیر کی آزادی کے لیے ہر دم کوشاں ہیں زیادہ تر لوگ پکے سچے مسلمان اور عبادت گذار ہیں۔ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ ہیں گدھے گھوڑے اور قدرے تھوڑے تھوڑے اونٹ بھی اپنی رسل و رسائل کیلئے دہی آبادیوں میں محو سفر نظر آتے ہیں طرز زندگی و معاشرت ان لوگوں کی اعلیٰ ہے ان لوگوں میں قبیلائی تعصب غرور و تکبر جو آزاد کشمیر کے بعض علاقوں میں نظر آتا ہے ان میں بہت کم ہے خاندان منگرال کے کافی تعداد لوگ وکالت و دیگر سرکاری محکموں میں نظر آتے ہیں اور افواج میں بھی ان کی کافی تعداد ہے ان میں سے کافی تعداد (مدرس) ٹیچر حضرات کی ہے اس علاقہ کے تقریباً زیادہ لوگ بڑے ہی نڈر اور شجاع ہیں اور مجاہدانہ صلاحیتوں کے پیش نظر کئی بھارتی مقبوضہ کشمیر جاکر غاصبوں کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے درجہ شہادت تک پہنچ کر اس مادر وطن کی آبیاری کیلیے اپنا خون دے چکے ہیں کئی غازی بنکر واپس سرحد پار کر کے اپنے گھروں تک آتے ہیں ضلع کوٹلی کی مشہور شخصیات صوفیائے کرام کا ذکر

نہ کرنا ناانصافی کے مترادف ہوگا موصولہ ریکارڈ سے ان صوفیائے کرام کے نام درج ذیل کیے جاتے ہیں۔ حافظ محمد زاہد حافظات بادشاہ محلہ بلیاہ کوٹلی ۔ سید آفتاب حسین قادری منڈی شریف کوٹلی جنکی تاریخ وفات 29 جون 1977 ء ہے اور تقریباً 70 سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے آپ مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے آپکا اسم گرامی منشی نظام الدین تھا سید اکرم حسین شاہ صاحب بھنڈور شریف آپ کی عمر 43 سال تھی کہ 25 نومبر 1968ء کو وفات پائی سائیں امام بخش راٹھور کوٹلی پیر ولائیت شاہ صاحب ۔ شیر شاہ بادشاہ کوٹلی ۔ حضرت شاہ ہنس دیوان آپکا مزار سید رسول بادشاہ کے مزار کے قریب واقع ہے۔ باجی الف دین صاحب آپ گرجر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے آپکا مزار ریان میں ہے سید ضامن حسین شاہ مدفون نور پور شاہان ۔ حضرت کرم شاہ صاحب چھنی شریف میں مدفون ہیں آپ منگرال خاندان کے حکمران راجہ شہسوار خان کے دور میں ہوگزرے ہیں سائیں کملا بادشاہ آپ کے والد کا نام میاں شرف دین تھا آپ نکیال کے گاؤں موہڑہ شریف میں مدفون ہیں بابا رضی صاحب آپکا مزار شریف موضع کلاہ میں ہے۔ خواجہ پیر حیدر شاہ پناگوی مزار پناگ شریف مائی طوطی صاحبہ جاٹ فیملی سے آپکا تعلق تھا سائیں کملا بادشاہ کی مریدہ تھیں۔ 1940 ء میں وفات پائی موضع بنڈلی میں آپکا مزار ہے حضرت سید اکبر شاہ صاحب آپ کا مزار موضع بڑالی راولپنڈی روڈ پہ واقع ہے حضرت معصوم شاہ غازی حضرت پیر لکھی شاہ صاحب حضرت قبلہ بہار شاہ صاحب حضرت سائیں فیض بخش صاحب میاں قطب الدین قریشی صاحب حاجی بقا محمد صاحب حضرت زمان شاہ دلی صاحب میاں چراغ عالم صاحب حقانی بادشاہ موتیاں والی سرکار سائیں فتو بادشاہ

صاحب حضرت قاضی فتح اللہ رہتکی میر پوری۔حضرت قاضی محمد صادق صاحب مدظلہ ،دربار گلہار شریف اور قاضی محمد زاہد صاحب سجادہ نشین گلہار شریف کے والد محترم کا مقبرہ بھی ہے ۔حضرت پیرمشتاق محی الدین قادری جو پیر آفتاب حسین شاہ منڈی شریف کے فرزندار جمند جن کی وفات 1999ء میں ہوئی اور منڈی کوٹلی شہر میں دفن ہوئے۔ پیر مستان شاہ غازی بادشاہ بمقام فگوش جو بڑالی والی زیارت پیر کرمشاہ بادشاہ کے حقیقی بھائی ہیں جناب حضرت میاں محمد بخشؒ کھڑی شریف والے بمقام پنجن بالا میں اکثر قیام فرما کر عبادت و ریاضت کرتے تھے مصنف سیف الملوک بقول

،قبر میری جے پنجن ہوندی خلقت گلاں کر دی ،

،پر ڈاہڈے نال نہ زور محمد جند نمانی ڈردی،

ان اولیاء کرام نے دین اسلام کی شمع کو روشن کر کے ضلع کوٹلی میں اپنے فیض و برکات پھیلائے اللہ تعالیٰ ان بزرگان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنائیت فرمائے امین یہاں شہری دیگر سہولتوں کے ساتھ ساتھ نئی عمارتیں سرکاری وغیرہ سرکاری دفاتر قائم کئے گئے ہیں ضلع ہیڈ کواٹر کی صورت میں تمام افسران بالا اور کورٹس کی سہولتیں موجود ہیں جنکی وجہ سے عوام علاقہ کو حصول انصاف کے لیے دور نہیں جانا پڑتا محکمہ مال کے دفاتر اور ہائیکورٹز میں زیر سماعت مقدمات کی داد رسی کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں کوٹلی شہر سے پاکستان کے علاقہ راولپنڈی تک براستہ میر پور اور کوٹلی سے براستہ کہوٹہ راولپنڈی کو بھی ملایا گیا ہے کوٹلی شہر سے راولپنڈی براستہ کہوٹہ 135 کلو میٹر ہے جبکہ سہنسہ شہر تحصیل کا ہیڈ کواٹر ہے اور کوٹلی سے 35 کلومیٹر کے

فاصلہ پر واقع ہے اس شہر میں بھی تمام سہولتیں موجود ہیں یہ شہر سہنسہ کوٹلی پنڈی روڈ سے تھوڑا الگ ہے جسے بذریعہ سڑک ملادیا گیا ہے تقریباً 2 کلو میٹر مین روڈ سے دوری پر سہنسہ شہرآباد ہے۔

موضع گلہوٹیاں تحصیل سہنسہ کا منگرال راجپوت خاندان

بیان راجہ اقبال خان ولد نمبردار راجہ باز خان منگرال راجپوت موضع گلہوٹیاں تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں نے اپنے دادا نمبر دار راجہ محمد خان کو 112 سال کی عمر میں دیکھا میری عمر اس وقت 16 سال تھی۔(یہ معلومات مجھے اپنے دادا سے ملی ہوئی ہیں)

نمبردار راجہ محمد خان منگرال: آپ صرف دینی تعلیم رکھتے تھے آپ ڈوگرہ دور حکومت میں اپنے علاقہ کے نمبردار رہے آپکی زیر کاشت زمین تقریباً 300 کنال تھی زمینداری اور مال مویشی پالتے اور جملہ خرچ اخراجات آپکو زمینوں سے حاصل ہوجاتا تھا آپ ایک صاحب الرائے انسان تھے آپ بطور ثالث جرگہ پنچائیت میں فیصلے دیتے تھے جو لوگوں کو تسلیم کرنا پڑتے تھے سرکاری محکموں کے لوگ اگر اس علاقہ میں کسی کام کی غرض سے آتے تو آپ کے گھر قیام کرتے اور ہمیشہ آپ کی رائے کا احترام کرتے آپ نے زندگی بھر مظلوم کی حوصلہ افزائی کی حق گوئی اور بیباکی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اگر کسی کے پاس مالیہ کی رقم بروقت مہیا نہ ہوتی تو محکمہ مال میں خود جمع کروادیتے تھے۔آپ بڑے ہی متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ سدھن قبیلہ سے تھیں آپ نہایت درجہ کے صابر اور غربا

پرور خوش طبع مہمان نواز تھے جب تک کھانا نہ کھاتے کہ کوئی نہ کوئی مہمان نہ آتا
بڑے با اخلاق اور باکردار تھے مشکل اوقات میں بھی اپنی سفید پوشی بحال رکھکر
ہمیشہ ضرورت مند کی اعانت کی اس خاندان کے اکثر و بیشتر رشتے ناطے سدھن
قبیلہ کے ساتھ ہوتے رہے ہیں آپ غرباپروری میں بھی اپنی مثال آپ تھے آپ
سواری کے لیے گھوڑا استعمال کرتے تھے۔آپ کے چار فرزند ہوئے نمبردار راجہ باز
خان راجہ روڈا خان راجہ سرور خان راجہ گل داد خان آپ نے **112** سال کی عمر میں
1950 میں وفات پائی جبکہ اس عمر میں بھی آپ خاصے تندرست دکھائی دیتے تھے۔

حاجی راجہ باز خان منگرال والد محترم کے انتقال کے بعد نمبرداری کے
فرائض آپ نے سنبھالے آپکی ڈوگرہ دور کی چھ جماعت تعلیم تھی آپ جنگلات کے
ٹھکیداروں کیساتھ جو کہ یہاں سے لکڑی حکومت برطانیہ کو سپلائی کرتے تھے بطور منشی
کام کرتے تھے زرعی زمینوں سے سال بھر کے لئے غلہ پیدا ہو جاتا تھا مال مویشی
بھی بکثرت پال رکھے تھے زمینوں میں مکئی گندم اور چاول کی کاشت کرتے تھے جبکہ
آج کل گندم اور مکئی کی کاشت ہو رہی ہے آپ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ ہمیشہ نماز
تہجد کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ **1969**ء میں جبکہ مالی حالات درست ہو گئے تو
آپ نے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تیاری کی اور اسی سال حج بیت اللہ ادا
کرنے بعد واپس وطن لوٹے آپ نے پونا ستارا بمبئی میں بطور جیل داروغہ **20/22**
سال سروس بھی کی آپ نے اپنے پوتے راجہ حق نواز خان کو محکمہ مال آزاد کشمیر میں
بطور کلرک بھرتی ہونے کے موقع پر سختی سے یہ ہدایت کی بیٹا رشوت کا ایک پیسہ بھی
نہ لینا ورنہ میں تمہیں معاف نہ کروں گا آپ کی ہمیشہ سے یہی کوشش اور اولادوں
کوہدایت تھی کہ رزق حلال تلاش کرنا اور حرام خوری سے بچنا آپ نہایت ہی مدبر

اور با صلاحیت مضبوط جسم و جان کے مالک با اثر اور صاحب الرائے تھے جرگہ پنچائتیوں میں بڑی جرتمندی کے ساتھ فیصلہ دیتے تھے جو کہ ہر دو فریقین کے لئے موزوں اور قابل تسلیم ہوتا تھا آپ نے تحریک آزادی کے موقع پر بڑی اہم خدمات بھی انجام دیں آپ مالی طور پر بڑے مستحکم رہے آپ نے 119 سال کی عمر میں 1991ء میں وفات پائی سخاوت و مہمان نوازی آپ کو ورثہ میں ملی تھی اور ہر وقت آپ کے گھر میں لوگوں کا ایک تانتا لگا رہتا تھا علاقہ کے معاملات کو حل کرنے کے لئے اگر کوئی بھی سرکاری اہل کار آتا تو ہمیشہ آپ سے رائے لیتا اور آپ کے گھر میں ہی طعام و قیام کرتا تھا یہ گاؤں ایک ہموار میدان ہے گرمی قدرے زیادہ پڑتی ہے اور سہنسہ شہر کی مشرقی سمت میں واقع ہے ان کی ذاتی ملکیتی اراضیات بہت ہیں آپ نے بوقت نزع کلمہ حق کا ورد کرتے ہوئے جان دے دی جسمانی طور پر آپ مضبوط قدو جسم کے مالک تھے اور آخری ایام تک خود گھر سے باہر اور اندر آتے جاتے رہے ہمیشہ سادہ غذا پسند کرتے تھے اور آخری عمر کے حصہ میں بھی اپنے ہاتھ سے زمینداری کرتے رہے آپ کے پانچ فرزند ہوئے حوالدار راجہ سوار خان راجہ اقبال خان راجہ اکبرداد خان راجہ محمد لطیف خان نمبردار راجہ محمد عظیم خان۔

شہید حوالدار راجہ سوار خان منگرال: ڈوگرہ دور میں مڈل تعلیم پائی اور پونا ستارا بمبئی والد کے پاس چلے گئے جہاں آپ نے محکمہ پولیس میں بھرتی ہو کر تقریباً 17 سالہ سروس کو 1947ء میں خیر باد کہا جبکہ صوبیدار ولایت خان منگرال اور آپ کو ہندوستان میں بطور قیدی رکھا گیا تقریباً 7 سال بعد آپ دونوں کو قیدیوں کے تبادلہ میں رہائی ملی وطن واپس آئے اور چند دن گھر قیام کرنے کے بعد آپ اے کے آرمی میں بھرتی ہو گئے جب 1965ء کی جنگ شروع ہوئی تو آپ اس وقت حوالدار کے عہدہ پر فائز تھے اس جنگ میں آپ برموچ مورچہ میں مصروف جنگ

تھے آپ نے کئی بھارتی فوجیوں کو نشانہ بناتے ہوئے واصل جہنم کیا اس موقعہ پر آپ کے ساتھی حوالدار فضل حسین بھی تھے جو زخمی تھے راجہ سوار خان شہید نے ساتھی کے اسرار پر کہ مورچہ چھوڑ دیں یہ جواب دیا کہ جب تک اسلحہ لڑنے کے لئے موجود ہے تو میں لڑونگا اور جب ختم ہو گیا تو بھی دست اندازی کروں گا میں بھاگ کر پیٹھ پر گولی کھانا نہیں چاہتا چنانچہ جب گولیاں ختم ہو گئیں تو ان بھارتی ظالموں نے گھیراڈال کر راجہ صاحب کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تو ہاتھا پائی پر انہوں نے چند بھارتیوں کو زخمی کر دیا اس کے بعد وہ آپ کو بہت سارے مل کر پکڑنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر مقبوضہ علاقہ کے اندر لے جا کر ان ظالموں نے اس مرد مجاہد کو شہید کر دیا زخمی حوالدار فضل حسین پہلے ہی بچ کر کہیں دور سے دیکھتے رہے انہوں نے گاؤں واپس پہنچ کر خبر دی آپ کے دل و دماغ میں جذبہ حب الوطنی کے ساتھ ساتھ جذبہ شہادت بھی ایک عرصہ سے موجزن تھا جو اللہ تعالی نے منظور کر لیا۔ جب آپ کے قبلہ والد گرامی کے گھر میں لوگ جمع ہو کر اظہار تعزیت کرنے لگے اور کئی عرصہ تک لوگوں کا ایک ہجوم قریب اور دور سے آنے والوں کا لگا رہا تو آپ کے والد محترم نے اظہار افسوس کرنے والوں سے بارہا مخاطب ہو کر یہی کہا کہ مجھے تو بیٹے کی شہادت پر خوشی ہے اس عارضی زندگی کے بدلہ میں اسے اللہ تعالی نے ابدی زندگی عطا کر دی ہے دوسرا مجھے اس بات پر بھی خوشی ہے کہ میرے خون کا قطرہ بھی رب العزت نے اپنے دین برحق کے لئے قبول کرلیا آپ نہایت ہی خود دار باکردار و باعزم اور جرئتمند تھے۔آپ نے نکیال سیکٹر کے برموچ مورچہ میں بتاریخ 3-11-65 کو شہادت پائی آپ کا جسد مبارک بھارتیوں نے واپس نہیں کیا آپ بہت ہی مذہبی متقی و پرہیز گار انسان تھے آپ کو دینی کتب کا ازحد شوق رہتا اور ہمیشہ مطالعہ کرتے تھے آپ نے بمبئی سے بہت سی

دینی کتابیں لائیں تھیں آپ کے تین فرزند ہوئے ہیں راجہ امداد خان راجہ حق نواز خان راجہ ربنواز خان آپ خوش اخلاق ہردلعزیز اور صاحب الرائے انسان تھے،،

راجہ امداد خان منگرال گلوٹیاں: آپ کی تاریخ پیدائش1954 ء ہے ابتدائی تعلیم کے بعد آپ اپنے وطن عزیز سے دور ملک انگلینڈ چلے گئے جہاں آپ محو کاروبار رہ کر اپنے ملک کے لئے زرمبادلہ میں اضافہ کر رہے ہیں راقم کی ملاقات ان کے گھر پر ہوئی 22جولائی 2001ء کا دن ہے آپ نے انگلینڈ میں شہریت حاصل کرنے کے بعد ذاتی رہائش گاہ بھی تعمیر کروائی ہے اور آپ کے بچے وہاں انگلینڈ میں ہی زیر تعلیم ہیں آپ 1968ء سے انگلینڈ میں ذاتی کاروبار کرتے ہیں آپکو اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی ہے اور اسے آپ نے بہت سراہتے ہوئے بہترین کاوش قرار دیا ہے آپ نیک طبع صاف گو ،باعزم و باکردار انسان ہیں اپنے محترم بزرگوں کے کردار کو اجاگر کرنے پر راقم کو بہت ہی حوصلہ افزائی کے ساتھ مالی تعاون کا بھی یقین دلایا جو کہ تاریخ پر آنے والے اخراجات میں بطور یادگار رہے گا آپ اباؤ اجداد کی طرح بے مثال مہمان نواز بھی ہیں اللہ تعالی نے اسی وجہ سے آپکو مالی طور پر خودکفیل بنایا ہے آپ کا انداز گفتگو بہت ہی مہذب ہے آپکی عمر اس وقت 46سال ہے آپ کے دو بیٹے ہیں راجہ شراکت خان اور راجہ مصور خان جو کہ انگلینڈ میں زیر تعلیم ہیں ۔

سپریم کمانڈر راجہ حق نواز خان منگرال راجپوت

آپ موضع گلھوٹیاں تحصیل سہنسہ کے شہید راجہ سوار خان کے گھر یکم نومبر 1959ء میں پیدا ہوئے 1965ء میں گورنمنٹ ہائی سکول سہنسہ میں داخلہ لیا

اور یہیں سے میٹرک کا امتحان 1976ء میں پاس کیا اور حصول روزگار کے لیے ایران چلے گئے 78ء 1979ء تک ایران میں رہے اسی دوران کراچی بھی گئے کچھ عرصہ تک گھریلو زندگی اور گاڑیوں کی خرید و فروخت بھی کرتے رہے ایک سال تک دوبئی بھی رہے آپ نے ایک سال تک محکمہ تعلیم میں درس و تدریس کی خدمات بھی انجام دیں۔1986ء میں آزاد کشمیر کے محکمہ مال میں بطور کلرک بھرتی ہوئے تو دادا نے یتیم پوتے کو بڑی شفقت سے نصیحت کی کہ بیٹا رشوت اور حرام نہ کھانا ورنہ تماری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی اور اگر شکایت مل گئی تو میں بھی اس پر سخت نوٹس لوں گا اس سے قبل کہ آپ تنظیم میں شامل ہو گئے تھے جسکی پاداش میں آپکو محکمہ مال سے 1996ء میں برطرف کر دیا گیا۔پھر آپ نے باضابطہ طور پر اس تنظیم میں اپنی خدمات کو اجاگر کئے رکھا آپکو جذبہ جہاد والد کی شہادت کے بعد دل میں موجزن تھا آپ بھارتی مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے دن رات سرگرم عمل ہیں اور والد کی شہادت کا ان بھارتیوں سے انتقامی جذبہ رکھتے ہیں بلکہ آپ کبھی کبھی ان تمام شہیدوں کا بدلہ لینے کی بات کرتے ہیں جو مادر وطن کی آزادی کے لیے اپنا خون دے چکے ہیں آپ ان بھارتی غاصبوں کے لیے بڑے سخت عزائم دل میں چھپائے ہوئے جذبہ جہاد سے لبریز ہیں بڑے عظیم المرتبہ ہیں اور عظیم ذمہ داری اٹھائے ہوئے پورے جموں کشمیر نیشنل لبریشن آرمی کے انچارج ہیں اپنے مجاہدوں کو بیٹوں کیطرح پیار و شفقت دیتے ہیں کشمیری قوم و وطن کے لیے درد دل رکھتے ہیں شاید اللہ تعالی کو یوں ہی خدمت کا فریضہ آپکو تفویض کرنا مقصود تھا کہ پہلی عمر

میں ہر مقام پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور چلتے چلتے اس فریضہ جہاد کو آگے بڑھانے اور جہد مسلسل کو رواں دواں رکھنے کے لیے لا کر اس مقام پر تعینات کر دیا آپ بلا تفریق تنظیم اور پوری کشمیری قوم کے نوجوانوں سے ایک پیار اور محبت رکھتے ہیں جسکی وجہ سے آپکو لوگ بزرگ کہتے ہیں آپ مہمان نواز بھی اس درجہ کے ہیں کہ آپکا خلوص اور مہمان نوازی کی کہیں مثال نہیں ملتی آپکو اپنے قبیلہ منگرال پر لکھی جانے والی تاریخ سے بڑھکر کشمیری قوم و وطن سے دلچسپی ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے کیونکہ ہم اس وقت تک غلام ہی ہیں جب تک اپنے مظلوم بھائیوں بہنوں کو ہندوستان کے چنگل سے چھوڑا نہ لیں کیونکہ ہمارا اور ان کا صرف ایک رشتہ نہیں بلکہ کئی رشتے ہیں کلمہ ایک قران ایک نبی ﷺ ایک ،ملت ایک ،قوم ایک ،ہزاروں رشتے بھی ہیں ایمان کا تقاضا بھی ہے کہ ان کی تکالیف کو ہم اپنی تکالیف سمجھ کر ان کی آزادی کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دیں تو حق ادا ہو گا راجہ حق نواز خان مضبوط ایمان کے ساتھ ساتھ مضبوط جسم و جان ،جرتمند،نڈر ،باکردار و باعمل اور با اخلاق ، صاحب الرائے ملکی تاریخ سے بڑی مہارت رکھتے ہیں آپ جامعہ صفات متقی و پرہیزگار اور درویشانہ مزاج و باکردار رہیں آپکے ایک ہی فرزند راجہ طارق علی خان ہیں جو ایام کمسنی میں ہی انگلینڈ چلے گئے تھے وہاں ہی تعلیم پا کر اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں خوش اخلاق ،باکردار ،نوجوان ہیں ۔جبکہ راجہ حق نواز خان کے چھوٹے بردار راجہ رب نواز خان مڈل تعلیم پانے کے بعد آجکل سہنسہ شہر میں موٹر ورکشاپ کے مالک ہیں خوددار ملنسار ہیں ۔

الحاج راجہ اقبال خان منگرال: آپ نمبر دار راجہ باز خان گلہوٹیاں کے گھر 1931ء میں پیدا ہوئے تعلیم القران پائی ابتدائی ایام زندگی زمینداری و زمینوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ والد اور بڑے بھائی کی لمبی سروس کی وجہ سے گھر میں رشتہ داری و برادری کے ساتھ وابستہ رہے آپ اپنے نقطہ نظر سے بڑے مذہبی اور شائستہ انسان ہیں گھریلو ایام زندگی میں قدرے بزنس بھی کرتے رہے ۔1961ء میں جبکہ آپکی گھریلو ذمہ داریوں سے جان بخشی ہوئی تو انگلینڈ بسلسلہ حصول روزگار کے لیے راہی سفر ہوئے انگلینڈ پہنچ کر آپکو ایک فیکٹری میں سروس مل گئی آپ نے اچھے ذمہ دارانہ انداز میں اپنے فرائض کو نبھاتے ہوئے 23سال کے بعد انگلینڈ میں پینشن پائی اور جنوری 2001ء میں وطن واپس آگئے وہاں آپ کے بیٹے و قرابتدار مقیم ہیں آپ نے وہاں انگلینڈ میں شہریت پانے کے بعد ذاتی مکان بھی بنوالیا تھا آپ کو دومرتبہ فریضہ حج کی ادائیگی کا موقعہ بھی ملا آپ علوم احادیث و فقہہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں اسی وجہ سے تقریبا ہر بات و عمل پر احادیث نبوی ﷺ کا حوالہ آپکی نوک زبان رہتا ہے والد اور دادا کیطرح علاقہ و برداری میں بڑے با اثر ہیں لوگ بلا تفریق اپنے پرائے نہایت ادب و احترام سے پیش آتے ہیں آپکا پہلے پہل انگلینڈ جانا دیگر قرابتداروں کے انگلینڈ پہنچنے کا سبب بھی بنا یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ آپکے کئی قرابتدار عزیز آج انگلینڈ میں اپنے ملک و قوم کے لیے سرمایہ کاری کر رہے ہیں آپکو اپنی قومی تاریخی روایات اپنے دادا سے سنی سنائی آج تک یاد ہیں کیونکہ آپکو تاریخ سے بے حد دلچسپی بھی ہے آپ متقی و پرہیزگار اور سفید ریش

انسان ہیں صاحب الرائے ،با کردار ،مہمان نو از ہیں دو سروں کے دکھ درد میں جانی مالی مدد کر تے ہیں اللہ تعا لی نے آپکو بہت کچھ دے رکھا ہے تحر یک آزادی کے حو الہ جات سے بھی راقم کو روشنا س کیا اور اپنے مو روت اعلی راجہ سہنسپا ل کے دور کے واقعہ بھی آپکی نو ک زبا ن ہیں آپ مہمان کی اتنی آؤ بھگت کر تے ہیں کہ خو د کھڑ ے کھڑے اس کی آسائش کے لئے سہولت فراہم کر تے ہیں راجہ سہنس پا ل کی سو انعمر ی کے حو الہ جات میں آپکی تاریخی روایا ت ضبط تحریر ہیں آپکے چار فرزند ہوئے ہیں ،راجہ عزیز خان ،راجہ ظفر اقبا ل ،راجہ نسیم اقبا ل ، راجہ خا لد محمود خان ،۔

راجہ عزیز خان :۔آپ ایام کمسنی میں والد بزرگ وار الحا ج راجہ اقبا ل خان کے سا تھ انگلینڈ چلے گئے تھے وہا ں رہ کہ میٹر ک تک تعلیم حا صل کی اور جو ان ہو ئے تو فیکٹر ی میں ہی ملازمت اختیا ر کی فیکٹری سے فا رغ ہو نے کے بعد آجکل ذاتی کاروبار کر رہے ہیں خو ش اخلا ق و ملنسار ہیں ابا ؤ اجداد کی روایا ت کو قا ئم کئے ہو ئے مہمان نوازی میں اپنی مثا ل نہیں رکھتے اور نگلینڈ میں مقیم ہیں ۔راجہ ظفر اقبا ل خان مڈل کر نے کے بعد سو ل رو زگار کر تے ہیں ۔زمینداری سے بھی اچھا لگاؤ ہے۔

راجہ خا لد محمو د خان :۔ آپ نے بھی تعلیم انگلینڈ میں حا صل کی اور فیکٹر ی میں ملازمت کر تے ہیں اس خاندان کے خو اتین و حضرات جو انگلینڈ میں رہتے ہیں ان کی تعداد تقر یباً 40 نفوس پر مشتمل ہے ۔

راجہ نسیم اقبال خان :۔ آپ زمینداری کے علاوہ ٹرانسپورٹر ہیں ۔آپ خوش اخلاق اور ملنسار انسان ہیں ۔

(ر)لانس نائیک راجہ اکبر داد خان منگرال:۔ آپ نمبر دار راجہ باز خان کے گھر بمقام گلہوٹیاں میں پیدا ہوئے تعلیم القران و دینی تعلیمات رکھتے ہیں لکھے پڑھے ہیں 1947 کے تحریک آزادی کے موقعہ پر اپنے اباؤ اجداد کا پیشہ سپہ گری کو کرنل محمود خان منگرال کی تجویز کنندہ دس بٹالین میں شامل ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچایا آپ تحریک آزادی کے موقع پر سریا محاذ پر مورچہ زن ہوئے اور دادشجاعت کے صلہ میں تمغہ خدمت پایا متلاسی پہاڑی پر مورچہ زن بھارتی غاصبوں سے اسے آزاد کرایا۔اس کی فتح پانے کے بعد آپ نوشہرہ پہنچے جسے فتح کر لیا دس دنوں کے بعد دشمن کی فوج نے پھر ہتھیاروں سے لیس ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا ۔نوشہرہ تحصیل راجوری میں آتا ہے 1965ء کے جنگ کے موقع پر کمانڈو کے طور پر آپ نے اس خونی لکیر کو دوبارہ پار کیا گجن پہاڑی کے ایریا میں چلے گئے اور کمانڈو ایکشن کو بروئے کار لاتے ہوئے دشمن کو بھاری جانی مالی نقصان پہنچایا بھمبر گلی اور جڑانوالی گلی کے معرکہ میں کانوائی پر ایکشن کر کے 22 فوجی گاڑیوں کو خاک کر دیا ۔ آپ نے اس دفعہ 4 ماہ کا عرصہ مقبوضہ کشمیر کے علاقوں میں گزارا اور وطن واپس آگئے اس دوران جبری پوسٹ پر آپ دو ساتھی تھے دوسرے راجہ شیر علی خان تھے ان دونوں کے بڑے گہرے تعلقات دوستانہ بھی تھے ایک دن راجہ شیر علی خان نے کہا کہ دوست آج ایک معاہدہ کرتے ہیں راجہ اکبر داد خان نے پوچھا بولو کیا ہے تو راجہ شیر علی

خان نے کہا کہ ہم دونوں محو جنگ ہیں اگر ہم میں سے ایک ساتھی شہید ہو جائے تو دوسرا اسے دشمن کے علاقہ سے معہ اسلحہ کے اپنی حدود تک پہنچانے کا پابند ہو گا ہم دونوں نے اس پر وعدہ کیا خدا کا کرنا یوں ہوا کہ راجہ شیر علی خان شہید ہو گئے اور میں انہیں اور ان کی رائفل اور اپنی رائفل رات کے اندھیرے میں کندھوں پر اٹھائے واپس آرہا تھا کہ کچھ ہی فاصلہ طے کیا تو ایک آواز سنائی دی تو پتہ چلا کہ ہمارا ساتھی ہے سات میل باڈر سے اندر یہ واقعہ پیش آیا تھا تو ہم دونوں نے راجہ شیر علی کے جسدکو باری باری اٹھایا پہلے نکیال آئے اور پھر کوٹلی پہنچایا آپ 1966ء میں 19 سالہ سروس کے بعد بہ عہدہ لانس نائیک ریٹائرڈ آئے آپ خود دار نڈر، جرتمند اور با اخلاق شخصیت کے مالک ہیں آپ نیک سیرت، شریف النفس، متقی و پرہیز گار ہیں آپ کے دو فرزند راجہ صابر خان اور اسد محمود خان ہیں اول الذکر جو کہ محکمہ زکوۃ میں ملازمت کرتے ہیں جبکہ اسد محمود خان ذاتی کاروبار کرتے ہیں۔ صابر خان کے ایک ہی فرزند راجہ قیس خان زیر پرورش ہیں۔

حاجی راجہ محمد لطیف خان منگرال:۔ آپ نمبر دار راجہ بازخان کے گھر میں گلہوٹیاں کے مقام پر پیدا ہوئے آپکی تعلیم میٹرک ہے مگر بہت ہی ذہانت کے مالک اور شائستہ انسان ہیں۔ آپ 1965ء میں لندن چلے گئے جہاں کچھ عرصہ تک مزید تعلیم حاصل کی اور آجکل بزنس کرتے ہیں ذاتی رہائش گاہ میں رہائش پذیر ہیں آپ سیاسی بصیرت بھی رکھتے ہیں آزاد کشمیر کی سیاسی جماعت مسلم کانفرنس کے برطانیہ میں صدر ہیں آپکا تعلق مسلم کانفرنس کی اعلی شخصیات

کے ساتھ رہتا ہے آپ نے حج بھی ادا کیا ہوا ہے آپکا حلقہ دوستانہ بہت ہی وسیع ہے آپ ہنس مکھ خوش اخلاق ،نیک سیرت انسان ہیں آپکے پانچ فرزندوں میں سے راجہ عابد خان والد کے ساتھ بزنس میں ہاتھ بٹاتے ہیں جبکہ واجد خان عناب خان،شہباز خان وہاں انگلینڈ میں زیر تعلیم ہیں۔

نمبر دارراجہ محمد عظیم خان منگرال :۔ آپکی تعلیم انڈر میٹرک ہے آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد بزنس شروع کیا ایک سال تک آپ نے سعودیہ میں ملازمت بھی کی تھی اور آجکل بزنس سے ہی وابستہ ہیں آپ مسلم کانفرنس گاؤں گلھوٹیاں کے چیف آرگنائیزر رہیں آپ سیاسی بصیرت رکھتے ہیں اور سماجی کارکن بھی ہیں آپ نہایت ہی مہذب شائستہ اور شریف النفس انسان ہیں آپ اپنی قومی تاریخ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں بہت ہی خوش اخلاق ہیں آپ موضع سائینلہ تک راقم کو ہمراہ لیکر اپنے بزرگان کی زیارت پر گئے آپ اچھے سمجھداراور سلیقہ شعار بھی ہیں اپنی قومی تاریخ کی تالیف پر آنے والے اخراجات میں مالی تعاون کی بھی یقین دہانی کرائی آپکے دو فرزند راجہ اظہر عظیم میٹرک میں اور حسنین بھی میٹرک میں زیر تعلیم ہیں ۔

راجہ روڈا خان منگرال :۔ آپ برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر جرمن جاپان ، جنگ میں شامل رہے بڑے جرتمند اور نڈر انسان تھے آپ کے چار فرزند ہیں :۔راجہ فتح دادخان ، راجہ میرزمان خان،راجہ محمد عارف خان ،راجہ محمدالطاف خان ۔

راجہ فتح داد خان منگرال :۔ آپ کراچی میں سول ملازمت و بزنس وغیرہ

سے وابستہ رہے ہیں آپ کو زمینداری میں بھی مہارت ہے، با جرت و با کردار انسان ہیں شہید راجہ محمد اشفاق عاصم آپکے بڑے فرزند تھے جو کہ میٹرک کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہو گئے اوردوران سروس آپ نے ایف اے کیا ساڑھے سات سال کے بعد آپکو جذبہ جہاد اتنا پیدا ہوا کہ آپ فوج سے نائٹ پاس لیکر گھر آگئے اور ایک دو دن گھر رہنے کے بعد لبریشن فرنٹ کی زیر قیادت مقبوضہ کشمیر چلے گئے اور تین ماہ چار دن تک معرکوں میں حصہ لینے کے بعد راجوری میں 14-12-98 کو آپ نے جام شہادت نوش کر لیا اور خالق حقیقی سے جا ملے اور مقبوضہ کشمیر میں ہی دفن ہوئے۔

راجہ گلنواز خان :۔ آپ 3-9-85 میں راجہ فتح داد خان کے گھر میں موضع گلہوٹیاں میں، پیدا ہوئے آپ سہنسہ شہر کے ہائی سکول میں زیرتعلیم رہے سال 2001ء میں میٹرک سائنس میں 664 نمبرلیکر پاس کر چکے ہیں اور مزید حصول تعلیم کی خواہش رکھتے ہیں۔آپکو اپنی قومی تاریخ سے بہت ہی دلچسپی ہے۔یہ پورا خاندان بڑے بااخلاق مہمان نواز باادب و نیک سیرت ہیں آپ سے بڑے دو بھائی اور بھی ہیں جن کے نام یہ ہیں راجہ اشتیاق خان اور راجہ امجد خان یہ دونوں بھائی بھی اچھے خوبصورت جوان ہیں اور آباؤاجداد کی طرح با وصف ہیں۔

قبیلہ منگرال راجپوت نکرفتوٹ تحصیل وضلع مظفرآباد

راجہ حاجی خان کابیٹاراجہ بوپوخان راجہ پاورخان کا بیٹامحمدعظیم کا بیٹاکرڑخان کا بیٹا راجہ پیر بخش خان کے دو بیٹے ہوئے۔راجہ سالت خان اورراجہ الف خان راجہ الف خان کے بارے میں پرانے شجرہ پر درج ہے کہ انکی اولادپوٹھہ سہنہ مری میں

ہے۔ بلکہ سالت خان کے دو فرزند ہوئے راجہ نورمحمد خان کی اوراولادیں موضع مشتمبہ تحصیل و ضلع مظفرآباد میں آباد ہیں جنکا آگے چل کر ذکر آئیگا۔ راجہ سالت خان کے دوسرے بیٹے کا نام راجہ فتح محمد خان تھا۔جن کے تین فرزند ہوئے جاناں خان،خاناں خان لاولد ہوئے اور راجہ علی محمد خان راجہ جاناں خان اور راجہ علی محمد خان کی اولادیں چلیں۔یہاں اس خاندان کے ناموارفراد کی سوانعمریاں درج کی گئی ہیں بقیہ مکمل نام حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

یہ خاندان جسکا نسبی تعلق منگرال راجپوت خاندان سے ہے نقل شجرہ نسب موصولہ محمد اشرف خان منگرال کے پاس محفوظ ہے اس خاندان کی آبادیاں تین مواضعات میں ہیں نکر فتوٹ، پڑہوٹ، میرہ مشتمبہ تحصیل و ضلع مظفرآباد آزادکشمیر شجرہ اور روایات کے مطابق راجہ سالت خان منگرال علاقہ تھکیالہ سابقہ ضلع میرپور سے نقل مکانی کر کے زمانہ آپ راجی میں گاؤں مشتمبہ آ کر آباد ہوئے اور ایک وسیع رقبہ ویرانہ سے خود رو درخت جھاڑیاں کاٹ کر اسے اپنے تصرف میں لائے مال مویشی پالے اور زراعت کاری پر اپنا گزر بسر کرتے رہے ان کے بعد ان کی نسلیں آگے بڑھتی گئیں اور متذکرہ بالا تین گاؤں میں اپنی رہائشیں قائم کر لیں موجودہ وقت تک ان کے ۲۲ یا ۲۴ گھر تینوں دیہاتوں میں ہیں اس خاندان کو زمانہ ابتداء ہی سے دینی علوم سے اچھا لگاؤ رہا یہ لوگ پابند صوم و صلوۃ اور محنتی جفاکش لوگ ہیں زمانہ حال کی نسلیں سول بلڈنگ ورکس میں ٹھیکیداری کرتی ہیں اور پیشہ زراعت کو بھی اپنائے ہوئے ہیں زمانہ حال کی نوجوان نسل کا تعلیم کی طرف اچھا رجحان ہے اور بڑے بوڑھے بھی خواندہ ہیں اس خاندان کا ناطہ رشتہ قریشی ،ہاشمی ،تیزیال ،راجپوت

خاندانوں کے ساتھ عرصہ دراز سے چلا آرہا ہے ان کا یہ گاؤں موضع کوٹ تراہلہ کے سامنے والی پہاڑی پر واقع ہے رنگلہ سے ایک سڑک الگ ہو کر ان کے مکانات تک پہنچتی ہے ۔یہ خاندان سخاوت و مہمان نوازی میں آباؤاجداد سے نامور چلا آرہا ہے اچھے طاقتور اور دراز قد کاٹھ کے مالک ہیں ان کے سابقہ لوگ جرگہ پنچائت میں بطور ثالث کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

راجہ سید اکبر خان منگرال :آپ راجہ عالمدین خان کے بیٹے ہیں آپ ایام جوانی کو پہنچے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے ۔ 4/5سالہ خدمات کے بعد تحریک آزادی کشمیر1947ء میں واپس آکر پاکستان آرمی میں 15بلوچ رجمنٹ کو اپنی خدمات پیش کیں۔دوران جنگ آزادی داد شجاعت پائی 18سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ ہوئے آپ نڈر بہادر اور نہایت غیرتمند انسان ہیں ۔

ریٹائرڈ حوالدار محمد عزیز خان منگرال :۔ آپ راجہ نصر الدین خان منگرال کے فرزند ہیں آپ گاؤں پڑہوٹ میں رہائش پذیر ہیں آپ نے سابقہ دور میں مڈل تعلیم پائی اور 7AKمیں 1964ء میں بھرتی ہو گئے 1965ء کے پاک بھارت جنگ میں چاند ٹیکری پر مورچہ زن رہے ۔1971 کی جنگ میں بھی چاند ٹیکری کے محاذ پر ہی داد شجاعت پائی آپکو 5 تمغہ جات حکام اعلی سے احسن کارکردگی کے صلہ میں ملے ۔آپ 1984ء میں حوالدار ریٹائرڈ آئے اور گھر واپسی پر ٹیلرنگ کی دوکان اور زمینداری کرتے ہیں ۔آپ نہایت باشعور نڈر خوش گفتار اور اعلی کردار کے مالک ہیں قومی تاریخ کے لیے راقم کے معاون

اور روایات فراہم کرنیوالوں میں ہیں ۔آپکے دو فرزند ہیں عبدالحمید خان جو میٹرک کے بعد سول کاروبار کرتے ہیں جبکہ محمد جمیل مڈل کرنے کے بعد سول کاروبار اور زمینداری کرتے ہیں ۔

راجہ محمد مسکین خان :۔ آپ راجہ عبدالرحیم خان کے فرزند ہیں آپ میٹرک پاس کرنیکے بعد اے کے آرمی میں بھرتی ہو گئے اور تا حال حاضر سروس ہیں خوش اخلاق اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں ۔

راجہ محمد امین خان :۔ آپ راجہ عبد الکریم خان کے فرزند ہیں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر اے کے آرمی کو اپنی خدمات پیش کیں۔آپ حاضر سروس ہیں خودار اور بیباک نوجوان ہیں ۔

خاندان منگرال راجپوت مشتمبہ (تحصیل مظفر آباد)

اس خاندان کا تفصیلاً ذکر حصہ شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں اہم شخصیات کی سوانح عمریاں یہاں نوٹ کی گئی ہیں اس خاندلن کا شجرہ راجہ نو محمد خان ولد راجہ سالت خان سے چلا ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں درج ہے۔

ڈاکٹر راجہ محمد صادق ضیاء منگرال: آپ راجہ کالاخان کے گھر میں بمقام مشتمبہ مورخہ 6 مارچ 1947ء میں پیدا ہوئے آپ نے میٹرک پاس کرنیکے بعد واہ فیکٹری میں سروس اختیار کی دو سال بعد آپ نے 1967ء میں سروس کو خیر آباد کہا دوران سروس آپ نے ایف اے کر لیا تھا واہ فیکٹری سے مستعفی ہونے کے بعد محکمہ تعلیم آزادکشمیر میں بھرتی ہو گئے آپ نے مختلف سکولز میں درس

و تدریس 28 سال تک کی اور گلے کی خرابی آواز کے پیش نظر آپکو میڈیکل بورڈ پر ریٹائرڈ کیا گیا اس کے بعد آپ نے ہومیو پیتھی میں چار سالہ کورس ڈی ایچ ایم ایس راولپنڈی نیشنل ہومیو پیتھک میڈیکل کالج سے پاس کیا سند حاصل کی آجکل آپ اپنے گاؤں میں ذاتی کلینک چلا رہے ہیں گاؤں کے علاوہ آپ نواب آباد واہ فیکٹری میں بھی ذاتی رہائش رکھتے ہیں آپ کو اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی اور معلومات بھی ہے آپ نے بھی اباؤ اجداد سے سنی سنائی روایات راقم کو ضبط تحریر کے لیے فراہم کیں آپ خوش اخلاق مہذب اور علاقہ برداری میں بڑے با اثر ہیں متقی اور پرہیز گار اور اچھے مذہبی انسان ہیں دینی کتب کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے ہیں آپ کے پانچ فرزند ہیں راجہ ساجد ضیاء ،راجہ عبد الواجد ،ثاقب ضیاء ،بشارت محمود ،عبد الماجد آپ بڑے غیور طبع ہیں۔

راجہ ساجد ضیاء: آپ راجہ صادق ضیاء کے فرزند ہیں میٹرک معہ سائنس پاس کرنے کے بعد تین سالہ الیکٹریکل انجینئرنگ کا کورس کر چکے ہیں بڑے بااخلاق اور ملنسار نوجوان ہیں اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

راجہ عبدالواجد: آپ راجہ صادق ضیاء منگرال کے فرزند ہیں آپ نے میٹرک کرنے کے بعد ایئر کنڈیشن میں ڈپلومہ کیا ہوا ہے جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی مختلف درجات میں زیر تعلیم ہیں۔

راجہ محمد اشفاق خان: آپ راجہ کالا خان کے فرزند ہیں آپ نے میٹرک معہ سائنس کا امتحان پاس کیا اور محکمہ مال میں اعزازی طور پر پٹواری کا کام کرتے ہیں۔آپ کو اپنی قومی تاریخ سے اچھا تجسس ہے آپ غیور الطبع خوش

اخلاق و ملنسار انسان ہیں۔

راجہ محمد شفیع خان : آپ راجہ ستار محمد خان کے فرزند ہیں آپ نے ڈوگرہ دور میں پرائمری کا امتحان پاس کیا اور ای ایم ای 502 ورکشاپ میں بھرتی ہو گئے ۔سروس مکمل کرنے کے بعد ریٹائرڈ ہو کر آئے ۔دوران سروس ہی آپ نے ٹینچ بھاٹہ میں ذاتی مکان بنوا کر رہائش اختیار کر لی تھی کیونکہ آپ نے ٹینچ بھاٹہ میں سے ہی شادی بھی کر رکھی تھی بعد ازاں آپ نے 63 سال کی عمر میں وفات پائی آپ مستقل مزاج اور نیک سیرت انسان تھے آپکے پانچ فرزند ہوئے ،راجہ محمد رفیق ،راجہ مشتاق احمد ،راجہ اشفاق احمد،راجہ اعجاز احمد ،راجہ ممتاز احمد محمد شفیع خان نے 1994ء میں اہلیہ سمیت حج ادا کیا 14 مارچ 1995ء میں وفات پائی۔

الحاج راجہ مشتاق احمد: آپ گاڑیوں کے ماہر کاریگر ہیں اور سعودیہ میں تقریباً دس سال سے ذاتی کاروبار کرتے ہیں پابند صوم و صلوۃ ہیں آپ کو متعدد بار فریضہ حج کی ادائیگی کا شرف نصیب ہوا ۔آپ نہایت ہی مہذب اورخود دار انسان ہیں جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی حاجی راجہ اشفاق احمد بھی بڑے بھائی کے ہمراہ سعودیہ میں کام کر رہے ہیں حاجی راجہ اعجازاحمد بھی سعودیہ میں ہی کاروبار کرتے ہیں جبکہ آپ کے چھوٹے برادر راجہ امتیازاحمد خان راولپنڈی میں ہی الیکٹریکل ورکشاپ چلا رہے ہیں یہ بھائی ٹینچ بھاٹہ میں ہی مقیم ہیں۔

راجہ نجیب خان : آپ راجہ نورعلی خان کے فرزند ہیں آپ سول ورکس میں ٹھیکداری کرتے ہیں صاف گو ،مدبر ،غیور انسان ہیں مالی طور پر مستحکم ہیں آپکے

فرزند راجہ ربنواز خان مظفر آباد یونیورسٹی میں بی ایس سی کے طالب علم ہیں نہائت ہی ذہین انسان اور خوش مزاج نوجوان ہیں۔

حاجی راجہ محمد ابرار خان: آپ سعودیہ میں تقریباً چھ سال سے سول ملازمت کر رہے ہیں آپ کے تیسرے بھائی راجہ سجاد حسین خان بھی سعودیہ میں ملازمت کرتے ہیں یہ خاندان مجموعی طور پر اچھا دیندار، پابند صوم وصلوۃ اور زراعت کاری میں اکثریت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔اوران کی تقریباً سوکنال اراضی ذاتی ملکیت ہے اس گاؤں کا نام مشتمبہ بشمول کھیالہ ہے جو کہ چکار روڈ سے نچلی طرف واقعہ ہے رنگلہ سے یہ سڑک چکار جاتی ہے۔یہ خاندان آباؤ اجداد سے جرتمند، نڈر مہمان نواز ہیں اس خاندان منگرال راجپوت کا ناطہ رشتہ قریشی، ہاشمی، اعوان تیزیال راجپوت سے ہوتا ہے۔

راجہ حفیظ اللہ خان آپ بھی موضع فگوش میں رہائش پزیر تھے۔آپ اپنے علاقہ و برادری میں بہت مشہور اور نمایاں تھے۔صاف گوئی و بیبا کی آپ کی صفات اول تھیں۔ متقی و پرہیز گاری اور خوش آواز و گفتار تھے۔آذان بڑی خوش آواز میں دیا کرتے تھے۔ آپ کی بڑی بلند آواز تھی۔آپ انتہائی بے خوف و نڈر شخصیت کے مالک تھے۔ اور اپنے ماموں راجہ منشی دوست محمد خان کے دست راست تھے۔آپ کے چار بیٹے تھے۔ جبکہ آپ کے بڑے فرزند راجہ محمد اکبر خان نامی نے ایام جوانعمری میں لاولد وفات پائی آپ کے تین بیٹے راجہ میر اکبر خان، راجہ محمد اکرم خان، راجہ محمد عظیم خان زندہ اور صاحب اولاد ہیں۔

راجہ میر اکبر خان آپ 1949ء میں آزاد فوج میں بھرتی ہوئے جو بالاخر

1978ء میں بہ عہدہ صوبیدار ریٹائرڈ آئے۔اپنے پیشہ میں بہت مشہور و معروف رہے۔1965ء کے پاک بھارت جنگ کے موقع پر گوریلا فورس کو ہمراہ لیکر راجوری مقبوضہ کشمیر کے مقام پر بھارتی فوجیوں سے اپنی بہادری کا لوہا منوا چکے ہیں۔1971ء کی جنگ میں بھی شامل رہے اور کھوئی رٹہ و تتہ پانی کے محاذوں پر داد شجاعت پائی۔

راجگان ،بڑالی ،(فگوش)تحصیل کوٹلی

اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان منگر ال : آپ راجہ حفیظ اللہ خان کے گھر میں 15فروری 1942ء گاؤں فگوش میں پیدا ہوئے۔ آپ بھائیوں میں چھوٹے ہیں آپ نے پانچویں جماعت کا امتحان موضع کرتی کے پرائمری سکول سے پاس کیا اور سال 1955ء میں کوٹلی ہائی سکول میں داخلہ لے کر تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اس زمانہ میں تحصیل کوٹلی میں صرف دو ہائی سکول تھے ہائی سکول کوٹلی اور ہائی سکول کھوئی رٹہ باقی پرائمری و مڈل سکول تھے ۔اسطرح آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی سے 1960ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔پھر میر پور کالج میں داخلہ لیکر مزید تعلیم حاصل کرنے کی تیاری کی کہ والدمحترم کی اچانک بیماری کی وجہ سے داخلہ نہ لے سکے ۔جبکہ 1961ء میں والدمحترم کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا ۔ والد کی وفات کے بعد آپ نے محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر ایک سال تک موضع پلاھل کلاں راجگان ہائی سکول میں فرائض انجام دیئے ۔ 1962ء میں محکمہ تعلیم سے مستعفی ہو کر محکمہ مال آزاد کشمیر میں بطور ناظر تحصیل کوٹلی اپنے فرائض سنبھال لئے ۔ آپ 1962ء سے 1977ء تک بطور سنئیر کلرک بطور ڈسٹرکٹ ریونیو اکاؤنٹنٹ اور بطور ریڈر خدمات انجام دیتے رہے ۔دوران سروس مختلف دفاتر سے منسلک رہے ۔1977ء میں آپ کو بطور نائب تحصیلدار تحصیل ڈوڈیال ضلع میر پور میں تعینات کیا گیا ۔ پونے تین سال بعد آپکا تبادلہ 1980ء میں بطور نائب تحصیلدار کوٹلی عمل میں آیا ۔ 1988ء میں آپ کو

ترقی دیکر تحصیلدار زکوۃ و عشر 1989ء تک کوٹلی میں فرائض سونپے گئے ۔فروری 1989ء میں آپ کو فتح پور تھکیالہ میں بطور تحصیلدار تعینات کیا گیا ۔ جہاں آپ نے نومبر 1991ء تک سروس کی ۔ 1991ء سے مئی 1995ء تک آپ بطور تحصیلدار کسٹوڈین اور محکمہ مال کوٹلی تعینات رہے ۔ پھر آپ کا تبادلہ تحصیل فتح پور تھکیالہ میں ہوا ۔جہاں آپ نے بطور تحصیلدار سال 1999ء تک اپنی ملی خدمات کو بڑے احسن طریقہ سے سرانجام دیا۔ جولائی 1999 ء میں اپنی خداداد قابلیت محنت و اہلیت کی بناء پر ترقی یاب ہوکر آپ اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہو گئے۔چنانچہ اکتوبر 2000ء تک بطور اسسٹنٹ کمشنر ضلع جھنگ پاکستان میں بسلسلہ آبادکاری مہاجرین جموں کشمیر خدمات انجام دینے کے بعد 16اکتوبر 2000ء تا حال اسسٹنٹ کمشنر تحصیل ہیڈکواٹر فتح پور تھکیالہ میں تعینات ہیں ۔دوران سروس آپ کے رفقاء کار افسران جن کے ہمراہ رہ کر آپ نے کام کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں جناب طارق محمود خان حال محتسب حکومت آزاد کشمیر جناب خلیل احمد قریشی حال وائس چانسلر آزاد کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد ،جناب محمداقبال قریشی ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر مظفر آباد جناب اسسٹنٹ کمشنر حافظ محمد اسلم مرحوم ،جناب راجہ نسیم اختر خان ریٹائرڈ ایڈیشنل چیف سیکرٹری مظفر آباد آزاد کشمیر ،جناب سردار سکندر حیات خان حال وزیراعظم آزاد کشمیر نے 1994ء میں بطور منسٹر مال ہوتے ہوئے تحصیل کوٹلی کو ضلع کا درجہ دلوا کر عوام الناس کو سہولتیں فراہم کیں کوٹلی کو ضلع کا درجہ دلوانے میں آپ کے دوش بدوش کوشش کرنے والے جناب ریٹائرڈ چیف جسٹس چوہدری رحیم داد خان ساکن چوکی مونگ تحصیل کوٹلی اور

دوسرے ریٹائرڈ کلکٹر و کمشنر انکم ٹیکس راجہ اکبر داد خان مرحوم ساکن سہر منڈی تحصیل سہنسہ والے بھی تھے ۔جناب اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان صاحب باصلاحیت محنتی مقتدر فرض شناس افسر ہیں ۔موصوف کی طبیعت میں اخلاص ،صلہ رحمی اور اقدار کے تحفظ کا احساس نمایاں نظر آتا ہے ۔نہایت ہی مروت پیشہ صلح جو صاحب فراست عوام و خواص میں یکساں عقیدت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں ۔ آپ کا شمار حکومتی سطح پر اعلیٰ تجربہ کار دیانت دار افسروں میں ہوتا ہے موصوف انتہائی شریف النفس اور ملک و قوم کے لیے درد دل رکھتے ہیں موصوف سے راقم کو متعدد بار مجلس و گفتگو کا موقعہ بھی ملا آپ اپنی قوم کی تاریخ کی تالیف و ترتیب میں حد درجہ کی دلچسپی کے ساتھ ساتھ بہت اچھی تاریخی معلومات بھی رکھتے ہیں جس سے راقم کو بہت مدد ملی ہے ۔آنجناب سے راقم نے تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر سوالات پر حاصل شدہ جوابات کو ضبط تحریر میں لا کر تاریخ ہذا میں جگہ دی ہے ۔آنجناب کی مہمانوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور مہمان نوازی بھی بہت ہی بے مثال ہے راقم کو بارہا شرف میزبانی کا موقعہ ملا۔ اور حوصلہ افزائی اور کتاب کے اخراجات میں بھرپور تعاون کا یقین دلایا جناب موصوف نے تاریخ منگرال راجپوت کا مکمل مسودہ چیک کیا اور راقم کو بہت ہی داد اور مالی تعاون کا یقین دلایا اور فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ خان بنو ہاشم کو علم و دانش ورثہ میں ملا ہے ۔آپ نے راقم کو اپنی قیمتی آراء سے بھی نوازا آپ علاقہ و برداری میں بڑے بااثر اور صاحب الرائے اور شریف انسان مانے جاتے ہیں ۔آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند متقی و پرہیزگار سخی غربا پرور انسان ہیں ۔ماتحت اہل کاروں کو ہمیشہ انصاف

اور مظلوم کی داد رسی کی تلقین فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان و ترقی کی دولتوں سے مالا مال فرمائے ۔ آپ کی اولادوں میں دختران اور ایک بیٹا ہے ۔راجہ جواد عظیم خان جو کہ جماعت ہشتم میں زیر تعلیم ہیں جو بڑے ہی لائق اور باوجود کمسنی کے اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں ۔2003ء آجکل آپ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظمہ گئے ہوئے ہیں۔

(ر) بریگیڈیر راجہ محمد اکبر خان بڑالی (منیل) کوٹلی

راجہ محمد اکبر خان موضع منیل میں راجہ حشمت علی خان کے گھر میں پیدا ہوئے ۔راجہ حشمت علی خان برٹش آرمی سے ریٹائرڈ تھے ۔راجہ محمد اکبر خان ایام کمسنی میں یتیم ہو گئے تھے ۔آپ کی پرورش تعلیم و تربیت والدہ اور ننھیال والوں نے کی ۔آپ نے کوٹلی سے مڈل کا امتحان پاس کیا ۔اور جہلم کے K.G کے جی سکول میں داخلہ لے کر 1945ء میں ایف اے کرنے کے بعد کمیشنڈ اپلائی کیا اور عسکری تربیت پانے کے لیے آپ کو (ڈیرہ دون) ہندوستان بھیجا گیا ۔عسکری تربیت مکمل کرتے ہی قیام پاکستان عمل میں آ گیا۔آپ پاکستان بننے کے وقت ہندوستان میں رہ کر خوفزدہ تھے کہ اب شاید ہندو ہمارے ساتھ برا حشر کریں گے ۔ ایک دن تمام کیڈٹس کو ہندو افسران نے فارم تقسیم کئے اور کہا کہ فارم پر کریں کہ کون کون جوان پاکستان آرمی میں شامل ہونا چاہتا ہے تو ہم سب ساتھیوں نے پاکستان آرمی میں شمولیت کی غرض سے فارم پر کر دیئے ۔راجہ اکبر خان صاحب مرحوم کی روایات بیان کردہ کے مطابق پاکستان سے ایک طیارہ جو انوں کو پاکستان لانے کی غرض سے ہندوستان بھیجا گیا ۔جس پر وہ سارے سوار ہو کر

پاکستانی ائیر پورٹ پر آکر اترے تو جناب بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے ائیر پورٹ پر استقبال کیا اور جوانوں کو گلے لگایا۔جناب راجہ محمد اکبر خان اپنے پیشے میں بہت لائق با صلاحیت اور نڈر افسر تھے۔ اپنی پیشہ ورانہ مہارت کے باعث پوری پاکستان آرمی میں جانے پہچانے جاتے تھے ۔آپ 63-1962ء میں بریگیڈ ہیڈ کوا ٹر کوٹلی اپنی آبائی تحصیل میں پہلی مرتبہ B.M بریگیڈ میجر اور D.Q کے باعزت عہدہ پر فائز رہے ۔اس دوران انہوں نے ضلع کوٹلی کے لاتعداد لوگوں کو اپنی گارنٹی پر یورپ و انگلینڈ بھیجا ۔ازاں بعد آپ ترقی کرتے ہوئے بنگلہ دیش میں کافی عرصہ تک کمانڈنگ افسر تعینات رہے ۔بریگیڈیر کے عہدہ پر تعینات ہونے کے بعد اوکاڑہ اور مظفر آباد میں تعینات رہے۔1971ء کی پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر موصوف مظفر آباد کے مختلف سیکٹروں پر کنٹرول کرتے رہے ۔موصوف نے سیالکوٹ پاکستان کے ایک معزز خاندان سے شادی کی تھی جو کہ پڑھی لکھی خاتون ہیں جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنے خاندان کی عزت و وقار میں اضافہ کیا ۔جناب راجہ محمد اکبر خان کی آخری سروس کے ایام پشاور میں بطور (لاگ گیر) یا کمانڈر کے بطور گزرے ۔ موصوف 1976ء میں بریگیڈر ریٹائرڈ آئے ۔ریٹائرمنٹ کے بعد 1978ء میں موصوف بطور چیئرمین ایم ۔ڈی ۔اے میر پور تعینات ہو گئے ۔آپ مسلسل 1985ء تک اس عہدہ پر فائز رہ کر میر پور کی تعمیر و ترقی میں بھر پور حصہ لیکر اپنی دیانتداری اور قابلیت کا لوہا منوا گئے ۔1985ء کے بعد آپ اپنی کوٹھی لالہ زار کالونی راولپنڈی میں اقامت گزیں ہو گئے ۔چنانچہ موصوف 6ء مئی

2000ء میں پیالہ اجل پی گئے۔اور خالق حقیقی سے جا ملے۔آرمی ریس کورس گراؤنڈ میں آنجناب کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا۔موصوف کو کینسر کا عارضہ لاحق تھا جو بیرون ملک علاج معالجہ کے باوجود بھی جانبر ثابت نہ ہو سکا۔آپ جذبہ حب الوطنی سے لبریز اور اپنے عسکری پیشہ میں اپنے اباؤ اجداد کی زندہ تصویر تھے۔اخلاص و مروت کا پیکر اور خاندان منگرال کے درخشندہ ستارہ تھے۔مستقل مزاج،صاف گو اور ملک و قوم کے ہمدرد تھے۔ملک و قوم بلکہ مسلمانان عالم کے لیے درد دل رکھتے تھے۔آپ کے فرزند راجہ فیصل اکبر جو کہ میڈیکل میں ایم بی بی ایس کا کورس کر رہے ہیں،دوسرے راجہ عادل اکبر خان جو کہ تعلیم و تربیت کے بعد آج کل اسلام آباد میں بطور سیکشن افسر ہیں جبکہ راجہ جلال اکبر خان ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ میں ایک باعزت عہدہ پر فائز ہیں۔راجہ محمد اکبر خان مرحوم کو ضلع کوٹلی میں سے پہلا بڑا فوجی افسر ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

راجگان فگوش کی اصل قدیم آبادی موضع بڑالی میں تھی۔موضع بڑالی سے دور ہونیکی وجہ سے موضع فگوش کی زمینیں غیر آباد رہیں۔جب موضع بڑالی میں اس خاندان کی آبادی زیادہ ہوگئی تو آج سے تین صدیاں پہلے منگرال خاندان کے چند گھرانے بڑالی سے فگوش آکر آباد ہو گئے۔گزشتہ صدی کی اہم شخصیات کا مختصر خاکہ بذیل عرض ہے۔اس فگوش میں منشی دوست محمد خان،راجہ نیاز علی خان،راجہ زمان علی خان پسران راجہ غلام محمد خان کا گھرانہ بڑا با اثر رہا ہے۔راجہ امتیاز علی خان اور منشی دوست محمد خان کا شمار اس زمانہ کے پڑھے لکھے لوگوں میں

تھا۔آپ دونوں بھائی برٹش آرمی میں ملازم تھے۔راجہ نیاز علی خان کافی عرصہ پشاور میں بسلسلہ روزگار مقیم رہے۔اور وہاں ہی وفات پا گئے۔اور لنڈی کوتل علی مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔یہاں آپ کی قبر پر کتبہ آویزاں ہے جبکہ آپ کے بھائی منشی دوست محمد خان بھی برٹش آرمی میں ملازمت کر کے پشاور ہی میں کافی عرصہ تک قیام پزیر رہے۔اور پشاور میں بڑی عزت و شہرت پائی اپنے بھائی کی وفات کے بعد پشاور کو خیر باد کہہ کر اپنے گاؤں فلوش آگئے۔منشی دوست محمد خان انتہائی سمجھدار،معاملہ فہم شخصیت کے حامل تھے۔اور اپنی گفتگو کا اتنا اثر چھوڑتے تھے کہ سننے والے ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔موصوف کے دو بھانجے تھے راجہ حفیظ اللہ خان اور راجہ محمد زمان خان ان دونوں نے اپنے ماموں دوست محمد خان کے فہم و فراست اور نیکنامی سے بہت ہی اثر لیا اور یہ تینوں ماموں بھانجے اپنی نیکنامی کے باعث پوری کوٹلی کے عوام و خواص مین بڑے مشہور تھے۔یہ تینوں اشخاص مسلم کانفرنس کے بانیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور جناب چوہدری غلام عباس (مرحوم) کے دست راست تھے۔راجہ محمد زمان خان **1960**ء میں جبکہ راجہ حفیظ اللہ خان جنوری **1961**ء میں اور ان کے ماموں منشی دوست محمد خان **1963**ء میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

منشی دوست محمد خان کے صرف ایک ہی فرزند راجہ محمد بشیر خان ہیں۔جو محکمہ مال میں بطور گرداور کے عہدہ تک سروس کے بعد ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔راجہ محمد بشیر خان کے ایک ہی فرزند راجہ عبدالقیوم خان اس وقت بحثیت تحصیلدار محکمہ مال آزادکشمیر میں سروس کر رہے ہیں۔جبکہ دیگر دو بیٹے راجہ نصیر احمد خان راجہ پرویز

احمد خان دونوں بسلسلہ روزگار انگلینڈ میں مقیم ہیں۔

راجہ کرم اللہ خان منگرال: آپ راجہ دیوان خان کے فرزند تھے رشتہ میں منشی دوست محمد خان اور راجہ نیاز علی خان وغیرہ پسران راجہ غلام محمد خان کے حقیقی بہنوئی تھے۔ جو ڈوگرہ دور حکومت میں اپنے بھائیوں کے پاس پشاور گئے۔ وہاں کافی عرصہ تک قیام کیا پشاور میں ہی آپ بیمار پڑ گئے۔ تو راجہ نیاز علی خان آپ کو ہمراہ لیکر وطن واپس آرہے تھے کہ راستہ میں حسن ابدال کے مقام پر راجہ کرم اللہ خان انتقال کر گئے۔ آپ کو حسن ابدال کے مقام پر ہی دفن کر دیا گیا کیونکہ رسل و رسائل کی سہولتیں نہ تھیں۔ جسکی وجہ سے میت کو واپس لانا بہت مشکل تھا راجہ کرم اللہ خان کے پانچ بیٹے ہوئے۔ راجہ کالا خان، راجہ علی اکبرخان، راجہ حفیظ اللہ خان اور راجہ عزیز اللہ خان اور راجہ علی اکبر خان نے بے اولاد وفات پائی۔ راجہ کالا خان اور راجہ حفیظ اللہ خان سے اولادیں چلیں۔ راجہ کالا خان جو کہ انتہائی شریف النفس دراز قد کاٹھ مضبوط جسم و جان کے مالک تھے۔ آپ علاقہ کے مشہور اپنے زمانہ کے پہلوان تھے۔ اور برٹش آرمی کے ریٹائرڈ سپاہی تھے۔ موصوف نے 24 نومبر 1959ء میں وفات پائی۔

راجہ محمد اکرم خان: آپ ابتداء ایام زندگی فوج میں بھرتی ہوئے۔ والد کی وفات کے فوراً بعد فوج سے ریٹائرمنٹ لے لی اور پھر بطور فارسٹ گاڈ محکمہ جنگلات آزاد کشمیر میں بھرتی ہو گئے۔ کافی عرصہ تک سروس کرنے کے بعد 1999ء میں فارسٹر کے طور پر خدمات انجام دیکر پینشنر آچکے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے بسلسلہ روزگار انگلینڈ میں اور دو بیٹے اپنے ہی وطن میں موجود ہیں۔ آپ

کے چھوٹے بھائی اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان ہیں۔ خاص طور پر اپنی قوم و
ملک کی آبادی میں تینوں بھائی اپنی نیکنامی اور رواداری سے نمایاں فلوش کی
پہچان ہیں۔

راجہ محمد اسلم خان ایڈووکیٹ سپریم کورٹ گاؤں براٹلہ :-

آپ راجہ علی اکبر خان موضع براٹلہ کے گھر میں پیدا ہوئے ۔آپ کے دادا
ریٹائرڈ صوبیدار دوست محمد خان نے پوتے کی پرورش و تربیت میں کوئی کسر با
قی نہ چھوڑی ۔موصوف کے والد راجہ علی اکبر خان ایک شریف النفس شخص تھے
جنہوں نے کوئی سروس نہ کی بلکہ گھریلو کام کاج اور زمینداری سے وابستہ پوری
عمر گزار دی تھی ۔ موصوف کے دادا برٹش آرمی کے ریٹائرڈ صوبیدار تھے جو
بڑے ہی باشعور معاملہ فہم انسان تھے ۔ آپ مضبوط قد کاٹھ اور شکیل و قوی
انسان تھے ۔ راجہ محمد اسلم خان دوران جنگ آزادی پرنس آف ویلز کالج جمور
میں تیرہویں جماعت میں زیر تعلیم تھے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف
غنڈہ گردی شروع کر دی ۔اس بدامنی کے پیش نظر راجہ محمد اسلم خان اپنے دیگر
مسلمان طالب علم ساتھیوں کو لیکر رات کے اندھیرے میں جموں چھوڑکر واپس
گھر آپہنچتے ہیں ۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آپ نے دوبار
حصول علم کا سلسلہ بی اے ایل ایل بی مکمل کر کے چھوڑا ۔ اور 1952ء میں
ضلعی صدر مقام میرپور سے وکالت کا آغاز کیا ۔موصوف 1961ء میں تحصیل
کوٹلی سے الیکشن جیت کر سٹیٹ کونسلر منتخب ہوئے۔ اور بعد میں لبریشن لیگ میں
شامل ہو گئے اور کافی عرصہ تک لبریشن لیگ کے صدر جناب کے ایچ خورشید ۔

ساتھ کام کرتے رہے۔ 1975ء کے عام انتخابات میں موصوف بطور ممبر اسمبلی منتخب ہوئے۔

بعد ازاں لبریشن لیگ اور پیپلز پارٹی کے اتحاد کی صورت میں آخر دم تک پیپلز پارٹی سے وابستہ رہے۔ مارشل لاء 1977ء کے نفاذ پر آزاد کشمیر کی حکومت اور اسمبلی ختم کی گئی تو موصوف نے کوٹلی میں وکالت شروع کر دی۔ کیونکہ اب تحصیل کوٹلی کو ضلع کا درجہ دیا جا چکا تھا۔ راجہ محمد اسلم خان انتہائی خوبصورت جوان اور اعلی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ شرافت و دیانت ان کو ورثہ میں ملی ہوئی تھی۔ انتہائی درجہ کے بے خوف و نڈر اور سیاسی لیڈر تھے۔ اپنی بات کو منوانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ پیشہ وکالت میں دیوانی و فوجداری مقدمات میں وہ شہرت حاصل کی جو کوئی اور نہ حاصل کر سکا۔ آپ غلط بات کے سخت مخالف تھے۔ اور جو شخص بھی ان کی عادات کا واقف تھا کبھی غلط بات ان کے سامنے کہنے کی جرت نہ کر سکتا تھا موصوف کے تین بیٹے ہوئے ہیں۔ جن میں سے راجہ بلال اسلم خان بی اے ایل ایل بی کرنے کے بعد پیشہ وکالت سے منسلک ہو چکے ہیں۔ اور میرپور میں ہی مستقل رہائش پذیر ہیں۔ راجہ اسلم خان 1985ء میں انگلینڈ گئے۔ اور چار ماہ بعد واپس وطن آئے۔ تو آپکو عارضہ قلب لاحق ہو گیا۔ بالآخر 12 نومبر 1985ء کو خالق حقیقی سے جا ملے آپ حد درجہ کے مہمان نواز تھے۔ آپ نے میرپور میں جتنا عرصہ وکالت کی لوگوں کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ریٹائرڈ چیف جسٹس جناب ملک عبد المجید کے قریبی دوست تھے

راجہ اکبر داد خان گاؤں سہر منڈی تحصیل سہنسہ: آپ ذیلدار راجہ

کر م داد خان موضع سہر منڈی کے گھر میں 1918ء مین پیدا ہو ئے ۔آپ بھائیوں میں بڑے تھے ۔آپ نے ابتدائی تعلیم کو ٹلی و میر پور کے سکو لو ں سے حاصل کی ۔اور پھر 1934ء میں پر نس آف ویلز کا لج جمو ں میں گیا روین جماعت میں داخلہ لیا ۔اور 1937ء میں بی اے کا امتحان پا س کیا ۔پوری تحصیل کوٹلی کی مسلمان آبادی میں آپ پہلے شخص B.A کر نے والے تھے ۔ ذیلدار راجہ کرمداد خان اس وقت جمو ں کشمیر اسمبلی کے نا مزد ممبر اسمبلی تھے اور اپنی اعلی صلاحیتوں کی بد ولت اور اعلی بصیر ت کی وجہ سے ڈو گرہ حکو مت میں بہت اعلی مقا م رکھتے تھے ۔ اپنے بیٹے کے بی اے پا س کر نے پر گیا رہ ممبر ان اسمبلی اور منسٹرز کی جا نب سے پیغا م مبا رکباد وصو ل کئے ۔

موصو ف نے اپنی سر وس کا آغا ز 1938ء میں محکمہ جنگلا ت میں بطور کلر ک بھرتی ہو کر کیا ۔جلد ہی اس نو کر ی کو خیر با د کہہ کر محکمہ ٹیکسیشن اینڈ ایکسا ئز میں بطور انسپکٹر ایکسا ئز بھر تی ہو گئے ۔اور ریا ست جمو ں و کشمیر کے مختلف علا قو ں میں سروس کی۔ حکو مت آزاد کشمیر کے قیا م کے بعد جلد ہی انکم ٹیکس افسر کے عہدہ پر تر قی یا ب ہو ئے ۔ جو مختلف اضلا ع میں بطور انکم ٹیکس آفیسرڈپٹی کلکٹر تعینا ت رہے ۔پھر کمشنر انکم ٹیکس / کلکٹر آزاد کشمیر کے عہد ہ پر تر قی یا ب ہوکر با لا آخر مارچ 1974ء میں پینشن پا کر ریٹا ئرڈ آئے ۔موصو ف نے دو ران سر وس اپنی اعلی بصیر ت اور علمی قا بلیت کے با عث بہت ہی نیکنامی و شہرت پا ئی ۔ چو ہدری فضل الحق راجہ عطا اللہ خان ،راجہ اکبر داد خان اس محکمہ کی ایسی لا ئق شخصیت ہیں کہ محکمہ انکم ٹیکس میں آج تک ان کے نام بڑی عز ت سے لئے جا تے ہیں ۔

موصوف نے دوران سروس کوٹلی کو ضلع کا درجہ دیئے جانے کے موقع پر وزیر مال سردار سکندر حیات خان کی بڑی معاونت فرمائی تھی ۔راجہ اکبر داد خان انتہائی نیک دل اور صاف گو شخصیت رکھتے تھے ۔ آپ نے پہلی شادی جموں سے کی تھی ۔ جن کے بطن سے صرف ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی جو راجہ محمد مطلوب خان ایڈووکیٹ کی زوجہ تھیں۔جو بالا آخر بیماری کے باعث 27 جون 1996ء کو وفات پا گئیں ۔راجہ اکبر داد خان نے دوسری شادی ذیلدار راجہ محمد اقبال خان ساکنہ ناڑ دھدیال کوٹلی کی دختر سے ہوئی ۔جن کے بطن سے ایک بیٹا راجہ محمد نعیم خان حیات ہیں ۔تیسری شادی موصوف نے راجہ محمد عظیم خان اسسٹنٹ کمشنر موضع فگوش کی بڑی ہمشیرہ سے کی جن کے بطن سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں ۔ آپ کے بڑے فرزند راجہ سلیم اختر خان جو والد کی ایام زندگی میں زیر تعلیم تھے اس وقت بطور انسپکٹر انکم ٹیکس والد کے محکمہ میں کوٹلی میں تعینات ہیں ۔ان سے چھوٹے راجہ سیعد اختر خان بی اے پاس کر چکے ہیں اور ملازمت کے متمنی ہیں ۔راجہ اکبر داد خان دل کی بیماری میں مبتلا ہو کر بالا آخر 17 جون 1982ء کو اس دار الفانی سے کوچ کر گئے ۔

سابق چیئر مین راجہ محمود داد خان سہر منڈی : آپ ذیلدار راجہ کرم داد خان موضع سہر منڈی کے گھر میں سال 1936ء میں پیدا ہوئے مقامی پرائمری سکول سے پانچویں کا امتحان پاس کیا ۔ اور کچھ عرصہ تک کوٹلی کے ہائی سکول میں زیر تعلیم رہنے کے بعد بھائی راجہ اکبر داد خان کے ہمراہ نوشہرہ مقبوضہ کشمیر چلے گئے ۔ وہاں بیمار پڑ جانے کی وجہ سے 1946ء میں تعلیم جاری نہ رکھ

سکے تحریک آزادی کا آغاز ہو گیا جنگ و جدل شروع تھا 1948ء کے دوران
پھر بھائی کے ہمراہ ڈوڈیال چلے گئے جہاں وہ سروس کر رہے تھے۔ یہاں جما
عت ہفتم کا امتحان پاس کیا۔1949ء کے دوران آپ کے بھائی انسپکٹر راجہ اکبر
داد خان کا تبادلہ میر پور میں ہوا تو آپ نے میر پور ہائی سکول میں داخلہ
لے لیا 1953 میں میٹرک کا امتحان دے کر فیل ہو گئے۔1956ء کے آخر میں
شادی کی اور انگلینڈ چلے گئے۔ مارچ 1962ء تک انگلینڈ میں رہنے کے بعد
بوجہ والد کی وفات جو 18 جنوری 1962ء میں ہوئی۔ جس کی وجہ سے آپ کو
وطن واپس آنا پڑا۔ آپ کے والد علاقہ کے ذیلدار اور چیئر مین بھی تھے۔ اپریل
1962ء میں آپ والد کی جگہ الیکشن لڑ کر یونین کونسل سہر منڈی کے چیئر مین
منتخب ہوئے۔1962ء سے مسلسل 1983ء تک آپ اس عہدہ پر مسلسل فائز
رہے۔مگر 1982ء میں بڑے بھائی کی وفات کے بعد آپ نے الیکشن سے دستبر
داری ظاہر کر دی اور یوں راجہ عبد المجید خان کو اپنی بجائے الیکشن میں کامیاب
کروایا۔ اور مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دلوایا کئی گاؤں میں ڈسپنسریاں قائم
کروائیں اور پانچ سال تک موصوف ڈسٹرکٹ چیئر مین رہے چیئر مین راجہ محمود
داد خان نے اس دوران تعمیر و ترقی کے بہت کام کروائے کئی پرائمری سکولوں کو مڈل
کا درجہ دلوایا۔ وٹنریری ڈسپنسریاں بھی منظور کروائیں۔ جموں کشمیر سے آنے
والے مہاجرین کی مہاجر کالونیاں قائم کروائیں۔سہر منڈی کا بازار آپ نے
قائم کروایا۔ سہر منڈی سے اپنے علاقے تک سڑک بنوائی غرضیکہ آپ نے
دوران چیئر مینی علاقہ کی ہر ضرورت کو پورا کیا، سڑکیں سکول مساجد ڈسپنسریاں

و دیگر پانی کی سہولتوں کے سلسلہ میں بھی بہت اہم رول ادا کیا اور تعمیر و ترقی کے میدان میں اپنا لوہا منوایا۔ آپ کے ساتھ ڈسٹرکٹ چیئر مین راجہ عبدالمجید خان کا بھی بہت تعاون رہا ہے۔ جامعہ مسجد سہرمنڈی کی بنیاد بھی آپ نے رکھی۔ آپ اپنے علاقہ و برادری میں جاگیر دار ذیلدار و دیگر سرکاری عہدوں کی نسبت سے اباؤ اجداد سے بڑے با اثر اور نامور چلے آرہے ہیں۔ علاقہ میں لوگ آپ کی بڑی عزت افزائی کرتے ہیں۔ پابند صوم و صلوۃ ہیں۔ پورا خاندان مہمان نوازی میں بے مثال ہے دکھی انسانیت کی ہر ممکن آڑے وقت میں مدد کرنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو بہت کچھ اسی لئے دے رکھا ہے اباؤ اجداد سے سنی سنائی تاریخی روایات و حوالہ جات آپ نے نوٹ کروائے اور راقم کے ساتھ بہت تعاون فرمایا آپ کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ آپ بلند اخلاق و اعلی کردار کے مالک ہیں ایام ضیف العمری میں بھی بڑے بلند حوصلہ و جرت کے مالک ہیں آپ نے دوران اقتدار جو ترقیاتی کام اپنے حلقہ میں مکمل کروائے اگر ان سب کا تفصیلاً ذکر کیا جائے تو کئی اوراق کتاب بھرے جا سکتے ہیں مگر کتاب کی ضخامت کے خدشہ کے پیش نظر چند الفاظ میں مختصر ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) کرنل راجہ محمد محمود خان موضع تھروچی: آپ موضع کھٹکلی میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت کے بعد ایام جوانی کو پہنچے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے آپ جنگ عظیم میں شامل رہے سروس پوری کر کے بہ عہدہ کیپٹن ریٹائرڈ آئے۔ تحریک آزادی کشمیر کے موقعہ پر آپ نے اہم رول ادا کئے اور اعزازی کرنل

کے عہدہ پر رہ کر آپ نے 10اے کے بٹالین کا انعقاد کیا۔1946ء میں راجہ ہری سنگھ کوٹلی کے دورہ پر آیا تو آپ نے جھنڈا بنوایا اور اس پر اپنا نام لکھوایا ۔لوگوں کی استقبالیہ قطار میں آپ بھی جھنڈا لئے کھڑے تھے۔ جب ہری سنگھ آیا تو اس کی گارڈ میں شامل ہندو کرنل نے آپ کو قطار سے نکال دیا۔ ابھی ہری سنگھ کی گاڑی تھوڑا دور تھی کہ آپ چند ساتھیوں کو لیکر شہر سے تھوڑا دور جا کر جھنڈا لہراتے ہوئے کھڑے تھے کہ ہری سنگھ کی گاڑی آپ کے پاس آکر رک گئی۔ اور اس نے گاڑی سے اتر اکر آپ سے مصحافہ کیا اور بغلگیر ہوا ملاقات کے بعد ہری سنگھ نے آپ کو اپنی گاڑی پر ساتھ بٹھا کر جلسہ گاہ تک ہمراہ لایا آپ کرنل محمد محمود خان بہ وردی تھے۔یہ اجتماع کوٹلی کے مقام بارہ دری میں منعقدہ تھا جب ہری سنگھ آپ کو ہمراہ لیکر گاڑی سے اترا تو علاقہ کے معززین اکابرین نے بھرپور استقبال کیا۔ہری سنگھ نے سب لوگوں سے مصحافہ کیا اور کہا کہ میں وردی اتارلوں پھر آپ سب کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کریں گے ہری سنگھ وردی اتار کر کپڑے بدلی کر رہا تھا کہ ڈوگرہ کرنل راجہ محمد محمود خان پر برس پڑا اور کہا کہ تم بغیر اجازت مہاراجہ سے کیوں ملے ہو اور اس کی گاڑی میں کیوں بیٹھے ہو۔ تو راجہ محمد محمود خان نے بڑے تلخ لہجہ میں اسے جواب دیا کہ میں نے ایک جنرل سے ملاقات کی ہے جو سی این سی کی وردی میں تھا۔ میں نے مہاراجہ سے ملاقات نہیں کی کیونکہ اس وقت ہری سنگھ سی این سی کی وردی پہنے ہوئے تھا۔مہاراجہ نہایت ہی مزاحیہ اور ہنس مکھ تھا اس کے بعد ڈوگرہ کرنل نے پرجوش انداز میں کرنل محمد محمود خان کو کہا کہ تیرا

برا حشر کرونگا ۔ اس پر راجہ محمد محمود خان نے کہا کہ بے غیرت ڈوگرے وقت
عنقریب ہے جب میں تمہیں جوتے مار کر کوٹلی سے نکالوں گا ۔ یہ الفاظ ہری
سنگھ نے سن لیا اور فوراً باہر آیا اور راجہ محمد محمود خان کو گلے سے لگایا اور ڈوگرہ
کرو فوراً وردی اتارنے کا حکم دیا ۔اور ٹو آئی سی کو وردی پہنا کر کرنل کی کمان
اس کے حوالے کر دی ۔اور اس کرنل کو برطرف کر دیا ۔ کرنل راجہ محمد محمود
خان کی جرتمندی و دلیری اس واقعہ سے کھل کر سامنے آجاتی ہے ۔اس کے بعد
مہا راجہ معزز زین کے ساتھ گراؤنڈ پر بیٹھ کر باتیں ہنسی مذاق میں کرتا رہا مگر اپنی
گفتگو کا زیادہ تر محور کرنل محمد محمود خان کو رکھا ۔1947ء کے آغاز میں جبکہ ہر
طرف بدامنی اور افراتفری پھیل گئی تو کرنل محمد محمود خان نے سہنسہ بھیائی کے
مقام پر سابق فوجیوں کا ایک اجلاس طلب کیا اور باہمی صلح مشورہ کے بعد
جنگ آزادی کا آغاز کیا جن میں سرفہرست صوبیدار سردار بارو خان اور سردار کا
لو خان جنکا تعلق سدھن قبیلہ سے تھا ۔جو فرنٹیر سے اسلحہ خرید کر لاتے تھے سہنسہ
سے جنگ کا آغاز ہوا جہاں ہری سنگھ کی فوج اور ہندو موجود تھے ۔ دو دن کی
لڑائی کے بعد سردار بارو خان شہید ہو گئے جب ہندوؤں کے میدان جنگ میں
قدم ڈگمگائے تو رات کے اندھیرے میں سہنسہ چھوڑ کر نکل گئے اور تھروچی کے
قلعہ میں جا پہنچے راجہ محمد محمود خان نے اطلاع ملتے ہی قلعہ تھروچی کا محاصرہ کیا
اور ہفتہ بھر جنگ جاری رہی ایک ہفتہ بعد ڈوگرہ لفٹیننٹ رات کی تاریکی میں
فوج کو ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا ۔اور میرپور کا رخ کیا ۔موضع ناڑ راجدھانی موضع
پلاک سے گزر کر پنڈ کے مقام پر ڈوگرہ فوج پہنچی ۔تو وہاں کے لوگوں نے

انہیں محاصرہ میں لیکر ان سے اسلحہ چھین لیا اور انکو قتل کر دیا ۔ کوٹلی کا محاصرہ
کرنل محمد محمود خان نے کر لیا جانب مشرق و شمال کرنل محمد محمود خان کے ساتھی
تھے ۔ مغربی اطراف سے راجہ سخی دلیر خان کے ساتھیوں نے محاصرہ کر لیا ۔
ذیلدار سیف علی خان ڈوگرہ فوج کو ہمراہ لیکر سرساوہ کی طرف نکلے ۔ راجہ سخی
دلیر خان نے تعاقب کیا اور راستہ ہی میں ساری فوج قتل کر دی ۔ چنداں
ڈوگرہ فوجی بچ نکلے اور واپس کوٹلی آگئے کوٹلی کا دوبارہ محاصرہ کیا گیا ۔ چند گھنٹے
قبل بلد یو سنگھ پٹھانیہ جو ہندو فوج کا سی این سی تھا کوٹلی پہنچا اور وہ بھی محاصرہ
میں آگیا کئی دنوں تک ہندو مسلم جنگ جاری رہی۔ کرنل محمد محمود خان نے
مسلمان فوج کو حکم دیا کہ کچھ فوجی مجاہدوں کو ہمراہ لیکر سریا محاذ پر حملہ کریں۔
چنانچہ سریا محاذ پر بھی مسلمانوں نے حملہ کر کے اسے فتح کر لیا ۔ ادھر ہندوؤں
پر مسلمانوں نے محاصرہ اور تنگ کر دیا ۔ جب بذریعہ ہوائی جہاز ہندوؤں کے
لیے اسلحہ اور راشن گرایا جاتا تو کرنل محمد محمود خان کے سپاہی وہ سارا سازو
سامان اپنے قبضہ میں لے لیتے ۔ تھروچی کے قلعہ سے وہ توپیں جو کہ بارود ڈال
کر فائر کرتی تھیں وہ کوٹلی پہنچائی گئیں۔ اور توپوں کے ذریعہ فائرنگ ان
محاصرہ ہندوؤں پر شروع کرائی ۔ جب توپوں میں ڈالنے والے سکہ کے گولے
ختم ہو گئے تو موصوف نے حکم دیا کہ اب ان میں پتھروں کے گولے ڈال کر
فائرنگ کریں چنانچہ جب پتھر کے گولے برسانے لگے ۔ تو بلد یو سنگھ پٹھانیہ
سی این سی نے ہینڈ سپیکر پر مخاطب ہو کر کہا ، او کرنل محمود ہمیں پتھر کیوں مارتے
ہو کئی دنوں کے محاصرے کے بعد نوشہرہ مقبوضہ کشمیر کی جانب سے تازدم

ہندو فوج نے کوٹلی پر حملہ کر دیا جہازوں کی ذریعہ سے بھی ہندو فوج کوٹلی میں اتاری گئی ادھر سریا محاذ پر ہندوؤں نے دوبارہ قبضہ جما لیا جب بلدیو سنگھ پٹھانیہ سی این سی کو مدد ملی تو اس نے مسلمانوں کا محاصرہ توڑتے ہوئے اپنے ہمرائیوں سمیت کھوئی رٹہ کی طرف چل نکلا۔ وہ جو اس باختہ بھاگ رہے تھے تو کرنل محمد محمود خان نے اپنے ساتھیوں کو تعاقب کا حکم دیا۔اور، سریا، محاذ پر آکر دونوں فوجوں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ ادھر راجہ سخی دلیر خان نے اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لیکر فتح پور تھکیالہ سے مینڈر پر حملہ کر دیا جن کا ساتھ غازی ملت سردار فتح محمد خان آف فتح پور تھکیالہ نے بھی ساتھیوں سمیت دیا۔چنانچہ منڈیر کا علاقہ فتح کرنے کے بعد سب نے مل کر راجوری پر حملہ کیا۔ تو ہندو فوج نوشہرہ کیطرف بھاگ نکلی۔ اور علاقہ راجوری پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد راجہ سخی دلیر خان راجہ شیر باز خان آف گڑھتہ نے ڈوگرہ فوج پر حملہ کر دیا۔ ڈوگرہ فوج راجوری سے شہر کی طرف بھاگی۔ان دونوں مسلمان مجاہدوں نے ایک کچا راستہ پکڑا اور فوج سے آگے نکل کر اُن کے راستے میں بیٹھ گئے۔راجہ شرباز خان کے پاس برین گن (ایل ایم جی) میں صرف چھ راؤنڈ باقی تھے۔اور راجہ سخی دلیر خان کے پستول میں 04 گولیاں تھیں۔ راجہ شیر باز خان نے اپنے ساتھی راجہ سختی دلیر خان سے مخاطب ہو کر یوں کہا کہ موت کو دعوت دینا اسی کو کہتے ہیں کہ دو ہزار سے زائد ہندو فوج جو اسلحہ سے بھی لیس ہے ہماری طرف آرہی ہے ہمارے پاس نہ تو نفری اور نہ ہی تو اسلحہ ہے ہم کس طرح مقابلہ کریں گے اس پر راجہ سخی دلیر خان کی جرتمندی و بہادری و

حاضر دماغی کا اندازہ لگائیے ۔کہ انہوں نے شیر باز خان کو کہا راجپوت اتنا بزدل نہیں ہوتا اگر ہندو کے پاس اسلحہ ہے تو میرے پاس ایمان ہے ایمان کے آگے تمام اسلحہ جات زیر ہو جاتے ہیں تم میرا کہا مانو اور اس بلند ٹیکری پر بیٹھ جاؤ ۔جب ہندو فوج ہمارے سامنے آجائے اور میں انہیں ہینڈز اپ کا حکم دوں تو تم تین فائر ان پر کر دینا پھر میں ان سے نمٹ لوں گا چنانچہ جب فوجی سپاہی ایک موڑ مڑ کر سامنے نکلے تو راجہ سخی دلیر خان نے چھلانگ لگائی اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر ہینڈز اپ کہا اور دو فائر کر کے ان کے دو افسر بھی گرا دیئے اوپر سے راجہ شیر باز خان نے تین فائر کر دیئے تو سخی دلیر خان نے مخاطب ہو کر ڈوگرہ فوج سے کہا کہ تم سب محاصرے میں ہو اگر جان کی بقاء چاہتے ہو تو ہتھیار پھینک دو جس پر تمام فوج نے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ دونوں غازیوں نے وہی ہتھیار اٹھائے اور اندھا دھند فائرنگ کر کے تمام فوج کو ڈھیر کردیا جتنے ہتھیار دونوں اٹھا سکتے تھے وہ لے آئے اور باقی دریا میں پھینک دیئے پھر دونوں ساتھیوں نے راجوری کا رخ کیا اور وہاں معمولی حکومت قائم کی اور حکومت کو وہاں کے سمجھدار لوگوں کے سپرد کیا ۔اس کے بعد راجہ سخی دلیر خان کھوئی رٹہ اور سریا محاذوں پر کرنل محمد محمود خان سے آملے لڑائی جاری تھی کہ چند دنوں کے بعد ڈوگرہ فوج نے تازہ دم ہو کر راجوری اور، سریا، پر اپنا قبضہ جما لیا اور جلد ہی دوبارہ مینڈر پر بھی قابض ہوگئے ۔ اور چند دنوں میں جنگ بندی کا اعلان ہوا۔جنگ بندی کے بعد آزاد فوج معرض وجود میں آئی جس کی کمان کوٹلی کی سطح پرراجہ سخی دلیر خان اور راجہ محمد محمود خان کرتے رہے ۔بعد ازاں راجہ سخی دلیر

خان اپنے علاقہ سرساوہ چلے آئے ۔کچھ عرصہ کے بعد راجہ سخی دلیر خان انگلینڈ چلے گئے کرنل محمد محمود خان نے بڑھاپے میں گھر پرقیام کر لیا اور بعد ازاں وفات پا گئے ۔آپ اعزازی کرنل تھے ۔

قلعہ تھروچی کی تسخیر کا کچھ یوں بھی حوالہ ملتا ہے کہ سہنسہ سے ہندو فوج اور سول ہندو لوگ بھاگنے والے جن میں دو پلاٹون فوج تھی ۔ اور نصف ڈوگرہ فوج میں مسلمان فوجی سابق انڈین آرمی کے جوان تھے جن کی کمان کرنل رحمت اللہ خان کر رہے تھے جب قلعہ تھروچی میں یہ فوج ملی جلی ہندو مسلم قلعہ زن ہوئی تو اس موقعہ پر کپتان پریتم سنگھ ہندو فوج کا اعلی افسر بھی تھا ایک روز جبکہ کرنل راجہ محمد محمود خان نے چند ساتھیوں کے ہمراہ جب قلعہ کو فوج سے خالی پایا تو اپنی چادر پھاڑ کر قلعہ پر جھنڈا بنا کر لہرا دیا ۔اور اندر پڑی ہوئی توپوں کو چلا کر فائرنگ کی تو قرب و جوار میں پوزیشن سنبھالتے ہوئے ڈوگرہ فوجیوں نے پھر قلعہ پر قبضہ جما لیا کیوں کہ کرنل راجہ محمد محمود خان کے ساتھ اس وقت صرف چند ساتھی تھے بقیہ مجاہد کوٹلی کے محاصرہ میں شریک تھے دوبارہ قبضہ کے بعد راجہ محمد محمود خان نے ڈوگرہ فوج کے کرنل رحمت اللہ خان سے ملاقات کی اور انہیں اس بات پر قائل کر لیا کہ وہ اپنی فوج سے مسلمان سپاہیوں کو لیکر نکل جائیں گے اسطرح مل جل کر قلعہ پر حملہ کر کے ڈوگرہ فوج کا صفایا کیا جائے ۔اس یقین دہانی کے بعد پھر پوری ترکیب تیار کر کے کرنل راجہ محمد محمود خان نے قلعہ پر حملہ کیا اور فتح مند ہو گئے ۔کپتان پریتم سنگھ نے جب یہ واقعہ دیکھا کہ ان کی فوج جو مسلمان تھے بغاوت کر چکے ہیں ,اور حملہ آور ہو گئے ہیں

تو یوں ہندو ڈوگرہ فوج کے حوصلے پست ہو گئے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے اور قلعہ تھروچی ہمیشہ کے لیے آزاد کشمیر کا حصہ بن گیا۔

موضع تھروچی کا قریبی گاؤں کھٹکلی جو کرنل راجہ محمد محمود خان کا ابائی مسکن تھا یہاں سے ہی پوری ترکیب کے ساتھ حملہ کیا گیا تھا۔کرنل راجہ محمد محمود خان بڑے باوصف پابند صوم وصلوۃ پکے سچے مسلمان اور بہادر انسان تھے اللہ تعالی انہیں اس جذبہ حب الوطنی اور آزادی کشمیر کی جد وجہد کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

راجہ عبد المجید خان (سہر منڈی) راجہ عبد المجید خان 15 ستمبر 1948ء میں بمقام سہر منڈی راجہ فرمان علی خان کے گھر میں پیدا ہوئے آپ اپنے والد محترم کے اکلوتے بیٹے تھے۔آپ کے والد محترم قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ چچوی کے دست گرفتہ تھے۔ آج تک یہ خاندان سلسلہ مجددیہ کا حلقہ بگوش چلا آرہا ہے۔ آپ کی پیدائش قبلہ عالم کی دعا کا اعجاز سمجھی جاتی ہے۔آپ کا خاندان سہر منڈی میں باعزت باوقار چلا آرہا ہے۔معاشی آسودگی خاندان کا مقدر رہی ،خاندانی نجابت و شرافت نے آپ کی طبیعت کو متواضع اور شائستہ و دیندار بنانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔عوام علاقہ کے ہر طبقہ میں ہر دل عزیز تھے۔آپ کا دست تعاون سب کے لیے یکساں تھا پیشہ کے اعتبار سے آپ وکیل تھے۔سیاسی زندگی کا آغاز 1983ء میں بحثیت چیئر مین ضلع کونسل سے کیا اور 1991ء تک سیاست سے وابستہ رہے۔1991ء میں پہلی مرتبہ عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے انگلینڈ سے انجوگرافی کرائی 1991ء ریاست کی عدلیہ سے بطور کسٹوڈین وابستہ ہوئے بعد میں چیئر مین سروسز ٹریبونل اور سیکرٹری قانون کے

اعلی منصب پر فائز ہوئے۔1997ء میں دوبارہ دل کا دورہ پڑا بغرض علاج یکم جون انگلینڈ روانہ ہوئے اور 07جون 1997ء داعی اجل کو لبیک کہا۔

(ر) میجر راجہ عبدالرزاق خان: آپ نے میڈیکل کالج ڈھاکہ سے ایم بی بی ایس کا کورس پاس کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد میڈیکل افسر بھرتی ہو گئے۔ بعد ازاں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ میجر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں چھمب جوڑیاں محاذ پر زخمی ہوئے اور فوج سے نوکری چھوڑ دی اور سول ملازمت اختیار کر لی۔ ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ میرپور تعینات ہوئے۔ پھر ترقی پا کر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کوٹلی تعینات ہوئے۔ 5جولائی 1987ء کو جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔

گگناڑہ ضلع کوٹلی کا منگرال خاندان

بحوالہ راجہ ممتاز احمد خان ساکن گگناڑہ ضلع کوٹلی آزادکشمیر بیان کیا کہ راجہ بہادو خان کے دوفرزند ذیلدار راجہ سیف علی خان اور راجہ شیر دل خان تھے ذیلدار راجہ سیف علی خان کے راجہ ولایت خان راجہ زراعت اللہ خان راجہ عنایت اللہ خان ہوئے عنایت اللہ خان کے فرزند راجہ سرور خان ہوئے راجہ ولایت خان کے بیٹوں کے نام راجہ اکرم خان راجہ محمدنواز خان راجہ عبدالقیوم خان شاہنواز خان حق نواز خان ربنواز خان محمد آزاد خان اور محمد حبیب خان ہیں جبکہ زراعت اللہ خان کے ظفر اللہ خان زائید اللہ خان رفیع اللہ خان ہیں تیسرے راجہ شیر دل خان کے راجہ عبدالعزیز خان راجہ غلام خان کے بیٹے کا نام حمید اللہ خان ہے اور راجہ عبدالعزیز خان کے چار بیٹے راجہ عبدالرشیدخان راجہ عبدالطیف خان راجہ محمد عزیز خان راجہ ذوالفقار خان ہیں یہ خاندان موضع گگناڑہ میں آباد ہے زیادہ حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

موضع سوئیاں کوٹلی کا منگرال خاندان: بحوالہ راجہ ممتاز خان منشی ایڈووکیٹ راجہ محمد مطلوب خان منگرال بمقام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کوٹلی آزاد کشمیر نقل کیا گیا کہ راجہ فتح شیر خان موضع سوئیاں میں آباد تھے جن کے تین فرزندوں سے اولادیں چلیں راجہ دوست محمد خان راجہ فتح حیدر خان راجہ نیاز علی خان اول الذکر کے مرزا خان افراخان گل داد خان حکمداد خان مرزا خان کے دو بیٹے محمدافضل خان امیرداد خان نامی ہوئے جبکہ افراخان لاولد ہوئے اور تیسرے گل داد خان کے راجہ اکبر خان کے دو بیٹے ہوئے راجہ ممتاز احمد خان اور راجہ محمد آزاد خان راجہ ممتازاحمد خان کے اشتیاق احمد امتیاز احمد وقاص احمد سرفراز احمد ہمراز احمد افراز احمد اقراص احمد نامی

سات بیٹے ہوئے ہیں راجہ حکمداد خان کے بیٹے عبدالواحد خان ہوئے راجہ فتح حیدر
خان کے سوار خان ولیدادخان اور محمد خان ہوئے ہیں سوار خان کے بیٹے ہوئے ہیں
الیاس خان ریاض خان غلام عباس خان اور امیر عباس خان راجہ ولیداد خان کے
جاوید اورنگزیب اور امیر نامی بیٹے ہیں راجہ محمد خان کے سلیم خان نسیم خان جمشید
خان اعجاز خان الطاف خان راجہ نیاز علی خان ولد فتح شیر خان کے راجہ اقبال خان
راجہ رنگ خان اقبال خان کے بیٹے کا نام سید اکبر خان اور سید اکبر خان کے بیٹے
کا نام راجہ عظیم خان ہے راجہ اورنگزیب خان کے راجہ اصغرخان اور راجہ لیاقت خان
ہوئے راجہ اصغر خان کے راجہ افضل خان ساجد خان اکرم خان بیٹے ہوئے ہیں یہ
خاندان منگرال راجپوت موضع سوئیاں میں آباد ہے۔

موضع ففڑیلہ کا خاندان

موضع ففڑیلہ ڈھوک خانیاں تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی کے ایک خاندان کا حوالہ ملا ہے یہ لوگ راجہ حبیب اللہ خان کی اولادیں ہیں۔ راجہ حبیب اللہ خان کے ایک فرزند راجہ فتح خان کے تین بیٹے ہوئے ہیں راجہ مسعود خان۔ راجہ مقصود خان راجہ مطلوب خان راجہ مسعود خان کے راجہ خضر خان راجہ مظہر خان راجہ فظر خان راجہ منظر خان راجہ عنصر خان راجہ اسد خان بیٹے ہیں جبکہ راجہ خضر خان کے تین بیٹے سفیان ارسلان مہران ہیں۔ راجہ مقصود خان بن راجہ فتح خان کے سات بیٹے ہیں نوید مقصود، ندیم مقصود، عندلیب مقصود، توفیل مقصود، تیمور خان وسیم خان نعیم خان راجہ مطلوب خان کا ایک بیٹا فیضان مطلوب ہے اب موضع کلوڑ کے کچھ اور اہم شخصیات کے نام پیش خدمت ہیں راجہ وزیر خان ڈی ایف او راجہ جاوید خان مدرس۔ ہیڈ ماسٹر راجہ خادم خان صوبیدار ریٹائرڈ محمد یونس خان راجہ اعجاز خان مقیم انگلینڈ راجہ سرور خان مقیم انگلینڈ راجہ فاروق خان سعودیہ جو کہ وزیر خلدجہ کے ساتھ بطور ڈرائیور ہیں راجہ غفور خان سعودیہ راجہ محمود خان سعودیہ راجہ مطلوب خان سعودیہ راجہ سفارش خان سعودیہ،

نمبردار راجہ اقبال خان کی وساطت سے یہ حوالہ جات نوٹ کئے آپ تجارت و زمینداری سے وابستہ ہیں اور اپنے گاؤں کے نمبردار بھی ہیں آپ محبّ قوم اور اچھی معلومات رکھتے ہیں مہمان نواز خوش اخلاق ہیں آج کل بھرنڈ بھٹہ بازار میں

تجارت سے وابستہ ہیں ان علاقوں میں منگرال خاندان کی کافی اکثریت ہے مگر افسوس کہ پیغامات اخبارات ے بذریعہ ﷵلع کرنے کے باوجود مکمل خاندانوں کے شجرے اور حالات بروقت دستیاب نہ ہو سکے یہاں کلوڑ کی آخری حدود میں ٹھارہ نامی ایک قلعہ بھی ہے جو کہا جاتا ہے کہ عہد شاہجہان کی تعمیر ہے اس ضلع کوٹلی میں تین قلعے ہیں جو شاہجہان کی یادگار ہیں قلعہ تھروچی قلعہ ٹھارہ قلعہ آئین پانہ تھروچی کے قلعہ پر کھڑے ہو کر بقیہ دونوں قلعے اس نیم پہاڑی علاقہ کے نظر آتے ہیں کہا جاتا ہے کہ قلعہ سے قلعہ تک اس زمانے میں رات کو آگ کے ذریعہ دوسرے قلعوں تک سگنل پہنچائے جاتے تھے اور دن کے وقت سگنل کے لئے شیشہ استعمال کیا جاتا تھا یہاں کے قرب و جوار موضعات کے نام جہاں منگرال آباد ہیں موضع جبڑی موضع کھراوٹ موضع نمب جاگیر موضع فتڑیلہ موضع چھنی موضع بھرنڈ بھٹہ موضع نڑالی موضع نمب جاگیر میں بڑے نامی گرامی جاگیردار لوگ جو کہ منگرال خاندان کے چشم و چراغ آباد ہیں مکمل حالات دستیاب نہیں ہو سکے انشاء اللہ زندگی نے وفا کی تو اگلی تصنیف میں انہیں نمایاں جگہ دی جائے گی۔

سہر منڈی تحصیل سہنسہ کا منگرال خاندان

راجہ قاسم خان

آپ موضع سہر منڈی تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے رہائشی تھے۔آپ کے تین فرزند ہوئے۔راجہ زمان علی خان راجہ دیوان علی خان لاولد اور راجہ مردان علی خان نے ایام کمسنی میں وفات پائی۔راجہ زمان علی خان کے ایک ہی فرزند راجہ ریاست خان ایڈووکیٹ ہوئے۔

راجہ ریاست خان ایڈووکیٹ: آپ کی تاریخ پیدائش یکم دسمبر 1948 عیسوی ہے آپ سہر منڈی میں پیدا ہوئے پرائمری تک تعلیم مقامی سکول سے حاصل کی میٹرک کا امتحان کوٹلی سے پاس کیا اور 1967ء میں میدان عمل میں قدم رکھا اور بسلسلہ روز گار کراچی چلے گئے اور کراچی میں رہ کر الیکٹرونکس کا ڈیڑھ سالہ کورس پاس کیا۔پھر آپ نے اپنی خدمات پاکستان نیوی کو پیش کیں۔وائرلیس مکینک کے طور پر آپ نے عرصہ تیرہ سال تک سروس کی۔دوران سروس ہی آپ نے 1980ء میں ایس ایم لاء کالج کراچی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔اور وطن واپس آ کر تحصیل ہیڈ کوارٹر سہنسہ میں وکالت اختیار کر لی۔آپ ابتدائی تعلیم کے دوران ہی جماعت اسلامی جمیعت طلبہ سے وابستہ تھے۔آپ نے اس علاقہ کے مظلوم طبقہ کی داد رسی کے لئے ہمیشہ خدمات انجام دیں۔آپ نے ہمیشہ نادار اور مظلوم کا ساتھ دیا اور سینکڑوں مقدمات عدالت میں لڑ کر غربا کی پرورش کی اور شعبہ وکالت میں اچھا نام کمایا۔آپ ایک ایماندار اور خدا ترس انسان ہیں آپ 1982ء سے اس وقت

تک دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ۔ صادق امین انسان ہیں جذبہ خدمت خلق اور حب الوطنی سے سرشار مخلص مہمان نواز اور خوش اخلاق انسان ہیں۔ آپ1982ء میں جماعت اسلامی آزاد کشمیر میں شریک ہو گئے آپ نے 2001ء کے آزاد کشمیر اسمبلی کے الیکشن میں جماعتی ٹکٹ پر حصہ لیا مگر آپ اس لیکشن میں ہار گئے۔افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کو تقویت دینے کے لئے افغانی جہاد مراکز میں مجاہدوں کے قافلے بھیج کر جہاد افغانستان میں بہت اہم رول ادا کئے۔اس کے بعد مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کا آغاز ہوا۔تو آپ نے تقریبا پورے حلقہ کے مجاہدوں کو عسکری تربیت دے کر مقبوضہ کشمیر بھیجنا شروع کیا۔ دیگر لوگوں کے علاوہ آپ نے اپنے جواں سالہ بیٹے کوجوبی ایس سی کر چکا تھا۔ 1992ء میں مقبوضہ کشمیر جہاد کے لئے روانہ کیا آپ کے نزدیک انصاف کا تقاضا یہی تھا۔آپ کے اس فرمانبردار بیٹے نے 1993ء میں مقبوضہ کشمیر سے واپسی پر راحیل شہید کیمپ سہنسہ کی بنیاد رکھی اور سینکڑوں کی تعداد میں مجاہدوں کو عسکری تربیت دے کر مقبوضہ کشمیر جہاد کے لئے بھیجا آپ کے اس فرزند ارجمند کا نام راجہ ارشد محمود خان تھا 1993ء کے آخر میں پھر تیسری مرتبہ مقبوضہ کشمیر سوپور اننت ناگ اور اسلام آباد میں رہے اس دوران آپ آتے جاتے رہے بالا آخر راجہ ارشد محمود 16 جنوری 1995ء کے دن ایک جھڑپ میں سوپور کے مقام پردشمن سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔اور سوپور مقبوضہ کشمیر میں دفنائے گئے آپ کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر 1966 ہے آپ نے سکول لائف میں سکاوٹ پروگرام میں گولڈ میڈلسٹ بطور انعام حاصل کیا تھا۔آپ جذبہ جہاد اور حب الوطنی سے سرشاد نڈر اور بہت ہی

مدبرانہ خیالات کے مالک تھے۔ راجہ ارشد محمود شہید مجاہدوں کو ٹریننگ بھی دیتے رہے آپ کے کیمپ سے عسکری تربیت یافتہ درجنوں مجاہد مقبوضہ کشمیر میں داد شجاعت پا چکے ہیں اور کئی مجاہدوں نے فوجیوں کے دانت کھٹے کر دکھائے اور کئی مجاہدوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کا فریضہ بہم پہنچایا۔ اور سینکڑوں ہندوؤں کو واصل جہنم کیا۔ اس خاندان کے تین اور شہیدوں کا ذکر بھی یہاں ہی کیا جاتا ہے راجہ حبیب خان شہید آپ موضع پنجیڑہ گالا سمہار کے رہنے والے تھے 4اپریل 1998ء کو راجوری کے مقام پر ایک جھڑپ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔راجہ محمد نصیر خان شہید جو کہ سہنسہ نرناہ کے رہنے والے تھے 5 مارچ 2002ء میں کالا کوٹ راجوری میں شہید ہوئے۔ راجہ الیاس خان شہید آپ پنجیڑہ چک نور کے رہائشی تھے۔8اگست 2000ء میں بڈگام مقبوضہ کشمیر میں شہید ہوئے ان کے علاوہ لبریشن فرنٹ کے تربیت یافتہ منگرال خاندان کے جانباز سپوت جن کا آبائی گاؤں گلوٹیاں سہنسہ تھا راجہ اشفاق عاصم ولد راجہ فتح داد خان نے راجوری کے مقام پر ایک معرکہ میں جام شہادت نوش کیا سردار شاکر الحسن ولد حکیم سردار محمد نذیر خان جو کہ تڑالہ سہنسہ کے رہائشی اور سدھن قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے راجوری میں شہادت پائی ایک اور مجاہد چوہدری داؤد خان گاؤں کوٹلہ سہنسہ نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں لہو ہمارا بھلا نہ دینا،

قسم ہے تم کو اے سر فروشو عدو ہمارا بھلا نہ دینا،

آپ کے دوسرے فرزند کا نام راجہ خالد محمود ہے جو بی اے کر چکے ہیں۔مذید تعلیمی

کوششوں کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی کے نور ماڈل سکول میں بطور پرنسپل خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بڑے ذہین و فطین اور خوش خلق نوجوان ہیں ایڈووکیٹ راجہ ریاست خان کے تیسرے بیٹے کا نام راجہ راشد محمود ہے۔جو بی اے میں زیر تعلیم ہیں جو عسکری تربیت پانے کے بعد متعدد باڈر کاروائیوں میں بڑی شجاعت دکھا چکے ہیں اور بہترین قسم کے گوریلا مجاہد ہیں راجہ ریاست خان ایڈووکیٹ راضی بہ رضا پابند صوم و صلوۃ بڑے بلند حوصلہ و کردار کے مالک ہیں۔آپ سوشل ورکر بھی ہیں اپنے بیٹے کی شہادت پر بڑے پر امید ہیں کہ اللہ تعالی نے عطا کیا تھا۔اور اسی کی راہ میں خرچ ہو گیا اللہ تعالی نے اسے لمبی عمر عطا کر دی جو ان کے نزدیک باعث افتخار ہے۔

اولاد راجہ جھنڈا خان منگرال موضع اینٹی :۔ آپ کے چار فرزند ہوئے ۔ راجہ عبدل خان راجہ منگر خان راجہ بھائی خان راجہ شمس خان راجہ عبدل خان کے دو بیٹے راجہ علیا خان اجہ پتلا خان تھے ۔راجہ علیا خان کے بھی دو بیٹے راجہ مستو خان راجہ مادو خان ہوئے ۔ مستو خان کے بیٹے راجہ بگا خان اور راجہ اشرف خان ۔راجہ بگا خان کے ایک ہی فرزند راجہ امان اللہ خان سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے ۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے ہیں ۔ راجہ اکو خان کے دو بیٹے راجہ مہتا خان اور راجہ صفدر خان راجہ مہتا خان کے بھی دو فرزند ہوئے ہیں راجہ کرم خان راجہ فقیر خان، راجہ کرم خان کے تین بیٹے ہیں راجہ ولائت خان راجہ گلزار خان راجہ علی داد خان جبکہ راجہ فقیر خان کے تین فرزند راجہ سردار خان اور راجہ شہنواز خان اور راجہ عمر خطاب خان ہیں ۔ یہ شجرہ نسب بحوالہ راجہ شہنواز خان

ضبط تحریر میں لایا گیا ہے ۔ راجہ شہنواز خان کے سات بیٹوں کے نام اسطرح ہیں بڑے راجہ حسن اختر ہیں ،راجہ ندیم احمد ،راجہ علی اختر ،راجہ وسیم احمد ،راجہ عبدالرحیم ،راجہ مہتاب احمد اور راجہ ذوالقفل ہیں ۔

راجہ عمر خطاب خان کے پانچ فرزندوں کے نام یوں ہیں ۔ راجہ ذوالقرنین ،راجہ سبطین ،راجہ گل خطاب ،راجہ حسنین اور راجہ ضیاء عمر ۔

اولاد راجہ پہالا خان بن امان اللہ خان موضع اینٹی :

راجہ پہالا خان کی اولادیں بھی موضع اینٹی میں آباد ہیں ۔ آپ کے چھ فرزند ہوتے ہیں ۔ جن کے اسماء اسطرح ہیں ۔راجہ دیوان خان ،راجہ فتح خان ،راجہ پلاخان ، راجہ اقبال خان ،راجہ شامان خان ،راجہ دلدار خان ،اول الذکر راجہ دیوان خان کے پانچ فرزند ہوئے ہیں ۔ راجہ اشرف خان ،راجہ مظفر خان ،راجہ اکبر خان ،راجہ حسنین خان ، راجہ باغ خان نے لاولد وفات پائی ۔ راجہ اشرف خان کے تین فرزند حاجی راجہ صابر خان راجہ نزیر خان راجہ نور محمد خان راجہ صابر خان کے فرزند راجہ عابد خان ہیں جنھوں نے یہ شجرہ نوٹ کروایا راجہ نزیر خان کے چھ بیٹے ہیں راجہ طارق خان راجہ خالد خان راجہ خلیل خان راجہ جمیل خان راجہ شارک خان راجہ وقار خان راجہ اشرف خان کے دوسرے بھائی راجہ مظفر خان کے تین بیٹے ہوئے ہیں ۔ راجہ وزارت خان مدرس راجہ پرویز خان اور راجہ بنارس خان راجہ وزارت خان کے دو بیٹے بابر خان اور زبیر خان ہیں راجہ پرویز خان کے بھی دو ہی فرزند ہیں بابو خان اور مشرف خان راجہ بنارس خان کے بیٹے کا نام ساجد خان ہے ۔راجہ مظفر خان کے چھوٹے بھائی راجہ اکبر خان ۔کے دو

بیٹے ہو ئے ہیں راجہ میر محمد خان اور راجہ نزیر محمد خان میر محمد خان کے چا ر فر زند قیو م خان شہبا ز خان ظہورخان ،حبیب خان ہیں ۔ راجہ نزیرمحمد خان کے بیٹے راجہ غفور خان ،رحمٰن خان اور سلیم خان ہیں راجہ پہا لا خان کے دو سر ے فر زند راجہ فتح خان کے بیٹے کا نام فضلداد خان ہے ۔ راجہ حسین خان بن راجہ دیوان خان کے بیٹے کا نام راجہ حکمداد خان کے فر زند کا نام راجہ طفیل خان ہے ۔ راجہ اشرف خان کے چھو ٹے فر زند راجہ نو ر محمد خان کے دو بیٹے راجہ شکیل خان راجہ آصف خان ہوئے ہیں

اولادراجہ پلا خا ن بن راجہ پہا لا خان موضع اینٹی راجہ پلا خان کے دو بیٹے ہو ئے ہیں ۔راجہ بیرولی خان راجہ ریا ست خان راجہ بیرولی خان کے تین فر زند لیا قت خان راجہ منشی خان راجہ غلا م عبا س خان راجہ ریا ست خان کے بھی تین بیٹے ہیں ۔راجہ اسلم خان راجہ میر ا خان راجہ پپو خان۔

او لاد راجہ شا ما ں خان موضع اینٹی راجہ شا مان خان بن راجہ پہالا خان موضع اینٹی تحصیل سہنسہ آزادکشمیر کے تین فر زند ہو ئے ہیں۔ راجہ فر مان علی خان راجہ زمان علی خان راجہ قا ئم علی خان نے لا ولد و فا ت پا ئی ۔راجہ فر مان علی خان کے تین بیٹے ہو ئے ہیں راجہ رشید خان. راجہ فر ید خان راجہ صدیق خان راجہ زمان علی خان کے فر زند راجہ گلشیر خان کے دو بیٹے ہو ئے ہیں ۔ صو بیدار امر یز خان راجہ محمد عر بی خان ،راجہ دلدار خان ولد پہا لا خان کے ایک ہی فرزند راجہ مقبو ل خان کے چار فرزند ہو ئے ہیں ۔راجہ فیاض خان راجہ محمد تا ج خان راجہ محبو ب

خان راجہ سلیمان خان شہید ،راجہ سلیمان خان کے دو فرزند راجہ گلشیر خان اور نزران خان ہیں ۔ راجہ فیاض خان کے بیٹے کا نام شکیل خان ہے اس خاندان کا شغل زمینداری اور فوجی ملازمت کے ساتھ ساتھ سرکاری و سول ملازمت ہے با اخلاق مہمان نواز اور باکردار لوگ ہیں ۔ موضع اینٹی میں کافی اکثریت میں منگرال خاندان آباد ہے مگر عدم دستیابی معلومات کی وجہ سے پورے افراد کے نام شامل نہیں ہو سکے ۔

موضع کٹھاڑ تحصیل سہنسہ کے منگرال خاندان

راجہ رفیع خان کے دو بیٹے راجہ افضل خان اور راجہ رنگ خان ہوئے اب ہر ایک کی اولادوں کا ذکر یوں ہے۔راجہ فضل خان کے تین فرزند راجہ بشیر خان ،راجہ نصیر خان اور راجہ سپارس خان عرائض نویس ہیں راجہ بشیر خان کے بھی تین فرزند ہیں۔راجہ مجاہد خان راجہ طارق خان یاسرخان راجہ نصیر خان کے ایک ہی فرزند راجہ حنیف خان ہیں۔

راجہ سپارس خان : آپ راجہ افضل خان کے تیسرے فرزند ہیں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور تحصیل ہیڈ کوارٹر سہنسہ میں بطور عرائض نویس کام کر رہے ہیں قومی تاریخ سے بہتر درجہ کی دلچسپی رکھتے ہیں قانونی معاملات میں بھی بہتر مہارت کے مالک ہیں آپ خوش اخلاق ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔اس خاندان میں تعلیمی سر گرمیاں درمیانہ ہیں‌اور صاحب جائیدار لوگ ہیں اور بڑی زرخیز زمینوں کے مالک ہیں ۔زمینداری کے ساتھ ساتھ سول ملازمت اورکاروبار کرتے ہیں۔اور بیرونی ممالک میں رہ کر اپنی معاشی بہتری پیدا کر چکے ہیں۔مالی طور پر مستحکم ہیں راجہ سپارس خان کے سات بیٹے ہیں راجہ سجاد خان راجہ سعید خان راجہ آزاد خان راجہ ندیم خان راجہ نبیل خان اور راجہ اسد خان جبکہ راجہ رنگ خان کے دو فرزند ہوئے ہیں راجہ محمد زمان خان راجہ قربان خان اول الذکر کے دو فرزند ہیں ۔راجہ بنارس خان اور راجہ وارث خان ۔ثانی الذکر کے چار فرزندوں کے نام یوں ہیں۔راجہ محبت خان راجہ خالد خان راجہ ریاض خان راجہ محمد اکبر خان یہ خاندان موضع کٹھاڑ تحصیل

سہنسہ ضلع کوٹلی میں آباد ہے جفاکش خوش اخلاق مہمان نواز غیور الطبع لوگ ہیں۔

موضع ساکڑہ کرائیٹوٹ کا منگرال خاندان

متذکرہ گاؤں تحصیل سہنسہ میں آتا ہے۔اس گاؤں میں منگرال راجپوت برادری کے تقریباً 78 گھر آباد ہیں۔صاحب جائیداد لوگ ہیں۔بڑی بڑی زرخیز زمینیں اور چراگاہیں ان کی ذاتی ملکیت ہیں۔دس فی صدی لوگ سرکاری ملازمتیں کرتے ہیں۔اور تقریباً 9فیصدی لوگ بیرونی ممالک میں نسول ملازمتیں کرتے ہیں۔بڑے ہی مہم جو اور جفاکش و محنتی لوگ ہیں بڑے ہی باوقار و باکردار مہمان نواز خوش اخلاق ہیں جرتمندی و بے باکی تو انہیں آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔ان کے مورثان اعلی سہنسہ سے وقتاً فوقتاً نقل مکانی کر کے متذکرہ گاؤں میں آ کر آباد ہوتے رہے یہ خاندان جو کہ 78 گھروں پر مشتمل ہے کسی ایک دادا شاخ سے نہیں ہے بلکہ الگ الگ مورثان سے ہیں مگر خاندان منگرال سے ہی ان سب کا تعلق بتایا جاتا ہے ان میں سے صرف راجہ فضل خان کی اولادوں کے نام و حالات دستیاب ہوئے ہیں۔ جو بذیل عرض ہیں راجہ فضل خان کے دو فرزند ہوئے۔راجہ شان خان راجہ خان بہادر خان اول الذکر کے ایک ہی فرزند راجہ گل زمان خان کے چار بیٹے ہوئے۔ راجہ شاہ روم راجہ شاہنواز خان راجہ شہپال اور راجہ شہباز راجہ خان بہادر کے چھ بیٹے ہوئے حاجی محمد شریف خان حکمدادخان راجہ محمد صدیق خان راجہ کالو خان راجہ محمد رفیق خان راجہ محمد حنیف خان حاجی محمد شریف خان کے سات بیٹے ہوئے راجہ مہربان خان راجہ اورنگزیب خان راجہ محمد آزاد خان ظفر اقبال خان

ایڈووکیٹ راجہ اللہ رکھا خان راجہ محمد نسیم خان راجہ مہربان خان کے تین بیٹے راجہ نصیر خان راجہ۔ عابد حسین راجہ شفیق خان راجہ اورنگزیب خان کے دو بیٹے راجہ ہاشم اورنگزیب اور یاسر اورنگزیب راجہ عبدالعزیز خان کے تین بیٹے طارق عزیز محسن عزیز مبشر عزیز راجہ محمد آزاد خان کے تین فرزند واصل آزاد واجب آزاد اور رحیم آزاد ہیں۔راجہ ظفر اقبال خان کے چار بیٹے ثاقب ظفر راقب ظفر ماجد ظفر اور ضیا ظفر ہیں ان میں سے اہم شخصیات کے حالات زندگی بذمل عرض ہیں۔

راجہ عبدالعزیز خان: آپ کی تعلیمی قابلیت بی اے بی ایڈ ہے آپ آزاد کشمیر کے محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو گئے اورگذشتہ انیس سال سے مختلف سکولز میں بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں آج کل گورنمنٹ مڈل سکول موضع کرائیٹوٹ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ اپنی قابلیت کی وجہ سے نہایت ہی نمایاں ہیں اپنے فرائض نہایت ہی احسن طریقہ سے نبھا رہے ہیں خوش اخلاق ہیں۔

صوبیدار راجہ محمد آزاد خان: آپ نے ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔اوراپنی عملی زندگی کا آغاز پاکستان آرمی سے کیا آپ 1984ء میں بھرتی ہوئے اور خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے صوبیدار کے عہدہ پر ترقی پائی ابھی تک حاضر سروس ہیں مدبر شجاع اور مستقل مزاج ہیں جذبہ حب الوطنی سے سرشار محوسفر ہیں۔

ایڈووکیٹ راجہ اللہ رکھا خان: آپ کی تاریخ پیدائش 4دسمبر 1965ء ہے آپ نے ایم اے ایل ایل بی کیا اور پیشہ وکالت کو چنا آپ تقریباً 5 سالوں سے

تحصیل سہنسہ کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور ہمیشہ سے مظلوم انسانیت کی خدمات انجام دیتے ہیں آپ باشعور شائستہ خوش اخلاق ملنسار مہمان نواز انسان ہیں اپنے فن میں اچھی دلچسپی اور مہارت رکھتے ہیں۔

راجہ محمد نسیم خان : آپ نے ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔اور پاکستان ڈیفنس نیوی میں بھرتی ہو گئے پانچ سالہ خدمات انجام دینے کے بعد استعفی دیکر یورپ چلے گئے جہاں آج کل کمرشل نیوی میں بطور سیکنڈ کیپٹن پائلٹ ہیں بڑے با عزم باکردار نوجواں ہیں موضع ساکڑہ کرائیٹوٹ سہنسہ شہر سے راولپنڈی روڈ پر تقریباً 9 کلومیٹر کے فاصلہ پرواقع ہے نہایت ہی زرخیز اور میدانی علاقہ ہے زمینداری سے ان لوگوں کو اچھا شغف ہے۔غلہ وغیرہ اپنی ضرورت کا زمینوں سے پیدا کر لیتے ہیں مالی طور مستحکم ہیں اس گاؤں میں اور بھی منگرال خاندان کے لوگ آباد ہیں مگر حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

موضع اینٹی تحصیل سہنسہ کا منگرال خاندان: یہاں ویسے تو کافی خاندان آباد ہے مگرحالات زندگی دستیاب نہیں ہو سکے اس ضمن میں موصولہ حالات وشجرہ کوزیرقلم لایا جاتا ہے۔**راجہ کالو خان** جن کے تین فرزند ہوئے۔راجہ نذر محمد خان ریٹائرڈ کیپٹن راجہ سردار خان مرحوم راجہ سیف علی خان جو کہ لاولد ہوئے۔جبکہ اول الذکر کے چار فرزند ہوئے راجہ امان اللہ خان راجہ محمد رفیق خان راجہ غلام خان راجہ محمد ریاض خان (راجہ امان اللہ لاولد ہوگئے)۔راجہ محمد رفیق خان کے دو بیٹے راجہ محمد نسیم خان اور راجہ عبدالحمید خان راجہ محمد نسیم خان کے تین فرزندوں میں سے دو کے

نام یہ ہیں۔بابر حسین اور صابر حسین۔راجہ غلام خان کے تین فرزند راجہ محمد یونس خان اعجاز احمد اور صعیف احمد ہیں۔جبکہ راجہ محمد ریاض خان کے دوہی بیٹے محمد اسحاق اور صہیب خان ہیں۔ریٹائرڈ کیپٹن راجہ سردار خان کے چار بیٹے ہوئے ہیں۔ حاجی راجہ محمد اقبال خان حاجی راجہ محمد نواز خان حاجی شہنواز خان حاجی راجہ نواز خان اول الذکر کے دو بیٹے ہیں راجہ محمد سلیم خان اور راجہ محمد حلیم خان۔سلیم خان کے تین بیٹوں کے نام اس طرح ہیں خرم سلیم ارسلان خان اور عمر سلیم حاجی راجہ محمد نواز خان کے چار بیٹے ہیں۔راجہ سہیل نواز خان راجہ ساجد نواز خان راجہ ماجد نواز خان راجہ واجد نواز خان۔حاجی شہنواز خان کے تین فرزند ہوئے راجہ آصف نواز خان راجہ راشد نواز راجہ احمد نواز خان حاجی حق نواز خان کے تین بیٹے ہیں راجہ محمد اجمل خان راجہ عظمت نواز راجہ اسد نواز ان میں سے اہم شخصیات کی سوانعمریاں بذیل عرض ہیں۔

راجہ کالو خان: آپ پورے منگرال قبیلہ میں ایک سر پرست اعلی کی حیثیت رکھتے تھے۔برادری میں جرگہ پنچائت کے موقعہ پر آپ کو فیصلہ کرنے کے لئے مدعو کیا جاتا تھا۔آپ سخاوت میں بھی نمایاں رہے۔درازقد کاٹھ کے مالک تھے ۔طاقت کے بے تاج بادشاہ رہے ذریعہ معاش زیادہ تر زمینداری رہا۔مہمان نوازی اور غربا پروری میں اپنی مثال آپ تھے۔

راجہ نذر محمد خان: آپ بہت ہی مذہبی انسان تھے۔ جرتمندی و دلیری میں اپنی مثال آپ تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپکے گھر میں رات کے وقت اچانک شیر داخل ہو گیا۔اہل خانہ نے شور وغل بپا کر دیا تو آپ نے کلہاڑی لے کر شیر پر

حملہ کر دیا۔اور کلہاڑی سے پے در پے وار کرتے ہوئے شیر کو لہو لہان کر دیا۔آپ صاحب جائیداد تھے۔اور بڑے ماہر زمیندار تھے غلہ وغیرہ کافی زمینوں سے حاصل کر لیتے تھے مالی طور پر مستحکم رہے۔اچھے مہمان نواز اور غربا پرور تھے۔دراز قد سینہ چوڑا رنگ سفید و سرخی مائل تھا۔آپ نے تقریباً 95 سال کی عمر پا کر اس جہان فانی کو خیر باد کہا۔

(ر) کیپٹن راجہ سردار خان (موضع اینٹی): آپ مڈل پاس کرنے کے بعد انڈین آرمی میں بھرتی ہو گئے آپ نے دوران سروس تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔انڈین آرمی میں بہادری و جرآت کے صلہ میں حکام اعلی سے سردار بہادر کے اور، او بی آئی، اور، ایس ایس بی، خطابات سے نوازا گیا تحریک آزادی کے موقعہ پر اپنی فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور تقریبا دس سالہ فوجی و ملی خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔آپ نے خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خوب ترقیاں کیں اور 1957ء میں یہ عہدہ کیپٹن ریٹائرڈ ہوئے۔1965ء کے جنگ کے موقعہ پر گل پور کیمپ میں مجاہدوں کو عسکری تربیت دیتے رہے۔کرنل راجہ محمود خان کے ہمراہ یونین کونسل سہنسہ کے چیئر مین کے طور پر عوامی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس علاقہ کی تعمیر و ترقی میں آپ کا بڑا اہم کردار رہا۔آپ حد درجہ کے غربا پرور بھی تھے۔ بڑے جرتمند باکردار با عزم تھے۔ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا۔کہ راولپنڈی سے واپس آنے والے مہمانوں کا وقت بے وقت آپ کے گھر میں ایک تانتا بندھا رہتا تھا کیونکہ آپ کا گھر راولپنڈی کے راستہ میں تھا۔علاقہ میں کوئی بھی آنے والا سرکاری اہل کار صرف آپ کے گھر میں قیام کرتا اور لوگوں کے کام آپ

کے گھر میں بیٹھ کر سرانجام دیتا آپ بہت ہی بہادر اور سخاوت و غربا پروری میں بے مثل تھے آپ نے 3 جنوری 1977ء میں اس دارالفانی کو خیر باد کہا۔آپ کو برٹش آرمی ،پاکستان آرمی سے انعامات،خطابات ملے تھے۔درجہ اول فسٹ میں آپکی ریلیز ہوئی۔ تمغہ جات میں ڈیفنس میڈل،وار میڈل برما سٹار پاکستان میڈل آپ نے حاصل کیئے۔موضع اینٹی کو آپ کے نام پر چک سردار خان کہا جاتا ہے،، کاغذات سرکاری میں کاسٹ راجپوت درج ہے۔

راجہ محمد اقبال خان: آپ خواندہ ہیں زمینداری کے ساتھ ساتھ دیگر امور برادری میں شامل رہتے ہیں۔نہایت ہی جرتمند دلیر نڈر انسان ہیں۔ مہمان نوازی و سخاوت میں بڑے ہی نامور ہیں تقریباً 60 سالہ عمر میں روبہ صحت ہیں۔آپ کے فرزند راجہ محمد سلیم خان آج کل انگلینڈ میں سول ملازمت کرتے ہیں اس خاندان کو اپنی قومی تاریخ سے اچھی دلچسپی ہے یہ پورا خاندان پابند صوم و صلوۃ متقی و پرہیز گار ہے۔

حاجی راجہ محمد نواز خان: بی اے کرنے کے بعد ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور الائیڈ بنک آف پاکستان میں بھرتی ہو گئے آج کل بطور اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ ،خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سیاسی بصیرت بھی رکھتے ہیں۔ سماجی رکن بھی ہیں علاقہ و برادری کے اصلاح احوال و امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ علاقہ و برادری میں اچھی شہرت کے حامل ہیں۔لوگ آپ کو ،بابائے، قوم کہہ کر پکارتے ہیں۔فریضہ حج کی ادائیگی کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا ہے آپ کی

مہمان نوازی و خوش اخلاقی بے مثال ہے بڑے با عزم باکردار معاملہ فہم با شعور شخصیت کے مالک ہیں مالی طور پر مستحکم صاحب جائیداد ہیں اپنی قومی تاریخ و قومی روایات سے اچھی معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں پابند صوم و صلوٰۃ سفید ریش انسان ہیں آپ کے بڑے فرزند۔

راجہ سہیل نواز خان: پنجاب لاء کالج راولپنڈی میں ایل ایل بی سال دوئم کے طالب علم ہیں خوش اخلاق نوجوان ہیں اور قومی تاریخوں سے والہانہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

راجہ شہنواز خان: آپ نے ایف اے کیااور پاکستان آرمی اٹلری میں بھرتی ہو گئے دوران سروس تقریبا اڑھائی سال تک سعودی عرب میں فوجی فرائض انجام دیئے پندرہ سالہ سروس کے بعد 1987ء میں ریٹائرڈ آئے گھر واپسی پر پیشہ تجارت و زمینداری کو ذریعہ معاش کے طور پر اختیار کیا سیاسی سماجی شخصیت ہیں اپنے حلقہ کے لوکل کونسلر بھی رہ چکے ہیں۔اوربہترین سماجی ورکر ہیں۔ اورمسلم کانفرنس کے رکن ہیں خدمت خلق کے امو رپر اکثر اوقات صرف کرتے ہیں۔اورتنظیم خدمت خلق سہنسہ میں بہترین نمائندگی کے حامل ہیں۔مستقل مزاج مہمان نواز اور مدبرانہ صلاحیتوں کے مالک ہیں آپ کے ایک فرزند راجہ۔

آصف نواز خان: بی اے میں زیرتعلیم ہیں جبکہ راجہ راشد نواز خان ایف اے کے طالب علم ہیں۔

حاجی راجہ حق نواز خان: آپ نے میٹرک پاس کیا اور حصول معاش کے

سلسلہ میں سعودیہ چلے گئے کچھ عرصہ بعد واپس وطن آئے۔اور راولپنڈی میں آٹو ورکشاپ قائم کی اورتا حال اسی سے وابستہ ہیں۔دیانتدارخود دار اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔ یہ گاؤں اینٹی تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی میں آتا ہے سہنسہ شہر سے جانب راولپنڈی تھوڑے ہی فاصلہ پر مین روڈ سے بذریعہ لنک روڈ تقریبا نصف کلو میٹر پر واقع ہے میدانی اور سرسبز زرخیز علاقہ ہے یہاں اور بھی راجپوتوں کے کافی گھر آباد ہیں لیکن ان کے حالات زندگی دستیاب نہیں ہو سکے۔

اولاد راجہ عباس خان: یہ خاندان موضع اینٹی (چک سردار خان) میں آباد ہے شجرہ کی تفصیل یوں ہے راجہ عباس خان کے دو فرزند تھے راجہ کالو خان جن کی اولادوں کا پہلے ذکر آ چکا ہے دوسرے راجہ فقیر خان جن کی اولادوں کی تفصیل یوں ہے راجہ فقیر خان کے بیٹے راجہ کریم حیدر خان تھے جن کے دو بیٹے ہوئے راجہ صادق خان اور راجہ کفایت علی خان جو کہ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں شہید ہو گئے تھے راجہ کفایت علی شہید کے ایک ہی فرزند راجہ سلطان محمود خان کے دو بیٹے ہیں فیصل کفائت اور سعید احمد خان راجہ کفایت علی خان سابقہ بنگال میں شہید ہوئے تھے آپ کو ستارہ جرت ملا تھا۔ بہ عہدہ حوالدار تھے۔ راجہ کریم خان کے فرزند راجہ صادق خان کے بیٹے ہیں ریٹائرڈ حوالدار راجہ محمد طفیل خان جن کے تین بیٹے ہوئے ظفر اقبال،عنصر اقبال،رمیض اقبال۔

راجہ فضلداد خان سابق ممبر اسمبلی آزاد کشمیر

: آپ دسمبر 1944ء میں کلوڑ میں راجہ حکمداد خان کے گھر میں پیدا ہوئے راجہ حکمداد خان برٹش آرمی میں ملازم تھے تقسیم ہندو پاک 1947 کے دوران آپ نے تحریک آزادی کشمیر کے موقع پر اسلامی فوج میں اپنی خدمات سر انجام دیں راجہ فضلداد خان نے ابتدائی تعلیم موضع جبری کے پرائمری سکول سے شروع کی اور میٹرک کا امتحان گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول کوٹلی سے پاس کیا آپ نے 1961/62 میں امتیازی نمبر لے کر میٹرک پاس کیا 1964ء میں آپ کے والد انتقال کر گئے تو آپ کراچی چلے گئے وہاں آپ نے محکمہ ریلوے پاکستان میں بحثییت ٹائپسٹ سروس اختیار کر لی اور اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھا اس طرح آپ نے 1973ء میں سندھ مسلم لاء کالج سے امتیازی نمبروں پر قانون کی ڈگری حاصل کی اور وطن واپس آ گئے یہاں آکر پبلک سروس کمیشن کے تحت اسٹنٹ کمشنر اور سب جج کی تخلیق شدہ آسامیوں کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اس وقت کے صدر آزاد حکومت سردار عبدالقیوم خان نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس پوسٹ پر تقرری چاہتے ہیں تو اس وقت راجہ سردار خان آف کلوڑ راجہ مقبول خان آف سائیلنہ اورکیپٹن سردار خان آف اینٹی اور راجہ زراعت خان ذیلدار راجہ ولایت خان آف گگناڑہ و دیگر معززین علاقہ نے آپ کو ملازمت کے بجائے سیاست میں آنے کا مشورہ دیا جسے موصوف نے قبول کر لیا ۔اور انہوں نے کوٹلی ہیڈ کوارٹر میں باقاعدہ پریکٹس اختیار کر لی اور عوامی خدمات بھی سر انجام دینے لگ گئے 1975ء کے الیکشن کے موقعہ پر سردار

عبدالقیوم خان نے آپ کی قابلیت کے پیش نظر ٹکٹ دیا اور اپنا جماعتی امیدوار منتخب کر لیا اس وقت پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی ادھر آزادکشمیر میں بھی اس پارٹی کی شاخ قائم ہو چکی تھی جو کہ اپنے امیدواروں کو ہر صورت جتوانا چاہتے تھے۔ ایسی صورت میں خون خرابہ کا بہت ہی خدشہ تھا۔اس صورت حال کے پیش نظر سردار عبدالقیوم خان نے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تو آپ جماعت سے وابستہ رہ کر عوام کی بے لوث خدمت کرتے رہے دوبارہ 1985ء کے الیکشن میں پھر جماعت نے آپ کو ٹکٹ دیا الیکشن میں کامیابی کے بعد ممبر اسمبلی منتخب ہو گئے 1985ء اور 1988ء کے وسط تک آپ پارلیمانی سیکرٹری آزاد کشمیر رہے۔ پھر 1988ء کے جون سے آزادکشمیر کی کابینہ میں وزیر لوکل گورنمنٹ و دہی ترقی خدمات انجام دینے لگے دوبارہ 1990ء میں جبکہ آزاد کشمیر میں الیکشن ہوئے تو پورے آزادکشمیر میں جہاں مسلم کانفرنس کی جماعت والوں کو جان بوجھ کر پیپلز پارٹی والوں نے دھونس دھاندلی سے ہرایا وہاں اس حلقہ نمبر۳ سہنسہ سے آپ دوبارہ ممبر قومی اسمبلی بھاری اکثریت سے ووٹ لے کر منتخب ہو گئے ضلع کوٹلی سے موصوف اور سردار سکندر حیات خان منتخب ہوئے تھے اس وقت آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تھی جس کے وزیر اعظم ممتاز حسین راٹھور نے جناب راجہ فضلداد خان کو بہت لالچ دیئے کہ آپ ہمارے ساتھ آجائیں۔ مگر آپ نے قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیتے ہوئے انکارکردیا ایک سال بعد یہ حکومت ختم ہوگئی تو دوبارہ الیکشن مہم شروع ہونے پر آپ یرقان کے مرض میں مبتلا تھے کوئی خاطر خواہ الیکشن مہم کی طرف توجہ نہ دینے کے باوجود تیسری مرتبہ آپ پھر اسمبلی ممبر منتخب ہو گئے اور بھاری

اکثریت حاصل کی۔جب آپ اس بیماری میں بہت مبتلا ہو چکے تو سردار عبدالقیوم خان نے آپ کو علاج کے لئے برطانیہ بھیجا وہاں آپ کا علاج ہو رہا تھا کہ معلوم ہوا کہ آپ کو کینسر کی تکلیف بھی ہے چنانچہ عبدالقیوم خان صاحب نے اپنی کابینہ میں وزیر امور نوجوانان و ثقافت تعینات کیا برطانیہ سے واپس آکر بیماری کے ہوتے ہوئے بھی 19 فروری1993 ء تک بحیثیت وزیر امور نوجوانان اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے 20 فروری 1993ء کو صبح سات بجے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

انہوں نے اپنے پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی آپ کے بڑے بیٹے راجہ اعجاز خان نے ایف ایس سی کر لی تھی جب موصوف علاج کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے چنانچہ راجہ اعجاز خان والدؒ کے ہمراہ برطانیہ گئے اور وہاں ہی کاروبار کررہے ہیں دوسرے بیٹے راجہ محمد اشتیاق نامی نے بی اے کیا ہے اور تیسرے بیٹے راجہ ممتازخان جو اس وقت ایل ایل بی کر رہے ہیں جبکہ چھوٹے راجہ الیاس خان زیر تعلیم ایف اے ہیں آپ کی بیٹی بھی تعلیم یافتہ ہیں راجہ فضلداد خان مرحوم کے دوچھوٹے حقیقی بھائی ہیں راجہ خادم حسین جو محکمہ تعلیم میں بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر خدمات انجام دے رہے ہیں جبکہ دوسرے راجہ محمد سرور خان میٹرک کرنے کے بعد 1991ء سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔آپ کے چچا زاد بھائیوں سے راجہ محمد بشیر خان جو ایم اے کرنے کے بعد بحرین چلے گئے تھے وہ سیون اپ کمپنی میں بطور منیجر خدمات انجام دے رہے ہیں جبکہ دوسرے راجہ محمد وزیر خان بحیثیت ڈی ایف او محکمہ جنگلات ضلع کوٹلی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

خاندان جنجوعہ راجپوت موضع سائینلہ تحصیل سہنسہ کوٹلی

اس خاندان کے موروث اعلی راجہ نواب خان جنجوعہ راجپوت میرہ مٹور ضلع راولپنڈی کے ایک گاؤں چھنی میں آباد تھے ۔آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔راجہ عبادت خان راجہ سرور خان راجہ زمان خان راجہ فرمان خان راجہ مرزا خان۔اول الذکر راجہ عبادت خان نے لاولد وفات پائی .راجہ سرور خان کے تین فرزند ہوئے راجہ محمد صادق خان راجہ خالق خان راجہ مالک خان راجہ زمان علی خان کی اولادوں کا ذکر آگے آئے گا۔راجہ فرمان علی خان کے تین فرزند ہوئے ہیں۔ راجہ مکھن خان راجہ محمد شریف خان راجہ محمد شبیر خان راجہ مرزا خان کے دو فرزند ہوئے ہیں راجہ سردار خان راجہ موسیٰ خان۔یہ پورا خاندان میرہ مٹور کے موضع چھنی میں آباد ہے۔ راجہ زمان علی خان ولد راجہ نواب خان کے پانچ فرزند ہوئے راجہ اکبر خان موضع چھنی میرہ مٹور سے نقل مکانی کر کے موضع سائینلہ تحصیل سہنسہ آ کر آباد ہو گئے تھے آپ کے دوسرے بھائی راجہ مظفر خان لاولد ہوئے جو کہ موضع چھنی میں آباد تھے۔ راجہ سجاول خان میرہ مٹور میں آباد رہے آپ کے تین فرزند راجہ نذر خان راجہ صادق خان اور راجہ سلطان خان راجہ نذر خان کے تین فرزند راجہ ظفر خان راجہ عامر خان اور راجہ سہیل ہوئے ہیں۔ راجہ صادق خان کے فرزند کا نام راجہ ساجد خان ہے راجہ سلطان خان کے فرزند کا نام راجہ بابر خان ہے۔ راجہ اکبر خان جو کہ میرہ مٹور سے موضع سائینلہ آئے تھے۔آپ کے دو فرزند ہوئے غازی راجہ اللہ دتہ خان اور راجہ برکت حسین خان غازی راجہ اللہ دتہ خان کے چھ فرزند ہوئے راجہ محمد جہانگیر خان جن کا ایک بیٹا ہے راجہ عمران خان ہے راجہ محمد کبیر خان کا بھی ایک فرزند راجہ سہیل ہے

راجہ منیر حسین خان کا بھی ایک فرزند راجہ شاہزیب ہے۔راجہ اللہ دتہ خان کے چوتھے فرزند راجہ منور حسین خان کے فرزندوں کے نام یوں ہیں۔ راجہ مہران راجہ عامر راجہ قمر۔ راجہ اللہ دتہ خان کے پانچویں فرزند راجہ جمیل حسین خان اور چھٹے راجہ کامران خان ہیں۔

غازی راجہ اللہ دتہ خان جنجوعہ راجپوت (موضع سائینلہ)

آپ راجہ اکبر خان کے گھر میں سال 1936ء میں بمقام سائینلہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے سہنسہ کے سکول سے چھٹی جماعت کا امتحان پاس کیا اور پاک آرمی میں توپ خانہ میں بھرتی ہو گئے۔1965 کی پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر آپ نے واہگا سیکٹر میں جنگی خدمات سرانجام دیں 1971ء کے پاک بھارت جنگ سے قبل آپ کی یونٹ سابقہ مشرقی پاکستان میں تعینات تھی ڈھائی سال بعد آپ کو پاکستانی فوج کے ہمراہ جنگی قیدی بنا لیا گیاتھا۔ ہندوستان سے واپسی کے چھ ماہ بعد آپ کی ریٹائرمنٹ ہو گئی آپ بہ عہدہ حوالدار پنشنر آئے۔ گھر آنے کے بعد آپ نے گھریلو دیکھ بھال اور زمینداری اختیار کر لی سہنسہ شہر میں آپ کی ذاتی دوکانیں کرایہ پر ہیں آپ کو احسن جنگی خدمات اور اعلی کارکردگی کے صلہ میں حکام اعلی نے سندات و تمغہ جات عنایت کی ہیں۔ آپ تقریباً دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں۔ آپ کے بڑے فرزند جو کہ میٹرک پاس تھے بڑے خوبصورت اور شکیل نوجوان تھے جوانعمری میں انتقال کیا جن کے بیٹے کا نام راجہ عمران خان ہے جو میٹرک پاس کر چکے ہیں۔

الحاج راجہ کبیر حسین: آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور بسلسلہ روزگار سعودیہ چلے گئے آپ نے دو مرتبہ فریضہ حج بھی ادا کیا اور 14 سال سے بیرون ملک میں ہیں۔

الحاج راجہ منیر حسین خان: آپ تقریباًدس سال سے سعودیہ میں حصول روزگار کے پیش نظر مقیم ہیں دو مرتبہ فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت بھی نصیب ہوئی آپ خوش اخلاق با صلاحیت انسان ہیں۔ جبکہ راجہ منور حسین مڈل کے بعد سول کاروبارکرتے ہیں اور راجہ جمیل حسین خان نے اسی سال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے یہ خاندان راجہ سہنس پال کے مزار کے قریب آباد ہے بڑے با اخلاق و باکردار انسان ہیں جبکہ غازی اللہ دتہ خان کا ذکر گذشتہ مضامین میں بھی ہو چکا ہے تحصیل کہوٹہ میں جنجوعہ راجپوت خاندان کی خاصی اکثریت ہے جو بڑے نامی گرامی ہیں۔ریٹائرڈ حوالدار غازی راجہ اللہ دتہ خان بڑے مہمان نواز مہذب اور با اخلاق و باکردار انسان ہیں قومی تاریخ سے اچھی واقفیت اور دلچسپی رکھتے ہیں آپ کا رشتہ تعلق یہاں کے آباد منگرال خاندان سے ہوتا رہا ہے آپ کے والد بزرگوار کا چھنی میرہ مٹور تحصیل کہوٹہ سے موضع سائیلہ آبادہونا بسبب رشتہ داری ہی تھا۔ آپ کے سارے بیٹے بھی اچھے خیالات کے مالک ہیں۔

اولاد راجہ امیر علی خان منگرال راجپوت موضع بروئیاں کوٹلی آزاد کشمیر

آپ کے پانچ فرزند ہوئے جن کے نام اور جائے سکونت کی تفصیل بیان کی جاتی ہے بحوالہ راجہ کرم خان بروئیاں راجہ جہانداد خان کی اولادیں گلہوٹیاں سہنسہ میں

آباد ہیں جبکہ راجہ کرم داد خان کی اولادیں موضع بروٹیاں میں آباد ہیں تیسرے راجہ صحبت علی خان گلھوٹیاں میں آباد ہوئے راجہ ولیداد خان جو کہ راجہ امیر علی خان کے چوتھے فرزند تھے آپ کی اولادیں موضع بروئیاں میں آباد ہیں۔ پانچویں راجہ برکت علی خان کی اولادیں گلھوٹیاں میں آباد ہوئیں۔ اب ہر ایک کی اولادوں کا شجرہ درج کیا جاتا ہے راجہ جہانداد خان کے چار بیٹے ہوئے سیف علی خان کالا خان محمد زمان خان محمد یوسف خان سیف علی خان کے بیٹے عزیز خان ہوئے کالا خان کے محمد حنیف خان اور فہید خان ہیں محمد زمان خان کے چار بیٹے محمد شبیر خان شاہد حسین شمریز اور شاہریز ہیں۔ محمد یوسف خان کے بڑے بیٹے کا نام محمد حبیب ہے راجہ کرم داد خان کے بیٹے کا نام محمد زر خان ہے جن کے تین بیٹے مبشر منظر اور شعیب ہیں۔ راجہ صحبت علی خان کے چار بیٹوں کے نام یوں ہیں امان اللہ خان سید اللہ خان فیض اللہ خان اور امیر اللہ خان جبکہ راجہ ولیداد خان کے تین بیٹے ہوئے راجہ ظفر خان راجہ اسمعیل خان لاولد راجہ لطیف خان راجہ ظفر خان کے چھ بیٹے ہیں محمد وسیم محمد نعیم محمد امین محمد کلیم محمد نعمان انضمام راجہ لطیف خان کے بیٹے محمد حکیم محمد علی اور اسامہ ہیں راجہ برکت علی خان کے اورنگزیب اور گلزیب دو بیٹے ہیں۔

اولاد راجہ جمیل خان بروئیاں: آپ کے بیٹے کا نام شمس خان تھا جن کے ایک ہی فرزند راجولی خان کے تین بیٹے راجہ بہاول خان راجہ ماناں خان راجہ پہلوان خان ہوئے۔ راجہ بہاول خان کے تین بیٹے ہوئے سردار خان کرم داد خان زریداد خان راجہ حمیداللہ خان راجہ کالا خان کے چار بیٹے ہوئے رزاعت خان، راجہ گلزار خان حسین اختر محمد اسحاق خان۔ راجہ زراعت خان کے بیٹوں کے نام محمد خلیل

خان محمد جلیل خان محمد جمیل خان ہیں جبکہ محمد خلیل خان کے دو بیٹے ہیں عمیر علی محمد دانش راجہ گلزار خان کے ابرار حسین محمد احسان دو بیٹے ہیں۔ راجہ حسین اختر خان کے پانچ بیٹوں کے نام یوں ہیں محمد عمیل عبدالصبور محمد فراقت محمد رفاقت اور محمد عتیق۔ راجہ محمد اسحاق کے محمد ثاقب محمد عاطف نامی دو بیٹے ہیں۔ راجہ پہلوان خان کے دو بیٹے حاجی گلداد خان راجہ علی داد خان حاجی گلداد خان کے تین بیٹے ہیں راجہ ممتاز خان راجہ امتیاز خان راجہ فدا خان راجہ ممتاز خان کے تین بیٹے ہوئے شاہین سرفراز گلفراز راجہ امتیاز خان کے عدنان اور محمد علی ہیں راجہ علی داد خان کے پانچ بیٹے ہوئے ہیں محمد جہانگیر محمد امیر محمد آفتاب محمد نوید محمد مہتاب۔

اولاد راجہ جمیل خان آف گلہوٹیاں: آپ کے دو بیٹوں کے نام اچھا خان اور بنگش خان بتاتے ہیں ثانی الذکر کے بیٹے کا نام راجہ لعل خان ہے لعل خان کے بیٹے راجہ فقیر خان کے دو بیٹوں میں سے راجہ حسین خان لاولد ہوئے دوسرے راجہ دلاور خان کے تین بیٹے راجہ محمد حسن خان حاجی راجہ کرم خان اور راجہ محمد یوسف خان ہیں راجہ محمد حسن خان کے تین بیٹے ہیں اخلاق خان اشتیاق خان اور ساجد خان حاجی کرم خان کے تین بیٹے ہیں راجہ مشتاق احمد خان خلیل احمد خان اورارشد محمود خان۔ راجہ لعل خان کلہوٹیاں کے بجائے بروئیاں میں آباد ہو گئے تھے یہ لوگ بروئیاں میں آباد ہیں راجہ محمد یوسف خان کے بھی تین بیٹے ہیں اشفاق احمد خان کے بیٹے کا نام عمران خان ہے دوسرے محمد رفیع اور تیسرے کامران نامی ہیں۔

اولاد راجہ گلاب خان بروئیاں: آپ کے تین فرزند ہوئے حکمداد خان جمعداد

خان رحیمداد خان ۔راجہ حکمداد خان کے چار بیٹوں کے نام یوں ہیں محمد افسر خان راجہ امیرداد خان ریٹائرڈ صوبیدار علی افسر خان. راجہ اللہ دتہ خان اب ہر ایک کی اولادوں کا ذکر کیا جاتا ہے راجہ محمد افسر خان کے چار بیٹے ہوئے ہیں محمد اعظم خان صغیر خان کبیر خان ظہور احمد خان محمد اعظم خان کے راشد داؤد محمد بلال عبدالقدوس بیٹے ہیں ظہور احمد خان کے بیٹے کا نام عاصم خان ہے۔راجہ امیر داد خان کے چار بیٹے ہوئے خلیل خان جاوید خان کا بیٹا ہے محمد فیضان تیسرے محمد حنیف خان اور حبیب خان خلیل خان کے بیٹے ہیں محمدادریس محمد سعید محمد کلیم محمد اسد خان نصارت علی راجہ اللہ دتہ خان کے تین محمدظہیر خان محمد نعیم خان محمدطیب خان بیٹے ہیں۔راجہ جمعداد خان کے چار بیٹوں کے نام یوں ہیں راجہ باز خان راجہ محمد صدیق خان راجہ محمد بشارت خان راجہ محمد فاروق خان۔ راجہ باز خان کے ایک فرزندراجہ عبدالرؤف خان کے بھی ایک بیٹا عبدالقدیر نامی ہے راجہ محمد صدیق خان کے شاہد حسین مظہر حسین محمد سلیم خان تین بیٹے ہیں۔راجہ شاہد حسین کے احمدعلی محمد عثمان نامی دو بیٹے ہیں جبکہ راجہ محمد بشارت خان کے تین بیٹے نقیب اللہ محمد سفیان محمد توقیر نامی ہیں۔ راجہ محمد فاروق خان کے دو ہی بیٹے محمد روحیل اورشمس نامی ہیں۔ راجہ رحیمداد خان بن راجہ گلاب خان موضع بروئیاں ضلع کوٹلی کے ایک ہی فرزند راجہ محمد شریف خان کے پانچ فرزندوں کے نام اس طرح ہیں غلام نبی ،شوکت علی، محمد شکور ، محمد عادل، محمد عابد۔

اولاد راجہ زمان علی خان: راجہ زمان علی خان موضع نین سکھ سے موضع بروئیاں میں آ کر آباد ہو گئے تھے آپ کی اولادوں کی تفصیل یوں ہے آپ کے پانچ

فرزند ہوئے راجہ محمد اکبر خان کے بیٹے راجہ محمد افضل خان آپ کے چھوٹے بھائی راجہ علی اکبر خان کا ایک بیٹا راجہ محمود نامی ہے۔ تیسرے راجہ سخی ولایت خان کے تین بیٹے ہوئے محمد عارف خان راجہ محمد حبیب خان راجہ محمد شعیب خان چوتھے راجہ محمد یوسف خان کے چار بیٹے ہیں محمد تجارف خان محمد خالد محمد شعیب محمد سہیل پانچویں راجہ علی حسین خان کے چار بیٹے ہوئے محمد شکیل محمد رقیب محمد وحید محمد اسد یہ خاندان سب منگرال راجپوت کہلاتے ہیں اور موضع بروئیاں ضلع کوٹلی میں آباد ہیں ان کے پاس زرعی زمینیں کافی ہیں مال مویشی بکثرت پالتے ہیں اور مالی طور پر مستحکم ہیں خوش اخلاق و مہمان نواز لوگ ہیں ان کی شرافت و دیانت یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ پکے سچے مسلمان اور شریف النفس ہیں۔ بروئیاں کا گاؤں سہنسہ شہر سے تھوڑے فاصلہ پر بلندی پر واقع ہے سہنسہ سے پختہ سڑک اس گاؤں کو ملاتی ہے بروئیاں میں ایک چھوٹا سا تجارتی بازار بھی ہے جہاں سے یہ لوگ اشیاء خوردونوش خریدتے ہیں۔ یہ حوالہ جات حاجی راجہ کرم خان منگرال نے نوٹ کروائے تھے۔

ضلع کوٹلی کی اہم شخصیات کے نام

منگرال راجگان موضع چنگ پور خواص

نمبردار راجہ محمد یعقوب۔ ڈسٹرکٹ کونسلر ریٹائرڈ صوبیدار راجہ کرامت اللہ خان چیئرمین راجہ محمد سلیم خان۔ انجینئر راجہ محمد اعظم خان ولد پیر راجہ محمد فاضل خان، انجینئر راجہ محمد شفیق خان مدرس راجہ محمد فیاض خان وائس چیئرمین راجہ محمد اصغر خان المعروف کالا خان مدرس راجہ محمد مطلوب خان راجہ محمد تنویر عجائب ۔ موضع سمہالہ تحصیل کوٹلی یونین

کونسل تھروچی کی اہم شخصیات کا ذکر بذیل عرض ہے نمبردار راجہ اللہ داد خان راجہ محمد طفیل خان ریٹائرڈ کیپٹن راجہ محمد رفیق خان کیپٹن راجہ محمد عاطف خان بنک منیجر راجہ محمد زرین خان سینئر مدرس راجہ محمد اختیار خان راجہ محمد فیاض خان(یو کے) سینئر مدرس راجہ محمد حسین خان ریٹائرڈ حوالدار راجہ عبدالرحمٰن خان موضع کھنکولی۔ پروفیسر راجہ محمد حق نواز خان ۔ سابق ڈسٹرکٹ کونسلر حاجی کرم الٰہی خان مرحوم حاجی راجہ محمد عارف خان بابو عبدالرشید خان ایچ ایس گلپور راجہ محمد ریاست خان ولد راجہ برکت اللہ خان ضلعی چیئرمین زکوۃ بہالیاں تھروچی اعزازی کرنل راجہ محمد محمودخان مرحوم حوالدار محمد یوسف خان۔ یونین کونسل تھروچی کی اہم شخصیات کا ذکر بذیل عرض ہے۔راجہ محمد اسلم خان سٹیٹ کونسلر سابق ممبر قانون ساز اسمبلی موضع براٹلہ راجہ محمد آفتاب خان ولد ڈاکٹر صدیقی مرحوم موضع براٹلہ حال مقیم کوٹلی۔ راجہ مہتاب خان حال کوٹلی۔کیپٹن راجہ امتیاز خان کوٹلی راجہ محمد فرید خان موضع براٹلہ چیئرمین راجہ عبدالقیوم خان براٹلہ راجہ ظہور احمد خان براٹلہ راجہ محمد ضمیر خان صدر تنظیم اساتذہ آزاد کشمیر ساکن تھروچی نے یہ نام درج کروائے ہیں۔ راقم کے بارہا کے دورہ کوٹلی میں بہت کم لوگوں کے تاریخی حالات نوٹ ہوئے ہیں کیونکہ اتنی وسیع آبادی کی مکمل تاریخ اور نام لکھنے جان جوکھوں کا کام ہے حالانکہ ادارہ تحقیق تاریخ منگرال راجپوت کی جانب سے متعدد بار اخبارات میں تاریخ کی ترتیب کے موقع پر بیان جاری کئے گئے کہ منگرال خاندان پر تاریخ لکھی جارہی ہے منگرال راجگان اپنے شجرہ جات اور کوائف مصنف تک پہنچانے کی کوشش کریں جن شخصیات کو اس تاریخ منگرال جلد اول میں شامل ہونے کا موقع نہیں مل سکا انشاء اللہ جلد دوئم میں انہیں شامل کیا جائے گا۔

راجہ عجب خان منگرال راجپوت بانی و جنرل سیکرٹری

منگرال راجپوت ویلفئر ایسوسی ایشن رجسٹرڈ:

آپ سال 1974ء میں راجہ ولی محمد خان کے گھر میں بمقام راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا ابائی علاقہ کشمیری بازار مری ہے جہاں بقیہ خاندان آباد ہے۔ ایام کمسنی ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا والدہ اور بڑے بھائی نے آپ کی تعلیم و تربیت و پرورش کی سکول لائف میں وقتی کھیلوں سے اچھی مہارت و دلچسپی رہی دوران طالب علمی نعت خوانی اور تقریری مقابلوں میں آپ نے اچھی پوزیشن حاصل کی فلاحی امور میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔1962ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد سول ملازمت اور محنت مزدوری سے منسلک ہو گئے اس دوران آپ نے راولپنڈی تا کراچی کے متعدد شہروں میں محنت مشقت کی اور کبھی مزدوری سے عار نہیں کیا آپ فلاحی کاموں میں حصہ لینے لگے 1983ء میں صادق آباد چوک راولپنڈی پراپرٹی ڈیلر کے طور پر دفتر قائم کیا جس کا افتتاح ریٹائرڈ میجر جنرل راجہ سخی دلیر خان منگرال راجپوت سے کروایا 1983ء میں ہی آپ نے تنظیم منگرال راجپوت ویلیفئر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھ کر اس تنظیم کو رجسٹرڈ کروایا جس کا دائرہ کار آزاد کشمیر اور پاکستان تک تھا۔ اور تمام علاقوں سے منگرال راجپوت قبیلہ کے افراد کو اس تنظیم میں شامل کیا۔ اور ماہانہ اجلاس رکھا بذریعہ اخبار ریڈیو خط و کتابت و اشتہارات کے ہر فرد تک یہ آواز پہنچا کر پوری قوم کی یکجہتی و تعاون قائم کیا۔ اور ان تمام علاقوں کے دورے کئے جہاں متذکرہ قبیلہ آباد تھا آپ اس تنظیم کے بانی اور جنرل سیکرٹری

کے فرائض انجام دیتے رہے آپ نے راولپنڈی میں اپنے قبیلہ کے نام پر منگرال ٹاؤن بھی آباد کیا آپ کی اس جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ منگرال قبیلہ میں جذبہ خود شناسی تعارف و تعاون کی فضا پیدا ہو گئی۔ آپ کو کینسر کا عارضہ لاحق ہوا اسی دوران آنجناب کے گھر پر راقم کی ملاقات ہوئی آپ کے گلے کا آپریشن ہو چکا تھا اور سانس لینے کے لئے گلے سے ایک نالی لگی ہوئی تھی ہوا منہ کے بجائے نالی سے چلتی تھی جس کی وجہ سے آپ بات نہ کر سکتے تھے اور لکھکر بات سمجھاتے تھے راقم نے انہیں تاریخ منگرال راجپوت لکھنے کی اطلاع دی تو راجہ صاحب بہت خوش ہوئے اور اس اقدام کو بہت سراہتے ہوئے ہر تعاون کا یقین دلایا۔آپ بلند حوصلہ کے مالک ہیں اور اپنی اس بیماری پر راضی بہ رضا ہیں۔آپ خوش اخلاق مہمان نواز اور اعلی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اس خاندان کے ناطے رشتے ستی ڈھونڈھ قریشی ہاشمی دھنیال کیتھوال خاندانوں سے ہوتے ہیں۔راقم کی بارہا آپ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں آپ تاریخ کی تدوین کے لئے بہت خوش تھے آخر آپ نے ایک پیغام لکھ کر دیا کہ یہ کتاب میں شائع کردیں۔،،کہ میں بہت گنہگار انسان ہوں بیماری کی وجہ سے بول نہیں سکتا تمام مسلمان بھائیوں اور منگرال قبیلہ کے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کسی سے میں نے زیادتی کی ہو تو مجھے از راہ خدا معاف کردیں،، آپ تاریخی معلومات بھی رکھتے تھے ایک عظیم انسان غربا پرور ملنسار حلیم الطبع سوشل ورکر تھے ۔آپ نے بعمر 54 سال بتاریخ 12 دسمبر 2001 میں وفات پائی اور سپرد خاک ہو گئے آپ کے دو ہی بیٹے ہوئے راجہ افتخاراحمد اور راجہ انصار احمد راجہ افتخار احمد والد کی وفات کے بعد اپنے سابقہ پراپرٹی

دفتر کو چلا رہے ہیں اور راجہ انصار احمد سول ملازمت کرتے ہیں۔نہایت ہی خوش اخلاق ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ انصار احمد کے بیٹے کا نام راجہ شاہزیب ہے۔

اس خاندان کا آبائی مرکز کوٹلی آزادکشمیر کے بعد مری کشمیری بازار ہے بقیہ افرادوہاں ہی مقیم ہیں راجہ عجب خان مرحوم راولپنڈی میں رہائش پذیر تھے اور آپ کے دونوں بیٹے بھی یہیں آباد ہیں ان کا شجرہ نسب راجہ دان خان سے ملتا ہے جو راجہ سہنس پال کے فرزند تھے راجہ دان خان کی کچھ پشتوں کے بعد راجہ محمد حسین خان نامی ہو گذرے ہیں جن کے تین فرزند تھے راجہ نظم خان راجہ ولی محمد خان راجہ سیدمحمدخان راجہ عجب خان بانی تنظیم منگرال کے والد راجہ ولی محمد خان تھے۔ راجہ عجب خان کشمیری بازار کے علاوہ صادق آباد میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے دونوں بیٹے یہاں ہی آباد ہیں کہا جاتا ہے کہ راجہ محمد حسین خان نے سرساوہ سے نقل مکانی کی اور کشمیری بازارمری میں آ کر آباد ہوگئے جہاں ان کے تقریباً 10/12 گھر آج کل آباد ہیں۔ راجہ نظم خان راجہ ولی خان اور راجہ سید محمد خان کی اولادیں کشمیری بازار میں آباد ہیں شجرہ نسب جاری ہے مکمل حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

حاجی راجہ جلال خان منگرال گلوٹیاں سہنسہ:

آپ موضع گلوٹیاں میں راجہ زمان علی خان کے گھر میں پیدا ہوئے آپ ایام جوانی کو پہنچے تو اے کے فوج میں بھرتی ہو گئے آپ نے 1965ء کی جنگ میں حصہ لیا آپ اس جنگ میں پیر کنٹھی محاذ پر مورچہ زن رہے بہادری وشجاعت کے پیش نظر حکام اعلیٰ نے آپ کو داد دی آپ اپنے اباؤ اجداد کی طرح نہایت ہی دلیر اور نڈر انسان ہیں۔

راجہ بوستان خان: آپ راجہ بوٹا خان کے گھر میں گلوٹیاں میں پیدا ہوئے اس پورے خاندان کا شجرہ نسب ریکارڈ مال قوم منگرال زیر نظر راقم جو کہ راجہ عبدالرحمٰن خان کے پاس محفوظ ہے سے مدد لی گئی ہے۔ راجہ بوستان خان جو کہ انڈین آرمی میں بھرتی ہوئے تین سال بعد تحریک آزادی کشمیر کے موقعہ پر واپس آئے اور دس اے کے میں شمولیت کر کے ملکی آزادی میں بھر پور حصہ لیا۔ پھر آپ 1956ء میں واپس گھر آ گئے۔ زمینداری ذریعہ معاش رہا آپ شریف النفس خود دار نیک طبع رکھتے تھے متقی و پرہیز رہے۔ آپ نڈر اور شجاع انسان تھے 1993ء میں بعمر 105 سال اس جہان فانی سے کوچ کیا آپ کے ہاں ایک ہی فرزند راجہ عبدالرحمٰن خان ہوئے۔ جن کی تاریخ پیدائش 1944ء ہے آپ زمینداری وتجارت کرتے ہیں آپ کے فرزند زیر تعلیم ہیں۔

شہید راجہ فقیر خان: آپ موضع گلوٹیاں کے راجہ بہاول خان کے تیسرے فرزند تھے۔ جنگ آزادی 1947ء کے موقع پر کئی مسلمان مجاہدین کے ساتھ آپ بھی ملی

خدمات کی غرض سے 10 بٹالین میں بھرتی ہو گئے اور ،سریا، محاذ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کی فوج سے بڑی بہادری سے لڑنے اور جام شہادت نوش کیا۔ اس موقع پر کئی مسلمان مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔

کیپٹن راجہ احمد حسین خان: آپ راجہ ملک داد خان کے دوسرے فرزند ہیں اور موضع گلوٹیاں کے رہائشی ہیں۔آپ نے ایف اے کا امتحان پاس کیا اور مجاہد فورس میں بھرتی ہو گئے دوران سروس ہی آپ نے بی اے کا امتحان بھی پاس کرلیا۔آپ اس وقت بہ عہدہ کیپٹن حاضر سروس ہیں اور بطور میجر کے عہدہ پر ترقی یاب ہونے والے ہیں۔آپ کی ذہنی اور خداداد صلاحیتوں نے بہت جلد آپ کو اس با عزت عہدہ تک پہنچایا ہے آپ جرتمند مستقل مزاج اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہیں خوش اخلاق ہیں با صلاحیت نوجوان ہیں۔

خاص کوٹلی کا منگرال خاندان: راجہ ناصر خان کے ایک بیٹے راجہ جنگ خان تھے جن کے تین بیٹے تھے دو بیٹوں کے نام راجہ بھوروخان راجہ ہاشوخان ہیں۔ راجہ ہاشو خان بڑے تھے آپ کے ایک ہی فرزند راجہ علی محمد خان ہوئے جن کے دو ہی فرزند ہوئے راجہ عبدالکریم خان اور فضل کریم خان ہیں۔ جو صاحب اولاد ہیں لیکن بچوں کے نام دستیاب نہیں ہو سکے جبکہ بڑے راجہ عبدالکریم خان کے پانچ فرزندوں کے نام اس طرح ہیں۔راجہ حکمداد خان جو کہ انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں راجہ سرورداد خان کا ایک بیٹا راجہ وسیم زیر پرورش ہے راجہ عبدالکریم خان کے تیسرے فرزند راجہ ملک دادخان بھی انگلینڈ مقیم ہیں چوتھے راجہ خداداد خان کے دو بیٹے

راجہ قسیم خان اور راجہ ثقلین خان ہیں پانچویں اور بھائیوں میں چھوٹے راجہ شہزاد خان کے دو بیٹے ذیشان شہزاد اوراحتشام شہزاد ہیں۔ راجہ عبدالکریم خان کے بڑے بیٹے راجہ حکمداد خان کے جو کہ انگلینڈ میں مقیم ہیں کے چار فرزند ہیں راجہ محمد شکیل خان راجہ ظہیر احمد خان راجہ رحیل احمد خان راجہ زہید احمد خان۔ راجہ جنگ باز خان کے تیسرے بیٹے کا نام یاد نہ ہونے کی وجہ سے عدم دستیاب رہا مگر ان کے دو بیٹے راجہ فقیرو خان لاولد اور راجہ قاسم خان کے دو بیٹے راجہ غلام رسول خان راجہ محمد یوسف خان بھی انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں راجہ غلام رسول خان کے فرزند کا نام راجہ اشفاق خان ہے۔

راجہ عبدالکریم خان کوٹلی: آپ کی تاریخ پیدائش 1915ء ہے آپ کافی پرانے ہیں مگر جسمانی طور پر نو عمر معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ایام جوانی پہلوان رہے اور پہلوانوں کے ساتھ آپ کے مقابلے کشتی وغیرہ کے ہوا کرتے تھے ۔ آپ کے پڑدادا راجہ ناصر خان شہید ہو گئے تھے ان کے ہاں ایک بچہ کمسن بھی تھا جسے اس افراتفری کی حالت میں والدہ لے کر چھپتے چھپاتے اپنے والدین کے ہاں آ گئی راجہ ناصر خان کی اہلیہ گروال خاندان سے تھیں چنانچہ یہ بچہ والدہ کے ساتھ پرورش پاتا رہا۔ جب افراتفری ختم ہو گئی۔ تو راجگان نے راجہ ناصر خان کی بیوی اور بچہ کی تلاش شروع کی تو پتہ چلا کہ فلاں گاؤں میں ہے۔تو راجگان نے باقاعدہ لڑائی کا پروگرام بنایا اور اس گاؤں میں آ کر ان لوگوں کو نوٹس دیا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ راجہ ناصر خان کی بیوی اور بچہ اس گاؤں میں تم لوگوں نے چھپا رکھے ہیں ایسا تم نے کیوں کیا۔ تو اس پر ایک دو آدمی جو گروال قبیلہ سے تھے اس جرگہ میں آئے اپنا

تعارف کروایا اور کہا کہ یہ جو آپ کی بیوہ ہے ہماری بیٹی ہے۔ہم نے اسے چھپا کر نہیں رکھا بلکہ راجہ ناصر خان کی شہادت ہو گئی تھی آپ راجگان بھی افراتفری میں پڑے ہوئے تھے تو ایسی صورت میں ہم نے اپنی بیٹی کو بچے سمیت اپنی کفالت میں لے لیا تا کہ ہماری عزت محفوظ رہے اس پر وہ راجگان جو غصے میں لال پیلے ہو رہے تھے خوش ہو کر ان دونوں ماں بیٹا کو وہاں ہی چھوڑ کر چلے گئے جب یہ کمسن لڑکا جوان ہوا تو ننھیال والوں نے اسے ایک خطہ زمین دے کر جو کوٹلی شہر سے متصل ہے آباد کر دیا ان کا اسم گرامی راجہ جنگ خان تھا آپ کی اولادیں کوٹلی میں آباد ہیں۔راجہ عبدالکریم خان سے استفسار پر معلوم ہوا کہ راجہ سہنس پال نے اسلا قبول کیا تھا۔ اور اپنی ساری رعایا کو دعوت اسلام دے کر دائرہ اسلام میں لائے بیان کیا کہ پہلے پہل یہاں کوٹلی شہر میں بھی منگرال خاندان کے لوگ آباد تھے سکھوں کا دور حکومت آ گیا تو راجہ شہسوار خان حکمران تھے سکھوں کے اور راجہ شہسوار خان کے درمیان ہر وقت چپقلش ہوا کرتی تھی ایک موقعہ پر راجہ شہسوار خان کو گرفتار کر کے لاہور میں نظر بند کیا گیا اور راجہ شہسوار خان اور سکھوں کے درمیان یہ طے پایا کہ منگرال کوٹلی شہر چھوڑ کر باہر چلے جائیں انہیں باہر جاگیریں عنایت کی جائیں گی چنانچہ اس معاہدہ پر عمل درآمد ہو گیا۔ اور کوٹلی منگرالاں کا نام صرف کوٹلی اس کے بعد مشہور ہوا سکھوں کا اصل منشا یہ تھا کہ راجگان منگرال مسلمان ہیں اور اصول پسندی کے ساتھ ساتھ جنگجو بھی ہیں انہیں منتشر کیا جائے تا کہ جلد متحد ہو کر ہمیں تنگ نہ کریں انہیں ان راجگان سے ہروقت تصادم کا خطرہ لاحق تھا۔ چنانچہ راجگان کوٹلی کی حدود سے دوری پر بسا کر جاگیریں دی گئیں کوٹلی کے اس موجودہ

رہائشی خاندان کا رشتہ تعلق اپنے خاندان کے علاوہ جرال راجپوت خاندان سے بھی
ہوتا ہے۔ جبکہ دیگر مواضعات میں آباد منگرال خاندان کے رشتے ناطے اکادکا سدھن
اعوان قریشی و ہاشمی خاندان سے ہوتے آئے ہیں غرضیکہ ہاشمی خاندان میں سادات
قبیلہ بھی آ جاتا ہے۔ راجہ عبدالکریم بڑے تاریخی اور مضبوط حافظہ کے مالک ہیں اباؤ
اجداد سے اپنی تاریخی روایات آپ کے سینہ میں محفوظ ہیں۔آپ اپنے وقت کے شہ
زور پہلوان تھے اور ہر اکھاڑے میں کبھی ہار نہیں کھائی پنجاب کے علاقوں تک اور
کشمیر کے مختلف علاقوں تک مقابلوں میں شریک ہوتے رہے اور اکھاڑہ جیت کر
واپس آتے تھے وزن اٹھانا بھی آپ پر ختم تھا(یعنی ویٹ) آپ 1939ء
میں انڈین آرمی میں بھرتی ہوئے اور تحریک آزادی کشمیر کے موقعہ پر آپ راجپوت
بٹالین جو کہ بعد میں 10 اے کے کہلائی میں شامل ہو کر نوجوانوں کو عسکری تربیت
دیتے رہے۔ آپ کے بیشتر شاگرد اعلی عہدوں پر فائز رہے جو ہمیشہ آپ کی بڑی
عزت افزائی کرتے رہے۔ آپ نے کئی شعبوں میں تربیتی کورس پاس کئے تھے آپ
اپنی قوم کے لئے درد دل رکھتے ہیں اور تاریخ سے بے حد دلچسپی اور معلومات کا
ایک خزینہ ہیں فاضل مصنف میاں اعجاز نبی کے بارے میں بھی آپ نے انکشاف
کیا کہ وہ بھی ایک دور میں میرے پاس آئے تھے اور تاریخی باتیں نوٹ کر کے
لے گئے تھے آپ متقی و پرہیز گار نیک سیرت سفید ریش بزرگ ہیں آپ کا قول
بھی یہی ہے کہ ہمارے بزرگ راجہ سہنس پال کے نام پر سہنسہ مشہور ہوا وہ اس
علاقہ کو اپنے قبضہ میں لائے اور اس کو خوب آباد کروایا اور اس پر حکمران رہے۔
راجہ عبدالکریم خان صاحب جائیداد ہیں اور تقریبا اندرون شہر آپ کی 30/35

کنال اراضی ملکیتی ہے جو بڑی مہنگی زمین ہے۔ آپ بڑے مذہبی اور مہمان نواز ہیں آپ کے فرزندوں کے نام گذشتہ اوراق میں درج ہیں یہاں کچھ ان کے حالات زندگی نوٹ کئے جاتے ہیں۔

راجہ حکمداد خان: آپ ایام جوانی میں انگلینڈ چلے گئے اور گورنمنٹ کے ہاں ملازمت حاصل کی اس کے بعد پنشنر ہو گئے اور انگلینڈ کی شہریت کے ساتھ ہی ذاتی مشاغل کرتے ہیں ۔

راجہ سرور خان: آپ ویٹری ہسپتال کوٹلی میں ملازمت کرتے ہیں سروس کا بائیسواں سال شروع ہے آپ کے ایک فرزند راجہ ملک داد خان بھی انگلینڈ میں مقیم ہیں جبکہ راجہ خداداد خان کوٹلی میں ٹرانسپوٹر ڈرائیور ہیں۔ اور راجہ شہزاد خان بھی سول کاروبار کرتے ہیں۔

گاؤں براٹلہ کا منگرال خاندان: راجہ علی اکبر خان منگرال راجپوت کے دو فرزند ہوئے سٹیٹ کونسلر وممبر اسمبلی راجہ محمد اسلم خان اور راجہ محمد اصغر خان راجہ محمد اسلم خان کے تین فرزندراجہ بلال اسلم ایڈووکیٹ راجہ خرم شہزاد اور راجہ وحید احمد خان راجہ بلال اسلم خان کے دو فرزندوں میں سے بڑے راجہ حارث بلال خان ہیں جبکہ راجہ محمد اصغر خان کے تین بیٹے ہوئے راجہ اشتیاق خان جو کہ ایم بی اے کر چکے ہیں۔دوسرے راجہ اشفاق خان جو کہ انگلینڈ میں ہیں جبکہ تیسرے راجہ نوید خان بھی انگلینڈ میں ہیں گاؤں کے علاوہ کوٹلی شہر میں بھی ان کی ذاتی کوٹھیاں ہیں اور رہائش پذیر ہیں۔

موضع تھروچی کا منگرال راجپوت خاندان: یہ خاندان گاؤں تھروچی میں سابقہ رہائش پذیر ہے اورکوٹلی شہر میں بھی رہائش رکھتے ہیں۔ان کے بزرگ راجہ نواب خان تھروچی میں مقیم تھے۔ جن کے دو فرزند ہوئے اور راجہ محمد اکبر خان نے لاولد وفات پائی (ر) لیفٹیننٹ راجہ علی اکبر خان کے تین بیٹے ہوئے راجہ عبدالغفور خان دوسرے ڈاکٹر راجہ عبدالشکور خان اور تیسرے راجہ ارشد محمود خان اول الذکر کے دو بیٹے راجہ افتخار احمد اور راجہ ارشاد خان ہیں ڈاکٹر راجہ عبدالشکور خان کے بھی دو بیٹے راجہ رضوان شکور اور ارسلان شکور ہیں جبکہ راجہ ارشد محمود خان کے تین بیٹے راجہ ذیشان ارشد عثمان ارشد اور ریحان ارشد ہوئے ہیں۔

لیفٹیننٹ راجہ علی اکبرخان: آپ پہلے انڈین آرمی میں سروس بہ عہدہ لیفٹیننٹ انجام دے رہے تھے کہ تحریک آزادیٔ کشمیر کے موقع پر واپس آ کر کرنل محمود خان کی تشکیل کردہ 10 بٹالین اے کے میں ملی خدمات انجام دیتے رہے۔

ذیلدار راجہ جیون خان راجپوت تھروچی: ذیلدار راجہ جیون خان کے بیٹے ذیلدار راجہ غلام احمد خان کے تین فرزند ہوئے راجہ ریاست خان نے لاولد وفات پائی راجہ خداداد خان کے چار بیٹوں کے نام یوں ہیں انجینئر راجہ ابرار خان راجہ مہتاب خان مقیم انگلینڈ راجہ سجاد خان مقیم انگلینڈ راجہ اشتیاق خان جبکہ نمبردار خضر حیات خان کے پانچ فرزند ہیں راجہ اسرار احمد خان مدرس اشفاق احمد خان مقیم انگلینڈ آفتاب احمد خان اور شہزاد احمد خان شکیل احمد خان یہ بڑے با اثر اور خوش اخلاق لوگ ہیں سابقہ آبائی گاؤں کے علاوہ کوٹلی شہر میں بھی ذاتی کوٹھیوں کے

مالک ہیں۔

اولاد راجہ رحم علی خان منگرال (موضع تھروچی) : راجہ رحم علی خان منگرال گاؤں تھروچی تحصیل کوٹلی میں رہائش پذیر تھے آپ کے دو بیٹے ہوئے حاجی راجہ محمد اشرف خان ڈاکٹر راجہ سید اکبر خان اول الذکر کے پانچ فرزندوں کے نام یوں ہیں حاجی ظہیر احمد خان کے دو بیٹے اکاش ظہیر اور احسن ظہیر ہیں اور راجہ ضمیر احمد خان جو کہ تنظیم اساتذہ کوٹلی کے صدر ہیں بڑے باوقار سمجھدار اور خوش طبع باشعور شخصیت کے مالک اور عوام و خواص میں ہر دلعزیز انسان ہیں اعلی تعلیم یافتہ اور اعلی صلاحیتیں آپ کو اللہ تعالی نے عنایت کر رکھی ہیں آپ کے ایک ہی فرزند راجہ نعمان ضمیر ہیں۔ اور تیسرے نمبر پر ڈاکٹر راجہ سفیر احمد خان کے بھی ایک ہی فرزند راجہ زین سفیر ہیں ۴راجہ آفتاب احمد خان اور پھر راجہ عبدالغفار خان ۵ حاجی راجہ محمد اشرف خان منگرال راجپوت راجہ رحم علی خان کے دوسرے فرزند ڈاکٹر راجہ سید اکبر خان کے دو بیٹے ہیں حاجی راجہ خالد خان اور راجہ محمد طارق خان کا ایک بیٹا راجہ ظاروب خان اول الذکر کے تین بیٹے راجہ شاہد خالد خان جو کہ بی اے کر رہے ہیں راجہ زاہد خالد خان اور راجہ فہد خالد خان ہیں۔اس خاندان کے علاوہ تھروچی میں سے دستیاب شدہ حوالہ کے مطابق راجہ صادق خان راجہ فاضل خان راجہ خالق خان راجہ شائق خان چاروں بھائیوں کا تعلق بھی گاؤں تھروچی سے ہے راجہ شائق خان کے دو بیٹے ذوالقرنین خان اور راجہ اعجاز احمد ہیں جبکہ راجہ صادق خان کے ایک فرزند راجہ اجمل غفار ہیں راجہ خالق خان کے ایک بیٹے راجہ زاہد خالق ہیں جبکہ تھروچی میں دو بھائی راجہ محمد اسلم خان اور صوفی راجہ عبدل خان راجہ محمد اسلم خان

خان کے دو بیٹے راجہ محمد ادیس خان مدرس ہیں اور دوسرے کا نام راجہ احمد رضا خان ہے بحوالہ راجہ ضمیر احمد خان صدر تنظیم اساتذہ کوٹلی:

اولاد راجہ فرمان علی خان موضع بھیائی تحصیل سہنسہ: آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ الف خان راجہ برکت خان راجہ فضل خان اب ہرایک کی اولادوں کی تفصیل بذیل عرض کی جاتی ہے راجہ الف خان جو بھائیوں میں بڑے تھے ان کے ایک ہی فرزند راجہ عنایت خان تھے آپ برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر بیرون ملک مصر چلے گئے تھے کچھ عرصہ کے بعد آپ مصر میں ہی شہید ہو گئے اوروہیں پر دفنائے گئے آپ کی کوئی اولاد نہ چلی۔ راجہ فرمان علی خان کے دوسرے بیٹے راجہ برکت خان تھے جن کے چار فرزندوں سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے آپ کے بڑے بیٹے راجہ کفایت خان ہوئے جو ابتدائی ایام پیشہ بزنس سے منسلک ہوئے بعد ازاں آپ بیرون ملک انگلینڈ چلے گئے اور وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی آپ کے ایک ہی فرزند راجہ ارشد خان جو کہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ راجہ برکت خان کے دوسرے فرزند راجہ ضیاء الحمید خان ہیں آپ کی ابتدائی تعلیم ایف اے ہے آپ ایام نوعمری میں انگلینڈ گئے اور داخلہ لے کر پانچ سالہ کورس کمپیوٹر مکمل کیا بعد ازاں وطن واپس آ گئے وطن میں قیام پذیر ہو کر آپ ضلعی سطح پر مسلم کانفرنس کے صدر رہے اور بلدیہ کے چیئر مین بھی رہے آپ نے امسال الیکشن 2001ء کے موقعہ پر آزاد کشمیر اسمبلی ممبر کے لئے قسمت آزمائی بھی کی آپ کا مشغلہ بزنس بھی ہے مستقل مزاج صالح شخصیت کے مالک ہیں آپ کے تین فرزند ہیں شکیل احمد خان جو بی اے فسٹ ایئر میں زیر تعلیم ہیں اور راجہ سہیل احمد خان راجہ نعیم احمد

خان ۔راجہ برکت خان کے تیسرے فرزند راجہ محمد افضل خان کے تین فرزند ہیں راجہ ایاز خان راجہ اعجاز خان اور راجہ نبیل خان۔راجہ برکت خان کے چوتھے فرزند افتخار احمد خان کے دو بیٹے راجہ زین خان اور راجہ انیس خان ہیں۔راجہ برکت خان کے تیسرے فرزند راجہ افضل خان کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے آپ ٹرانسپوٹر ہیں جبکہ راجہ افتخار احمد خان بی اے کر چکے ہیں اور مسلم کانفرنس یوتھ بورڈ کے چیئر مین ہیں۔آپ سیاسی اور سماجی کارکن ہیں۔نمبردار راجہ کفایت علی خان موضع بھیائی نے تحریک آزادی میں خدمات بڑے بھرپور طریقہ سے دیگر ساتھیوں کے شانہ بشانہ بہم پہنچائیں۔اس تحریک کے آغاز میں زیر نگرانی کرنل راجہ محمود خان کے 10 اے کے بٹالین معرض وجود میں آئی جس کا بیس کیمپ موضع بھیائی تحصیل سہنسہ میں تھا تحریک آزادی میں راجہ محمد خان ساکنہ بھیائی و راجہ لعل خان و لیفٹیننٹ راجہ کرمداد خان و کیپٹن راجہ سردار خان سکنہ اینٹی سہنسہ موضع نمب جاگیر کے کیپٹن راجہ فتح خان و شیر دل خان وغیرہ بڑی اہم شخصیات تھیں جنھوں نے مواضعات چچلاڑ،گلوٹیاں اسلام آباد کٹھاڑ،چھوچھ نمب جاگیر گڑھوتہ وغیرہ مواضعات کے نوجوانوں کو عسکری تربیت دے کر جنگ آزادی کشمیر کے موقع پر بڑے اہم اور عظیم کارنامے سرانجام دیئے اور ملک کو جابر حکومت کے پنجہ سے آزاد کروایا۔

موضع بڑالی کا منگرال خاندان: موضع بڑالی تحصیل کوٹلی کا ایک گاؤں ہے جو کوٹلی شہر سے پنڈی روڈ پر کچھ ہی فاصلے پر واقع ہے یہاں ایک ولی اللہ اکبر بادشاہ کی زیارت مبارک بھی ہے یہاں منگرال خاندان کے لوگ آباد ہیں۔ راجہ شیرباز خان اور راجہ رنگباز خان دو حقیقی بھائی ہو گذرے ہیں ٗجو موضع بڑالی میں آباد

تھے۔ راجہ رنگباز خان اپنے وقت کے بڑے نامی گرامی انسان تھے آپ کے تین فرزندہوئے جو والد کی طرح بڑے نامی گرامی اور با اثر ثابت ہوئے آپ تینوں بھائیوں کی اولادوں کا ذکر بذیل عرض ہے۔ چیئر مین راجہ محمد ایوب خان کے دو فرزند ہوئے راجہ قدرت اللہ خان جو کہ امریکہ میں مقیم ہیں اور دوسرے راجہ محمد نصیر خان ہیں۔ راجہ رنگباز خان کے دوسرے بیٹے راجہ محمد یعقوب خان کے تین فرزند راجہ فضل الرحمٰن اور راجہ عمر حیات خان و راجہ ظفر حیات خان ہیں جبکہ راجہ رنگباز خان کے تیسرے فرزند راجہ محمد اکرم خان ہیں جو یونین کونسل بڑالی کے چیئرمین اور بڑی ہی خوبیوں کے مالک اور سوشل ورکر ہیں آپ دویا تین مرتبہ چیئر مین رہے اور بزنس کرتے ہیں آپ کے دو بیٹے امریکہ اور دو انگلینڈ رہتے ہیںآپ بڑی خوبیوں کے مالک اور سوشل ورکر ہیں آپ کے چھ بیٹوں کے نام یوں ہیں راجہ نثار احمد خان جو کہ انگلینڈ میں مقیم ہیں راجہ فیاض احمد خان راجہ محمد سہیل خان راجہ وقاص احمد خان راجہ یاسر اکرم خان اور راجہ طارق اکرم خان ہیں حالات زندگی کی عدم دستیابی کی وجہ سے بہت ہی کم ذکر کیا گیا ہے۔

منگرال خاندان یونین کونسل کرور: موضع کرور تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی کا یہ منگرال خاندان جو کہ کئی پشتوں سے عالم دین چلاآ رہا ہے۔ اور امامت درس و تدریس و دیگر مذہبی امور میں اپنے علاقہ میں دینی خدمات کا فریضہ بڑے احسن طریقہ سے انجام دیتا رہا ہے اور دے رہا ہے انہی اسلامی و مذہبی روایات کے پیش نظر انہیں میاں کے لفظ سے نوازا گیا ہے جو کہ ان کے لئے باعث تکریم ہے یہاں نادر خان ان کے موروث اعلی تھے جن کے ایک فرزند میاں

شرفدین سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے میاں شرفدین خان کے چار بیٹے ہوئے میاں قائمدین میاں نورالدین میاں فتح الدین اور میاں صدرالدین اول الذکر کے پانچ فرزند اس ترتیب سے ہوئے۔راجہ محمد حسین راجہ اقبال حسین راجہ محمد عزیز راجہ محمد شریف راجہ محمد رفیق۔ راجہ اقبال حسین کے ایک فرزند راجہ عبدل نعیم جو کہ ڈاکٹر ہیں۔ اور علی پور فراش میں بیگم جان ہسپتال کے مالک ہیں۔ میاں نور الدین کے دو بیٹے راجہ محمد قربان و راجہ عبدالروٗف ہیں تیسرے میاں فتح الدین کے چار بیٹے ہوئے میاں فضل حسین کے عبدالصبور اور عبدالشکور نمبر۲راجہ محمد یونس کے پانچ فرزند راجہ محمد شبیر راجہ محمد نذیر راجہ محمد ظہیر راجہ محمد سلیم راجہ محمد اسمعیل نمبر۳ راجہ محمد سعید ولد میاں فتح الدین کے ایک ہی فرزند حافظ عبدالسمیع ہیں نمبر۴ حافظ عبدالوحید ولد میاں فتح الدین کے پانچ بیٹے ہیں حافظ عبدالباسط عبدالقادر حافظ عبدالوکیل محمد طیب عطاء المحسن عبدالقادر کے ایک ہی فرزند راجہ محمد صہیب ہیں۔میاں صدرالدین ولد میاں شرفدین کے چوتھے فرزند کے دو بیٹے میاں غلام رسول اور راجہ غلام سرور میاں غلام رسول کے ایک ہی فرزند حافظ عبدالقیوم ہوئے جبکہ راجہ غلام سرور کے بیٹے نور الھدی اور سرور الھدی ہیں ان حضرت کے حالات زندگی عدم دستیابی کی وجہ سے صرف شجرہ کی حدتک درج کیئے گئے ہیں۔

موضع سوئی علیوٹ تحصیل مری کا منگرال خاندان: یہ خاندان علاقہ علیوٹ کے ایک گاؤں سوئی میں آباد ہے راجہ صاحبدین خان جو کہ بڑے ہی متحمل اور شوقین المزاج باکردار انسان تھے اور ضعیف العمری میں بھی جوانوں کی طرح جوش و جذبہ رکھتے تھے اپنی قومی تاریخ سے انہیں بہت دلچسپی تھی راقم کی ان سے

بارہا ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ حال ہی میں وہ وفات پا گئے آپ سے راقم نے استفسار
سے چند سوالات نوٹ کئے تھے اور شجرہ بھی انہیں زبانی یاد تھا جو پہلے ہی نوٹ کر
لیا گیا تھا آپ نے بیان کیا کہ ہمارا خاندان موضع ڈھانڈہ سے نقل مکانی کر کے
موضع سوئی آیا تھا ہمارے قبیلہ کے لوگ ڈھانڈہ میں آباد ہیں ریٹائرڈ صوبیدار رشید
محمد خان کا انہوں نے حوالہ دیا تھا کہ وہ بھی منگرال ہیں اور ہمارا ان کے ساتھ نسبی
تعلق ہے آپ نے جو شجرہ بیان کیا وہ ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے آپ نے اپنے
موروث اعلی کا نام راجہ مصری خان بتایا مصری خان کے فرزند راجہ نوسہ خان اور ان
کے ایک فرزند راجہ نور محمد خان اور ان کے ایک فرزند راجہ نیکا خان کے دوفرزندوں
کی اولادوں کا ذکر یوں کیا کہ نیکا خان کے دو فرزند تھے بڑے کا نام راجہ ناظرہ
خان تھا جن کے ایک بیٹے کا نام راجہ محمد زمان خان اور ان کے بیٹے کا نام راجہ
کرمداد خان راجہ کرمداد خان کے تین بیٹے ہوئے ہیں راجہ محمد حسین خان راجہ افتخار
حسین اور راجہ محبوب حسین خان افتخار حسین کے بیٹے کا نام آصف اور محبوب حسین
کے بیٹے کا نام شاہزیب ہے راجہ نیکا خان کے دوسرے فرزند راجہ کالا خان کے دو
فرزند تھے راجہ غلام نبی خان اور راجہ سلطان خان جن کے چار بیٹے بدر زمان لاولد
سید زمان شیر زمان اور سلیمان خان لاولد راجہ سید زمان کے ایک فرزند راجہ
صاحبدین خان ہوئے جنہوں نے راقم کو شجرہ نوٹ کروایا تھا۔آپ کے چار بیٹے
ہوئے محمد سلیم کا راجہ شہاب اللہ نمبر۲ راجہ محمد عاشق راجہ محمد لیاقت راجہ محمد فرید۔شیر
زمان ولد سلطان خان کے چار بیٹے محمد یعقوب خان لاولد راجہ محمد ایوب خان راجہ
اسمداد خان نے لاولد وفات پائی اور چوتھے راجہ منصبدار خان۔ایوب خان کا ایک

بیٹا مطلوب احمد اور راجہ منصبدار خان کے تین فرزند راجہ محمد نعیم راجہ محمد رحیم اور راجہ محمد فہیم ہوئے راجہ غلام نبی خان ولد کالا خان کے تین بیٹے راجہ نواز خان لاولد راجہ نورالدین خان راجہ بگو خان کے تین بیٹے راجہ محمد اسلم خان راجہ محمد اشرف خان راجہ محمد شان کا عمران نامی فرزند ہے راجہ محمد اسلم خان کے دو بیٹے محمد اسلام اور محمد سعید ہیں راجہ محمد اسلام کے دو بیٹے نعمان اور عثمان ہیں راجہ محمد اشرف خان کے تین بیٹے راجہ ضیاء محمود راجہ محمد پرویز اور راجہ ساجد محمود جبکہ راجہ ضیاء محمود کے تین بیٹے امیر ضیاء اور راجہ معین راجہ جنید ہیں ان میں سے کچھ لوگ تو سوئی علیوٹ تحصیل مری میں آباد ہیں مکمل حالات و سوانعمریاں عدم دستیاب ہیں۔

گاؤں بگلہ چارہان مری کا منگرال خاندان: راجہ مراد بخش خان کے بیٹے کا نام راجہ فقیرو خان ہے۔آپ کے چار بیٹے حسب ترتیب یوں ہیں راجہ معظمدین راجہ علی محمد خان راجہ کاتو دین خان راجہ عمرالدین خان راجہ معظمدین خان کے تین فرزند ہوئے ہیں راجہ قائمدین خان راجہ جمالدین خان راجہ محمد اسحاق خان راجہ قائمدین خان کے ایک ہی بیٹے راجہ محمد حبیب خان اور ان کے ایک ہی بیٹے راجہ عبدالرحمٰن ہیں راجہ جمالدین خان کے دو بیٹے ہوئے انسپکٹر راجہ محمد عزیز خان راجہ محمد حفیظ خان تیسرے راجہ محمد اسحاق خان کے تین فرزند ہیں راجہ محمد اشفاق خان راجہ رسمت علی خان جبکہ راجہ علی محمد خان بن فقیرو خان کے دو بیٹے ہیں راجہ محمد الیاس خان کے بیٹے کا نام راجہ مٹھو خان ہے۔ راجہ علی محمد خان کے دوسرے فرزند کا نام راجہ محمد نواز خان ہے جن کے چار بیٹے ہوئے راجہ محمد گلزیب راجہ محمد چنزیب راجہ محمد تنزیب خان راجہ قمرزیب خان۔راجہ کاتودین خان ولد راجہ فقیر خان کے تین

بیٹے ہوئے نمبرا راجہ شرفدین خان نمبر۲ راجہ امامدین خان نمبر۳ راجہ محمد سلیمان خان

راجہ شرفدین خان کے علی الترتیب تین فرزندوں کے نام یوں ہیں حاجی محمد گلزار خان

جو کہ شکریال راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں راجہ گھیبا خان بھی شکریال میں رہائش

پذیر ہوئے جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی راجہ سیدا خان بھارا کہو میں رہائش پذیر

ہیں۔ راجہ امامدین خان کے دو بیٹے راجہ محمد فیض خان و راجہ غفوردین خان ہیں۔ راجہ

محمد سلیمان خان ولد راجہ کاتودین کے دو ہی بیٹے ہیں راجہ محمد اعجاز خان راجہ محمد

الیاس خان۔راجہ فقیر خان کے چوتھے فرزند کی اولادوں کی ترتیب یوں ہے آپ

کے تین فرزند ہیں راجہ دتہ خان کے بیٹے کا نام راجہ قیوم خان ہے راجہ دین محمد و

راجہ محمد یعقوب خان جو جہازگراؤنڈ راولپنڈی میں مقیم ہیں اب ان میں سے کچھ

افراد کے حالات زندگی جو دستیاب ہوئے بذیل عرض ہیں۔

راجہ معظمدین خان: آپ برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے دوران سروس آپ کئی

بیرونی ممالک میں رہے آپ بڑے ہی بہادر و جری انسان تھے **1914**ء کی جنگ

عظیم میں شامل رہے آپ نے **1936**ء میں وفات پائی بڑے ہی نیکنام اور متقی

انسان تھے آپ حق بات ڈٹ کر بڑے سے بڑے کے منہ پر کہہ دیا کرتے تھے۔

جرگہ و پنچائت میں بطور ثالث کردار ادا کرتے رہے۔

راجہ قائمدین خان: آپ نے انگریزی دور میں پرائمری کا امتحان پاس کیا۔

باترجمہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ پنجگانہ نمازیں بڑی پابندی کے ساتھ ادا

کرتے رہے۔ آپ پکے سچے مسلمان اور باعمل انسان تھے۔لوگوں کا روحانی علاج

معالجہ بھی کرتے تھے اور لوگوں کو فیض ملتا تھا آپ گھر آنے کے بعد زیادہ ترجیح زمینداری کو دیتے تھے مالی طور پر اچھا گذر بسر کرتے رہے مہمان نوازی وسخاوت آپ کا طرہ امتیاز رہا بہادر نڈر اور دلیر تھے۔ آپ طاقت کے بے تاج بادشاہ رہے پہلوانی داؤ پیچ سے بھی اچھی طرح واقف تھے اور مقابلہ میں کبھی ہار نہ کھاتے تھے آپ عام حالات میں بھی دو تین آدمیوں کو پھڑکنے نہیں دیتے تھے۔ آپ نے بہ عمر 70 سال 1992ء میں انتقال کیا تھا آپ کے تین فرزندراجہ محمد حبیب خان راجہ محمد اخلاق خان اور راجہ محمد شفیق خان ہوئے۔

راجہ محمد حبیب خان: آپ کی تاریخ پیدائش 1947ء ہے اردو تعلیم مڈل پائی ناظرہ قرآن بہ ترجمہ آپ 1966ء میں پاکستان آرمی کی انجیئرنگ کور میں بھرتی ہوئے آپ نے 1971ء کے جنگ میں ملی خدمات بھر پور طریقہ سے انجام دیں 1973ء میں آپ مستعفی ہو کر گھر واپس آ گئے آج کل شکریال راولپنڈی میں رہائش اور ذاتی ورکشاپ چلا رہے ہیں آپ پابند صوم و صلوۃ بڑے ہی شریف النفس اور نیک نام انسان ہیں اپنی قومی تاریخ سے اچھی معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ اچھے سمجھدار باکردار اور تاریخ کی افادیت کو سمجھتے ہیں راقم کی بڑی عزت افرائی کرتے ہیں آپ کے ایک ہی فرزند راجہ عبدالرحمٰن ہیں جو ایف اے کرنے کے بعد پنجاب پولیس میں بھرتی ہو گئے ہیں اور تا حال حاضر سروس ہیں۔

(ر) **حوالدار راجہ جمالدین خان:** آپ انگریزی دور حکومت میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ بہ عہدہ حوالدار 1952ء میں ریٹائرڈ آئے آپ چست چالاک و

باجرآت انسان تھے کسی کی غلط بات کبھی نہ مانتے تھے۔غلط بات بالکل برداشت نہ کرتے تھے حق بات بڑے سے بڑے کے منہ پر ڈٹ کر کہہ دیا کرتے تھے آپ صاف گو اور مستقل مزاج تھے اور انگریزی دور حکومت میں مڈل پاس تھے آپ نے غالبا 1977/78 میں بعمر 71 سال کی عمر میں وفات پائی۔

انسپکٹر راجہ محمد عزیز خان: آپ نے بی اے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور پولیس میں بھرتی ہو گئے اور بطور پراسکیوٹر خدمات انجام دے رہے ہیں آپ نہایت ہی مذہبی انسان ہیں پابند صوم و صلوۃ اور مہمان نوازی میں بے مثال ہیں اور ہمیشہ رزق حلال کھاتے اور کھلاتے ہیں نیک نام با اخلاق با اعتماد ہیں آپ کے ایک ہی فرزند راجہ معیظ الرحمٰن جو کہ حفظ القرآن کا کورس کررہے ہیں۔

راجہ محمد حفیظ خان: آپ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں بھرتی ہوئے اور ریٹائرڈ آ چکے ہیں۔ **راجہ محمد اسحٰق خان** آپ پاکستان نیوی میں بھرتی ہوئے جلدہی مستعفی ہو کر گھر واپس آ گئے آجکل زمینداری و سول کاروبار کرتے ہیں آپ کے تین بیٹے راجہ محمد اشفاق جو میٹرک کے بعد پولیس میں بھرتی ہو گئے اور تا حال سروس کر رہے ہیں۔

راجہ رستم علی خان: آپ نے ایف اے کیا اور فوج میں بھرتی ہو گئے دوران سروس بی اے کر چکے ہیں تا حال حاضر سروس ہیں۔

راجہ محمد گلزار خان: آپ مڈل پاس ہیں ٹھیکیداری و ڈرائیونگ سے وابستہ ہیں پنڈی میں رہائش پذیر ہیں با کردار ہیں آپ کے فرزند راجہ مظہر جاوید ٹھیکیداری و

سول کاروبار کرتے ہیں جبکہ آپ کے دوسرے بھائی **راجہ ظفر اقبال خان:** آپ کی تعلیم میٹرک ہے یونین کونسل شکریال سے حال ہی میں کونسلر منتخب ہوئے ہیں باا خلاق ملنسار انسان ہیں سوشل ورکر ہیں۔

راجہ خالد محمود خان: آپ راجہ سیدا خان کے فرزند ہیں آپ نے امسال آئی کام کا امتحان پاس کر لیا ہے آپ کی تاریخ پیدائش 19 دسمبر 1975ء ہے آپ تعلیم سے فارغ ہو کر پنجاب پولیس میں بھرتی ہوئے ہیں نہایت خوش اخلاق اور قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی اور قبیلہ کے لئے سدرددل رکھتے ہیں۔

راجہ گھیبا خان: آپ کی تاریخ پیدائش سال 1944ء ہے آپ شکریال میں مقیم ہیں خود اعتماد اور مہمان نواز انسان ہیں۔

خاندان منگرال موضع بھتیاں (تحصیل کوٹلی ستیاں):

بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ گلا خان منگرال تحصیل کوٹلی ستیاں کے ایک گاؤں موضع بھتیاں میں آباد تھے۔ جن کے ایک فرزند راجہ پیر بخش خان سے متذکرہ خاندان کا شجرہ نسب ملتا ہے راجہ پیر بخش خان کے دو بیٹے ہوئے راجہ فضل خان راجہ مرید خان راجہ فضل خان کے بھی تین بیٹے ہوئے راجہ حیات خان راجہ عمر خان راجہ مہر خان آخرالذکر دونوں بھائیوں کی اولادیں موضع بھتیاں میں آباد ہیں اول الذکر راجہ حیات خان کے تین بیٹے ہوئے راجہ علی حسن خان راجہ گلزار خان راجہ محمد اعظم خان جو کہ تینوں بھائی جواں ہونے کے بعد حصول معاش کے سلسلہ میں راولپنڈی آئے وقت گذرتا گیا آخر تینوں بھائی انگریزی دور حکومت میں بمقام کھنہ کاک راولپنڈی میں مستقل مکین ہو گئے۔ اور ایک رقبہ اراضی پر قابض ہو گئے چنانچہ بعد ازاں ان کی مالکانہ اراضی میں سے تقریبا 13 کنال اراضی ہائی وے میں بھی آئی آج کل ان کی ذاتی ملکیتی زمین تقریباً 5 کنال پر مکانات دوکانات تعمیر ہیں اچھے باکردار لوگ ہیں۔ان کی سابقہ گاؤں میں بھی ذاتی اراضیات موجود ہیں اب ان تینوں کی اولادوں کا بذیل شجرہ لکھا جاتا ہے۔ راجہ علی حسن خان کے پانچ فرزند ہوئے ہیں راجہ الطاف خان راجہ محمد ریاض خان راجہ سرفراز خان راجہ خان فراز خان راجہ محمد یوسف خان ایڈووکیٹ راجہ محمد الطاف خان جو باقی بھائیوں میں بڑے ہوئے ہیں ان کے تین بیٹے طاہر محمود خان ناصر محمود خان فاعزالطاف نامی ہوئے راجہ طاہر محمود خان کے دو بیٹے ارسلان طاہر اور قاسم طاہر ہیں۔اب راجہ محمد ریاض خان کی

اولادوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے راجہ شاہد ریاض راجہ حامد ریاض محسن ریاض عمران ریاض کامران ریاض بیٹے ہیں شاہد ریاض کے دو بیٹے شایان شاہد اریب شاہد نامی ہیں۔ حامد ریاض خان کے بیٹے کا نام اسامہ حامد ہے۔جبکہ راجہ سرفراز خان کے چار بیٹے ہیں افتخار احمد خان اسرار احمد خان راجہ محمد ضیاء خان اور ضیاء الحق خان۔ خان فراز خان کے تین بیٹے نیاز احمد فراز ایاز احمد فراز سجاد احمد فراز نامی ہیں۔ایڈووکیٹ راجہ محمد یوسف خان کے تین بیٹے راجہ عدنان یوسف راجہ رضوان یوسف راجہ عماد یوسف۔راجہ محمد یوسف خان ایڈووکیٹ اس منگرال خاندان میں مایہ ناز شخصیت ہیں آپ کی تاریخ پیدائش 2 اگست 1951 ء ہے آپ ایل ایل بی کرنے کے بعد محکمہ عدلیہ پاکستان راولپنڈی کی کچہری میں مظلوم افراد کی حصول داد رسی میں بطور ایڈووکیٹ ہائی کورٹ عرصہ دس سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں آپ نہایت ہی مخلص اور دیانتدار خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں اب راجہ علی حسن خان کی اولادوں کا سلسلہ بیان کرنے کے بعد ان کے دوسرے بھائی راجہ گلزار خان کی اولادوں کا سلسلہ یوں ہے راجہ گلزار خان کے چھ بیٹے محمد زبیر خان محمد سعید خان عبدالوحید خان کونسلر محمد خورشید خان محمد ظفیر خان اور ابرار حسین خان نامی ہیں ابرار حسین خان انگلینڈ میں ہیں۔ بیٹوں کا نام جو چھوٹے ہیں دستیاب نہ ہو سکے محمد زبیر خان کے دو بیٹے ظہیر زبیر اور سہیل زبیر ہیں محمد سعید خان کا ایک ثاقب سعید نامی بیٹا ہے۔ محمد خورشید خان کے دو بیٹے خرم خورشید اور سعد خورشید ہیں اور محمد ظفیر خان کے بھی دو بیٹے عاصم ظفیر اور محاذ ظفیر ہیں۔راجہ حیات خان کے تیسرے فرزند راجہ محمد اعظم خان کے دو بیٹے ہوئے ہیں ریٹائرڈ صوبیدار محمد خالد

خان جو کہ پاک آرمی سے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں آپ کے دو بیٹے طارق محمود اور اظہر
محمود ہیں طارق محمود خان کا ایک بیٹا عمر طارق نامی ہے جبکہ راجہ محمد اعظم خان کے
دوسرے بیٹے جو کہ انگلینڈ میں ہیں راجہ محمد اقبال خان ہیں ان کے بیٹوں کے نام
بھی دستیاب نہیں ہو سکے ان میں سے راجہ طاہر خان محکمہ تعلیم میں بطور سیکنڈ ہیڈ
ماسٹر فرائض منصبی احسن طریقہ سے سر انجام دے رہے ہیں یہ پورا خاندان کھنہ کاک
و اقبال ٹاؤن راولپنڈی میں رہائش پذیر ہے اور مالی طور پر مستحکم اور بڑے بااخلاق
لوگ ہیں۔کونسلر راجہ عبدالوحید خان کے پانچ بیٹے ہیں وقاص احمد فیصل محمود عثمان
وحید سلمان وحید سمیر وحید جو کہ زیر تعلیم وزیر پرورش ہیں۔ابرار حسین مقیم انگلینڈ کے
دو بیٹوں کے نام عمان اور سفیان ہیں۔راجہ محمد ظفیر خان کے عاصم ظفیر خاور ظفیر
حیدرظفیر اسد ظفیر محاذظفیر نعمان ظفیر' ہیں جبکہ محمد خورشید خان کے خرم خورشید
سعدخورشید احسن خورشید رضا خورشید سعد خورشید ہیں راجہ محمد اقبال خان مقیم انگلینڈ
کے دو بیٹے ظفر اقبال اور جعفر اقبال ہوئے ہیں۔

اولاد راجہ مراد بخش خان سانٹھ انوالی تحصیل کوٹلی ستیاں

راجہ مراد بخش خان جو کہ منگرال خاندان سے تعلق رکھتے تھے تحصیل کوٹلی ستیاں کے
گاؤں موضع سانٹھ انوالی میں آباد تھے آپ کے ایک فرزند راجہ کاداخان کے تین
فرزندوں سے اس خاندان کی شاخیں چلیں راجہ کادا خان کے تین بیٹے ہوئے ہیں
راجہ سائیں مہرخان راجہ امامدین خان راجہ لعلدین خان۔سائیں مہر خان کے چار
بیٹے ہوئے رکندین خان کالا خان محمد اشرف خان محمد نذیر خان رکندین خان لاولد
ہوئے کالا خان کے بیٹے کا نام محمد ادریس ہے جن کے تین بیٹے محمد شعیب محمد عمیر

اور عمر ہوئے ہیں۔ محمد اشرف خان کے بیٹے مقصود علی خان کے عبدالمتین اور عبدالوحید نامی دو فرزند ہیں۔محمد نذیر خان کے دو بیٹے محمد ظریف اور محمد جمیل ہیں۔راجہ امامدین خان کے تین بیٹے محمد یونس محمد عربی لاولد اور عبدالمالک ہیں عبدالمالک کے جاوید اقبال حامد اقبال محمد نعیم جبکہ محمد یونس کے دو بیٹوں کے طارق اور عبدالحمید نام ہیں۔

منگرال خاندان موضع کلوڑ تحصیل سہنسہ: راجہ مٹھا خان سائلہ سے موضع کلوڑ آ کر آباد ہوئے یہ دونوں موضعات تحصیل سہنسہ میں ہی آتے ہیں ان بزرگوں کے تین بیٹوں سے اولادوں کا سلسلہ چلاہے آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ احمد علی خان راجہ ملکی خان راجہ روشو خان اول الذکر کے ایک فرزند راجہ فروز خان سے تین بیٹے ہوئے راجہ رحم علی خان نے لاولد وفات پائی دوسرے راجہ عنایت خان صبدر خان سے اولادیں چلیں راجہ عنایت خان کے محمد یوسف خان محمد یونس خان محمد یوسف خان کے دو بیٹے کبیر خان تجارت خان محمد یوسف خان کے بیٹے رضوان خان ہیں راجہ صبدر خان کے بیٹے لیاقت خان وزارت خان سفارش خان راجہ لیاقت خان کے امیتاز خان الیاس خان اور عباس خان ہوئے سفارش خان کا چنگیز خان بحوالہ نمبردار راجہ محمد اقبال خان جبکہ چھوٹے بچوں کے نام دستیاب نہیں ہو سکے راجہ ملکی خان بن راجہ مٹھا خان کے دو بیٹے راجہ امیراں خان اور راجہ فجو خان ہوئے ہیں امیراں خان کے محمد خان اور شیر دل خان دو بیٹے ہوئے محمد خان کے بیٹے کا نام پنوں خان ہے شیر دل خان کے چار فرزند ہیں۔ معروف خان حنیف خان شہپال خان اور مطلوب خان معروف خان کے وحید خان بیٹے ہیں تیسرے راجہ فجو خان کے ایک بیٹے راجہ کریم داد خان کے چار بیٹوں کے نام یوں ہیں منشا خان فاروق

خان نسیم داد خان اور غفور خان منشا خان کے دو بیٹوں کے نام دستیاب ہوئے راجہ امان اور راجہ کامران۔ راجہ روشو خان بن راجہ مٹھا خان کے تین بیٹے ہوئے ہیں راجہ نیاز علی خان راجہ فرمان علی خان راجہ زمان علی خان راجہ نیاز علی خان کے دو بیٹے راجہ حکمداد خان راجہ سلطان محمد خان راجہ حکمداد خان کے تین بیٹے راجہ فضلداد خان راج خادم خان راجہ سرور خان راجہ فضلداد خان کے راجہ اعجاز خان راجہ اشتیاق خان راجہ ممتاز خان راجہ الیاس خان چار فرزند ہیں راجہ اعجاز خان کے عدنان راجہ اشتیاق خان کے راجہ احمد اوزان اور راجہ فرحان بیٹے ہیں راجہ سلطان محمد خان بن راجہ نیاز علی خان کے چار بیٹے یوں ہیں راجہ بشیر خان جو کہ بیرین میں مقیم ہیں ان کے ایک بیٹے ظہیر خان کا نام دستیاب ہوا دوسرے راجہ شبیر خان کے دو بیٹے کلیم خان نعیم خان ہیں تیسرے راجہ وزیر خان کے دو بیٹے اسد خان اور ارسلان چوتھے راجہ ضمیر خان کے بیٹے قدیر خان بقیہ نام دستیاب نہیں ہوئے راجہ فضلداد خان کے چھوٹے بھائی راجہ خادم خان کے راجہ ساجد خادم، ماجد خادم ،خاورخادم، یاور خادم بیٹے ہیں۔ تیسرے راجہ سرور خان کے تین بیٹے ناصر خان قیصر خان یاسر خان ہیں راجہ فرمان علی خان بن روشو خان کے بیٹے راجہ کرم خان لاولدہو گئے تیسرے راجہ زمان علی خان بن روشو خان کے تین بیٹے راجہ دلیل خان کا ایک بیٹا طارق خان دوسرے راجہ جاوید خان تیسرے راجہ محمود خان کا ایک بیٹا ہے راجہ خالد خان۔ (بحوالہ راجہ ممتاز خان ونمبردار راجہ اقبال خان)

اولاد راجہ وزیر خان : موضع ادھے تحصیل کوٹلی سے راجہ وزیر خان موضع کلوڑ تحصیل سہنسہ آ کر آباد ہوئے آپ کی اولادوں کی تفصیل یوں ہے راجہ وزیر خان کے چار فرزند ہوئے راجہ دیوان خان راجہ مختار خان راجہ صفدر خان راجہ فتح عالم خان اب ہر ایک کی اولادوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ راجہ دیوان خان کے دو بیٹے راجہ رنگباز

خان اور راجہ شیر محمد خان رنگباز خان کے بیٹے افسر خان اور شیر محمد خان کے دو بیٹے فیض خان طفیل خان ہوئے۔ راجہ مختار خان کے جلال خان اور لال خان دو بیٹے ہوئے جلال خان کے ولایت خان شجاعت خان دو بیٹے ہیں. لال خان کے تین بیٹے عزیز خان بشیر خان نذیر خان ہیں بشیر خان کے دو بیٹے صغیر خان اور ضمیر خان ہیں۔ راجہ صفدر خان بن راجہ وزیر خان کے مظفر خان اور ان کے چار بیٹے منگی خان منشی خان اخلاق خان ریاست خان ہوئے جبکہ راجہ فتح عالم خان بن راجہ وزیر خان کے تین بیٹے راجہ کرمداد خان عدالت خان لاولداور شفاعت علی خان ہوئے راجہ کرمداد خان کے دو بیٹے علی داد خان سیداکبر خان علی داد خان کے شکوف خان سید اکبر خان کے ظفر خان یاسر خان نامی بیٹے ہیں شفاعت علی خان کے دو بیٹے سلیم خان شبیر خان اس خاندان کے بھی چھوٹے بچوں کے نام دستیاب نہیں ہوئے یہ خاندان کلوڑ گاؤں میں آباد ہے۔

اولاد راجہ شرف خان کلوڑ: راجہ شرف خان موضع ادھے تحصیل کوٹلی سے کلوڑ آ کر آباد ہوئے آپ کے فرزند راجہ بگا خان سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے راجہ بگا خان کے چار فرزند ہوئے راجہ ایوب خان راجہ یعقوب خان راجہ سردار خان راجہ گلزار خان اب ہر ایک کی اولادوں کے ناموں کی تفصیل اس طرح ہے۔ راجہ ایوب خان کے فرزند راجہ قیوم خان جو کہ انگلینڈ میں مقیم ہیں یعقوب خان کے تین فرزند راجہ صدیق خان راجہ سرور خان راجہ ریاض خان راجہ صدیق خان کے بیٹے ہیں حق نواز خان ظہیر خان طاہر خان نظائر خان بابر خان راجہ سردار خان بن راجہ بگا خان کے بیٹوں کا نام منیر خان اور زبیر خان ہے۔ راجہ گلزار خان بن راجہ بگا خان کے تین بیٹے ہوئے ہیں ایاز خان راشد خان کفیل خان بحوالہ راجہ ممتاز خان اور نمبردار راجہ اقبال خان۔

منگرال راجپوت خاندان موضع اٹھال شریف اسلام آباد

راجہ نادو خان جو کہ اٹھال شریف میں مقیم تھے ان کے ایک فرزند راجہ فقیر خان کی اولادوں کا بذیل ذکر کیا جاتا ہے راجہ فقیر خان کے تین فرزند تھے راجہ کالا خان راجہ صادق خان راجہ رحمت خان کے بیٹے کا نام راجہ عنایت خان ہے راجہ صادق خان کے دو بیٹے راجہ مقصودخان اور راجہ ضمیر خان ہیں مقصود خان کے بیٹوں کے نام دستیاب نہیں ہوسکے راجہ کالاخان کے پانچ فرزند ہوئے راجہ شہزادخان راجہ کفایت حسین خان راجہ ولایت خان راجہ قیوم حسین خان اور راجہ شفاعت حسین خان راجہ قیوم حسین خان کے تین بیٹے ہیں راجہ ذوالفقار احمد راجہ ابرار حسین راجہ جبار حسین راجہ ولایت خان کے چار بیٹے ہیں راجہ شکیل احمد خان راجہ جمیل احمد خان راجہ شبیر احمد خان راجہ عمران خان راجہ کفایت حسین خان کے تین فرزند ہیں راجہ تنویر حسین راجہ خلیل حسین راجہ شہزاد خان کے بھی تین فرزند ہیں راجہ ظفر محمود اور راجہ ارشد محمود۔

راجہ ولائت خان: آپکی تاریخ پیدائش سال **1947**ء ہے بیان کیا ہے کہ ہمارے موروث اعلی کوٹلی منگرالاں آزاد کشمیر سے موضع جگیوٹ ضلع اسلام آباد میں آ کر آباد ہوئے تھے جبکہ جگیوٹ میں بھی ان کا کافی تعداد میں خاندان آباد ہے لیکن راجہ ولایت خان کے والد راجہ کالا خان جگیوٹ سے اٹھال شریف حالیہ اسلام آباد جا کر آباد ہو گئے تھے جبکہ آپ اٹھال شریف سے شکریال آ کر رہائش پذیر ہو چکے ہیں آپ کی سابقہ دور کی پرائمری تعلیم ہے تعلیم پانے کے بعد آپ فرنٹیر فورس میں

بھرتی ہو گئے تھے ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد آپ کو کھاریاں تعینات کیا گیا جہاں تقریباً 9 سال تک سروس کی آپ ٹوٹل 12/13 سالہ فوجی خدمات کے بعد گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے مستعفی ہو کر آ گئے آپ کی ذاتی زرعی زمین اٹھال شریف میں ہے جو آپ کے بقیہ بھائیوں کے پاس ہے آپ نے 2001ء کے بلدیاتی الیکشن میں بھی حصہ لیا مگر ناکام ہوگئے آپ نہایت ہی جنگجو با اخلاق اور باکردار انسان ہیں سیاسی بصیرت رکھتے ہیں معاملہ فہم اورقومی تاریخ سے اچھی معلومات و دلچسپی رکھتے ہیں۔آپ دراز قد کاٹھ اور طاقتور با رعب انسان ہیں آپ کی بقیہ منگرال برادری جو کہ بہارہ کہو گاؤں اٹھال شریف میں آباد ہے جن کے تقریباً 450 گھر ہیں ان کے آباؤ اجداد بھی کوٹلی منگرالاں آزاد کشمیر سے زمانہ قدیم میں جگیوٹ آ کر آباد ہوئے تھے پھر ان کی اولادیں وقتاً فوقتاً بہارا کہو کے قریب اٹھال شریف میں آباد ہوتے رہے راجہ ولایت خان کے والد بزرگوار راجہ کالا خان کو انگریزی دور حکومت میں با اثر ہونے کی وجہ سے بھی شہرت حاصل تھی آپ کے بڑے بھائی راجہ رحمت خان جو کہ برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر جاپان گئے تھے اور ادھر ہی لاپتہ ہو گئے جس کے صلہ میں آپ کے چھوٹے بھائی ۔ کالا خان نے زمینیں حاصل کیں تھیں راجہ ولایت خان کے بھائی راجہ قیوم خان و راجہ شہزاد خان ان زمینوں کی دیکھ بھال اور رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں اس خاندان کا اکا دکا رشتہ اپنے قبیلہ کے علاوہ قبیلہ اعوان ہاشمی سے بھی ہوتا رہا ۔ سول ملازمتیں اور زمینداری پر اس خاندان کے لوگ اچھی گذر بسر کر رہے ہیں۔آپ کے چار بیٹے ہیں شکیل احمد جمیل احمد راجہ شبیرخان راجہ عمران خان ہیں۔

اولاد حضرت پیر بابا نصراللہ خان منگرال راجپوت

آپ کی اولادیں ڈہانڈہ لسکوٹھار تحصیل مری ضلع راولپنڈی کے علاوہ موضع چھجانہ تحصیل کوٹلی ستیاں اور ضلع راولپنڈی و اسلام آباد تک رہائش پذیر ہیں کیونکہ ازل سے یہ سلسلہ نقل مکانی بے شمار وجوہات سے جاری ہے اور جاری رہے گا۔پیر بابا نصراللہ خان جن کا اگلے صفحات میں تفصیلاً ذکر آئے گا آپ کے ایک ہی فرزند راجہ نور محمد خان تھے جن کے تین فرزند ہوئے مسطو خان مرید بخش خان اور مہر بخش خان راجہ مسطو خان کی اولادیں گاؤں چھجانہ میں آباد ہوئیں۔ آپ کے ایک فرزند راجہ حیات بخش خان کی اولادوں کے حالات زندگی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے دو فرزند محمد کاظم المعروف مندو خان اور میر کاظم خان تھے راجہ محمد کاظم خان کے تین فرزند ہوئے راجہ عبدالغنی ڈھانڈہ مری میں آباد تھے۔صوفی غلام نبی چھجانہ کوٹلی ستیاں میں اور راجہ محمد زرین خان بھی ڈہانڈہ تحصیل مری میں قیام پذیر رہے۔میر کاظم خان بڑے تھے۔آپ کے چار فرزند ہوئے راجہ ہدایت اللہ راجہ رحمت اللہ ڈھانڈہ میں مقیم تھے۔ جبکہ آپ کے دو فرزند راجہ عنایت اللہ خان اور محمد رحیم خان موضع چھجانہ میں مقیم رہے۔ اب ان بھائیوں کی اولادوں میں سے نامور شخصیات کے حالات زندگی لکھے جا رہے ہیں تفصیل ناموں کی مکمل طور پر حصہ شجرہ نسب میں ملاحظہ فرمائیں۔

راجہ محمد رحیم ولد راجہ میر کاظم خان: آپ کے پانچ فرزند ہوئے راجہ محمود حسین راجہ منیر حسین مدرس راجہ شکیل احمد مرحوم اود راجہ محمد عنصر آپ کی تاریخ پیدائش سال **1939**ء ہے۔آپ نے مڈل سکول ڈہانڈہ سے **1953**ء میں مڈل کا امتحان

پاس کیا اور پوری تحصیل میں اول پوزیشن حاصل کی اس زمانہ میں یہ امتحان راولپنڈی بورڈ سے متعلقہ تھا۔ مگر آپ اپنی اس تعلیمی قابلیت سے کوئی خاطر خواہ ملازمت حاصل نہ کر سکے۔ابتدائی ایام زندگی میں ہی نشیب و فراز سے سامنا کرنا پڑ گیا۔آپ نے پیشہ تجارت کے ساتھ ساتھ حصول معاش کے لئے زمینداری کو بھی اپنائے رکھا۔جب تجارت میں نقصان ہو گیا تو اپنے علاقہ کو خیر باد کہتے ہوئے۔لاہور جا کر سول ملازمت اختیار کر لی۔اور لاہور میں دوران رہائش ہی آپ کے بڑے فرزند راجہ محمود حسین کی پیدائش ہوئی۔ پھر ایک عرصہ دراز کے بعد گاؤں واپس لوٹ آئے۔ اور پھر ایک نیا ولولہ لے کر دوبارہ میدان تجارت میں بر سر عمل ہوگئے۔اور زراعتکاری سے بھی وابستہ ہو گئے۔آپ اپنے بھائی بہنوں اور قرابتداروں کی ہر مشکل وقت میں مالی اعانت بھی کرتے رہے۔آپ اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی رکھتے ہیں۔مہم جو اور جفا کش انسان ہیں مہمان نواز بھی مثالی ہیں۔تقریباً 62 سالہ عمر میں بھی جواں حوصلے رکھتے ہیں۔آپ کے ایک نہایت ہونہار جواں سالہ سوشل ورکر بیٹے کی موت نے بہت ہی صدمہ دیا۔آپ کو شعروادب سے بھی ایک حد تک لگاؤ ہے۔آپ شاعر بھی ہیں آپ نے اپنی پوری زندگی کی داستان غم شعروں میں تحریری محفوظ کر رکھی ہے جسے پڑھکر آپ کے ذوق شاعری کا اندازہ ہوتا ہے۔

حوالدار راجہ محمود حسین: آپ راجہ محمد رحیم کے فرزند اول ہیں آپ کی پیدائش لاہور میں ہوئی تھی میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ ملک وقوم کی خدمات اور حصول روز گار کی ضرورت کے پیش نظر پاکستان آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ اور اٹھارہ سالہ خدمات کے بعد بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ آ کر اپنے گاؤں میں پیشہ تجارت و زراعت

اختیار کر لیا طبعاً نڈر اور سنجیدہ انسان ہیں مہمان نوازی میں بھی درجہ امتیاز رکھتے ہیں۔

راجہ جمیل حسین مدرس: آپ راجہ محمد رحیم کے گھر میں بروز جمعرات 14 مئی 1970ء میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری سکول سے حاصل کی پرائمری پاس کرنے کے بعد ہائی سکول ڈھانڈہ میں داخلہ لیا۔نویں جماعت میں تھے تو تعلیمی سلسلہ چھوڑ کر والد کے ہمراہ تجارت میں آگئے۔ کچھ عرصہ یوں ہی گذرا تھا کہ آپ کو دو استادوں عبدالحمید ستی اور محمد صدیق نے دوبارہ پڑھنے پر آمادہ کیا۔تو دوبارہ تعلیم حاصل کرنے لگ گئے۔ نویں جماعت کا امتحان دیا پوری کلاس میں سے فسٹ آئے میٹرک ہائی سکول ڈہانڈہ سے پاس کرنے کے بعد سال 1989/90 میں .P.T.C کاکورس کرنے کے لئے ہائیر سکینڈری سکول کوٹلی ستیاں کی خدمات حاصل کیں۔ اور 5 اگست 1990ء میں اپنی خدمات محکمہ تعلیم کے حوالے کردیں۔ اور ابھی تک محکمہ تعلیم میں رہ کر عوام علاقہ کی تعلیمی کمی کو پورا کر رہے ہیں۔ آپ اچھے ماہر اور شفیق استاد ہیں۔ علاقہ و برادری کے فلاحی امور میں دیگر برادری سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔آپ نے ینگ ویلفیئر سوسائٹی چھجانہ کی بنیاد رکھی اور اس فلاحی تنظیم کو رجسٹرڈ کروایا۔ آپ خوش اخلاق ملنسار اور قبیلہ وبرادری کے لئے ایک درد دل رکھتے ہیں بڑے باشعور نوجوان ہیں اللہ تعالی آپ کو اور ترقیاں دے اور ایمان کی سلامتی دے۔

راجہ شکیل احمد مرحوم: آپ راجہ محمد رحیم کے تیسرے فرزند تھے آپ کی تاریخ

پیدائش سال 1973ء ہے آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا پھر سال 1990/91ء میں پی ٹی سی کا کورس مکمل کیا۔ اور حصول روز گار کی خاطر اسلام آباد چلے آئے۔یہاں آ کر سول ملازمت اختیار کی۔اور ساتھ ہی علاقائی رفاہی کاموں میں حصہ لیناشروع کیا۔اپنے علاقہ وبرادری کے مسائل اور تعمیرو ترقی میں شب و روز سرگرم عمل رہے۔ اور بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اپنے علاقہ وبرادری میں با اثر مانے گئے۔ غربا اور مساکین کی مالی اعانت آپ کا شعار تھا۔ آپ نے خدمت خلق کے کاموں کو اپنا فرض اول بنا لیا تھا۔ آپ 25 سال کی عمر کو پہنچے تو اچانک بیمار پڑ گئے۔ اور چالیس دن بستر مرگ پر پڑے رہے۔ان ایام میں آپ کا ذہنی حافظہ قدرے ختم ہو چکا تھا۔ باوجود اس بیماری کے بھی لوگ آپ کو دیکھنے آتے تو اپنے مسائل کا ذکر آپس میں کرتے لیکن آپ یہ معاملات سن کر فوراً اپنے بھائیوں کو حکم دیتے کہ ان کا یہ مسئلہ فلاں دفتر کے فلاں افسر کو بتا کر حل کرا کر واپس آؤ اور بھائیوں کو کہتے کہ تمہیں میری بیمار پرسی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔انہی واقعات میں سے ایک واقعہ چند روز موت سے قبل یہ پیش آیا کہ گاؤں کی ایک بیوہ کا بجلی کا بل زیادہ آیا آپ نے بل لیا اور اپنے بھائی جمیل حسین مدرس کو ہاتھ میں دیکر حکم دیا کہ فورا فلاں جگہ دفتر سے بل ٹھیک کروا کر لاؤ ۔چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور بل ٹھیک کروا کر لائے تو بیمار بھائی نے بل اپنے ہاتھ میں لیا چیک کیا اور بڑی مسرت کے ساتھ بیوہ کے ہاتھ میں دیا۔آپ نے ہسپتال میں ہی 1997ء بروز جمعہ وفات پائی۔ آپ بے حد غربا پرور تھے۔سوشل ورکر اور انسان دوست شخصیت کے مالک تھے۔آپ کی اس جوانمرگی نے علاقہ کے پتھروں کے دل بھی ہلا

دیئے آپ کو موضع چھجانہ کے قبرستان میں دفنایا گیا۔نماز جنازہ کی ادائیگی میں ایک جم غفیر نے شرکت کی اور آپ کی اس جوانمرگی پر آنسو بہائے۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آپ المنگرال تنظیم االاتحاد کے سابق صدر تھے۔

راجہ محمد عنصر: آپ راجہ محمد رحیم خان کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ آپ سیاسی بصیرت رکھتے ہیں۔اور سماجی تنظیموں سے وابستہ رہتے ہیں۔ آپ شباب ملی چھجانہ کے صدر ہیں اور پیشہ تجارت سے وابستہ ہیں ملنسار و خوش اخلاق نوجوان ہیں یہ پورا خاندان دینی علوم میں اچھی مہارت اور پابند صوم۔و صلوۃ غیور اور قومی تاریخ سے اچھی معلومات و دلچسپی رکھتا ہے۔

اولاد راجہ محمد کاظم عرف مہندو خان: آپ کے بڑے فرزند راجہ عبدالغنی خان ڈھانڈہ میں مقیم تھے۔آپ نے انگریزی دور حکومت میں پرائمری تعلیم حاصل کی اور پاکستان نیوی میں بھرتی ہو کر سات سالہ خدمات کے بعد واپس آ گئے اور ملیشیا سول آرمی میں بطور آرمور بھرتی ہوئے دس سال تک اپنی خدمات سے نوازنے کے بعد ریٹائرڈ آ گئے۔اس کے بعد زمینداری اور سول کاروبار کو ذریعہ معاش بنائے رکھا آپ نہایت ہی سخی ہردلعزیز اور مہمان نواز تھے۔تقریباً 76سال کی عمر میں انتقال کیا۔اور ڈھانڈہ کے قبرستان میں دفنائے گئے۔آپ کے دو ہی فرزند ہوئے راجہ محمد فراز خان ،راجہ محمد شیراز خان۔

شہید راجہ محمد فراز خان: آپ نے مقامی سکول ڈھانڈہ سے مڈل تعلیم حاصل

کی۔ اور پاکستان آرمی کی اٹلری کور میں بھرتی ہو گئے۔ آپ کو 1970/71 میں سابقہ مشرقی پاکستان یونٹ کے ہمراہ بھیجا گیا۔آپ نے اس جنگ میں بھارتی فوجوں کے ساتھ بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔اور داد شجاعت پائی۔اسی جنگ میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔آپ بچپن ہی سے بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔اور اپنی قیمتی جان کو ملک وقوم کی نظر کر کے ایک لمبی حیات پا گئے آپ غیر شادی شدہ تھے۔

راجہ محمد شیراز خان: آپ نے ہائی سکول ڈھانڈہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اور اپنی خدمات پاکستان بحریہ کو پیش کر دیں۔ بیس سالہ سروس کے بعد بہ عہدہ چیف پٹی افسر ریٹائرڈ ہو کر حال ہی میں گاؤں واپس آئے ہیں۔آپ خوش اخلاق ملنسار مضبوط قد و جسم کے مالک ہیں بڑے ہی با جرات نوجوان ہیں آپ کے ایک ہی فرزند راجہ محمد حقیق جماعت نہم میں زیر تعلیم ہے۔

صوفی غلام نبی خان: آپ راجہ مہندو خان کے فرزند ہیں۔آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ سابقہ دور میں مڈل تعلیم پائی آپ موضع چھجانہ میں رہائش پذیر ہیں تجارت و زراعت آپ کا ذریعہ معاش ہے۔ آپ کی عمر اس وقت 75سال ہے روبہ صحت ہیں۔بلند حوصلہ و ہمت کے مالک. ہیں۔آپ کے ایک ہی ہونہار فرزند راجہ زاہد حسین مدرس ہیں جو کہ میٹرک کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر درس و تدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں آپ کی سروس دس سال ہو چکی ہے آپ اچھے لائق اور خوش طبع استاد ہیں ملنسار مہمان نواز ہیں۔

راجہ محمد زرین خان: آپ راجہ مہندوخان کے گھر میں پیدا ہوئے انگریزی عہد

حکومت میں مڈل تعلیم پائی جواں ہوئے تو پاکستان ریلوے میں بھرتی ہو گئے 25 سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ آ کر پیشہ تجارت و زراعت سے وابستہ ہو کر اچھا گذر بسر کر رہے ہیں۔ غیور الطبع نڈر اور خوش اخلاق انسان ہیں۔

راجہ میر عالم خان: آپ راجہ قاسم علی خان کے گھر میں 1901ء میں پیدا ہوئے جواں ہوئے تو پہلی جنگ عظیم کے موقع پر آرمی میں بھرتی ہوئے پانچ سالہ سروس کے بعد والد محترم کی خواہش پر مستعفی ہو کر گھر آ گئے دوران سروس بیرونی ممالک میں بھی رہے۔ آپ بڑے ہی مذہبی اور پکے سچے مسلمان تھے علاقہ و برادری میں بڑے با اثر رہے۔ سخاوت و مہمان نوازی میں بھی نمایاں تھے۔ بقیہ زندگی سول کاروبار اور زراعت کاری سے وابستہ رہ کر اچھا گذر بسر کیا۔ اور بڑی با عزت زندگی گذاری آپ اس پوری عمر میں صرف دو ہی مرتبہ ہسپتال میں زیر علاج رہے پہلی مرتبہ دوران فوجی سروس 104 کا بخار لے کر ہسپتال میں داخل ہوئے۔ اس موقعہ پر انگریز ڈاکٹر نے روٹی پکوائی اور گرم گرم آپ کے سر پر باندھ دی تو بخار اتر گیا یہ واقعہ انہوں نے اپنی زبانی بیٹوں سے بیان کیا۔ دوسری مرتبہ ہسپتال میں داخل ہوئے اپریشن ہونے کے تیسرے دن بعد دل کا دورہ پڑا اور جان لیوا ثابت ہوا 8 دسمبر 1980 میں آپ نے اس دارالفانی سے کوچ کیا۔ اور ڈھانڈہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ علاقہ کے کثیر تعداد لوگوں نے آپ کی وفات کو بڑے صدمہ کی نگاہوں سے دیکھا۔ آپ متقی و پرہیز گار انسان دوست خوش اخلاق باوقار شخصیت کے مالک تھے آپ کے چار فرزند ہوئے راجہ محمد فاضل راجہ محمد الیاس راجہ عبدالقادر راجہ محمد صورت۔

ریٹائرڈ کیپٹن حاجی راجہ محمد فاضل خان: آپ تعلیم و تربیت کے بعد پاکستان آرمی کی اٹلری کور میں **1948**ء میں بھرتی ہوئے **1965**ء اور **1971**ء کی پاک بھارت جنگوں میں داد شجاعت حکام اعلی سے پائی۔تمغہ تین دو ایک اور سندات انعامات کے علاوہ **Honerrium** ۔ہنریرم رینک سے بھی آپ کو نوازا گیا۔**32** سالہ خدمات کے بعد بہ عہدہ کیپٹن ریٹائرڈ آئے آپ فٹ بال اورہاکی کے مایہ ناز کھلاڑی ہیں۔آج کل بطور پرنسپل حراپبلک سکول افشاں کالونی راولپنڈی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔اور اپنے فن میں بہترین ہیں آپ پاکستان جماعت اسلامی کے سرگرم رکن ہیں۔آپ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ نے ایک عمرہ اور ایک حج بھی ادا کیا آپ کے بھائیوں کی آبائی گاؤں ڈھانڈہ میں اراضیات ہیں۔آپ نہایت ہی شجاع باعزم مستقل مزاج اور حوصلہ مند اچھی فہم و فراست کے مالک ہیں غربا پرور سخی اور خدمت خلق کا بدرجہ اتم جذبہ رکھتے ہیں متقی و پرہیزگار ہیں آپ کے چھ فرزند ہیں۔راجہ ضیاء حسین راجہ ظہرالدین ،راجہ محمد سعید راجہ محمد زاہد راجہ محمد شاہد راجہ محمد جمیل۔

الحاج راجہ ضیاء حسین: آپ اعلی تعلیم یافتہ ہیں آپ حرا پبلک سکول ٹینچ بھاٹہ میں ایک عرصہ تک خدمات انجام دیتے رہے بعد ازاں آپ سعودی عرب چلے گئے **1977**ء سے **1989**ء تک بحثیت الیکٹریشن خدمات انجام دیں۔ آپ خوش مزاج ملنسار اور تحقیقی ذہن رکھتے ہیں اور جماعت اسلامی کے رکن ہیں۔

الحاج راجہ ظہیر الدین: آپ ایف اے کرنے کے بعد حصول روزگار کی

خاطر سعودی عرب چلے گئے۔1985ء سے شاہی محلات میں بطور الیکٹریشن وائیر کنڈیشن فورمین ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ علوم فقہہ تفسیر و احادیث سے حد درجہ مہارت رکھتے ہیں۔اور شعلہ بیاں مقرر بھی ہیں۔ خوش مزاج و خوش طبع کے مالک ہیں۔

راجہ محمد سعید خان: آپ کی تعلیم مڈل ہے جماعت اسلامی کے رکن ہیں سول کاروبار ڈرائیونگ سے وابستہ ہیں۔میانہ طبع ہنس مکھ و ملنسار شخصیت کے مالک ہیں۔

راجہ محمد زاہد خان: آپ بھی جماعت اسلامی کے رکن ہیں۔قرآن کریم کے پانچ پارے آپ کو حفظ ہیں پابند صوم و صلوۃ ہیں اسلام آباد میں اپنا ذاتی گاڑیوں کا کاروبار خرید و فروخت کا کرتے ہیں۔باجرت متحمل شکیل نوجوان ہیں۔

راجہ محمد شاہد خان: آپ گریجویٹ ہیں عسکری تربیت میں کوالیفائڈ ہیں سٹی بینک میں ریکوائری افسر کے طور پر سروس کر رہے ہیں۔ خوش طبع ملنسار اور دلیر نوجوان ہیں۔

راجہ محمد جمیل خان: آپ (ر) کیپٹن راجہ محمد فاضل خان کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ایف اے کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی راجہ زاہد خان کے ہمراہ اسلام آباد میں کام کرتے ہیں۔

راجہ محمد الیاس خان: آپ راجہ میر عالم خان کے دوسرے فرزند ہیں۔پرانے دور کے مڈل پاس ہیں آپ نے بچپن ہی سے بوڑھے والدین کی معاونت و خدمت اختیار کی آپ ٹیلرنگ کا کام اور زمینداری کرتے ہیں۔ آپ انتہائی مذہبی انسان ہیں متقی و پرہیز گار ہیں۔نیک سیرت اور شریف النفس ہیں آپ کے چار فرزند ہیں راجہ

محمد ارشد راجہ محمد ادریس راجہ محمد رئیس آپ مقامی مسجد میں بچوں کو درس قرآن دیتے ہیں۔

حافظ راجہ محمد عثمان: آپ نے پہلے مڈل پاس کیا اور پھر درس اسلامی سے حفظ قرآن کیا آج کل درس نظامی اور تجوید القرآن کے طالب علم ہیں۔

ریٹائرڈ حوالدار الحاج راجہ عبدالقادر: آپ راجہ میر عالم خان کے تیسرے فرزند ہیں۔آپ میٹرک کرنے کے بعد 1965ء میں پاکستان آرمی میں بھرتی ہو گئے۔1965ء کی پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر لاہور کے محاذوں کے محافظ رہے 1971ء کی جنگ کے موقعہ پر آپ کو سابقہ مشرقی پاکستان کے کومیلہ محاذ پر تعینات کیا گیا۔ اس دوران آپ ہندوستان کے جنگی قیدی ہو گئے۔ 1974ء وطن واپسی کے بعد اکیس سالہ سروس پوری کرتے ہوئے بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے۔ پھر سعودی عرب چلے گئے۔آٹھ سال تک حرم شریف میں حاجیوں کی خدمات پر تعینات رہے۔ حج کی سعادت کے علاوہ متعدد بار عمرے بھی ادا کئے آپ عالم باعمل اور پکے سچے مسلمان ہیں۔ آپ قرآن کریم کے ترجمہ و تفاسیر فقہ و احادیث میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔آپ وطن واپس آ چکے ہیں ڈھانڈہ کے علاوہ راولپنڈی میں بھی ذاتی رہائش گاہ ہے آپ نیک طبع اور شریف النفس انسان ہیں۔ آپ کے بڑے فرزند راجہ محمد ساجد خان نے میٹرک کیا اورابوظہبی چلے گئے جہاں سینٹری اور پلمبر کا کام کرتے ہیں۔ آپ کے دوسرے فرزند راجہ محمد واجد خان میٹرک معہ سائنس کرنے کے بعد الیکٹریشن کا کورس مکمل کرنے کے بعد آج کل اسلام آباد میں بطور ایئر

کنڈیشن مکینک کمپنی میں سروس کر رہے ہیں۔ جبکہ آپ کے تیسرے بیٹے کا نام راجہ محمد ماجد ہے جو کہ میٹرک کا امتحان اسی سال دے کر فارغ ہوا ہے۔

ریٹائرڈ حوالدار راجہ محمد صورت خان: آپ نے میٹرک پاس کیا اور جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر پاکستان آرمی کی سگنل کور میں بھرتی ہو گئے۔ جہاں آپ نے بحثیت وائرلیس آپریٹر ڈیوٹی دی آئی ایس آئی میں بھی رہ کر اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ آپ 21 دسمبر 1962ء میں بھرتی ہوئے اور 20 دسمبر 1991ء میں بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے زمینداری و تجارت کو بطور ذریعہ معاش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ جماعت اسلامی کے سرگرم رکن ہیں۔ اور 2001ء کے بلدیاتی الیکشن میں جماعت اسلامی کے تعاون سے کونسلر منتخب ہو چکے ہیں۔ آپ رفاعی المنگرال تنظیم الاتحاد کے صدر ہیں اور تاریخ کی تالیف میں اپنی قیمتی آراء سے نوازتے ہیں۔ آپ سیاسی بصیرت رکھتے ہیں اور علاقہ کی تعمیر و ترقی میں ایک عرصہ سے اہم رول ادا کرتے آئے ہیں۔ مہمان نوازی و غربا پروری میں بے مثال ہیں۔ آپ نے تعاون کمیٹی رجسٹرڈ تحصیل مری میں بھی بڑے اہم رول ادا کئے تعاون سٹیشنرز و جنرل بکس ڈھانڈہ بازار میں آپ کا ذاتی کاروبار ہے۔ آپ صوم و صلوۃ کے پابند اچھے دیانت دار دینی علوم میں اچھی معلومات اور بہترین مقرر بھی ہیں آپ کے تین بیٹے ہیں راجہ سمیع الدین راجہ بصیرالدین راجہ رفیع الدین اول الذکر راجہ سمیع الدین مڈل کرنے کے بعد جامعہ عربیہ گوجرانوالہ کے درس میں عالم فاضل کا کورس کر رہے ہیں۔ اور چھٹے سال میں ہیں جو کہ بہترین کھلاڑی بھی ہیں خوش گفتار بڑے پرعزم پر ذہن نوجوان ہیں جبکہ دوسرے راجہ بصیرالدین جو سال 2001ء میں ایف اے کا

سپلیمنٹری امتحان دے چکے ہیں اچھے عادات و اخلاق کے مالک ہیں اور تجارت میں والد بزرگوار کی معاونت کرتے ہیں ۔راجہ رفیع الدین جو کہ بھائیوں میں چھوٹے ہیں میٹرک میں زیرِ تعلیم ہیں خوش اخلاق و باعزم اور کئی خوبیوں کے مالک ہیں۔

اولاد راجہ میر کاظم خان: جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر کیا گیا ہے کہ میر کاظم خان کے چار فرزند تھے راجہ ہدایت اللہ خان راجہ رحمت اللہ خان راجہ عنایت اللہ خان اور راجہ محمد رحیم خان محمد رحیم خان کی اولادوں کا گذشتہ اوراق میں تفصیلا ذکر ہو چکا ہے اب یہاں راجہ ہدایت اللہ خان کی اولاد کا ذکر بذیل عرض ہے راجہ ہدایت اللہ خان آپ بھائیوں میں بڑے تھے آپ پڑھے لکھے تھے۔ جوان ہوئے تو پاکستان ریلوے میں بھرتی ہو گئے اٹھائیس سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ آ کر زمینداری اور سول کاروبار سے منسلک ہو کر ذریعہ معاش پیدا کیا آپ بہت مذہبی انسان تھے۔ پابند صوم وصلوۃ تھے انتہائی محنتی اور بہادر شخص تھے آپ نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں جن میں سے دو بیٹے ہوئے آپ نے 85سال کی عمر میں سال 1995ء میں وفات پائی آپ صاف گو اور گرم مزاج تھے آپ ڈھانڈہ مری میں مقیم تھے وہیں دفنائے گئے آپ کے بیٹوں کے نام یہ ہیں راجہ محمد رشید جو کہ لاولد ہیں اور راجہ محمد نصیب خان کے تین بیٹے محمد نوید محمد سعید محمد تنویر ہیں۔

راجہ رحمت اللہ خان: آپ راجہ میر کاظم خان کے فرزند تھے۔عہد انگریزی میں پرائمری پاس تھے۔ آپ بڑے ہی مذہبی انسان تھے۔مالی طور پر مستحکم رہے آپ نے زمینداری و تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا آپ موضع چھجانہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں

مقیم تھے پھر آپ پاکستان ریلوے میں بھرتی ہو گئے اور 36 سال سروس کے بعد ریٹائرڈ آئے۔آپ بھی گرم مزاج اور صاف گو بے باک انسان تھے تقریباً 64 سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے چار بیٹے ہوئے راجہ محمد ہوشیار راجہ محمد نثار راجہ محمد شہباز اور راجہ محمد ریاض راجہ محمد ہوشیار نے میٹرک تعلیم مکمل کی اور پاکستان ریلوے میں بھرتی ہو گئے سروس کا زیادہ حصہ لاہور میں پورا کیا اور 32 سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ آ چکے ہیں خوش اخلاق وملنسار ہیں۔جبکہ راجہ محمد نثار خان بھی میٹرک پاس ہیں آپ کی ذاتی گاڑیاں ہیں اور ڈرائیونگ بھی کرتے ہیں۔راجہ محمد شہباز خان جو کہ مڈل پاس تھے مقدمہ قتل میں جیل چلے گئے جہاں تین سال بعد طبعی طور پر وفات پا گئے۔

الحاج محمد ریاض خان: آپ تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد حصول روز گار کی غرض سے بیرون ملک سعودی عرب چلے گئے آٹھ سال تک سعودیہ میں سول ملازمت کی دو مرتبہ حج ادا کیا آج کل اپنے علاقہ میں ہیں آپ مالی طور پر مستحکم ہیں ڈھانڈہ میں رہائش پذیر ہیں۔

راجہ عنایت اللہ خان: آپ راجہ میر کاظم خان کے فرزند ہیں اور پرانے دور میں تین جماعت تعلیم پائی اور موضع چھجانہ میں آبائی رہائش کے علاوہ اپنے بیٹوں کے ہمراہ نیو شکریال اسلام آباد میں رہتے ہیں آپ زندگی بھر تجارت و زمینداری سے منسلکہ رہے اور اچھا گذر بسر کیا آپ تقریباً75 سالہ بہاریں دیکھ چکے ہیں آپ کی یاداشت بہت ہی قابل داد ہے۔ آپ نے بہت ہی پرانی قومی روایات سینہ بہ

سینہ سے اس کار خیر میں کچھ اوراق لکھوائے ہیں قومی تاریخ سے اچھی معلومات و دلچسپی رکھتے ہیں۔ مہمان نوازی و سخاوت میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں آپ کی بینائی کمزور ہے جس کی وجہ سے مستقل طور پر گھر میں ہی قیام پذیر ہیں آپ کے چار بیٹے ہیں راجہ تاج محمد خان راجہ خواج محمد خان راجہ محمد مستیاز خان راجہ مکھن خان۔

راجہ تاج محمد خان: آپ کا آبائی مسکن موضع چھجانہ ہے۔ آپ چاروں بھائیوں نے نیو شکریال اسلام آباد میں مکان بنوا کر رہائش اختیار کر لی ہوئی ہے۔ جبکہ مکھن خان زیادہ تر سابقہ گاؤں میں ہی رہتے ہیں اور اپنی زمینوں مکانات کی دیکھ بھال کرتے ہیں راجہ تاج محمد خان کی سابقہ دور کی مڈل تعلیم ہے۔ آپ نے ایک دواساز کمپنی میں ملازمت حاصل کی اور اٹھارہ سال تک اسی کمپنی سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں آپ پاکستان آرمی میں بھرتی ہو گئے 1965ء کی جنگ کے موقعہ پر آپ چھمب جوڑیاں سیکٹر میں رہے۔ چار سال تک آپ نے فوجی و ملی خدمات انجام دیں اور گھریلو پریشانیوں کی بدولت فوج سے استعفیٰ دے کر واپس آ گئے اور کچھ سالوں کے بعد ملک سے باہر پھر لیبیا چلے گئے اور تین سال تک لیبیا میں دواساز کمپنی میں خدمات انجام دیں تین سال بعد عراق جانے کا پروگرام کرتے ہوئے عراق چلے گئے جہاں سے واپس لوٹنے پر شکریال میں رہائش کے ساتھ ہی پیشہ بزنس کو اپنا لیا آپ کو اپنی قومی تاریخ سے اچھا ذوق ہے پابند وصوم و صلوۃ مہمان نواز اور خوش اخلاق باکردار انسان ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں راجہ عطاء الرحمٰن اور راجہ ضیاء الرحمٰن۔

راجہ عطاء الرحمٰن خان: آپ 1966ء میں لاہور کے مقام پر پیدا ہوئے میٹرک معہ سائنس کا امتحان لاہور سے ہی پاس کیا۔اس کے بعد راولپنڈی سے ایف اے کیا اور بے اے میں داخلہ لیا کچھ مدت بعد تعلیم چھوڑ کر پاکستان ایئر فورس ایمی گریشن F-S میں بھرتی ہو گئے تیرھواں سال آپ کا گذر چکا ہے۔بہ عہدہ حوالدار آج کل اسلام آباد ایئر پورٹ پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جبکہ راجہ ضیاء الرحمٰن وفاقی انتظامیہ اسلام آباد چیف کمشنر آفس میں بطور نائب قاصد ہیں۔

(ر) حوالدار راجہ خواج محمد خان: آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پاکستان فوج میں بھرتی ہو گئے اٹھارہ سالہ سروس کے بعد بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ ہوئے 1971ء کے جنگ میں بڑے احسن انداز میں فوجی خدمات انجام دیں اس کے بعد ایئر فورس ڈیفنس میں بھرتی ہو گئے سولہ سالہ سروس اسی محکمہ میں جاری ہے آپ سخت طبع مگر صاف گو اور بے باک انسان ہیں۔

راجہ مستیاز خان: آپ مڈل پاس کرنے کے بعد پاکستان ریلوے میں بھرتی ہو گئے با عزت عہدہ پر فائز ہیں ابھی تک حاضر سروس ہیں میانہ طبع کے مالک ہیں خوش اخلاق و ملنسار ہیں۔

راجہ مکھن خان: آپ تعلیم سے فراغت حاصل کرتے ہی محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر درس و تدریس سے وابستہ ہیں بارھواں سال آپ کی سروس کا گذر رہا ہے۔ آج کل کاکڑائی ہائی سکول میں تعینات ہیں اپنے فن میں دلچسپ اور ماہر مانے جاتے ہیں خوش اخلاق ملنسار اور خوش گفتار ہیں۔

حضرت پیر بابا نصر اللہ خان و راجہ عبداللہ خان ڈھانڈہ چھجانہ

راجہ عزیز اللہ خان منگرال کے دو فرزند پیر بابا نصراللہ خان و راجہ عبداللہ خان کے حالات زندگی اباؤ اجداد سے سنی سنائی روایات کے مطابق راجہ عنایت اللہ خان ودیگر افراد کی زبانی معلومات اکھٹی کرتے ہوئے ضبط تحریر میں لایا گیا ہے جو اسی شاخ میں سے ہیں راجہ عنایت اللہ خان جن کی عمر 75 سال ہے۔آپ خواندہ ہیں اور اپنی قومی تاریخ سے اچھی دلچسپی اور معلومات رکھتے ہیں بیان کیا کہ راجہ عزیز اللہ خان کچھ پشتوں سے چھجانہ میں مستقل رہائش پذیر چلے آ رہے تھے۔راجہ نصر اللہ خان ولی اللہ کا درجہ رکھتے تھے آپ ہمیشہ اپنی زندگی کے شب و روز پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تلاوت کلام الٰہی تہجد نفلی نمازوں اور ریاضت میں گذارتے ہوئے ولایت کے درجہ تک پہنچ رکھتے تھے۔ اور کئی چلہ کشیاں بھی کر چکے تھے۔حضرت پیر بابا نصراللہ خان روحانی انسان تھے آپ اس کرامت کو بروئے کارلاتے ہوئے علاقہ کے بیماروں حاجت مندوں مجبوروں کو اپنی دعائے تاثیر کے اور دم درود کے ذریعہ فیض پہنچاتے تھے۔دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کے پاس دعا مدد کی غرض سے آیا کرتے تھے۔آپ کی زبان مبارک میں اللہ تعالی نے ایک درجہ کی تاثیر دے رکھی تھی۔کہ جس کی وجہ سے لوگوں کو آپ پر مکمل یقین تھا۔کہ ہماری حاجت روائی بزرگوں کی دعا مدد سے اللہ تعالی ضرور بالضرور پوری کرے گا۔آپ ابتدائی ایام زندگی سے ہی گوشہ نشین اورتنہائی پسند تھے۔دعا مدد کے ساتھ ساتھ لوگوں کو نمازوں کی پابندی کے لئے تلقین بھی کیا کرتے تھے۔بے نمازوں کو ناپسند کیا کرتے تھے۔گویا آپ تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔آپ کے چھوٹے بھائی راجہ

عبداللہ خان جو طبعاً گرم مزاج اور آپ کی طبیعت سے بہت ہی مختلف تھے پہلوانی داؤ پیچ میں بھی بڑے ماہر تھے۔ان دونوں بھائیوں میں ذہنی ہم آہنگی کا فقدان تھا ایک موقع پر برادری کے کچھ معززین آپ کے گھر میں تشریف فرماتھے۔کہ دونوں بھائیوں کے درمیان اس مسئلہ پر صلح صفائی کروا دیں۔اس زمانہ میں صلح کروانے کے بعد دیسی گھی میں چوری کوٹ کر ایک مٹی کے برتن میں ڈال کر دونوں راضی ہونے والوں کو ایک ساتھ چوری کھلایا کرتے تھے۔راضی نامہ کی یہ بڑی شرط سمجھی جاتی تھی۔ایک برتن میں کھانا کھا کر انہیں اس صلح نامہ پر کاربند رہنا پڑتا تھا چنانچہ جب چوری والا برتن دونوں بھائیوں کے درمیان رکھا گیا۔تو راجہ عبداللہ خان نے اپنی تلوار کی نوک سے اس برتن میں رکھی ہوئی چوری پر ایک لکیر لگا کر اسے دوحصوں میں تقسیم کیا۔اور بڑے بھائی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھیا اس لکیر سے آگے نہ آنا ورنہ ہاتھ کاٹ دونگا اس پر پیر بابا نصراللہ خان نے کہا جاتو اکیلا ہی رہے گا۔چنانچہ اپنی تمام جائیداد چھوڑ کر راجہ عبداللہ خان ڈھوک پھر واٹ چلے آئے ان کی آخری آرام گاہ بھی موسوم سیدے نہاں باڑیاں پھرواٹ جگہ میں موجود ہے راجہ عبداللہ خان سخت جلالی طبع انسان تھے۔اور عبادت و ریاضت میں بھی درجہ خاص رکھتے تھے آپ کی قبر راجہ محمد عباس خان ستی کے گھر کے قریب واقع ہے۔چنانچہ عبداللہ خان کی قبر پر بھی بے حرمتی کرنے والے کو نقصان ہوتا ہے۔لہذا اس کے پیش نظر ستی خاندان والوں نے ان کی قبر کو بے حرمتی سے محفوظ کر رکھا ہے۔تا کہ کوئی جانور یا بچہ اس قبر کی بے ادبی نہ کر سکے۔پیر بابا نصراللہ خان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ (کہ جاتو اکیلا ہی رہے گا) کا اثر یہ ہوا کہ آپ کی اولادیں بہت ہی کم پھلیں بڑھیں

اور اکثر لوگ لاولد ہوتے رہے اور ابھی تک آپ کی اولادیں راجہ نصراللہ خان کی اولادوں سے تعداد میں بہت ہی کم ہیں۔ پیر نصراللہ خان کی زیارت موضع چھجانہ میں ہے۔ آپ کی کشف و کرامات کے کئی واقعات آج بھی لوگ دیکھتے ہیں۔ آپ کی قبر پر سے اگر کوئی جانور گھاس کھا لے تو فورا مر جاتا ہے۔ اگر کوئی انسان بے ادبی کر دے تو اسے ضرور بالضرور کوئی جسمانی تکلیف ہو جاتی ہے۔ کئی بزرگوں سے یہ بات بھی سنی ہے کہ جو لوگ زندگی میں کشف و کرامات والے ہوتے ہیں ان پر جنات عاشق ہوتے ہیں جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کی قبروں پر وہ جنات پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی انسان یا حیوان ان کی قبروں کی بے ادبی کرے تو اسے وہ جنات جسمانی اذیت دیتے ہیں۔ کسی حد تک شاید یہ بات درست ہے۔ یہاں پیر بابا نصراللہ خان کی قبر مبارک پر پیش آنے والے واقعات و حادثات اکثر لوگ بیان کرتے ہیں۔ راجہ عبداللہ خان نے ذاتی جائیداد بڑے بھائی کو چھوڑ دی اور روٹھ کر ڈھوک پھرواٹ چلے گئے پھر انہوں نے ڈھوک ناڑہ میں ایک رقبہ ویرانہ کو آباد کر لیا جو ان کی اولادوں کے تصرف میں ہے۔

راجہ عبداللہ خان: آپ راجہ عزیز اللہ خان کے چھوٹے فرزند تھے۔ بڑے بھائی سے اظہار ناراضگی پر اپنا آبائی گاؤں چھوڑ دیا تھا۔ آپ کے ہاں دو فرزند ہوئے راجہ فتح نور خان اور دوسرے جنہوں نے لاولد وفات پائی راجہ پلاخان تھے راجہ فتح نور خان کے ایک ہی فرزند راجہ فضلدین خان سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے۔ راجہ فضلدین خان کے تین فرزند ہوئے ہیں راجہ کاکا خان راجہ فتح الدین خان راجہ ڈھیرو خان نے بھی لاولد وفات پائی راجہ کاکا خان کے ایک ہی بیٹے راجہ بگو خان

نے بھی لاولد وفات پائی۔راجہ فتح الدین کے دو بیٹے راجہ گھکرو خان اور راجہ کریم دل خان سے اولادیں چلی ہیں۔

راجہ فضلدین خان: آپ مضبوط جسم و جان اور طاقت کے بے تاج بادشاہ تھے۔پابند صوم وصلوۃ رہے آپ غیر تمند اور جلالی طبع کے مالک تھے۔مال و مویشی پالتے اور زمینداری کرتے. تھے جس پرآپ کا بہت اچھا گذربسر ہوتا تھا۔بلکہ علاقہ کے مالدار لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔صاحب جائیدار تھے اور ذاتی ملکیتی زمین اور چراگاہیں تھیں۔ اور غلہ اپنی ضرورت سے فالتو پیدا کر لیتے تھے۔ اور کچھ غلہ فروخت کر دیتے تھے۔ یہ گھرانہ آباؤ اجداد سے سخاوت و مہمان نوازی اور غربا پروری میں بڑا نامور چلا آ رہا تھا۔آپ کو گاؤں کے جرگہ پنچائت میں مدعو کیا جاتا تھاآپ بطور ثالث کمال درجہ کی ذہانت اور قوت. فیصلہ کے مالک اور صاحب الرائے انسان تھے۔ اور عادل. مانے جاتے تھے۔آپ نے 1802ء میں انتقال کیا اور ڈھوک گوگا میں دفنائے گئے آپ کے تین فرزندوں کا مختصرا اوپر ذکر آچکا ہے۔راجہ کاکا خان کے ایک ہی فرزند تھے راجہ بگو خان جو کہ بہت ہی جلالی طبع انسان تھے صاف گوئی و جرتمندی میں اپنی مثال آپ تھے۔انہوں نے تقریبا سوسالہ عمر میں لاولد وفات پائی۔

راجہ فتح الدین خان منگرال راجپوت: آپ کی تاریخ پیدائش 1834ء ہے آپ فارسی اردو زبان کے ماہر تھے بڑے خوش نویس بھی تھے۔ ایام رندگی کبھی نماز پنجگانہ کو قضا نہیں کیا۔تلاوت کلام الہی میں اکثر محو رہا کرتے تھے۔ آپ اپنی

برادری کے دکھ درد میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور علاقہ و برادی میں بڑے با اثر تھے۔ والد کی طرح زمینداری کے علاوہ مال مویشی بکثرت پال رکھے تھے۔آپ اپنے علاقہ میں بڑے مالدار تھے۔ سخاوت و مہمان نوازی و غربا پروری بدرجہ اتم آپ میں پائی جاتی تھی۔ آپ نے دوشادیاں کیں پہلی زوجہ موضع ڈھانڈہ کے راجہ مسطو خان منگرال کی دختر تھیں۔جن کے بطن سے ایک بیٹا راجہ گھکرو خان اور ایک بیٹی تولد ہوئے۔آپ کی دوسری زوجہ محترمہ کوہٹی تحصیل مری کے قریشی الہاشمی خاندان سے نمبردار محمد صادق کی پھوپھی تھیں جن کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تولد ہوئے بیٹے کا اسم گرامی راجہ کریمدل خان تھا۔ آپ کی تاریخ وفات آویزاں کتبہ سے راقم نے خود نوٹ کی اس کتبہ پر نام کے ساتھ قوم منگرال بھی درج ہے۔جو ان کی قومی تاریخ کی بہت ہی پرانی تصدیق کا کام دے رہا ہے آپ نے 15 جنوری 1919 ء بروز جمعہ وفات پائی۔

راجہ گھکرو خان منگرال راجپوت: آپ کی تاریخ پیدائش 1896 ء ہے آپ بمقام گوگا میں راجہ فتح الدین خان کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ علم فارسی اور اردو کے بڑے ماہر تھے آپ بہت ہی خوش نویس تھے۔آپ نے والد کی قبر پر آویزاں کتبہ اپنی زیر نگرانی بنوایا اور اس پر فارسی شعر لکھوایا۔آپ بڑے ہی مذہبی انسان تھے گرم مزاج تھے مگر صاف گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے بڑے سے بڑے آدمی کے منہ پر بات ڈٹ کر کہہ دینا آپ کا شیوہ رہا۔علاقہ و برادری میں بڑے بااثر اور قوت فیصلہ سے مالا مال اور بطور ثالث اہم کردار ادا کئے۔ علاقہ میں مالدار مانے جاتے تھے مہمان نواز و غربا پرور اور سخاوت میں درجہ امتیاز کے مالک

تھے۔ آپ کو ضرورتمندوں بیواؤں یتیموں پر بہت ہی ترس آتا تھا اور ان کی شب وروز مالی مدد کرتے رہے۔ پرانے دور میں آجکل کیطرح سفر کی سہولتیں میسر نہ تھیں۔ اور پیدل سفر کرتے ہوئے ایبٹ آباد کری شہر و دیگر منڈیوں سے تجارت کے لئے اشیاء خوردونوش خریدکرمزدوروں کے ذریعہ اپنی دوکان پر لاکر فروخت کرتے رہے۔ ایام قحط سالی میں مجبوروں اور ضرورتمندوں کو غلہ اناج ادھاردے دیا کرتے تھے۔آپ پیر قلندر بابا لال شاہ کے کلاس فیلو تھے آپ نے پرانے دور میں گوگا سے پیدل چل کرسنی بنک مری کے سکول سے چار جماعت پاس کیں آپ دونوں ہمراہ سکول آتے جاتے رہے آپ میانہ قد طاقتور اور پہلوانی داؤپیچ میں مہارت رکھتے تھے۔آپ نے 1918ء میں 17مرلے ذاتی زمین پر عمارت بنوائی جسے 1975ء تک علاقہ کے بچوں کی تعلیمی سہولت کے لئے بطور سکول وقف کئے رکھا۔ 1975ء میں آپ کے بیٹے راجہ منشی خان نے ذاتی جائیداد سے ایک کنال جگہ سکول کے لئے وقف کر کے دی اور سکول تعمیر ہونے کے بعد ذاتی عمارت کو واپس کرلیا۔ اور اپنی رہائش رکھی آپ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نمازتہجد پابندی سے ادا کیا کرتے تھے عبادت گذار خدا شناس اور دینی دنیاوی علوم میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے بعمر 67سال 1964 میں اس جہان فانی کو خیر باد کہا آپ کے پانچ فرزند ہوئے راجہ محمد روشن خان راجہ محمد صادق خان راجہ مصری خان راجہ منشی خان راجہ مکھن خان اب ہر ایک کے حالات بذیل نوٹ کئے جاتے ہیں راجہ محمد روشن خان نے ایام بچپن میں وفات پائی۔

راجہ محمد صادق خان: آپ ایام کمسنی سے ہی تنہائی پسند تھے محو عبادت و

ریاضت رہا کرتے تھے درویش تھے آپ نے موت سے قبل ایک اکیلے کمرہ میں چالیس دن تک چلہ کشی بھی کی ایام نوجوانی کو پہنچتے ہی زندگی نے بے وفائی کی اور موت کی آغوش میں چلے گئے۔

راجہ مصری خان: آپ راجہ گھکرو خان کے فرزند تھے والد نے تعلیم و تربیت کے بعد اپنی کریانہ کی دوکان کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد کر دیں آپ نے اس کاروبار کو مزید توسیع کے ساتھ آگے بڑھایا جو اچھا نفع بخش کاروبار ثابت ہوا آپ نرم طبع اورخوش اخلاق تھے۔آپ نے 1955ء میں وفات پائی آپ کی اولاد نرینہ نہ تھی ایک ہی دختر غلام فاطمہ سے آپ کی آل کی ابتداء ہوئی۔

راجہ منشی خان منگرال: آپ راجہ گھکروخان کے چوتھے فرزند تھے۔جن سے اولادیں چلیں۔آپ کی تاریخ پیدائش سال1934ء ہے آپ نے سابقہ دور میں مقامی سکول سے چارجماعتیں پاس کیں۔ جواں ہوئے تو بڑے بھائی کے ہمراہ تجارت و زمینداری میں ہاتھ بٹانے لگے آپ نے اپنی ذاتی زمین سے ایک کنال جگہ سکول کے لئے وقف کی آپ اپنی برادری و علاقہ میں بڑے با اثر اور نمایاں نظر آتے تھے۔ آپ بہت ہی ذہین اور خوش اخلاق تھے۔آپ جامع مسجد موضع دانی میں ایک عرصہ تک جمعہ کے دن آذان دیا کرتے تھے۔آپ خوش آواز تھے لوگ آپ کی آذان کے لئے منتظر رہتے تھے۔سابقہ روایات میں جہاں ماتم ہو جاتا تو لوگ قصص الحسنین پڑھا کرتے تھے جو حضرت یوسفؑ کی داستان تھی تو ایسے موقعہ پر لوگ منتظر رہتے کہ راجہ منشی خان آئیں اور کتاب پڑھیں آپ کی آواز میں علاقہ

میں کیسٹ بھر کر لوگ رکھا کرتے تھے۔علاقہ کے لوگ اپنے معاملات میں آپ سے نیک مشورے لیا کرتے تھے۔ علاقہ کے لوگ آج تک آپ کی ان خوبیوں کو اچھے الفاظ میں سراہتے ہیں۔ آپ ہر خاص و عام کے دل میں گھر کر چکے تھے صاحب الرائے مدبر شخصیت کے مالک تھے۔آپ نے اپنی قبر کے لئے چھ ماہ قبل پتھر توڑ کر رکھ دیئے تھے کسی نے سوال کیا کہ پتھر کس لئے جمع کر رہے ہیں تو بولے کہ اپنی قبر کے پتھر جمع کر رہا ہوں کیونکہ جس دن میں مروں گا تو سخت بارش ہو گی اور برادری والوں کو بہت تکلیف ہو گی اس لئے پتھر جمع کر رہا ہوں۔خدا کا کرنا یوں ہوا کہ ٹھیک چھ ماہ بعد آپ کو فالج کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ تو بیٹوں نے آپ کو علاج کے لئے پولی کلینک اسلام آباد میں داخل کروایا لیکن پندرہ دنوں کے بعد 13اگست 1984ء بروز جمعرات روح پرواز کر گئی۔شام کا وقت تھا لواحقین جنازہ لے کر نکلے تو راستہ میں رات ہو گئی۔تو جوں جوں لوگ سنتے گئے ساتھ ملتے گئے گہل ڈھانڈہ چھجانہ و دیگر مواضعات سے لاتعداد لوگ راتوں رات آپ کے گھر آتے گئے کثیر تعداد لوگوں نے جمعہ کی نماز سے قبل نماز جنازہ ادا کی جمعہ کی صبح ہی سے بہت تیز بارش شروع ہو چکی تھی تو حسب وصیت وہی پتھر جو آپ نے توڑ کر جمع کر رکھے تھے آپ کی قبر میں لگائے گئے اور اس بارش میں واقعی ان کی ایک مجبوری بھی تھی۔ کچھ لوگ اللہ تعالی کے اتنے پیارے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی موت کی کچھ وقت قبل ہی آگاہی ہو جاتی ہے آپ بروز جمعہ گوگا کے قبرستان میں دفنائے گئے۔آپ صاحب الرائے اور قوت فیصلہ رکھتے تھے اکثر اوقات ثالثی کردار ادا کرتے رہے پابند صوم و صلوۃ متقی و پرہیز گار باعمل انسان تھے مہمان نوازی و

غربا پروری آپ کا طرہ امتیاز رہا آپ کے تین فرزند ہوئے۔ راجہ محمد سوار خان منگرال راجہ محمد مختار راجہ محمد ظہیر اب ہر ایک کے حالات زندگی پیش خدمت ہیں۔

راجہ محمد سوار خان منگرال راجپوت: خاندان منگرال راجپوت کا یہ جیالہ سپوت راجہ محمد منشی خان کے گھر بمقام گوگا مورخہ 10 نومبر 1957ء میں پیدا ہوا آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی سکول سے حاصل کی۔ اور پھر کاکڑائی ہائی سکول سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ تک زمینداری اور گھریلو کاموں میں مصروف رہے بعد ازاں آپ 1977ء آئی بی میں بطور کانسٹیبل بھرتی ہو گئے ابھی تک آپ متذکرہ محکمہ میں باعزت بطور انسپکٹر عہدہ پر فائز ہیں سنمبل کورک اسلام آباد میں آپ سترہ سال تک رہائش پذیر رہے۔ کئی اصلاحی نماجی تنظیموں سے وابستہ خدمت خلق کرتے رہے۔

راجہ محمد سوار کا حوالہ
اگلے صفحہ پر جاری ہے

اور سات سال تک مسجد کمیٹی کے صدر اور خزانچی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور دیگر امور مسجد بھی آپ بڑے احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔ 1997ء میں سنمبل کورک سے رہائش ترک کر کے ڈھوک علی اکبر راولپنڈی چلے آئے۔اور ابھی تک یہیں آباد ہیں آپ منگرال ویلفیئر ایسوسی ایشن رجسٹرڈ آزاد کشمیر و پاکستان کے ایڈیشنل جنرل سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے مرحوم والد کی ہدایت کے مطابق مری اور کوٹلی ستیاں کے باسی منگرال خاندانوں کی ہمیشہ تلاش جاری رکھی اور انہیں یکجا کرنے ان کے شجرہ جات نوٹ کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا۔ اور اس بکھری ہوئی قوم کو احساس خود شناسی دیا۔آپ اپنے گاؤں و علاقہ کی منگرال برادری کی المنگرال تنظیم الاتحاد کے چیئر مین ہیں آپ نے ہر قدم اپنے قبیلہ کی سر بلندی و سرخروئی کے لئے جدوجہد جاری رکھی۔تاریخ منگرال راجپوت لکھوانے میں آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے راقم کے ساتھ بڑی تگ و دو سے رابطہ کیا۔ اور تاریخ منگرال راجپوت تالیف کرنے کے لئے راقم کو مجبور کیا اور یہ ایک اہم فریضہ انجام دینے کی راقم کو ذمہ داری لگائی آپ راقم کے ہمراہ کئی اجلاسوں میں اور فردا فردا لوگوں کے ساتھ ملاقاتوں میں ہمراہ رہتے ہیں۔ گویا آپ کا اس تاریخ کی ترتیب میں بڑا اہم رول رہا ہے۔ آپ علاقہ و برادری کے جرگہ پنچائتیوں میں ثالث کا کردار بھی ادا کرتے ہیں۔ اور صاحب الرائے اور بہترین قوت فیصلہ کے مالک ہیں۔ آپ پکے سچے عاشق رسولؐ اور پابند صوم و صلوۃ ہیں۔آپ بیماروں کا روحانی علاج معالجہ بھی دم درود کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگوں کو شفاء کا ملہ ملتی ہے۔آپ اپنی قوم کے علاوہ ستی خاندان میں بھی بڑے با اثر ہیں۔اکثر لوگ

آپ سے اپنے معاملات میں رائے لیتے ہیں۔ تاریخ چلاورہ کے مصنف وقار احمد ستی
نے اپنی متذکرہ تالیف میں منگرال خاندان کا خصوصا آپ کا بڑے اچھے انداز میں
ذکر کیا ہے ۔اور منگرال خاندانوں کی تاریخ کو اجاگر کیا ہے۔ویسے تو اس قوم کا ذکر
کئی تاریخوں میں موجود ہے مگراس خاندان کی یہ پہلی جامع تاریخ ہے آپ نہایت
ہی فراخدل اورمہمان نواز ہیں۔آپ کے آباؤ اجداد بھی سخاوت و مہمان نوازی میں
اپنی مثال آپ تھے۔ آپ بہت ہی بہادر اور نڈر انسان ہیں۔تاریخ منگرال راجپوت
کے معاون اول کی حیثیت رکھتے ہیں ۔بے شک متذکرہ تاریخ میں مصنف کے بعد
آپ نے بہت قربانیاں پیش کی ہیں۔ آپ حاضردماغ حاضر جواب اچھی فہم فراست
کے مالک ہیں۔اور تاریخ کی ترتیب میں آپ کی بے شمار آراء کو جگہ دی گئی
ہے۔آپ نہایت ہی غیور طبع اور میانہ قد کاٹھ کے مالک ہیں۔آپ کی پہلی اہلیہ
محترمہ وفات پا چکی ہیں۔جن کے بطن سے ایک ہی فرزندحیات ہے راجہ عبدالجبار
خان جوکہ انگلش میڈیم سکول میں زیرتعلیم ہے۔آپ نے دوسری شادی قریشی الہاشمی
خاندان سے کی ہے جن کے بطن سے دو بیٹیاں ہیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ ریٹائرڈ
ونگ کمانڈر محمد زرین قریشی ہاشمی آف اسلام آباد کی ماموں زاد بہن ہیں اور دھارجاوا
مری کے مرحوم ٹھیکدار محمد رقیب قریشی کی دختر ہیں۔آپ کی حاضر دماغی اورحافظہ بھی
قابل داد ہے۔دوردور تک اپنے خاندان کے علاوہ قریشی ہاشمی خاندان سے تعارف
اور اچھی معلومات کا خزینہ بھی رکھتے ہیں۔ اپنے اباؤ اجداد کے تاریخی حالات اور
سوانعمریاں بھی آپ کی نوک زباں ہیں۔ کیونکہ خاندان منگرال راجپوت اورقریشی ہاشمی
خاندان کا باہمی ناطہ رشتہ صدیوں پر محیط ہے آپ کو سماجی تنظیموں کی وابستگی میں یہ

شرف بھی حاصل ہوا ہے کہ آپ بیشتر تنظیموں کے منشور انہیں لکھ کر دیتے ہیں۔آپ کے تحریر کردہ منشور راقم کی نظر سے بھی گذرے ہیں۔آپ بڑے ہی باصلاحیت ہیں ہمیشہ اپنی قوم رشتہ دار قبیلوں کی حوصلہ افزائی اور انکے لئے درددل رکھتے ہیں۔ آپ کی ان تمام سرگرمیوں کا مقصد مساوات اور خدمت خلق پر مبنی ہے۔کسی سے اپنے کئے کا صلہ نہ ہی مانگتے ہیں اور نہ ہی امید رکھتے ہیں آپ عقیدتا اہلنست و الجماعت کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ ضیاء العلوم کی تنظیم کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں ۔آپ کو شعروشاعری سے بھی اچھا ذوق ہے خوش آواز ہیں نعت خواں بھی ہیں۔ آپ سیاسی بصیرت بھی رکھتے ہیں یونین کونسل چھجانہ و کوٹلی ستیاں میں الیکشن جولائی 2001 میں آپ اور آپ کے دوست رضا محمد خان ستی اور سلیم خان ستی نے بہت تگ و دو کے بعد علاقہ کی تعمیروترقی کے لئے اہل لوگوں کا انتخاب کروایا جو علاقہ کی پسماندگی دور کرنے میں بڑے اہم ہیں اور منگرال راجپوت کی المنگرال تنظیم الاتحاد کمیٹی نے بڑا اہم کردار ادا کیا المنگرال تنظیم الاتحاد کے عہدیداران اور ممبران نے بڑی محنت کے بعد منگرال خاندان کے چار افراد کو کامیاب کروایا۔

راجہ محمد مختار خان : آپ راجہ منشی خان کے گھر میں گوگا کے مقام پر 1963ء میں پیدا ہوئے آپ نے مڈل پاس کیا۔اور حبیب بینک آف پاکستان میں بطور گن مین بھرتی ہو گئے سات سال کے بعد آپ نے سروس چھوڑ دی اور سول ملازمت اختیار کر لی آپ شریف النفس خوش اخلاق و ملنسار انسان ہیں آپ خوش آواز نعت خواں ہیں آپ کے بیٹے کا نام راجہ اسرار احمد ہے ۔جو انگلش میڈیم سکول

میں زیر تعلیم ہے

راجہ محمد ظہراب خان: آپ کی تاریخ پیدائش سال 1966ء ہے مڈل پاس کرنے کے بعد آئی بی میں بطور نائب کانسٹیبل سروس کر رہے ہیں آپ بڑے ہی ذمہ دارانہ طریقہ سے سروس کر رہے ہیں۔مخلص نڈر اور کنبہ و برداری کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔آپ کی مستقل رہائش آبائی گاؤں گوگا تحصیل کوٹلی ستیاں میں ہے۔آپ کے دو فرزند راجہ عاصم ظہراب عامرظہراب زیر پرورش ہیں۔آپ کو بھی اپنی قومی تاریخ سے بے حد دلچسپی ہے آپ خوش اخلاق ملنسار اور باجرآت نواجوان ہیں۔

راجہ کریم دل خان منگرال: آپ راجہ فتح الدین کے بیٹے تھے سادہ طبع شریف النفس پابند صوم وصلوۃ محنت مزدوری اور زراعت کاری پر اچھا گذر بسر کیا۔آپ کے چار بیٹوں میں سے راجہ اسمداد اور منصبدار خان کی اولادیں چلیں حصہ شجرہ میں تفصیل موجود ہے۔

اولد راجہ کرمدین بن مہر قلی خان منگرال (موضع آخیاٹ چھجانہ)

راجہ مہر قلی خان کے ایک ہی فرزند راجہ کرمدین خان ہوئے جنکی اولادیں چلی ہیں راجہ کرمدین خان کے بھی ایک ہی فرزند راجہ فیضا خان تھے آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ بھولا خان راجہ گل محمد خان راجہ موچھور خان، راجہ بھولا خان فضلدین خان نے لاولد وفات پائی راجہ علمدین خان کے دو فرزند ہوئے راجہ محمد رشید خان حاجی محمد صدیق خان محمد رشید خان کے دو بیٹے راجہ محمد شوکت حسین راجہ شفقت محمود اب ان میں سے اہم شخصیات کے حالات زندگی ضبط تحریر میں لاتے ہیں:۔

راجہ علمدین خان

آپ بھولا خان کے بڑے بیٹے ہیں آپ شروع ہی سے بہت نیک غیرت منداور مخلص انسان تھے آپ ابتداء ہی سے علم کے دلدادہ تھے۔ غیرت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ نہ ہی کسی کی غلط بات کو مانا اور نہ ہی تر خود غلط تھے۔ دینی علوم میں اچھے ماہر تھے۔ اور ہمیشہ حق بات پر ڈٹ جاتے تھے۔ بڑے سے بڑے آدمی کے منہ پر ڈٹ کر حق کہہ دیتے تھے۔ کسی وجہ سے انگریز کے دور حکومت میں دس سال کے لئے آپکو علاقہ بدر کیا گیا۔ ملک بدری کے ایام میں تبلیغ اسلام کا کام کرتے رہے۔ دس سال بعد وطن واپس آکر علم و ہنر کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ ہر خاص و عام نے آپکو سراہا۔ اور آج تک پرانے بوڑھے آپکو اچھے الفاظ۔

میں یاد کرتے ہیں ۔منگرال خاندان کا یہ سپوت جس نے اپنے علم و فن کی وجہ سے علاقہ بھر میں اچھا نام پیدا کر لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ علم و ہنر و محنت ہی دنیا و آخرت کا بہترین سرمایہ ہے۔آپ کی غیرتمندی و بہادری و اصول پسندی اس دارالفانی سے کوچ کرنے کے بعد بھی زبان زد خاص و عام ہے آپ کے دو فرزند ہوئے محمد رشید خان اور محمد صدیق خان۔

راجہ محمد رشید خان: آپ 1933ء میں بمقام چھجانہ راجہ علمدین خان کے گھر میں پیدا ہوئے۔دینی و دنیاوی تعلیمات بڑے شوق سے حاصل کیں۔آپ بچپن ہی سے بڑے لائق اور ذہین تھے۔آٹھویں پاس کرتے ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔اور تعلیمی سلسلہ ترک کر کے میدان عمل میں قدم رکھا اور چھوٹے بہن بھائیوں کی کفالت کا ذمہ آپ کے کندھوں پر آن پڑا لیکن دینی علوم میں برابر حصہ لیتے رہے بہن بھائیوں کو پالنے شادیاں کروانے کے بعد خود شادی کی آپ نے علم کے میدان میں بھی ایک مقام پیدا کرلیا۔آپ نے نو عمری میں ہی محنت مزدوری شروع کی اور بڑی جفاکشی سے ایام زندگی کو بہتر انداز میں گذارنا شروع کیا لیکن چھوٹے بہن بھائیوں کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔پوری عمر رزق حلال حاصل کر کے خود کھایا اور دوسروں کو کھلایا چنانچہ ابھی بڑھاپے میں بھی بہت محنتی اور جفاکش ہیں اور محنت مزدوری کرتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کو اس وقت بہت کچھ دے رکھا ہے مگر بیکار بیٹھ کر کھانا گوارہ نہیں کرتے۔اور یہ کہتے ہیں کہ بڑھاپے میں صحت مند رہنا اسی محنت کی وجہ سے ہے۔اپنے بچوں کو خون پسینے کی کمائی سے پالا اور پڑھایا جس کی برکت سے آپ کے دونوں بیٹے جلد برسرروزگار ہو کر میدان عمل میں

برسرپیکار نظر آنے لگے اور باعزت زندگی گذار رہے ہیں آپ نے ستر سالہ زندگی بڑے مصائب میں گذاری۔اور اس مرد خدا نے کئی شرپسندوں کا تنہا مقابلہ کیا اور انہیں ہر معاشرتی برائی سے روکا آپ نے اپنی پوری زندگی کے حالات پر شعروں میں ایک کتاب لکھ کر تیار کی۔جوراقم کو پڑھکر سنائی جس سے آپ کی مشکلات کا اندازہ ہوتاہے۔آپ شاعر بھی ہیں آپ نہایت ہی جرتمند اور اصول پسند انسان ہیں پابند صوم وصلوۃ بڑے ہی بلند اخلاق کے مالک علاقہ و برادری میں بڑے باثر ہیں قرابتداروں کی ہر آڑے وقت میں جانی مالی مدد آج تک کرتے ہیں۔اپنی برادری کی عظمت و ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں اپنی قومی روایات سے حد درجہ معلومات اورتاریخ سے اچھی دلچسپی رکھتے ہیں مہمان نوازی میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں حق بات منہ پر ڈٹ کر کہنا آپ کی پہلی صفت ہے اس ستر سالہ عمر میں بھی جسمانی طور پر چاک و چوبند نظر آتے ہیں زمینداری اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں آپ کے دو فرزند ہیں حاجی راجہ محمد شوکت حسین اور راجہ شفقت محمود۔

حاجی راجہ محمد شوکت حسین: آپ نے ایک شعر میں اپنے نظریے کی عکاسی کرتے ہوئے پسند کیا ہے کہ اس حوالہ سے پہلے لکھا جائے تو پیش خدمت ہے ۔

،ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو،

،طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے،

آپ **1960**ء میں بمقام چھجانہ راجہ محمد رشید خان کے گھر میں پیدا ہوئے۔آپ ابتدائی ایام سے ہی بڑے ذہین ہیں۔اور اپنی پوری کلاس میں نمایاں رہے۔چھجانہ پرائمری سکول میں پانچویں جماعت فسٹ پوزیشن لے کر پاس کیا۔اور ڈھانڈہ ہائی

سکول میں داخلہ لیا بڑے ذوق و شوق سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اور والد کی شب و روز کی مصروفیات میں ہاتھ بٹانے لگ گئے۔پھر راولپنڈی میں ایک عرصہ تک ورکشاپوں میں رہ کر ہنر مندی کا تجربہ حاصل کیا اور حصول معاش کے لئے سعودیہ جانے کا پروگرام طے کیا۔ حاجی محمد اسحاق قریشی الہاشمی کی ایجنسی میں بھرتی ہو کر الریاض سعودیہ چلے گئے ۔وہاں ایک فرانسیسی کمپنی میں دوسال تک بڑے احسن طریقہ سے اپنے فرائض منصبی کو سنبھالے رکھا۔کمپنی نے آپ کی ایمانداری و احسن کارکردگی پر آپ کو ایک سند بھی عطا کی آپ نے سعودیہ میں رہتے ہوئے حج کی ادائیگی بھی کی۔ آپ کو مزدوروں پر نگران تعینات کیا گیا تھا۔وطن واپس آ کر آپ نے سول ٹھیکیداری شروع کر دی اور کئی بے روزگاروں کو اپنے ساتھ ملاکر میدان عمل میں سرگردان ہیں بہن بھائیوں اور والد کا بہت خیال رکھتے ہیں ۔اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی منگرال برادری کو اتحاد و تعاون کی دولت سے مالا مال کرے۔راقم کے لئے بھی دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی اس مصنف بھائی محمد الیاس ہاشمی کو عمر طویل عطا فرمائے کہ تاریخ منگرال راجپوت کو تالیف کر سکیں۔آپ نیک سیرت دیانتدار اور منگرال قبیلہ کے لئے درد دل رکھتے ہیں بلکہ اپنے رشتہ دار قبیلہ قریشی ہاشمی کے بھی بڑے خیر خواہ انسان ہیں آپ اپنی محنت و دیانت کی وجہ سے اپنے پورے علاقہ میں پہنچانے جاتے ہیں۔آپ کے دو فرزند ہیں راجہ محمد اصحاب ہشتم کے طالب علم ہیں اور دوسرے محمد آفاق شوکت۔

ٹیچر راجہ شفقت محمود خان: آپ راجہ محمد رشید خان کے چھوٹے فرزند ہیں ۔آپ نے اپنی زندگی کو اس شعر کی مانند ڈھالنا پسند کیا ہوا ہے۔

،اگر تم ساتھ دو تو رنگ دنیا بدل دوں ،

،بڑی پختگی ہے ارادوں میں میرے،

آپ 1973ء میں چھجانہ میں پیدا ہوئے۔سکول کی زندگی میں تعلیم کو بڑے ذوق و شوق سے اپنایا ۔آپ پڑھائی میں بہت محنت کرتے تھے۔پانچویں کا امتحان پورے سنٹر میں سے اول پوزیشن لے کر پاس کیا پھر چھٹی جماعت سے ناویں تک برابر اول آتے رہے۔میٹرک کے امتحان میں پورے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی آپ کا نام آنرز لسٹ میں ابھی تک ہائی سکول ڈہانڈہ میں سرفہرست ہے۔میٹرک میں پوزیشن حاصل کرنے کی بدولت ایک اخبار میں بیان کے ساتھ فوٹو بھی دیا گیا تھا جو کہ بیان راقم نے خود پڑھا بھی ہے یہ وہ کارنامہ تھا جس کی وجہ سے اہل برادری کے بچوں کو بھی محنت کرنے کا شوق پیدا ہوا اور اہل خاندان کی عزت عظمت کو اضافہ بخشا۔تحصیل کی سطح پر آپ تیسرے نمبر پر رہے۔اس کے بعد حصول علم کی غرض سے آپ کمرشل کالج مری میں داخل ہو گئے اور میرٹ لسٹ میں پہلے نمبر پر آئے۔اور سکالرشپ لینے میں کامیاب ہو گئے۔کالج میں آپ نے اکاؤنٹنگ ٹائپنگ اصول تجارت و معاشیات کے اصول کا انتخاب کیا۔کالج کا نظام بہتر نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے ایلیمنٹری کالج میں P.T.C کے کورس کے لئے داخلہ لیا۔اور میرٹ لسٹ میں تیسرا نمبر حاصل کیا۔کورس کے ساتھ ساتھ ایف اے کے امتحان کی تیاری میں بھی مشغول رہے۔اور ایک ہی سال میں دو امتحان پاس کر لئے۔جس کی وجہ سے خاندان کی عزت افزائی ہوئی۔تعلیم سے فراغت پر آپ علاقہ کے بچوں کو تعلیم دیتے رہے۔اور 1992ء میں آپ نے محکمہ تعلیم میں تعیناتی مدرس کے لئے

درخواست دی تو پھر میرٹ لسٹ میں آپ تیسرے نمبر پر آئے۔اور ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔آپ کی ابتدائی تعیناتی پرائمری سکول بیگال کوٹلی ستیاں میں ہوئی۔کچھ عرصہ کے بعد آپ کا تبادلہ پرائمری سکول پنڈ چھانبہ میں کیا گیا یہ پورے علاقہ کے سکولوں میں نالائق سکول تھا۔آپ نے اس سکول میں اتنی محنت کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ اور سکول کا رزلٹ 80 فیصدی سے گرنے نہ دیا اس سکول کونسل کے چیئر مین اور عوام علاقہ آپ کی بے حد قدروعزت افزائی کرتے ہیں اور سراہتے ہیں کہ اس استاد نے ہمارے بچوں کو تعلیمی پسماندگی سے نکالا ہے آپ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں ۔اور متذکرہ سکول پوری یونین کونسل میں اول نمبر پر ہے آپ صحافت میں بھی دل چسپی رکھتے ہیں۔آپ نے سینکڑوں اقوال زریں مرتب کر رکھے ہیں آپ مصنف بننے کا ارادہ رکھتے ہیں۔علاقہ برادری کی فلاح و بہبود کی غرض سے آپ نے اپنے قبیلہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اورالمنگر ال تنظیم الاتحاد کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اس تنظیم کے احیاء کے لئے بہت محنت و شاقہ میں اپنے شب و روز قربان کئے۔اور قبیلہ میں احساس بیداری پیدا کیا۔آپ المنگر ال تنظیم الاتحاد کے سیکرٹری نشرواشاعت ہیں۔چھچانہ ینگ ویلفیئر کے جوائنٹ سیکرٹری ہیں رفاعی فلاحی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔قبیلہ کے ہر خوشی وغمی میں بڑھ چڑھ کر جانی و مالی حصہ لیتے ہیں۔آپ نہایت ہی شریف النفس مہمان نواز اور جامع اوصاف کے مالک ہیں چنانچہ سیانے لوگ کہتے ہیں۔کہ جو اونچی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں انہیں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ آندھیوں اور طوفانوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ سوشل ورکر

ہونے کی وجہ سے ایسے حالات کو کبھی بھی اپنی حوصلہ شکنی کا حصہ نہیں بناتے اور میدان عمل میں شب وروز آگے ہی بڑھتے جا رہے ہیں۔اپنی برادری کے لئے بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں۔انہیں ہمیشہ اعلی تعلیمات کی طرف رغبت دلاتے ہیں اور ہمیشہ باہمی خلفشار کو ختم کرنے اتحاد و تعاون قائم کرنے کے لئے اپنا بیان اجلاسوں میں دیا کرتے ہیں آپ B-A کے طالب علم ہیں اور اسی عملی زندگی میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاریخ منگرال راجپوت کی تالیف وترتیب اسی المنگر ال تنظیم الا تحاد کے زیر اثر ہے جناب راجہ شفقت محمود اپنی قوم کو ایک پیغام دے رہے ہیں۔

،خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی،

،نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا،

(ر)حوالدار حاجی محمد صدیق خان:

آپ 1937ء میں چھچھانہ کے مقام پر راجہ علمدین خان کے گھر میں پیدا ہوئے۔ابتداء ہی سے بہت ذہین وفطین اور محنتی طالب علم تھے۔ایام کمسنی میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔آپ مقامی مسجد میں پانچ مرتبہ آذان دیتے اور نماز پنجگانہ ادا کرتے تھے۔پندرہ سالہ عمر کو پہنچے تو ملک وقوم کی خدمت کا جذبہ لئے ہوئے پاک آرمی میں بھرتی ہو گئے 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں شریک ہو کر داد شجاعت حاصل کی۔ آپ بہت بہادر اور نڈر سپاہی تھے۔انہی خداداد صلاحیتوں کی بدولت جلد ترقی پاتے ہوئے عہدہ حوالداری کو پہنچ گئے۔ 1971ء کی جنگ میں ایک بھارتی افسر سے محاذ پر آمنا سامنا ہو گیا اس بھارتی

نے آپ کو ہتھیار پھینک دینے کو کہا آپ نے اسے مارا پیٹا اور ہتھیار بھارتیوں کے ہاتھ نہ آنے دیئے اور انہیں سمندر میں پھینک دیا۔دوران سروس آپ نے بہادری کے کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔جس کی بدولت حکام بالا نے آپ کو تمغہ خدمت و دیگر تمغہ جات و سندات سے نوازا تھا۔آپ کی اعلی صلاحیتوں کو مدنظر رکھ کر آپ کو آرمی آف پاکستان کے ہمراہ سعودی عرب بھی بھیجا گیا۔اس طرح آپ نے اپنی سروس کا آخری سال بھی سعودیہ میں گذارا۔اور سعودیہ میں بھی آپ نے اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے۔جن کی بدولت سعودیہ حکومت نے بھی آپ کو بہت سارے تحائف اور اعزازات عطا فرمائے۔اسی دوران آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ریٹائرمنٹ کے بعد سول کاروبار سے وابستہ رہے۔آپ ہنس مکھ اور شریف النفس انسان تھے۔علاقہ و برادری میں کبھی نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کیا اور نہ ہی اونچی آواز میں بات کی انہی صفات حمیدہ کی بدولت لوگ آپ کی بڑی عزت و احترام کرتے تھے۔اور ہر آڑے وقت لوگ آپ کے پاس آتے اور نیک مشورے لیتے تھے۔آپ ہمدرد انسان تھے ضرورتمندوں بیواؤں یتیموں کی جانی مالی مدد کیا کرتے تھے۔آخری ایام زندگی مرض شوگر آپ کو لاحق ہوا جو ایک عرصہ بعد جان لیوا ثابت ہوا آپ کے دوفرزندہوئے ہیں۔

راجہ غلام عباس: آپ کی تاریخ پیدائش 1983ء ہے میٹرک میں زیرتعلیم ہیں ذہین اور ہونہار ہیں۔ایام بچپن ہی میں شفقت پدری سے محرومی کی بدولت بہن بھائیوں کی کفالت و سرپرستی انہی کے سر پر ہے آپ اعلی تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔جبکہ حاجی محمد صدیق خان کے دوسرے فرزند راجہ محمد عدنان جماعت ہفتم میں زیرتعلیم ہیں۔

اولاد راجہ الفدین عرف بگو خان (گاؤں موڑیاں):

آپ کے والد راجہ بھولا خان بن راجہ فیضا خان تھے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر آچکا ہے راجہ الفدین خان کی تاریخ پیدائش سال1885ء ہے انگریزی دور حکومت میں آپ نے دو جماعت پاس کیں۔دینی علوم بھی حاصل کئے آپ عمر بھر پابند صوم وصلوۃ رہے۔آپ اعلی گفتار اعلی تجربہ و کردار کی وجہ سے اپنے علاقہ و برادری میں بڑے با اثر رہے باوجویکہ ان کی سکول کی تعلیم کم تھی۔مگر اللہ تعالی نے حافظہ بہت ہی اچھا دیا تھااور ہمیشہ دینی کتابوں تفاسیر و فقہہ و احادیث کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔آپ کا حافظہ تھا کہ کبھی کوئی قصہ کہانی سن لیتے جو پڑھ لیتے ساری عمر تک یاد رہا اکثر اوقات تلاوت کلام الہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔جس کی وجہ سے آپ کو قرآن کریم کی کئی سورتیں زبانی یاد تھیں۔آپ سے اگر کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو فورا قرآن کریم کھول کر اس کا ترجمہ وتفسیر پڑھ کر مسئلہ بتا دیتے تھے۔آپ میدان اخلاق میں بڑے بلند پایہ تھے۔جس کی مثال یہ ہے کہ اگر راستہ میں چھوٹا بچہ بھی سامنے آ جاتا اسے سلام دینے میں ہمیشہ پہل کیا کرتے تھے۔آپ کو چھوٹے بچوں سے بلا تفریق اپنا پرایا بہت پیار اور محبت تھی۔اور بچوں کو فوراً گود لے کر پیار کرتے تھے۔آپ بہت ہی باہمت و با جرآت تھے علاقہ کے بڑے بڑے جرگوں میں آپ کو فیصلہ کے لئے مدعو کیا جاتا تھا۔جو کسی سے معاملہ طے نہ ہو سکے آپ اس کا حل نکالتے تھے آپ میں قوت فیصلہ تھی اور آپ صاحب الرائے انسان تھے۔علاقہ برادری میں بہت اچھا اثر رسوخ اور پذیرائی آپ کو حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کے فیصلہ کو ہر دو فریق بخوشی تسلیم کر کے عمل کرتے تھے۔آپ بڑے

بڑے افسروں کے منہ پر حق بات ڈٹ کر کہہ دیا کرتے تھے آپ متقی و پرہیز گار اور باعمل انسان تھے۔آپ کا کردار اور مہمان نوازی و غرباپروری اپنی مثال آپ تھے 116 سال کی عمر پا کر 1985 ء میں خالق حقیقی سے جا ملے آپ کے چار فرزند ہوئے راجہ محمد رفیق، راجہ محمد ضمیر، راجہ محمد خلیل ، راجہ رشید محمد۔اب ہر ایک کے حالات زندگی بذیل عرض ہیں۔

(ر) صوبیدار راجہ رشید محمد خان: آپ کی تاریخ پیدائش یکم اپریل 1940ء ہے آپ نے میٹرک پاس کیا اور 1955ء میں آپ نے عسکری زندگی کا آغاز کیا اور باقاعدہ آغاز 1957ء میں ہوا کچھ سروس لاہور میں پوری کی 1961ء سے 1963ء تک آپ ڈھاکہ سابقہ مشرقی پاکستان میں تعینات اپنے فرائض منصبی نبھاتے رہے آپ کو اپنے فرائض کے احسن طریقہ پر انجام دہی پر جی ایچ کیو G.H.Q کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ عنایت کیا گیا۔ پھر 1971ء کی پاک بھارت جنگ کا آغاز ہو گیا ۔اور آپ کو سگنل سینٹر کوہاٹ تعینات کیا گیا آپ وہاں رہ کر ریکروٹوں کو مکمل عسکری تربیت دے کر جنگ میں حصہ لینے کے اہل بناتے تھے۔یہ بہت ذمہ دارانہ کام تھا جو آپ نے بڑے احسن طریقہ سے سر انجام دیا۔ساتھ ہی ساتھ آپ کی ترقی بھی ہوتی گئی 1978 ء میں آپ کو نائب صوبیدار کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔اور پھر دوبارہ ٹریننگ سنٹر میں بلا لیا گیا 1983ء میں بطور صوبیدار آپ نے فرائض منصبی کو سنبھالا دیا اور 1987ء میں آپ ریٹائرڈ آئے۔آپ کو چھ میڈل اور کئی سرٹیفکیٹ حکام نے عنائیت کئے ریٹائرڈ آنے کے بعد گورنمنٹ مکتب سکول بگلیاں چھچانہ میں گیارہ سال تک مدرس درس و تدریس کا فریضہ انجام دے کر

ریٹائرڈ ہوئے۔آپ متقی و پرہیز گار خوش طبع مہمان نواز اور قومی تاریخ سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں۔آپ جماعت اسلامی کے رکن بھی ہیں آپ کے چار فرزند ہوئے بڑے فرزند راجہ عزیز الرحمٰن نے لاولد وفات پائی راجہ عتیق الرحمٰن راجہ حبیب الرحمٰن راجہ شفیق الرحمٰن آپ موضع موڑیاں ڈھانڈہ میں رہائش رکھتے ہیں۔

حاجی راجہ عتیق الرحمٰن: آپ کی تاریخ پیدائش سال 1966ء ہے میٹرک کرنے کے بعد O.P.F میں ڈپلومہ کیا اور سعودی عرب چلے گئے فریضہ حج کی ادائیگی بھی کی آپ اس وقت قطر میں سول ملازمت کر رہے ہیں اچھے دین دار پابند صوم و صلوۃ شریف النفس غربا پرور ہیں آپ کے دو بیٹے ثاقب عتیق اور صداقت عتیق زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی راجہ شفیق الرحمٰن میٹرک پاس ہیں اور سول ملازمت کر رہے ہیں۔

راجہ حبیب الرحمٰن: آپ کی تاریخ پیدائش 20 اپریل 1969ء ہے آپ نے میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ڈھانڈہ سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ۔ایف اے کا متحان علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔اس کے بعد آپ نے پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں داخلہ لے کر ڈرافٹس مین کا کورس فسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔پی ٹی سی کا کورس گورنمنٹ ماڈل ہائیر سیکنڈری سکول کوٹلی ستیاں سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ۔ اس کے بعد آپ 6اگست 1990ء میں بطور پرائمری مدرس محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو گئے۔اس کے بعدآپ نے گورنمنٹ پرائمری سکول بھنتی مری میں درس وتدریس شروع کی۔پہلے

پہل آپ نے سکول کی عمارت کی طرف توجہ دی اور اس کی حالت کو درست کرایا بچوں میں اچھا نظم و ضبط قائم کیا جو اس سے قبل دور میں مفقود تھا۔آپ خود بھی وقت کے بہت ہی پابند ہیں اور بچوں کو بھی وقت کا پابند بنایا۔یونیفارم اور صفائی وغیرہ پر بھی خاصی توجہ دلائی ۔آپ اتنے محنتی استاد ہیں اور بڑے اچھے طریقہ سے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔اور پھر ان سے سبق سنتے ہیں بزم ادب اور ہم نصابی سرگرمیوں کی طرف بچوں کو رغبت دی۔آپ کی اچھی تربیت اور پڑھائی کی وجہ سے 80 فی صدی سے اوپر کا نتیجہ حاصل ہونا اسی مرد مجاہد کی قربانیوں کا ثمر ہے ۔آپ اسی سکول میں تا حال فائز ہیں۔آپ اپنے متوفی بھائی راجہ عزیز الرحمٰن کے قائم کردہ درس میں صبح گاؤں کے بچوں کو قرآن کریم کا درس بلا معاوضہ 2 گھنٹے دیتے ہیں آپ سیاسی بصیرت بھی رکھتے ہیں۔ آپ ینگ ویلفیر سوسائٹی چھجانہ کے نائب صدر بھی ہیں۔المنگر ال تنظیم الاتحاد کے بانی و جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ آپ نے اس تنظیم کے پلیٹ فارم پر اپنے قبیلہ کو یکجا کرنے میں بڑی جدو جہد کی جو کامیاب رہی۔آپ سکول کونسل کے چیئر مین ہیں۔دیہی تنظیم موڑیاں کے جنرل سیکرٹری ہیں شباب ملی ڈھانڈہ کے بانی و رکن ہیں آپ حق بات کہتے ہیں اور حق بات سنتے ہیں صاف گو اور مستقل مزاج ہیں۔اور ہمیشہ ہر کام نیک نیتی سے شروع کرتے ہیں ۔اخلاق میں درجہ امتیاز کے مالک ہیں۔جامعہ صفات ہیں۔اورشب وروز خدمت خلق کے کاموں میں محو سفر ہیں۔ گویا

،پلٹ کر جھپکنا جھپک کر پلٹنا،

،لہو گرم رکھنے کا یہ ایک بہانہ،

راجہ عزیز الرحمٰن مرحوم: آپ پڑھے لکھے تھے ایک حادثہ میں ایک ٹانگ سے معذور ہو گئے لیکن اس جسمانی معذوری کو انہوں نے بالائے طاق رکھ کر عملی زندگی میں دیگر احباب کے دوش بدوش اپنے قدم آگے بڑھائے اور ٹیلرنگ کے پیشہ سے وابستہ ہو کر والدین کی مالی معاونت شروع کی۔آپ ذہنی طور پر بہت ذہین تھے آپ نے اپنے گھر میں ایک درس کی بنیاد رکھی۔اور محلّہ کے بچوں کو روزانہ دو گھنٹے بلامعاوضہ درس قرآن دیا کرتے تھے آپ نے تقریباً 28 سال کی عمر میں وفات پائی۔مگر اس درس کو اسی طور پر آپ کے چھوٹے بھائی راجہ حبیب الرحمٰن تا حال چلا رہے ہیں۔

راجہ محمد خیں خان: آپ راجہ الفدین خان کے گھر میں سال 1928ء میں پیدا ہوئے آپ موضع ٹنگیاں چھجانہ میں رہائش پذیر رہے۔آپ نے اپنے دور میں مڈل تعلیم پائی تھی آپ E.M.E میں بھرتی ہوئے۔اور 29 سال تک فرائض انجام دیئے اپنے علاقہ و برادری کے احباب کو فوج کی طرف رغبت دلا کر انہیں فوج میں بھرتی کروایا آپ کو دوران سروس فالج کا عارضہ پیش آ گیا اور دس دن بعد وفات پا گئے آپ کی وفات کے بعد لواحقین کے نام پر پنشن جاری ہوئی آپ نے اپنے علاقہ و برادری میں کبھی کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ بلکہ اونچی آواز میں بات تک نہیں کی جس کی وجہ سے لوگ آپ کو بہت اچھے الفاظ میں یاد کرتے ہیں اور ایام زندگی بہت پسند کرتے تھے۔آپ غربا مساکین کی مدد کو بہت اولیت دیتے تھے غریبوں کی مالی مدد بھی کرتے تھے۔تفسیر القرآن اور دینی معلومات میں ماہر تھے۔پابند صوم و

صلوۃ متقی و پرہیز گار تھے۔آپ نے 64 سال کی عمر میں 24 جنوری 1989ء میں وصال کیا آپ کے تین فرزند ہیں۔ حافظ محمد زبیر راجہ طاہر محمود راجہ محمد عزیر۔

حافظ راجہ محمد زبیر: آپ کی تاریخ پیدائش یکم اگست 1960ء ہے چار سال کی عمر میں والد محترم آپ کو اپنے ہمراہ ایبٹ آباد لے گئے۔ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پفر مڈل سکول ایبٹ آباد سے حاصل کی۔پورے ضلع سے پانچویں کا امتحان پہلی پوزیشن میں پاس کیا۔ آپ نے آٹھویں میں زیر تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن کا کورس بھی شروع کیا تھا۔اور دوسال تین ماہ میں پورا قرآن پاک بھی حفظ کر لیا۔آپ نے میٹرک معہ سائنس کا امتحان 695 نمبر لے کر اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی آپ مختلف کھیلو ں میں بھی حصہ لیتے رہے۔آپ کرکٹ فٹ بال باسکٹ بال اور بیڈ منٹن اور ہاکی کے اچھے کھلاڑی ہیں۔آپ باسکٹ بال میں پشاور کی ٹیم میں نمائیندگی کرتے رہے۔ میٹرک کے بعد آپ نے گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد میں ہی محکمہ F.P.O میں بطور کلرک سروس اختیار کر لی اور دوسال بعد مستفی ہو کر محکمہ پی ڈبلیو ڈی میں بطور S.D.C ایس ڈی سی سروس اختیار کی کچھ عرصہ بعد اسے بھی خیر باد کہا اور مقدس پیشہ درس و تدریس ان ٹرین ہوتے ہوئے اختیار کر لیا۔آپ کی ابتدائی تعیناتی گورنمنٹ مڈل سکول گہل مری میں ہوئی۔والد بزرگوار کی وفات کے بعد اپنی تبدیلی راولپنڈی میں کروالی۔یہاں رہتے ہوئے آپ نے پی ٹی سی ،سی ٹی، بی اے ،بی ایڈ کر لیا۔ اور تا حال گورنمنٹ جامع سکول راولپنڈی میں اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔آپ کی 19 سال سروس ہو چکی ہے۔آج کل آپ بشیر میموریل سکول میں بھی بچوں کو پڑھاتے ہیں۔والد بزرگوار کی

وفات کے بعد بہن بھائیوں میں سے بڑے ہونے کی وجہ سے آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش تعلیم وتربیت کے بعد ان کی شادیاں و دیگر اخراجات آپ کے ذمہ آن پڑے۔تو حالات کا آپ نے ایک مرد مجاہد کی طرح مقابلہ کیا۔آپ کے پاس مختلف انعامات و سندات آپ کی اعلی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔فنی تعلیم سے ٹائپنگ کا کورس قاری القرآن کی سند بھی حاصل کی اس کے علاوہ آپ نے 1988ء میں ڈی ایم ایچ کا کورس کیا اور ہو میو ڈاکٹر کی سند بھی حاصل کی۔ آپ نے بہت سی تفاسیر و احادیث نبوی کا مطالعہ بھی کیا اور قرآن پاک سے اچھا لگاؤ اور علم رکھتے ہیں۔آپ کے سینکڑوں شاگرد طلباء و طالبات کو استفادہ ملا۔جو اعلی عہدوں پر فائز ہیں آپ شریف النفس خوش گفتار خوش مزاج مہمان نواز پابند صوم و صلوۃ ہیں آپ کے دو فرزند محمد اویس اور عبیدالرحمٰن ہیں راجہ محمد اویس مڈل کے ساتھ ساتھ مدرسہ مدینۃ القرآن راولپنڈی میں حفظ القرآن کا کورس مکمل کرنے والے ہیں جبکہ راجہ عبیدالرحمٰن مڈل میں زیر تعلیم ہیں۔

راجہ طاہر محمود: آپ راجہ محمد خلیل خان کے فرزند دوئم ہیں میٹرک پاس کیا الیکٹریشن کا ڈپلومہ حاصل کیا اور ٹھیکداری کرتے ہیں آپ شریف النفس انسان ہیں جبکہ چھوٹے راجہ محمد اوزیر بھی میٹرک کر چکے ہیں۔

اولاد راجہ نور محمد خان (ڈھانڈہ)

آپ پیر بابا راجہ نصراللہ خان کے اکلوتے فرزند تھے۔راجہ نور محمد خان گاؤں ڈھانڈہ

تحصیل مری میں آباد تھے آپ کے ہاں تین فرزند ہوئے۔راجہ مسطو خان راجہ مرید بخش خان راجہ مہر بخش خان۔ اب ہر ایک کی اولاد کا تفصیلاً ذکر کیاجاتا ہے۔ راجہ مسطو خان کے ایک فرزند راجہ حیات بخش ہوئے۔جن کے دو بیٹے راجہ محمد کاظم عرف مہندو خان اور راجہ میر کاظم خان۔ راجہ مرید بخش بن نور محمد کے ایک فرزند راجہ قاشم علی خان کے تین فرزند راجہ میر عالم خان اور ریٹائرڈ نائب صوبیدار راجہ نور عالم خان و راجہ فضل احمد خان ہوئے۔ راجہ میر عالم خان کے ریٹائرڈ کیپٹن راجہ محمد فاضل خان راجہ محمد الیاس راجہ عبدالقادر راجہ محمد صورت پانچ فرزند ہوئے۔ نائب صوبیدار راجہ نور عالم خان کے چھ بیٹے ہوئے۔ حاجی محمد صدیق خان حاجی محمد سہیل خان راجہ محمد شبیر خان راجہ محمد سلیم خان راجہ نصیر اور راجہ محمد ظفیر ہوئے ہیں۔ جبکہ راجہ فضل احمد خان کے ہاں دو ہی بیٹے ہوئے ہیں۔ریٹائرڈ نائب صوبیدار محمد عزیز خان اورراجہ جعفر خان جو شہید ہو گئے تھے راجہ مرید بخش خان کی آخری آرام گاہ ڈھانڈہ میں تکیے والے قبرستان میں موجود ہے۔

قاشم علی خان منگرال: آپ بڑے ہی متقی و پرہیزگار نیک اور صالح شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت ہی صحت مند سرخ سفید رنگت اور دراز قد کاٹھ کے مالک تھے۔جب راجہ قاشم علی کی اولادیں جوان ہوئیں تو ان کے ایک بیٹے راجہ فضل احمد خان ڈھانڈہ سے گاؤں گہل تحصیل مری چلے گئے۔ چند سالوں تک گاؤں گہل میں رہائش پذیر رہنے کے بعد وہاں سے گاؤں لسکوٹھار منتقل ہو گئے۔ لسکوٹھار منتقل ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ نے یہاں کے رہائشی قبیلہ قریشی ہاشمی سے شادی کی ہوئی تھی۔تو آپ کو سسرال والوں کی محبت نے یہاں رہائش پذیر ہونے پر مجبور

کیا۔چنانچہ آپ نے لسکوٹھار میں کچھ زمین خرید کر مستقلا رہائش اختیار کر لی اور ذریعہ معاش کے لئے کھیتی باڑی و سول کاروبار اختیار کر لیا راجہ فضل احمد خان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔راجہ محمد عزیز خان اور راجہ محمد جعفر خان آپ دونوں بھائی بچپن ہی سے بڑے شکیل تندرست و توانا تھے۔ آپ ہم عمرلڑکوں میں حددرجہ کے بہادر اور اعلی قد کاٹھ کے مالک تھے۔جواں ہوئے تو دونوں بھائی انڈین آرمی میں بھرتی ہوئے گئے۔

ریٹائرڈ نائب صوبیدار محمد عزیز خان منگرال: آپ کی تاریخ پیدائش 1919ء ہے آپ انگریز کے دور میں مڈل پاس کرنے کے بعد جواں ہوئے تو برٹش انڈین آرمی میں بھرتی ہوگئے آپ نے انفنٹری کور کا انتخاب کیا تھا۔یہ سال 1936ء کا دور تھا۔آپ نے انفنٹری میں رہ کر جنگ عظیم دوئم کے موقعہ پر برما محاذ پر داد شجاعت پائی ہندوستان کے مختلف علاقوں تک آپ جاتے رہے۔جب ہندوستان پاکستان کی تقسیم ہوئی تو آپ پاکستان آرمی سے منسلک ہو گئے۔آپ 1964ء میں بہ عہدہ نائب صوبیدار ریٹائرڈ آئے۔آپ کو بہترین خدمات پر حکام اعلی نے تمغہ جات و سندات سے نوازا 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ کو دوبارہ بلایا گیا۔تو آپ نے جنگ بندی تک دوبارہ جنگی خدمات بہم پہچائیں۔جنگ بندی کے بعد واپس گھر آ گئے۔ آپ کو بچپن ہی سے صبح سویرے اٹھنے کی عادت تھی آپ پنجگانہ نمازیں بڑی پابندی سے ادا کرتے تھے۔ آپ روز مرہ کے معمولات میں صاف گو اور بلا جھجک منہ پر کھری بات کہہ دیا کرتے تھے ۔اور علاقہ و برادری میں بڑے با اثر تھے۔جرگہ پنچائت میں شمولیت کرتے رہے۔اور

ثالثی کردار ادا کئے آپ صاحب الرائے مہمان نواز اور باشعور انسان تھے۔سیاسی بصیرت کے بھی مالک تھے گہل کوہٹی روڈ جو کہ چودہ میل لمبی ہے۔آپ کی اور ریٹائرڈ حوالدار عبدالغفور قریشی ہاشمی برق انداز خان ستی اور سردار محمد یعقوب خان لسکوٹھار کی تگ و دو سے پایہ تکمیل تک پہنچی آپ مستقل مزاج اور نڈر ہونے کے ساتھ ساتھ راضی بہ رضا ہونے کا ثبوت دے گئے آپ دو سال تین ماہ تک بیمار رہے لیکن ایام بیماری میں انہوں نے کبھی کوئی گھبراہٹ والی بات نہیں کی۔آپ نہایت ہی مدبرانہ اور متحمل خیالات کے مالک تھے۔علاقہ و برادری کے لوگ آج تک آپ کو اچھے الفاظ میں سراہتے ہیں۔آپ کی جائیداد ڈھانڈا اور لسکوٹھار میں ہے آپ نے مورخہ 3 فروری 1997ء بروز پیر انتقال کیا۔آپ کے سات فرزند ہوئے محمد فاروق خان، حاجی محمد منصور، راجہ محمد الطاف، راجہ محمد شبیر، راجہ محمد زبیر، راجہ محمد حفیظ، راجہ عمر حیات خان۔

شہید محمد جعفر خان منگرال: آپ راجہ فضل احمد خان کے چھوٹے فرزند تھے۔جواں ہوئے تو انڈین آرمی میں بھرتی ہوگئے۔اور جنگ عظیم دوم میں اٹلی کے محاذ پر شجاعت و بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔آپ بہت ہی بہادر اور نڈر شخصیت کے مالک تھے آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

محمد فاروق خان منگرال: آپ سابقہ دور کے مڈل پاس تھے پاکستان آرمی کی E.M.E. میں اٹھارہ سالہ خدمات کے بعد لائس نائیک ریٹائرڈ ہوئے۔تحقیقی ذہن کے مالک تھے۔بڑی پیچیدہ چیزوں کے نقائص ایک نظر دیکھ کر پکڑ لیتے تھے۔پانچ

سال تک ابوظہبی میں کمپنی کی ملازمت کی الیکٹرونکس کے بھی ماہر کاریگر تھے۔حال ہی میں آپ وفات پا چکے ہیں۔

حاجی محمد منصور: آپ راجہ محمد عزیز خان کے گھر میں 6 جولائی 1947ء میں لسکوٹھار تحصیل مری کے مقام پر پیدا ہوئے۔آپ تعلیم یافتہ ہیں متقی و پرہیز گار علم دوست اور حساس ذہنیت کے مالک ہیں۔ الیکٹرونکس میں ڈپلومہ ہولڈر ہیں۔1970ء میں بیرون ملک ابوظہبی دوبئ چلے گئے پچیس سالوں تک وہاں ذاتی بزنس کیا (الیکٹرونکس کا) اور1995ء میں وطن واپس آئے۔اور آجکل اسلام آباد آبپارہ میں ذاتی کاروبار الیکٹرونکس آلات کی بزنس کر رہے ہیں۔ اور اسلام آباد میں ہی ذاتی رہائش گاہ ہے۔آپ جماعت اسلامی کے رکن ہیں۔اور کئی سماجی تنظیموں کے اعلیٰ ورکر ہیں ۔ آپ بڑی متحرک زندگی گذار رہے ہیں۔الیکٹرونکس انجیئرنگ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ نے سولر انرجی میں بھی کئی کورس کئے ہیں۔جس دور میں آپ کے گاؤں میں بجلی نہیں تھی آپ نے شمسی توانائی سے اپنے گھر کو منور کر رکھا تھا۔ دور دور سے آ کر لوگ آپ کا یہ کارنامہ دیکھتے تھے۔ کہ بغیر بجلی کے ٹیوب لائٹس کیسے جل رہی ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی گاؤں کے کئی صاحب حثیت لوگوں نے ان سے اپنے گھروں میں بھی سولر لائٹس لگوائیں۔ اور گاؤں میں بجلی آنے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بجلی آنے کے بعد انہوں نے یہ سولر پینلز کشمیر کے جہاد میں مجاہدین کو دے دیئے۔حاجی محمد منصور جہاں اتنے اچھے الیکٹرونکس انجینئر اور سماجی شخصیت ہیں۔وہاں بڑی متحرک زندگی گذار رہے ہیں آپ راقم کے ساتھ بڑی عزت افزائی سے پیش آتے ہیں اور اپنی قومی تاریخ سے حد دوجہ کی دلچسپی اور معلومات بھی رکھتے

ہیں بلند اخلاق و بلند حوصلہ و کردار کے مالک ہیں مہمانوں کی بہت خدمت اور دیکھ بھال کرتے ہیں آپ ہنس مکھ مگر دینی دنیاوی علوم میں بہت ماہر ہیں آپ کے تین بیٹے ہوئے راجہ محمد عاصم مرحوم ہیں دوسرے محمد جاسم منصور محمد عثمان منصور۔

محمد جاسم منصور: جو کہ ایف ایس سی کر چکے ہیں اور آئندہ پاکستانی افواج میں شمولیت کرنے کے خواہش مند ہیں۔خوش اخلاق و ملنسار ہیں۔محمد عثمان منصور ناویں جماعت میں زیر تعلیم ہیں۔حاجی محمد منصور کی ایک ہی دختر ہیں جو اعلی تعلیم یافتہ ایم اے عربیک کرنے کے بعد ان کی شادی زعفران قریشی ہاشمی سے ہوئی جو قومی اسمبلی میں شعبہ اکاؤنٹ میں سروس کر رہے ہیں اور وہ خود بھی گریجویٹ ہیں۔

محمد الطاف خان: آپ موضع ڈھانڈہ میں آبائی گاؤں میں رہائش پذیر ہیں۔زمینداری کے ساتھ ساتھ ذاتی سول کاروبار کرتے خوش اخلاق اورمحنتی انسان ہیں آپ کے تین بیٹے ہیں راجہ نجم الطاف تعلیم و تربیت کے بعد پاکستان آرمی میں ملی خدمات کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

محمد شبیر خان: آپ راجہ محمد عزیز خان کے فرزند تھے۔جو کہ عین عالم شباب میں غیر شادی شدہ کراچی شہر میں ایک حادثہ میں انتقال کر گئے تھے۔

محمد زبیرخان: آپ تعلیم یافتہ ہیں آپ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن میں بھرتی ہوئے بطور کلرک خدمات انجام دیکر ریٹائرڈ ہوئے آپ راولپنڈی میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ ناموں کی مکمل تفصیل کے لئے شجرہ نسب ملاحظہ فرمائیں۔

حاجی محمد حفیظ: کچھ عرصہ تک سعودیہ رہے انڈر میٹرک ہیں سابقہ گاؤں میں

رہائش پذیر ہیں۔

عمر حیات خان منگرال: آپ میٹرک پاس ہیں آپ راجہ محمد عزیز خان کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔آپ کی تاریخ پیدائش 15 مارچ 1973ء ہے آپ نے اپنی تعلیم ڈھانڈہ ہائی سکول سے مکمل کی اور فوجی فاؤنڈیشن ٹیکنیکل کالج راولپنڈی سے الیکٹریکل کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے بڑے بھائی حاجی محمد منصور خان کے ساتھ رہ کر الیکٹرونکس آلات کی ریپرئینگ و سروس کا کورس مکمل کیا۔ پھر آپ نے اسلام آباد آبپارہ میں ذاتی الیکٹرونکس بزنس اختیار کر لیا عمر ریڈیوز کے نام سے آپ کی دکان آبپارہ میں موجود ہے آپ الیکٹرونکس میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔آپ راقم کی اچھی آؤ بھگت کرتے ہیں۔اور قومی تاریخ میں سب برادری سے بڑھ چڑھ کر دلچسپی رکھتے ہیں۔اور راقم کا بہت خیال رکھتے ہیں ۔کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے والد مرحوم سے عادات و خصائل میں زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ آپ کو اپنی قومی تاریخ کا شدت سے انتظار ہے آپ خوش اخلاق نڈر ملنسار بڑے ہی جرتمند مہمان نواز اور دراز قد کاٹھ اور شکیل نوجوان ہیں آپ شادی شدہ ہیں

(ر) نائب صوبیدار نور عالم خان منگرال: آپ راجہ قاشم علی خان کے فرزند تھے۔آپ اپنے وقت کے نامی گرامی شخصیت تھے۔ گاؤں میں ان کا گھر معززین علاقہ کا مرکز ہوا کرتا تھا۔گورنمنٹ کا کوئی افسر جب کبھی گاؤں جاتا تحصیلدار، پٹواری، گرداور یا پولیس کا کوئی بھی اہل کار تو وہ آپ کے گھر میں قیام کرتا اور یہاں ہی بیٹھ کر عوامی امور کو طے کرتا آپ بڑے مہمان نواز اور غربا پرور

غربا پرور نیک سیرت سفید ریش بزرگ ہیں آپ ڈھانڈہ مری کے علاوہ اسلام آباد میں بھی ذاتی رہائش گاہ رکھتے ہیں اس خاندان کے صدیوں سے ناطے رشتے خاندان قریشی الہاشمی کے علاوہ منگرال خاندان میں بھی ہوتے ہیں آپ کے تین بیٹوں کی تفصیل یوں ہے راجہ شعیب خان بی ایس سی میتھ کرنے کے بعد آج کل کویت کی ایک لوکل کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں دوسرے راجہ محمد شفیق خان ایف اے کرنے کے بعد سعودیہ میں کاروبار کر رہے ہیں تیسرے راجہ محمد صہیب خان بی کام کرنے کے بعد پی اے ایف کالونی میں کاروبار کر رہے ہیں ناموں کی تفصیل کے لئے حصہ شجرہ نسب ملاحظہ فرمائیں۔

راجہ محمد بشیر خان: آپ ریٹائرڈ نائب صوبیدار نور عالم خان کے تیسرے فرزند تھے ڈھانڈہ مری میں پیدا ہوئے اور مقامی سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور کراچی چلے گئے جہاں آپ کراچی پولیس میں بھرتی ہو گئے اور 1981ء میں 26 سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ آئے اور گھر آنے کے بعد آپ اکثر اوقات بیمار ہی رہتے تھے 17 دسمبر 1993ء بعمر ساٹھ سال بروز جمعہ انتقال کر گئے آپ نیک طبع اور خوش مزاج تھے آپ کے چار بیٹے ہوئے راجہ محمد رقیب خان راجہ محمد وسیم خان راجہ محمد نسیم خان اور راجہ محمد انیس خان۔

حاجی محمد رقیب خان: آپ ڈھانڈہ میں پیدا ہوئے اور مقامی سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا جب جواں ہوئے تو بسلسلہ روزگار سعودیہ چلے گئے جہاں چھ سالوں تک کمپنی میں سروس کرنے کے بعد 1997ء میں وطن واپس آ گئے سعودیہ

میں رہتے ہوئے فریضہ حج کی ادائیگی کا بھی شرف ملا وطن واپس آ کر سول کاروبار ٹھیکیداری سے وابستہ ہیں۔اور دوبارہ بیرون ملک جانے کے متمنی ہیں آپ خوش اخلاق و باعزم محنتی انسان ہیں۔ چھوٹے بھائیوں کی کفالت و تعلیم کے بوجھ بھی آپ ہی کے ذمہ ہیں۔

الحاج محمد سلیم خان: آپ گاؤں ڈھانڈہ کے علاوہ پنڈی میں بھی رہائش پذیر تھے۔آپ نے مڈل تعلیم پائی اور کراچی چلے گئے جہاں آپ نے پاکستان ریلوے میں بھرتی ہو کر 16 سالہ سروس کے بعد استعفیٰ دیااور سعودی عرب چلے گئے وہاں آپ ایک کمپنی میں دس سال تک ملازمت کرتے رہے اور فریضہ حج بھی بارہا ادا کیاوطن واپس آئے اور شکریال میں ذاتی مکان بنوا کر مستقل رہائش اختیار کر لی آپ نیک سیرت تھے شریف النفس متقی و پرہیز گار تھے سخاوت و مہمان نوازی میں بھی درجہ امتیاز رکھتے تھے آپ نے تقریباً 55 سال کی عمر میں 24 اکتوبر 1992ء انتقال کیااور پنڈی میں ہی دفنائے گئے آپ کے بالترتیب پانچ فرزند ہوئے راجہ محمد سعید خان جو میٹرک پاس ہیں دوسال سعودیہ میں ملازمت کے بعد آج کل سول ڈرائیونگ سے وابستہ ہیں راجہ محمد رئیس خان آپ ایف اے کر کے پنجاب پولیس میں بھرتی ہو گئے تیسرے راجہ محمد طاہر خان ہیں جبکہ راجہ محمد کبیر خان نے میٹرک کیا اور پنجاب پولیس میں سروس کر رہے ہیں اور چھوٹے راجہ محمد زاہد خان ہیں جو سول کاروبار کرتے ہیں۔

محمد نصیر خان: مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد 1965ء میں فوج میں بھرتی

ہوئے تین ماہ کی شارٹ ٹریننگ کی تو آپ کو کھیم کرن محاذ پر تعینات کیا گیا تمغہ جنگ حاصل کیا 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے موقع پر سابقہ مشرقی پاکستان میں تھے ساڑھے تین ماہ کا عرصہ آپ کو یہاں آئے ہوئے گذرا تھا کہ آپ زخمی ہو گئے اور انہی دنوں میں بقیہ فوج کے ہمراہ آپ کو جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ اور تین ماہ تک ہندوستان کے ہسپتال میں زیر علاج رہے اور دو سال چار ماہ تک آپ اپنی فوج کے ہمراہ ہندوستان میں رہے ہندوستان سے واپسی پر آپ کو کوئٹہ لورالائی میں دس سالہ فوجی خدمات کے بعد 1974ء میں بہ عہدہ لیس نائیک ریٹائرڈ کیا گیا آج کل گاؤں میں زمینداری اور سول کاروبار کرتے ہیں۔خوش طبع خوش اخلاق و ملنسار انسان ہیں آپ کے تین بیٹے ہیں راجہ محمد نعیم نے ایف اے کر لیا ہے اور فوج میں بھرتی ہونے کے متمنی ہیں۔جبکہ دوسرے محمد نعیم میٹرک پاس ہیں اور قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں جبکہ تیسرے راجہ محمد نجیب جماعت نہم میں زیر تعلیم ہیں۔

محمد ظفیر خان: آپ ایف اے کر لینے کے بعد سول کمپنی میں بطور ڈرافٹ مین سول ملازمت کر رہے ہیں قومی تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔خوش اخلاق و ذہین الفطرت ہیں۔

مہر بخش خان: آپ راجہ نور محمد خان کے بیٹے تھے ۔ڈھانڈہ آرواڑیاں میں مقیم تھے آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ حشمت علی خان راجہ محسم علی خان راجہ رسمت علی خان محسم علی خان کے تین فرزند ہوئے محمد عالم خان لاولد ہوئے اور دوسرے روشندل خان نے بھی لاولدی میں انتقال کیا جبکہ تیسرے راجہ نذر محمد خان سے

اولادیں چلی ہیں۔

راجہ نذر محمد خان: آپ نے انگریزی دور حکومت میں دو جماعت تعلیم پا کر **1942**ء میں برٹش آرمی میں شمولیت اختیار کر لی برما،منی پور اور آسام ،رنگون کے علاقوں کے علاوہ جاوا سماٹرا میں بھی دوران سروس رہے **1947**ء میں وطن واپس آئے۔اور جنگ آزادی کشمیر کے موقعہ پر پونچھ سیکٹر میں جنگی خدمات انجام دیں اور **1963**ء میں بہ عہدہ حوالدار ریٹائرڈ آئے اور **1965**ء کی پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر آپ کو دوبارہ بلایا گیا اور توپ خانہ **104** لائٹ بیٹری میں **1967**ء تک دوبارہ خدمات بہم پہنچائیں **1971**ء کے جنگ میں بھی خدمات انجام دیں آج کل آپ گھر پر قیام پذیر ہیں اور تقریبا **80** سال کی عمر میں نہایت ہی صحت مند و توانا قدوقامت کے مالک ہیں زراعت کاری کا کام ابھی تک اپنے ہاتھوں انجام دیتے ہیں آپ ابھی تک شوقین المزاج ہیں آپ کے چھ فرزند ہیں سب سے بڑے راجہ اختر نواز جو کہ ریلوے پولیس میں بطور سب انسپکٹر حاضر سروس ہیں۔دوسرے راجہ پرویز اختر جو کہ ملٹری پولیس میں سے پندرہ سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ آ گئے ہیں جبکہ تیسرے راجہ تنویر اختر پاکستان آرمی میں چودہ سالہ سروس میں داخل ہیں راجہ جاوید اختر اور راجہ اورنگزیب بھی راجہ نذر محمد خان کے فرزند ہیں۔ناموں کی مکمل تفصیل کے لئے حصہ شجرہ نسب کا مطالعہ فرمائیں۔

خاندان منگرال راجپوت گاؤں کھیراٹ (تحصیل کوٹلی ستیاں)

بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ پاخرالدین کوٹلی سہنسہ کی طرف سے تقریباً پونے دوصدی قبل آئے اور متذکرہ گاؤں میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔آپ کا شجرہ نسب سابقہ ریکارڈ سے یوں ملتا ہے ۔راجہ پاخرالدین بن راجہ کیدوخان بن راجہ گوہڑا المعروف گوہر خان بن راجہ عظمت خان بن راجہ کاجدان خان بن راجہ دان خان بن راجہ سہنس پال راجہ پاخرالدین کی اولادوں کا شجرہ یوں مذکور ہے۔ راجہ پاخرالدین کے ایک فرزند راجہ ڈوڈاخان کے دو بیٹے سسینار خان اورکالو خان ہوئے ۔راجہ کالوخان کے چھ فرزندوں کے نام یوں ہیں۔ راجہ نمانان خان راجہ اللہ دین خان لاولد راجہ کریم بخش خان راجہ کیڑو خان راجہ بدردین خان اور راجہ فقیروخان۔اب ان کی نامور اولادوں کے حالات زندگی بذیل گذارش کئے جاتے ہیں ناموں کی مکمل تفصیل کے لئے حصہ شجرہ کا ملاحظہ فرمائیں۔

راجہ کالو خان: آپ علاقہ و برادری میں بااثر تھے ایام زندگی جرگہ پنچائتوں میں بطور ثالث اہم رول ادا کرتے رہے۔مالی طور پر مستحکم تھے۔ڈھانڈہ و چھچانہ دونوں مواضعات میں آپ رہائش پذیر رہے۔آپ کی زمین موضع ڈھانڈہ کھیراٹ چھپریاں چھانبہ باڑین گاؤں تھاتھہ تحصیل کوٹلی ستیاں وتحصیل مری میں ہیں آپ کے بیٹے آباد ہوئے۔زمین داری اور مال مویشی بکثرت پال رکھے تھے۔علاقہ و برادری میں آپ کا گھرانہ امیر شمار ہوتا تھا۔ آپ ناظرہ قرآن کے ساتھ ساتھ پابند صوم و صلوۃ تھے۔اصول شریعت پر کاربند رہے۔باکردار و جرتمند انسان تھے۔طاقتور دراز قد کاٹھ

سخی مہمان نواز تھے تقریبا 92 سال کی عمر میں وفات پائی اور موضع چھجانہ میں دفنائے گئے آپ کے بیٹوں کے حالات زندگی بذیل عرض ہیں۔

راجہ نمانان خان: آپ ولی اللہ تھے عبادات و ریاضت پنجگانہ نمازوں کے ساتھ ساتھ اکثر نماز تہجد بھی گذارتے تھے پکے سچے مسلمان تھے جرتمندی و بیباکی میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ رحمت دین خان جو کہ گاؤں چھانبہ میں آباد تھے۔راجہ شرفدین خان نے لاولد وفات پائی راجہ مہرالدین خان جو چھپریاں میں آباد تھے۔رحمت دین خان کے دو فرزند ہوئے راجہ محمد آزاد خان راجہ محمد نواز خان یہ دونوں بھائی خواندہ ہیں اور سول کاروبار کرتے ہیں راجہ محمد آزاد خان کے تین فرزند ہوئے راجہ محمد ضیاف خان راجہ محمد نیاز خان جو کہ میٹرک کا امتحان امسال دے چکے ہیں اور تیسرے محمد فیاض خان ہیں یہ تینوں بھائی اپنے ماموں راجہ محمد سوار منگرال کے ساتھ ڈھوک علی اکبرراولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔محمد نیاز خان خوش مزاج نوجوان ہیں آپ خوش آواز ہونے کے ساتھ ساتھ مقابلہ نعت خوانی میں بھی حصہ لیتے ہیں۔جبکہ راجہ محمد ضیاف سول ملازمت کرتے ہیں۔خوش اخلاق خاموش طبع نیک سیرت انسان ہیں۔راجہ کالو خان کے دوسرے بیٹے راجہ اللہ دین خان نے لاولد وفات پائی۔نماناں خان کی دعائے کاملہ سے اللہ تعالیٰ نے گاؤں چھپریاں میں پانی کا چشمہ دیا جس سے پورا گاؤں بذریعہ پائپ پانی استعمال کرتا ہے آپ اپنے محلہ کے بچوں کو درس قرآن بھی دیتے رہے آپ نے 95 سال کی عمر میں وفات پائی۔

راجہ کریم بخش خان: آپ راجہ کالو خان کے تیسرے فرزند تھے۔آپ ناظرہ قرآن اور دینی نقطہ نظر سے پکے سچے مسلمان تھے دراز قدوقامت مضبوط جسم اور طاقتور تھے زمینداری کو ذریعہ معاش بنایا اور اچھا گذر بسر کیا مالی طور پر مستحکم تھے سخاوت و مہمان نوازی میں بھی نمایاں تھے اچھے کردار وعمل کے مالک تھے آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔حوالدار احمد دین خان راجہ محمد حسین خان راجہ محمد عزیز خان لاولد راجہ محمد اکبر خان راجہ محمد سہیل خان۔

ریٹائرڈ حوالدار احمد دین خان: انگریز کے دور حکومت میں سکول سے دو جماعتیں پاس کیں۔جب ایام جوانی کو پہنچے تو برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے۔دوران سروس مزید تعلیم حاصل کی جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو پاکستان آرمی میں آ گئے۔1965ء سے قبل آپ حوالدار ریٹائرڈ آ چکے تھے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں آپ سے جنگی خدمات لی گئیں۔حکام اعلی نے آپ کو حسن کارکردگی کے صلہ میں تمغہ جات و سندات سے بھی نوازا تھا۔آپ کو دین برحق اور پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی میں اچھا ذوق تھا بہادری مہمان نوازی میں درجہ امتیاز کے مالک تھے۔آپ دراز قد طاقتور اور نڈر تھے۔آپ 22فروری 1998ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔آپ کے چار بیٹے ہوئے راجہ محمد اصغر خان،راجہ منصب داد خان،راجہ محمد گلبار خان،راجہ محمد مشتاق خان۔

راجہ محمد اصغر خان: آپ کی سابقہ دور کی مڈل تعلیم ہے۔تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد آپ ملی خدمات بہم پہنچانے کی غرض سے پاکستان آرمی میں بھرتی

ہو گئے آپ 1964 ء میں بھرتی ہوئے اور عسکری کورس مکمل کرتے ہی پاک بھارت جنگ کا آغاز ہو گیا اس وقت آپ چھنب جوڑیاں محاذ پر تعینات تھے کہ ہندوستانی جہاز نے برسٹ مار کر آپ کوزخمی کردیا۔گویا کہ آپ کی ایک ٹانگ کٹ گئی۔اور تین دن تک مورچہ میں رہے۔اور تمام ایمونیشن جو مورچہ میں موجود تھا آپ نے ختم کیا۔آپ کو اس بہادری پر حکام اعلی نے تمغہ جرت اور ایک مربعہ زمین بطور انعام دی آج کل آپ فوجی فاؤنڈیشن سکول اسلام آباد میں سروس کر رہے ہیں۔آپ خوش اخلاق ملنسار نڈر اور با جرآت انسان ہیں۔

راجہ منصب داد خان: آپ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان پولیس میں بھرتی ہو گئے 25 اگست 1971ء میں آپ نے محکمہ پولیس میں حصہ لیا 1982ء میں صوبہ بلوچستان کی باڈر لائن پر تعینات تھے۔رات کے وقت آپ نے سمگلروں کو دیکھا انہیں پکڑنے کی غرض سے تعاقب شروع کیا۔تو انہوں نے اندھا دھند فائرنگ شروع کردی جس کی وجہ سے آپ زخمی بھی ہو گئے مگر اسی حالت میں سمگلروں کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔حکام بالا نے اس بہادری کے صلہ میں آپ کو مبلغ پچاس ہزار روپے اور ایک سند ،،سی سی ،، فسٹ انعام دیا۔ آپ نے چھبیس سالہ ملی خدمات کو بڑے احسن طریقہ سے نبھایا اور 1996ء میں بہ عہدہ اے ایس آئی ریٹائرڈ ہو گئے۔آپ پکے سچے مسلمان ہیں اور پابند صوم و صلوۃ مہمان نواز خوش گفتار و خوش مزاج شخصیت کے مالک ہیں قومی تاریخ سے اچھی معلومات و دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند راجہ محمد ارشد راجہ محمد مظہر خان جو کہ سول کاروبار کرتے ہیں اور تیسرے راجہ محمد آصف خان ہفتم میں زیر تعلیم ہیں اور ساتھ ہی مدرسہ سوہادہ شریف

تحصیل دہیرکوٹ آزاد کشمیر میں حفظ القرآن بھی کر رہے ہیں۔

راجہ محمد گلباز خان: آپ نے مڈل کا امتحان پاس کیا اور 1971ء میں کراچی ٹریفک پولیس بھی بھرتی ہو گئے ۔آٹھ سالہ خدمات کے بعد گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے استعفی دے کر گاؤں واپس آ گئے۔بعد ازاں آپ بسلسلہ روز گار عراق چلے گئے۔جہاں پونے دوسال کا عرصہ گذارکرپھر وطن واپس آگئے زمینداری گھریلو دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ سول کاروبار سے وابستہ ہیں۔دینی علوم میں بھی اچھی مہارت رکھتے ہیں پابند صوم وصلوۃ خوش اخلاق مہمان نواز شخصیت کے مالک ہیں۔آپ کے چار بیٹے ہیں تفصیل کے لئے حصہ شجرہ نسب ملاحظہ فرمائیں۔

راجہ محمد مشتاق خان: آپ نے مڈل کا امتحان پاس کیا اور 1979ء میں یو بی ایل بنک میں بطور لفٹ اپریٹر بھرتی ہو گئے۔1982ء میں اسی بنک میں بطور کلرک ڈیوٹی شروع کی حصول تعلیم کا سلسلہ آپ جاری رکھے ہوئے تھے۔چنانچہ دوران سروس میں ہی بی اے،ایل ایل بی بھی کر لیا اور بدستور ترقی پاتے ہوئے کیشئر کے طور پر بنک میں ڈیوٹی دینے لگے۔اسی دوران وکالت کا کورس بھی پاس کر لیا ۔سترہ سالہ سروس کے بعد آپ کو گولڈن شک ہینڈ کے تحت ریٹائرڈ کیا گیا۔آج کل آپ شکریال راولپنڈی میں مستقلا رہائش پذیر ہیں۔ مہمان نوازی و خوش اخلاقی میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔مضبوط قدوقامت خوش طبع و خوش گفتار ہیں یوں تو یہ پورا خاندان پابند صوم و صلوۃ ہے مگر آپ پنجگانہ نمازیں بڑے ہی خلوص و اہتمام کے ساتھ ادا کرتے ہیں آپ کے تین بیٹے راجہ محمد سلیم خان راجہ محمد فہیم خان راجہ محمد وسیم خان

زیر تعلیم وزیر پرورش ہیں۔اس خاندان میں سے بعض احباب کی سوانعمریاں دستیاب نہیں ہوسکیں تفصیلا ناموں کا ذکر حصہ شجرہ نسب میں ملاحظہ کریں۔

راجہ عمرالدین عرف کیڑوخان: آپ صرف دینی تعلیمات رکھتے تھے پکے سچے مسلمان تھے۔مالی طور پر مستحکم تھے۔آپ نے جنات قابو کرنے کی غرض سے چلہ کشی کی اور جنات قابو کئے تھے۔آپ کا ذریعہ معاش زمینداری اور سول کاروبار رہا۔آپ دراز قد غیور طبع مہمان نواز سخی اور غربا پرور تھے۔طاقت میں سارے بھائی طاقت کے بے تاج بادشاہ تھے۔آپ راجہ کالو خان کے چوتھے فرزند تھے۔آپ گاؤں باڑین تحصیل کوٹلی ستیاں میں رہائش پذیر تھے۔آپ کے ایک ہی فرزند راجہ محمود حسین تھے جو لاولد انتقال کر گئے تھے۔

راجہ فکرالدین خان: آپ علاقہ و برادری مین بڑے با اثر تھے۔ایام کمسنی میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔آپ بھائیوں میں بڑا اتحاد و تعاون رہا آپ نے بڑی جرتمندی سے حالات کا مقابلہ کیا زمینداری و مال مویشی پالنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ رہا۔ آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ سید اکبر خان راجہ عبدالعزیز خان راجہ محمد عزیز عرف مکھن خان جو کہ تینوں ہی بڑے پکے سچے مسلمان تھے اور بڑے باکردار رہے۔

راجہ مہرالدین خان: آپ راجہ نماناں خان کے فرزند تھے آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز برٹش آرمی میں شامل ہو کر کیا۔آٹھ نوسالہ سروس کے بعد ملک کے قیام کے موقعہ پر وطن واپس آئے۔آپ موضع چھپریاں کے مقام پر رہائش پذیر

تھے۔زمینداری و سول کاروبار پر اچھا گذارہ کیا۔ دینی علوم میں اچھی مہارت تھی متقی و پرہیز گار رہے دراز قد طاقتور اور بڑے غیرتمند تھے۔تقریبا 75 سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے نوفرزندہوئے راجہ محمد اسحاق خان راجہ محمد نیاز خان حافظ محمد اخلاق خان حافظ ممتاز خان راجہ محمد آزاد خان راجہ محمد الطاف خان راجہ محمد رزاق خان راجہ محمد اقبال خان اور راجہ محمد سلیمان خان اب ان میں سے نامور شخصیات کے حالات زندگی ضبط تحریر میں لائے جا رہے ہیں۔

سپاہی راجہ محمد نیاز خان : آپ مڈل پاس کرنے کے بعد پاکستان آرمی کی ایم ٹی کور میں بحثیت ڈرائیور پندرہ سالہ خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ آئے ہیں خوددار و جرتمند ہیں۔

حافظ راجہ محمد اخلاق خان: آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر قرآن کریم حفظ کیا آج کل کوہتی تحصیل مری کی مسجد میں امامت و درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں خوش گفتار خوش اخلاق و ملنسار ہیں۔آپ خوش نویس ہیں آپ نے پورا قرآن پاک اپنے ہاتھ سے لکھا ہے جس سے آپ کی قابلیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

قاری محمد ممتاز خان: آپ حافظ القرآن ہیں میٹرک بھی پاس کر چکے ہیں آج کل آپ موضع چھپریاں کی مسجد میں درس و تدریس و امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں آپ خوش آواز و خوش گفتار ملنسار انسان ہیں۔

سپاہی راجہ محمد الطاف: آپ مڈل پاس کرکے پاکستان فوج میں بھرتی ہو گئے

18 سالہ سروس کے بعد حال ہی میں ریٹائرڈ آئے ہیں آپ بڑے بااوصاف ہیں۔

حوالدار راجہ محمد اقبال خان: آپ ایف اے کرنے کے بعد 1981ء میں جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر بری فوج میں بھرتی ہو گئے اور بہ عہدہ حوالدار ملی خدمات کا فریضہ انجام دے رہے ہیں بڑے با جرآت اور نڈر انسان ہیں آپ کے باقی بھائی کھیتی باڑی و دیگر سول کاروبار کرتے ہیں۔

مولوی میراکبر خان: آپ راجہ بدرالدین خان بن راجہ کالو خان کے فرزند تھے ۔آپ اسلامی علوم میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔اور باعمل انسان تھے۔مہمان نوازی میں بھی درجہ امتیاز رکھتے تھے۔علاقہ و برادری میں بڑے با اثر تھے لڑائی جھگڑا و دیگر معاملات میں لوگوں کے درمیان فیصلہ و صلح صفائی کرانے میں کبھی دیر نہ کرتے تھے علوم فقہہ و احادیث میں بھی ایک درجہ کی مہارت تھی۔آپ نے گاؤں کھیراٹ کی مقامی مسجد میں پورے انتظامات دینیہ کو سنبھالے رکھا سخاوت میں بھی درجہ خاص حاصل رہا آپ نے تقریباً 62 سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا آپ کے ایک ہی فرزند راجہ اختیار خان ہوئے ہیں جو پیشہ تجارت و زمینداری پر گذر اوقات کرتے ہیں پڑھے لکھے ہیں اور پابند صوم و صلوۃ ہیں آپ کے دو فرزند ہیں۔قاری محمد رئیس چشتی اور راجہ محمد سعید۔

قاری محمد سعید چشتی: آپ میٹرک میں بھی زیر تعلیم ہیں اورسوہاوہ شریف تحصیل دہیرکوٹ کے درس سے قرآت کے سند یافتہ ہیں۔باصلاحیت نوجوان ہیں جبکہ راجہ محمد سعید خان سوہاوہ شریف درس میں حفظ القرآن کر رہے ہیں۔

راجہ کالا خان: آپ متقی و پرہیز گار ہیں ناظرہ قرآن پڑھ لیتے ہیں۔زمینداری و سول کاموں سے رزق حلال کما کر کھاتے ہیں۔اچھے باکردار و باجرآت انسان ہیں۔برادری میں بااثر ہیں اور تقریباً 55 سالہ عمر میں ہیں آپ کے سات فرزند ہیں راجہ محمد قربان خان جو کہ ایف اے کے بعد پرائمری ٹیچر کا کورس کر رہے ہیں قومی تاریخ سے اچھی دلچسپی رکھتے ہیں جبکہ محمد ادریس مدرسہ باڑین میں حفظ القرآن اور ہفتم کے طالب علم ہیں۔

راجہ دلی خان: آپ راجہ روڈا خان کے پوتے تھے آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ ولی محمد خان راجہ سیف الملوک خان راجہ میر خان ولی محمد خان کے ایک فرزند محمد رفیق عرف پھنوں کے ایک بیٹا راجہ محمد اسلم خان ہوئے جو کہ نندی چھچانہ میں رہائش پذیر ہیں اورسول کاروبار کرتے ہیں۔آپ کے تین بیٹے ہیں راجہ محمد تسلیم راجہ محمد وسیم راجہ محمد ندیم آپ کے دوسرے بیٹے سیف الملوک کے ہاں ایک فرزند ہوا راجہ محمد الٰہی جو کہ کاہیاہ بانڈی میں آباد ہے مکمل حالات دستیاب نہیں ہوئے جبکہ راجہ میر خان کے تین فرزند ہیں جو کہ تینوں لاولد ہیں محمد شفیع خان راجہ محمد رفیق خان راجہ کلہ خان۔

اولاد راجہ کالو خان کا تاریخی پس منظر: یہ برادری موضع کھیراٹ میں آباد ہے اور ڈھانڈہ میں ذاتی ملکیتی زمینیں ہیں ان میں دینی و دنیاوی علوم کا نسبتاً اچھا شوق ہے خوش اخلاق و مہمان نوازی میں بھی درجہ امتیاز کے مالک ہیں گاؤں گوگا کے ساتھ ہی دوسرا گاؤں کھیراٹ ہے یہ دونوں مواضعات تحصیل کوٹلی ستیاں میں

آتے ہیں۔ ڈھانڈہ تحصیل مری سے ایک کچی سڑک ان مواضعات کو ملاتی ہے
ڈھانڈہ تحصیل مری میں آتا ہے۔ ویسے تو یہ مواضعات دو تحصیلوں کے ناموں پر تقسیم
بڑی دوری نظر آتی ہے۔مگر یہ سارے گاؤں قریب قریب واقع ہیں ڈھانڈہ
میں بڑا اچھا بازار بھی ہے یہاں سے ضروریات زندگی کی تمام اشیاء ملتی ہیں گاڑیاں
مری سنی بنک ٹوپہ سے نیو مری گلہڑہ گلی اور پھر وہاں سے دو سڑکیں نکلتی ہیں ایک
سڑک سانج چہارہان کی طرف اور دوسری ڈھانڈہ آتی ہے ڈھانڈہ بازار میں جامع
مسجد ہائی سکول و دیگر تمام سہولیات زندگی دستیاب ہیں یہ اچھا خوبصورت صحت افزاء
اور پر کشش علاقہ ہے دین اسلام سے اچھی وابستگی خوش اخلاق ملنسار لوگ ہیں یہاں
ستی خاندان کی بھی خاصی آبادیاں ہیں سبھی لوگ بڑے خوش اخلاق ہیں منگرال
خاندان کے لوگ سرکاری نیم سرکاری و سول ملازمتوں کے علاوہ زراعتکاری پر خاصی
توجہ دیتے ہیں راجہ کالا خان کی اولادیں کافی بڑھیں پھلیں اور اچھے باکردار لوگ
ہیں۔

راجہ محمد حسین منگرال (کھیراٹ)

آپ راجہ کریم بخش کے گھر میں موضع کھیراٹ تحصیل کوٹلی ستیاں میں پیدا ہوئے پرائمری تعلیم پائی آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز پاکستان آرمی میں بھرتی ہو کر کیا۔نہایت ہی نڈر اور فرض شناس سپاہی تھے۔آپ نے 1971ء کی جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔اس دوران آپ جنگی قیدی بھی ہوئے سولہ سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ آ گئے۔بقیہ زندگی شعبہ زراعت میں گھریلو طور پر گذاری آپ کے فرزند ہوئے ہیں۔راجہ محمد مسکین، راجہ محمد منظور، محمد لطیف، راجہ محمد رقیب۔

راجہ محمد مسکین

آپ کی تاریخ پیدائش سال 1954ء ہے۔آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔اور پاکستان مشین ٹول فیکٹری میں ملازم ہو گئے اپنے فرائض بڑے احسن طریقہ سے سرانجام دیئے۔دو ماہ کے لئے سعودیہ چلے گئے تھے۔جہاں فریضہ حج کی ادائیگی کا شرف نصیب ہوا۔آپ بڑے ہی شریف النفس غریب پرور انسان ہیں۔ابھی تک کراچی میں ملازمت کر رہے ہیں۔

راجہ محمد منظور

آپ کی تاریخ پیدائش سال1956ء ہے مڈل تعلیم ہے۔سول جاب میں مہارت حاصل کر کے روزی کمار ہے ہیں۔اپنے فن میں بڑے ماہر ہیں۔پر وقار شخصیت کے مالک حق گوانسان ہیں۔اپنے اہل وعیال کی کفالت پرُ وقار طریقہ سے کررہے ہیں۔آپ کی خواہش ہے کہ باہمی اتحاد وتعان قبیلہ میں قائم رہے پابند صوم وصلوۃ ہیں۔

راجہ محمد لطیف

آپ کی تاریخ پیدائش سال1958ء ہے۔آپ پرائمری پاس ہیں۔بڑے بے باک نڈر حق بات منہ پر کہنے والے سول کاروبار سے وابستہ ہیں۔قبیلہ وبرادری سے حد درجہ لگاؤ رکھتے ہیں۔

راجہ محمد رقیب

آپ کی تاریخ پیدائش1975ء ہے میٹرک پاس کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں بھرتی ہوگئے۔اپنے فرائض مظفرآباد میں سرانجام دے رہے ہیں۔دوران سروس آپ نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے ایف اے کا امتحان بھی دیا ہے۔بڑے ہی ذہین وفطین شخصیت کے مالک ہیں نڈر پروقار اوراپنی قومی تاریخ سے دلچسپی لیتے ہیں۔مزید تعلیم حاصل کر کے آپ مقام حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔

راجہ کرمدین خان

آپ کی اولادوں میں ایک گل محمد نامی شخص ہوگذرے ہیں۔راجہ گل محمد کے ایک صاحبزادے علی شان ہوئے۔جن کے بیٹے کا نام راجہ عبدالرحمٰن ہے۔

راجہ عبدالرحمٰن خان

آپ بڑے بہادر اور نڈر انسان تھے۔آپ نے کچھ عرصہ فوج میں بھی ملازمت کی اور بعد میں زراعتکاری کرتے ہوئے عمر گذاری عبادت گذاری کے ساتھ ساتھ آپ عمل تعویذات میں بھی مہارت رکھتے تھے۔سینکڑوں مریض آپ کے تعویذات سے فیض یاب ہوئے۔آپ ڈھوک گلی میں آباد تھے۔آپ کے تین فرزند کالوخان مصری خان شمروز خان ہوئے۔

راجہ کالوخان

جو کہ بڑے بہادر اور خداترس انسان تھے۔محنت مزدوری اور کاشتکاری کرتے تھے۔ایام جوانی ہی میں 32 سالہ زندگی کے بعد رحلت پاگئے۔آپ کے تین فرزند ہوئے محمد اسمٰعیل، محمد اشتیاق، محمد افتخار۔

راجہ شمروز

آپ موضع چھپریاں میں آباد ہیں۔زراعتکاری سے وابستہ ہیں۔مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتے رہے بہت ہی سادی طبیعت کے مالک ہیں ان کا ایک فرزند محمد ادریس جماعت ششم میں زیر تعلیم ہے۔

راجہ مصری خان

آپ ڈھوک گلی میں مقیم تھے۔لیکن تبدیلی حالات کے پیش نظر راولپنڈی آکر آباد ہوگئے ماہر فنون اور محنتی شخص تھے۔بعدازاں وفات پاگئے۔آپ مزاحیہ انسان تھے۔اور لوگ بڑے ہی شوق سے آپ کی باتیں سنا کرتے تھے۔آپ کے ایک ہی فرزند محمد ریاض خان جو کہ راولپنڈی میں آباد ہیں شریف النفس باکردار برادری وقبیلہ کے لئے درددل رکھتے ہیں۔

راجہ اسمٰعیل خان

آپ ایام بچپن ہی یتیم ہوگئے تھے۔بہن بھائیوں اور والدہ کی پرورش بھی آپ کے ذمہ آگئی

۔چھوٹی عمر سے اب تک یہ ذمہ داری بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔مڈل تک آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔زراعتکاری اور ٹھیکیداری پر گذر بسر کرتے ہیں۔قبیلہ وبرادری سے اچھا لگاؤ اور شریف النفس انسان ہیں۔

راجہ علی شان خان

آپ کے بیٹے ہوئے ہیں شامدل خان، مندہ خان اور کیٹرو خان شامدل خان، مندہ خان لاولد ہوئے۔

راجہ کیٹرو خان

آپ موضع آخیاٹ چھجانہ میں رہائش پذیر تھے۔آپ نے فوجی ملازمت بھی کی۔ایبٹ آباد میں بطور نائب قاصد بھی سروس کی۔آپ کو حکام کی طرف سے دونوں پنشنیں ملا کرتی تھیں۔بڑے جرتمند نڈر انسان تھے ریٹائرمنٹ کے بعد بقیہ عمر گھر پر ہی گذاری زمینداری میں بے مثال مانے جاتے تھے۔فنون میں بھی مہارت رکھتے تھے۔بڑے ہی ہنس مکھ انسان تھے۔آپ محتاجی کو لعنت سمجھتے تھے۔زندگی کے آخری ایام میں بھی اکیلے ہی رہے اور 85 سال کی عمر میں بھی کبھی کسی سہارا کی تلاش نہ کی آپکے دو فرزند راجہ محمد جلیل اور راجہ محمد نصیر ہوئے۔

راجہ محمد جلیل خان

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ایبٹ آباد کاکول میں بطور سول ملازمت سے کیا۔نہایت ہی فرض شناسی سے خدمات انجام دیتے رہے۔حکام آپ کی خدمات سے بہت خوش تھے 25 سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔بڑے ہنس مکھ انسان ہیں۔آپ کے ایک ہی فرزند مسرت محمود ہیں۔

راجہ محمد نصیر خان

آپ الیکٹرونکس آلات کی مرمتی میں ماہر کاریگر ہیں ایک عرصہ تک یہ کام کرتے رہے۔آجکل آپ معذور ہیں عبادت گذاری میں ہروقت محو رہتے ہیں۔آپ کے دو بیٹے ہیں راجہ ابرار خان راجہ اخلاق خان جو کہ زیر تعلیم ہیں راجہ اخلاق خان میٹرک کر چکے ہیں اور اہل خانہ کی کفالت کی ذمہ داری آب کے سر پڑگئی ہے۔آپ اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی رکھتے ہیں۔قبیلہ و برادری کے لئے درددل کے مالک ہیں۔

خاندان منگرال راجپوت (نور پور) لورہ تحصیل ایبٹ آباد

یہ خاندان لورہ کے موضع نور پور میں آباد ہے لورہ ضلع ہزارہ اور تحصیل ایبٹ آباد میں آتا ہے اس خاندان کے جد امجد کوٹلی منگرالاں کشمیر سے نقل مکانی کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔تعداد میں اس وقت تک کافی اکثریت ہے۔صرف ایک ہی شاخ کا حوالہ موصول ہوا ہے۔حوالہ دینے والے راجہ ذوالفقار احمد خان پاکستان ائرفورس میں سروس کررہے ہیں۔دوبارہ ان سے راقم کا رابطہ منقطع ہوگیا۔انہوں نے بیان ہمارے جد امجد کا نام راجہ امیر محمد خان تھا۔جن کے دو بیٹے ہوئے راجہ ولی محمد خان لاولد ہوگئے اور دوسرے راجہ محمد دین خان کے چار بیٹے ہوئے جن کے نام یوں ہیں راجہ ذوالفقار احمد۔راجہ عبدالغفار راجہ عبدالستار اور محمد ضفین خان۔ذوالفقار احمد کے بیٹوں نام ہیں۔افضال احمد' اقتدار احمد' رخسار احمد اور عقیل احمد' عبدالستار کا ایک بیٹا ابوبکر نامی ہے۔عبدالغفار خان کے تین بیٹے ہیں۔کامران عمران سہیل مکمل حالات و شجرہ دستیاب نہ ہوسکا۔

خاندان منگرال راجپوت (موضع سانج، چارہان مری)

راجہ صاحب خان المعروف ساوہ خان کے دوفرزند ہوئے راجہ مرزا خان وراجہ غرمت خان۔ راجہ مرزا خان کے فرزند کا نام راجہ روشن خان تھا جن کے فرزند کا نام راجہ سالت خان تھا۔ راجہ سالت کے بیٹے کا نام راجہ برخودار خان اور اُن کے دو بیٹے تھے جن کا نام راجہ جمال خان اور راجہ کمال خان تھا۔ راجہ کمال خان کے فرزند راجہ عمر علی خان کے چار فرزندوں کے نام یوں ہیں۔ راجہ جعفر علی خانؒ، راجہ جانو خان (لاولد)، راجہ صدرالدین خان، راجہ گل محمد خان۔ راجہ جعفر علی خانؒ علاقہ وبرادری میں بڑے نامی گرامی آدمی تھے۔ دینی علوم میں حد درجہ کمال رکھتے تھے۔ اور دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک صاحب حیثیت، مالدار اور سخی آدمی تھے۔ آپ کی اس بڑائی کی وجہ سے علاقے کے لوگ آپ کو میاں جی کہہ کر مخاطب کرتے۔ آپ میاں جعفرا کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے دو ہی فرزند ہوئے۔ عبدالغنی خان، اور عبدالحمید خان۔ آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ نبی جان اور بی بی سرور جان۔ راجہ عبدالغنی خان کے ہاں نو فرزند ہوئے۔ آپ کے فرزندوں میں راجہ علی شان خان (لاولد، صفورا بیٹی) راجہ عبداللطیف خان (حوالدار برٹش آرمی ریٹائر)، راجہ محمد صدیق خان، راجہ عبدالستار خان، صوبیدار حاجی راجہ محمد اسحاق خان مرحوم (2004-1932)، راجہ محمد صادق خان، راجہ محمد رفاق خان، راجہ محمد شمریز خان (انجینئر)، حوالدار راجہ الیاس خان۔ راجہ محمد اسحاق خان بڑے نامی گرامی آدمی تھے۔ جن کا کنبہ علاقہ شکریال میں حال مقیم ہے۔ آپ نے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں دادِ شجاعت حاصل کیا۔ اسکے علاوہ آپ فوج کی طرف سے ڈیپوٹیشن پر سعودی آرمی میں بھی اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپکے ہاں پانچ فرزند ہوئے۔ راجہ بشیر احمد خان (لاولد)، راجہ نذیر احمد خان، راجہ صغیر احمد خان، راجہ گفتار احمد خان (انجینئر) اور راجہ زین العابدین۔ راجہ نذیر احمد خان کے دوفرزند ہیں راجہ حسین احمد خان منگرال اور راجہ حسن عبداللہ بن نذیر خان منگرال۔ راجہ نذیر احمد خان منگرال آج کل PTCL میں بطور ڈیٹا کنٹرولنگ اسسٹنٹ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

راجہ صدرالدین خان: آپ کے ہاں دوفرزند ہوئے راجہ اسمعیل خان، اور راجہ سلطان خان۔ اول الذکر کے تین فرزند حاجی فضل الٰہی، راجہ بدر جمال خان اور راجہ حسن جمال (لاولد) ہوئے۔ راجہ بدر جمال خان کے تین فرزند ہوئے۔ راجہ محمد قدیر خان، راجہ محمد اظہر خان اور کبیر خان، اکثر لوگوں کے حالاتِ زندگی عدم دلچسپی و عدم دستیابی کا شکار ہیں۔ حاجی فضل الٰہی خان کے تین بیٹے راجہ گل نواز

خان راجہ عزیز محمد خان راجہ رضا محمد خان۔

حاجی فضل الٰہی خان: آپ نے انگریزی دور حکومت میں سلول سے تین جماعت پاس کیں دینی علوم میں بڑے ماہر تھے جو گھرانہ سے پائے آپ اکثر اوقات تلاوت کلام الٰہی اور نفلی عبادات میں محو رہا کرتے تھے۔ آپ برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے اور قیام پاکستان کے وقت واپس گھر آ گئے۔ پھر لاہور چلے گئے جہاں ایک میڈیکل سٹور پر 12 سال تک ملازمت کرتے رہے آپ گاؤں میں زمینداری سے وابستہ رہے فریضہ حج بھی آپ نے اسی سال ادا کیا چند ماہ بعد دسمبر 1986ء میں تقریباً بعمر 68 سال وفات پائی۔ آپ شریف النفس حلیم الطبع نیک سیرت انسان تھے سخاوت میں بھی نمایاں رہے قبیلہ میں کبھی کوئی لڑائی جھگڑا یا اونچی آواز میں بات تک نہ کی۔ آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ گل نواز خان راجہ عزیز محمد خان راجہ رضا محمد خان۔

راجہ گل نواز خان: آپ حاجی راجہ فضل الٰہی خان کے گھر میں ڈھوک کلالہ ہوتر کے مقام پر 16 ستمبر 1948ء میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول موہڑہ سیداں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1968ء میں پاکستان نیوی میں بھرتی ہو گئے۔ 1973ء میں نیوی سے مستعفی ہو کر 1974ء میں فیڈرل سیکورٹی فورس میں آ گئے 1977ء میں فیڈرل سیکورٹی فورس سے بطور پولیس کلرک حال تک ڈیوٹی کر رہے ہیں۔ آپ کے تین بیٹے ہیں۔ راجہ شوکت نواز خان جو کہ پرائمری پاس ہیں لیکن معذور ہو گئے۔ دوسرے راجہ شاہد نواز خان بی اے کرنے کے بعد پولیس کالج

سہالہ میں بطور کلرک ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ اور آپ کے تیسرے بیٹے کا نام
ارسلان گل ہے جو زیر تعلیم ہیں۔

حاجی راجہ عزیز محمد خان: آپ پرائمری پاس کرنے کے بعد پاکستان بری فوج
میں بھرتی ہو گئے۔ 1979ء میں سات سالہ خدمات کے بعد مستعفی ہو کر واپس گھر
آ گئے کیونکہ آپ کو گھریلو پریشانیاں تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حصول معاشیات کی
غرض سے آپ نے بیرون ملک سعودیہ جانے کا ارادہ کیا سعودیہ عراق لیبیا اور دوبئی
میں آپ نے 8 سالوں تک مختلف کمپنیوں میں ملازمت کی بیرونی ممالک میں آٹھ
سالہ دور زندگی گذارنے کے بعد مکمل طور پر وطن واپس آ گئے اور 1993ء میں
شکریال راولپنڈی میں ذاتی مکان بنوا کر مستقلاً رہائش کے ساتھ ساتھ پیشہ تجارت
بھی شروع کر لیا آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا آپ خوش اخلاق مستقل مزاج اور
اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپیاں رکھتے ہیں۔ آپ محنتی اور جفاکش انسان ہیں
آپ کے دو بیٹے راجہ طارق عزیز اور راجہ عاقب عزیز زیر تعلیم و زیر پرورش ہیں۔

حاجی راجہ رضا محمد خان: آپ مڈل تعلیم پانے کے بعد پاکستانی بری فوج
میں بھرتی ہو گئے 1985ء تا 1987ء آپ پاکستان فوج کے ہمراہ سعودیہ میں بھی
فرائض انجام دیتے رہے اٹھارہ سالہ سروس کرنے کے بعد آپ ریٹائرڈ آ چکے ہیں
سعودیہ میں رہتے ہوئے فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت بھی نصیب ہوئی آج کل
آپ ڈرائیونگ کرتے ہیں۔ آپ میانہ طبع اور خوش اخلاق ہیں آپ کا ایک بیٹا عامر
محمود جو امسال میٹرک کا امتحان دے چکا ہے۔

خاندان منگرال موضع دھندی کوٹلی ستیاں

(جبہ مدینہ ٹاؤن اسلام آباد)

(موصولہ راجہ محمد عارف خان وراجہ محمد حنیف خان)

اس خاندان کا شجرہ نسب یوں راجہ سہنسپال سے ملتا ہے۔ راجہ پیر محمد خان بن راجہ ہدایت خان بن راجہ لال بیگ خان بن راجہ اللہ دتہ خان بن راجہ کیدو خان بن راجہ کوڑ خان بن راجہ شیر باز خان کے دو بھائی اور بھی تھے راجہ درویزہ خان راجہ خدایار خان ابنان راجہ مہر خان بن راجہ شیر خان بن راجہ شاہ کلی خان کے دو بھائی اور بھی ہوئے راجہ محمود خان اور اجہ جلال خان جن کی اولادیں موضع گلی راولپنڈی میں آباد ہیں ابنان راجہ معصوم خان بن راجہ الہی بخش خان بن راجہ تتار خان بن راجہ سہنسپال ہوالئی سہنسہ کوٹلی آزاد کشمیر متذکرہ بالا خاندان راجہ درویز خان و بن مہر خان کے بیٹے ہیں راجہ سالت خان ان کے بیٹے کا نام راجہ روشن خان اور ان کے بیٹے کا نام ہے راجہ فیض طلب خان جن کا بیٹا راجہ جیون خان نامی ہوئے راجہ جیون خان کے بیٹے کا نام ہے راجہ غلام احمد خان آگے کی تفصیل دستیاب نہیں ہوسکی راجہ پیر محمد خان ولد ہدایت خان موضع تھروچی حالیہ ضلع کوٹلی کے رہائشی تھے۔ انقلاب زمانہ کی وجہ سے تقریباً 1870ء کی دہائی میں موضع تھروچی سے ہجرت کر کے موضع ملوٹ ستیاں بیوی بچوں سمیت آئے تھوڑے عرصہ بعد آپ کا انتقال ملوٹ میں ہوگیا آپ کے بیٹے ملوٹ کے بجائے موضع دھندی تحصیل کوٹلی ستیاں آکر آباد ہو گئے آپ کے علی الترتیب تین بیٹے ہوئے راجہ مدو خان راجہ کرمدین خان اور راجہ حیات اللہ خان آخر الذکر دونوں لاولد ہو گئے اول الذکر سے اولادوں کا سلسلہ چلا راجہ مدو خان کے پانچ بیٹے ہوئے راجہ محمد عالم خان راجہ عبدالحسین خان راجہ علمدین خان راجہ بوستان خان راجہ عبدالکریم خان عرف کالو خان۔ اب ہر ایک بزرگ کی اولادوں کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

راجہ محمد عالم خان

جو کھنہ ڈاک راولپنڈی حالیہ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہو گئے آپ نے تقریباً 1940ء میں وفات پائی۔ان کے تین بیٹے ہوئے راجہ غلام محمد خان راجہ سید محمد خان راجہ گل زمان خان لاولدر ہے۔راجہ غلامحمد خان نے موضع دھمیال راولپنڈی میں رہائش اختیار کی ان کے دو بیٹے ہوئے راجہ محمد عارف خان راجہ محمد اسلم خان راجہ محمد عارف خان کے تین بیٹے ہوئے محمد ارشد خان محمد شہزاد محمد صابر خان جبکہ راجہ محمد اسلم خان کے پانچ بیٹے ہیں محمد اکرم خان محمد فاروق محمد آفتاب مرحوم محمد رشید اور رحمت علی راجہ سید محمد خان کھنہ ڈاک اسلام آباد میں رہائش پذیر تھے۔ان کے چار بیٹے ہوئے راجہ علی اعظم راجہ شبیر احمد راجہ نثار احمد اور راجہ نذیر احمد راجہ علی اعظم کا ایک بیٹا ذوالفقار نامی ہے راجہ شبیر احمد کے تین بیٹے اعزاز احمد شہریار زین العابدین ہیں راجہ نثار احمد خان کے تین بیٹے ہیں راجہ ندیم احمد راجہ فرزان احمد راجہ [illegible] راجہ نذیر احمد خان کے تین بیٹے ہیں زوہیب احمد رضوان احمد اور نبیل احمد۔

راجہ عبدالحسین خان

آپ راجہ مدد خان کے دوسرے فرزند تھے آپ کے پانچ بیٹے ہوئے راجہ امیر اکبر خان راجہ علی اکبر خان راجہ علی حسین خان راجہ نور حسین خان راجہ محبوب حسین خان اب ہر ایک کی اولادوں کی ترتیب پیش خدمت ہے۔راجہ میر اکبر خان کے دو بیٹے ہوئے ہیں۔راجہ محمد عباس خان راجہ فضل الرحمٰن خان راجہ محمد عباس کے گیارہ بیٹے ہیں طالب حسین، صداقت حسین، ریاض الحق، نسیم الحق، رشید الحق، سکندر خان، سرفراز الحق، چن زیب خان، محمد فیاض الحق راشد الحق ان کے گیارویں فرزند کا نام دستیاب نہیں ہوا۔طالب حسین ولد محمد عباس خان کے تین بیٹے صائم

طالب صہیب طالب صداقت حسین کے تین بیٹے عاصم خان حسنین اور ذوالقرنین ہیں ریاض الحق کے دو بیٹے حسن مجتبیٰ اور حسن مرتضیٰ ہیں۔

راجہ علی اکبر خان

کے پانچ بیٹے خورشید احمد ظہور احمد نذیر احمد عزیز احمد آفتاب احمد ہیں۔خورشید ولد علی اکبر کا ایک بیٹا آصف محمود نامی ہے۔ظہور احمد کے دو بیٹے ہیں وقار احمد اور وقاص احمد عزیز احمد ولد علی اکبر خان کا ایک بیٹا سبحان عزیز نامی ہے۔آفتاب احمد ولد راجہ علی اکبر کے پانچ بیٹے مہتاب احمد ربنواز، حق نواز، حسن نواز، محسن نواز ہیں راجہ علی حسین ولد راجہ عبدالحسین خان کے آٹھ بیٹے ہیں محمد سعید احمد، محمود الحق، عزیز الحق، حبیب الحق، ریاض الرحمٰن، حفیظ الرحمٰن، محمد گلستان، فضل الرحمن محمد سعید احمد کے بیٹے ہیں خالد وحید محمد نسیم محمد شاہنواز محمود الحق ولد علی سین کے تین بیٹے طارق محمود عابد محمود عادل محمود ہیں۔عزیز الرحمٰن ولد علی حسین کے رضوان احمد نعمان احمد رحمٰن احمد کاشف احمد چار بیٹے ہیں۔حبیب الرحمٰن ولد علی حسین کے تین بیٹے عدنان احمد عرف محسن عرفان احمد اور ریحان احمد ہیں۔ریاض الرحمٰن ولد راجہ علی حسین خان کے تین بیٹے دانش مہران اور حماد ہیں۔

حوالدار میجر راجہ نور حسین خان

آپ کے فرزند کا نام راجہ محمد شفیق الرحمٰن ہے ان کے آگے تین بیٹے ہیں۔محسن شفیق حسن شفیق اور اسامہ شفیق راجہ محبوب حسین خان جو چاہ سلطان میں مقیم ہو گئے ان کے تین بیٹوں کے

نام اس طرح ہیں راجہ مبارک حسین جو کہ ایم اے بی ایڈ اور محکمہ تعلیم میں حاضر سروس ہیں راجہ عاشق حسین راجہ فضل حسین عرف گلفراز راجہ عاشق حسین مدرس کا ایک بیٹا کامران متین ہے۔راجہ فضل حسین مدرس کے ایک فرزند بلال حسین ہیں۔

حوالدار میجر (ر) علمدین خان

آپ راجہ مدو خان کے تیسرے فرزند تھے آپ کی اولادوں کی ترتیب یوں ہے آپ کے تین بیٹے ہوئے محمد نواز خان نے ایام کمسنی وفات پائی دوسرے محمد رزاق خان کے تین بیٹے ہیں محمد افضل خان، شیر افضل خان محمد جہانگیر خان تیسرے محمد اسحٰق خان کے بیٹے کا اصل نام معلوم نہیں بھولو خان کہلاتا ہے۔راجہ علمدین خان نے بعمر 80 سال وفات پائی۔

صوبیدار راجہ بوستان خان (ر)

آپ برٹش آرمی سے بہ عہدہ صوبیدار پنشنر تھے آپ بیرونی ممالک میں اعزازی کرنل راجہ محمد محمود خان آف کوٹلی کے ساتھ سروس کرتے رہے اور ان دونوں حضرات کو ہم قبیلہ ہونے کا علم تھا کیونکہ متذکرہ خاندان کے بڑے بوڑھے موضع تھروچی کوٹلی کے منگرال خاندان کے پاس آتے جاتے تھے۔راجہ محمد محمود خان نے راجہ بوستان خان کو بارہا یہ پیش کش بھی کی تھی کہ آپ واپس گاؤں تھروچی چل کر آباد ہوں راجہ بوستان خان بڑے جری اور بہادر شخصیت کے مالک تھے آپ کے چار بیٹے ہوئے۔راجہ خالقداد خان راجہ زرداد خان اور راجہ علی احمد خان راجہ خالقداد

خان نے ایام جوانی ہی میں لاولد وفات پائی جبکہ راجہ زرداد خان فوجی حیثیت سے سابقہ مشرقی پاکستان گئے وہاں ہی شادی کی اور سقوط ڈھاکہ پر خود ہی واپس آئے۔آپ کے بیوی بچے ادھر ہی ہیں دوبارہ شادی نہیں کی اور یہاں لاولد ہی رہے۔جبکہ راجہ بشیر احمد خان کے تین بیٹے ہیں راجہ علی احمد خان پاکستان آرمی سے پنشن پانے کے بعد اسلام آباد میں سیکورٹی ملازم ہیں اور کنوارے ہی رہے۔

راجہ عبدالکریم خان

آپ راجہ مدو خان کے پانچوں فرزند تھے آپ عرفی طور پر کالو خان مشہور تھے۔آپ نے بھی آبائی پیشہ سپہ گری کا انتخاب کیا اور برٹش آرمی سے ریٹائرڈ آنے کے بعد بعمر 77 سال 1974ء میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔آپ نہایت ہی سمجھدار بیدار مغز اور نڈر انسان تھے آپ نے اپنے بھتیجوں اور بھائیوں کو دھندی سے جبہ حالیہ مدینہ ٹاون اسلام آباد میں رہائش قائم کرنے کی ہمیشہ ترغیب دی جس کی وجہ سے یہ پورا خاندان متذکرہ قصبہ میں آباد ہے جبکہ آپ کے بڑے بھائی راجہ علمدین خان بھی برٹش آرمی سے بہ عہدہ حوالدار میجر پنشنر تھے۔ان تینوں بھائیوں کی جدوجہد نے اس خاندان کی تقدیر بدل دی اس وقت اس علاقہ میں ان کے پاس وافر اراضیات ملکیتی ہیں اور بڑی باوقار زندگیاں گذار رہے ہیں راجہ عبدالکریم خان کی زوجہ محترمہ موضع سیسر کھیران تحصیل دہیرکوٹ کے رہائشی قریشی ہاشمی خاندان کی نور نظر تھیں آپ کے تین بیٹے ہوئے۔

راجہ محمد حنیف خان

جن کی تاریخ پیدائش 1935ء ہے۔ آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا پھر ایس وی کا کورس مکمل کرنے کے بعد اپنی خدمات محکمہ تعلیم پاکستان کو پیش کیں اور راولپنڈی کے مختلف سکولوں میں اپنی سروس کے 35 سال گذار کر 1986ء میں ریٹائرڈ آئے آپ بڑے باوقار ہمدرد فیاض اور مہمان نواز نیک سیرت شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنی قومی تاریخ سے اچھی معلومات سینہ بہ سینہ روایات کے تحت بیان کرتے ہیں اور اس کام سے اچھی دلچسپی رکھتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کے لئے تاریخ مشعل راہ ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد پرائیویٹ سکول چلایا ہوا ہے۔ آپ کے چھ فرزند ہیں۔ محمد شاہین اقبال، محمد ارشد کمال، محمد طاہر جمال، محمد بلال، محمد مبشر اقبال، محمد عاطف اقبال۔ اب ان کے بیٹوں کے نام یوں ہیں محمد شاہین اقبال کے دو بیٹے محمد فیصل وقار، سکندر شاہین محمد ارشد کمال کے بیٹے کا نام محمد بابر کمال ہے محمد طاہر جمال کا بھی ایک بیٹا محمد تیمور خان ہے۔

راجہ غلام مصطفیٰ خان

آپ راجہ عبدالکریم خان کے منجھلے فرزند ہیں آپ کے دو بیٹے ہیں راجہ اویس مصطفیٰ محمد عامر مصطفےٰ خان آپ کی تاریخ پیدائش 15 مئی 1939ء ہے 1959ء میں میٹرک کا متحان پاس کیا ایف اے تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ ایک انگلش فرم میں ملازم ہو گئے۔ چھ سال کے بعد آپ نے یہ ملازمت ترک کر دی اس کے بعد واپڈا پاور ہاؤس میں بطور جنرل فورمین ڈیوٹی دیتے رہے بعد ازاں اس ادارہ سے بھی ملازمت چھوڑ دی اور سی ڈی اے میں بھرتی ہو کر پروجیکٹ سپرنٹنڈنٹ فرائض انجام دیتے رہے۔ 1999ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے 1993ء

کے حج اکبر کے موقع پر فریضہ ادا کر کے واپس آئے اور تا حال گھر پر ہی قیام پذیر ہیں آپ قومی تاریخ سے اچھی دلچسپی لیتے ہیں بڑے متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوۃ مہمان نواز خوش خلق شخصیت کے مالک ہیں آپ کے بڑے بیٹے راجہ اویس مصطفیٰ ایف اے کر چکے ہیں دوسرے عامر مصطفیٰ جو کہ بی کام میں کمپاٹ آنے کے بعد کارگو ائیر لائن میں سروس کرتے ہیں۔ راجہ غلام مصطفیٰ خان نے سیکریٹریٹ اسلام آباد میں سروس کی راجہ عبدالکریم خان کے تیسرے فرزند راجہ محمد یوسف خان کے بھی دو ہی بیٹے ہیں محمد وسیم خان محمد نعمان خان۔

حاجی محبوب حسین خان

آپ مڈل سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے ریٹائرمنٹ کے بعد فریضہ حج کی ادائیگی سے واپسی پر جلد ہی بہ عمر 65 سال اللہ کو پیارے ہو گئے آپ کے تینوں بیٹے راجہ مبارک حسین خان ایم اے بی ایڈ ہیں۔ اور بطور ہیڈ ماسٹر فرائض انجام دے رہے ہیں جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی واثق حسین بی اے کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں خدمات انجام دے رہے ہیں تیسرے راجہ فضل حسین خان بھی مدرس ہیں یہ تینوں بھائی چاہ سلطان راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

راجہ سید محمد خان

آپ راجہ محمد عالم خان کے فرزند تھے آپ جواں ہو کر برٹش آرمی میں بھرتی ہو کر متعدد بیرونی ممالک تک اپنی سروس پوری کرنے کے بعد پنشنر آئے بڑے بے باک ذی عقل اور بہادر انسان تھے آپ نے تقریباً 66 سال کی عمر میں سال 1981ء میں وفات پائی صاف گو اور طبع

کے قدرے تلخ تھے آپ کھنہ ڈاک اسلام آباد میں رہائش پذیر تھے آپ اس علاقہ کے جاگیرادار ہیں بہت بڑی زمینیں آپ کی ملکیت تھیں آپ کے ایک ہونہار فرزند راجہ نثار احمد خان ہیں۔

راجہ نثار احمد خان

کی تاریخ پیدائش 21 نومبر 1956ء ہے جو بی اے کرنے کے بعد محکمہ وزارت داخلہ میں بطور سپرنٹنڈنٹ اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔آپ کی اس ادارہ میں 28 سالہ سروس جاری ہے جرتمند ملنسار خوش خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔یہ خاندان زیادہ تر دھندی گاؤں کے علاوہ موضع جبہ مدینہ ٹاؤن میں اور کھنہ کاک دھمیال چاہ سلطان میں آباد ہے دھندی میں بھی ان کی ذاتی اراضیات ہیں ایک دو گھرانے سابقہ گاؤں دھندی میں بھی آباد ہیں۔

خاندان منگرال راجپوت (اوڑی نامله) حاجی پیر بیڈی آزاد کشمیر)

یہ دونوں بھائی سہنسہ سے ایام آپ راجی اوڑی مقبوضہ کشمیر جا کر آباد ہوئے تھے۔ راجہ شیخ محمد خان کی اولادوں میں سے راجہ فضل الدین خان سے اس خاندان کی بنیاد پڑی یہ خاندان نامله گاؤں میں بڑھتا پھیلتا رہا اور بعدازاں تحریک آزادی کے ایام میں ان میں سے کئی افراد نقل مکانی کر کے آزاد کشمیر کے علاقہ حاجی پیر کے مواضعات میں آ کر آباد ہوئے گئے۔ جو اس وقت اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

راجہ محمد نذیر خان منگرال

آپ راجہ محمد یوسف کے فرزند تھے تعلیم و تربیت کے بعد آپ 60-1959ء میں A.K.13 انفنٹری بٹالین میں بھرتی ہوگئے۔ بہادری حب الوطنی آپ میں ایام بچپن سے ہی زمانے کے حالات نے کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ کیونکہ آپکی پیدائش اوڑی کے ایک گاؤں نامله میں ہوئی تھی جو کہ مقبوضہ علاقہ ہے یہاں ہندوؤں کی اکثر و بیشتر مسلمانوں کے ساتھ شورشیں ہوا کرتی تھیں۔ آپ نے 1965ء کی جنگ میں آزاد کشمیر کے ہجیرہ سیکٹر میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے 16 سالہ سروس کرنے کے بعد آپ نے اسلام آباد سیکرٹریٹ میں سروس حاصل کر لی اور سولہ سالہ سروس کے دوران ہی بیمار پڑ گئے اور رحلت فرمائی آپ لاولد نہیں ہوئے تھے۔ آپ نہایت ہی حسین و شکیل اور قوی جسم جسہ کے مالک بہادر نڈر شخص تھے۔

راجہ لعلدین خان منگرال

آپ گاؤں نامله کے راجہ محمد یوسف خان کے گھر میں 17 جون 1947ء میں پیدا

ہوئے چھٹی جماعت تک تعلیم مقامی سکول میں ہی حاصل کرلی اور 1958ء میں آپ آزاد کشمیر آ گئے بقایا تعلیم کھوٹہ ہائی سکول سے حاصل کرتے ہوئے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اور 1961ء میں اے کے آرمی کی انجنیئر ینگ کور میں بھرتی ہو گئے۔ رسالپور سنٹر میں فیلڈ انجنیئر ینگ کا کورس 9 ماہ تک کرنے کے بعد آپ کی تقرری مظفر آباد میں ہوئی 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں چھنب سیکٹر میں بہادری کے جوہر دکھا کر دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ 6 سالہ فوجی خدمات کے بعد گھریلو پریشانیوں کی بدولت مستعفی ہوئے اور حکام سے مثالی کردار کا سرٹیفکیٹ بھی ملا آپ کی ریٹائرمنٹ سولجر بورڈ کی منظوری سے عمل میں آئی کھیلوں میں کشتی باکسنگ ہمرتھرو ویٹ اٹھانا آپ کی پسندیدہ کھلیں ہیں۔ 1967ء میں آپ راولپنڈی آ گئے کیونکہ آپ کی شادی بھی راولپنڈی سے ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ تک آپ سول ٹرانسپورٹ سے منسلک رہے۔ سال 1986ء میں آپ زرعی ترقیاتی بنک اسلام آباد ہیڈ آفس میں بھرتی ہو گئے۔ سترہ سالہ سروس کے بعد گولڈن شیک ہینڈ کے موقع پر 2002ء میں ریٹائرمنٹ لے لی۔ آج کل آپ مسلم ٹاؤن راولپنڈی میں بطور پراپرٹی ڈیلر خدمات انجام دے رہے ہیں حاجی چوک میں مشہور و معروف منگرال کارپوریشن آپ کے قریبی دوست راجہ عجب خان منگرال مرحوم کے فرزند راجہ افتخار احمد خان کے ساتھ آپ کا کاروبار جاری وساری ہے۔ آپ نے راجہ عجب خان بانی و جنرل سیکرٹری منگرال ویلفیئر ایسوسی ایشن میں ابتدائی ایام بڑی دوڑ دھوپ کے بعد اس تنظیم کا وجود قائم کیا۔ اور اسے عجب خان کے دوش بدوش رہ کر مختلف علاقوں تک فعال بنایا اور منگرال خاندان کی پہچان کروائی۔ بحیثیت اور ان تمام علاقوں کے آپ نے دورے کیے جہاں جہاں منگرال خاندان آباد تھا آپ علاقہ اور برداری میں ایک واضح پروقار بحیثیت سربراہ قبیلہ مانے جاتے ہیں مستقل مزاج نڈر مضبوط قد وقامت کے ساتھ ساتھ خوددار شائستہ اور مثالی مہمان نواز ہیں۔ آپ راولپنڈی

میں بھی مستقل رہائش پذیر ہیں اور حاجی پیر آزاد کشمیر میں بھی آپ کی پراپرٹی موجود ہے آپ کے تینوں بیٹے راجہ ذوالفقار علی خان راجہ آصف علی خان راجہ بشارت احمد خان تعلیم وتربیت کے بعد چاہ سلطان راولپنڈی میں گاڑیوں کی ورکشاپ چلا رہے ہیں مالی طور پر مستحکم ہیں۔ راجہ ذوالفقار علی خان کا فرزند راجہ محمد عبداللہ خان زیر پرورش ہے راجہ لعل دین خان شعروشاعری میں بہت مہارت رکھتے ہیں خوش طبع صاف گومدبر شخصیت کے مالک ہیں قومی تاریخ سے والہانہ معلومات اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کے اشعار اپنے قبیلہ اور قومی تاریخ پر بنائے ہوئے کتاب ہذا کے صفحات پر نوٹ کیئے گئے ہیں۔ قارئین ملاحظہ کرلیں کہ ان کے شعری سخن کتنے دلنواز و دل سوز ہیں۔

شہید راجہ قمرالدین خان منگرال

آپ راجہ محمد یوسف خان کے فرزند تھے اس وقت آپ کی عمر 17 سالہ تھی جبکہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ ہوئی انڈین آرمی نے موضع نوجہ باندی پر حملہ کیا اور تین آدمیوں کو جن میں پولیس کے لوگ اور سول بھی تھے پکڑ کر مقبوضہ کشمیر لے گئے جن میں آپ کو بھی شہید کردیا گیا۔ خواجہ حبیب جومرچال پولیس کانسٹیبل سید حمید شاہ مشہور لوگ تھے اسطرح راجہ قمر دین خان نے لاولد شہادت پائی۔

شہید راجہ عزیزالدین منگرال

آپ راجہ محمد یوسف خان کے فرزند تھے۔ جواں ہوئے تو مجاہد فورس میں جو کہ 16 اے کے انڈرتھی میں بھرتی ہوگئے۔ 1965ء کے جنگ کے موقع پر آپ برتھ گلی پوسٹ پر تعینات تھے۔ اوڑی سیکٹر سے بھارتی توپ خانہ نے برتھ گلی پوسٹ پر فائر کھول دیا۔ آپ کے بقیہ ساتھی فائرنگ کی وجہ سے جان بچا کر جگہ تبدیل کر گئے آپ مورچہ میں اکیلے رہ گئے آپ کے

پاس ایل ایم جی تھی۔ یکا یک بھارتی فوجیوں نے مشورہ کر کے اس پوسٹ کا محاصرہ کرنا چاہا کہ مسلمان جوانوں کو قیدی بنائیں پوسٹ کی نشیبی طرف سے اوپر پوسٹ کی طرف چڑھنے لگے کہ اس مرد مجاہد نے ایل ایم جی سے ان پر فائر کھول دیا۔ اور متعدد بھارتیوں کو واصل جہنم کر دیا۔ آخر بھارتی فوجیوں نے سمت تبدیل کرتے ہوئے اوپر چڑھائی کر دی اور اس مجاہد پر فائر کھول کر زخمی کر دیا اور پکڑ کر شہید کرنے لگے۔ کہ انچارج نے انہیں جان سے مارنے سے روک دیا اور کہا کہ یہ بہت بہادر اور دلیر جوان ہے اس کو ہلاک نہ کیا جائے۔ چنانچہ فوجیوں نے راجہ عزیز الدین کو پکڑ کر اوڑی کے ہسپتال لے جا کر مرہم پٹی اور علاج کے لئے داخل کروا دیا۔ جب علاج معالجہ سے رو بہ صحت ہو چکے تو انہیں مسلمان جنگی قیدیوں کے کیمپ میں منتقل کر دیا۔ بعد میں قیدیوں کے تبادلہ میں آپ واپس گھر پہنچائے گئے۔ جبکہ آپ کا ذہنی توازن ختم ہو چکا تھا۔ آپ ایام بچپن سے ہی پابندی سے پنجگانہ نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ گھر میں مراکبہ اختیار کر گئے کچھ مدت کے بعد آپ کے رہے سہے ہوش وحواس بھی باختہ ہو گئے۔ اور لاولد وفات پا گئے۔ آپ کی حت وہوش وحواس کے کھو جانے اور موت واقع ہونے کا یہی زخمی ہونا سبب بنا۔

راجہ سرفراز

آپ راجہ محمد یوسف خان کے فرزند ہیں آپ گاؤں خواجہ بانڈی تحصیل حویلی ضلع باغ میں رہائش پذیر ہیں اراضیات کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ زمینداری اور مال مویشی بکثرت پالتے ہیں اور اپنے ہی علاقہ میں رہتے ہیں۔

حوالدار اصغر علی خان

آپ راجہ محمد یوسف خان کے فرزند ہیں تعلیم و تربیت کے بعد جواں ہو کر جذبہ حب الوطنی کے پیش نظر پاکستان آرمی کی سروس اختیار کی بہ عہدہ حوالدار حاضر سروس ہیں۔ بہت بہادر اور جری نوجوان ہیں۔آپ کے دوسرے بھائی راجہ محمد اسلم خان راجہ محمد اشرف خان راجہ محمد اکرم خان سول ذاتی کاروبار کرتے ہیں۔ یہ سبھی بھائی بڑے با اخلاق ملنسار اور مہمان نواز جر تمند ہیں۔اوڑی مقبوضہ کشمیر کے گاؤں ناملہ میں رہائشی منگرال خاندان کے کافی گھر آباد ہیں یہ انہی کا بقیہ خاندان ہے لیکن ان کے ساتھ رابطہ نہ ہو سکا کہ مکمل تفصیل نوٹ کی جاتی۔

خاندان منگرال راجپوت موضع ٹائیں تحصیل راولاکوٹ

راجہ محمد حسین خان

آپ جواں ہوئے تو1947ء کی تحریک آزادی میں بطور مجاہد شامل ہوئے جنگ آزادی کے بعد آپ باقاعدہ فوج میں بھرتی ہوگئے۔آپ1965ء کی جنگوں میں شامل رہے نہایت ہی بہادر اور شجاع ہونے کے ناطے حکام اعلیٰ سے داد شجاعت پاکر ریٹائرڈ آئے بعدازاں سی ڈی اے میں بھرتی ہوکر خدمات انجام دیتے رہے21/20سالہ سروس کے بعد ریٹائرڈ ہوگئے آپ پنڈی میں رہائش رکھتے ہیں پابندی صوم صلوۃ نیک نام وخوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں آپ کے چھ فرزند ہیں راجہ محمد رمضان راجہ محمد رحمان راجہ محمد رضوان راجہ محمد ضمیر راجہ محمد جمیل راجہ محمد سلیم اب ہر ایک کی سوانعمری بذیل عرض ہے۔

راجہ محمد رمضان

آپ راجہ محمد حسین خان کے گھر میں 10 اپریل1958ء میں پیدا ہوئے آپ کی تعلیم ایم بی اے ایم اے ہسٹری ہے اور پولی ٹیکل سائنس ہیں فیڈرل گورنمنٹ میں بطور سیکشن آفیسر بائیس سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔اس کے بعد پرائیویٹ یونیورسٹی میں بطور منیجر2002ء تک خدمات انجام دیں اس وقت کمپیوٹر سافٹ ویر کمپنی میں بطور جنرل منیجر خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ کو اپنی قومی تاریخ سے والہانہ لگاؤ ہے راقم کے بہت قریبی دوست ہیں اور اپنی بہترین رائے سے ایک زمانہ سے نوازتے آتے ہیں اور بڑے پرانے تعلقات بھی ہیں۔نہایت شائستہ باشعور نڈر مہمان نواز اور خوش اخلاق ہیں قبیلہ کی اصلاح احوال پر بہت زور

دیتے ہیں۔آپ پنڈی میں رہائش پذیر ہیں چنداں دفعہ بیرونی ممالک بھی جاتے رہے ہیں۔آپ کے بیٹے مختلف درجات میں زیر تعلیم ہیں۔

الحاج راجہ محمد جمیل

آپ نے سعودیہ کی الامام یونیورسٹی سے عربیک لڑیچر کے علاوہ قرآن کریم فقہ واحادیث میں ایم فل کیا ہوا ہے۔کئی اسلامی تنظیموں کے ممبر ہیں جماعت اسلامی آزاد کشمیر و پاکستان کے بھی سرگرم رکن ہیں۔آپ کی تصنیف شدہ چند کتابیں زیر طباعت ہیں۔آپ اعلی پائے کے مقرر اور ریسرچ سکالر ہیں خوش اخلاق مہمان نواز اور بے پاک طبع کے مالک ہیں۔یہ خاندان تقریباً 3 صدی قبل کوٹلی منگرالاں سے نقل مکانی کے بعد موضع ٹائیں تحصیل راولاکوٹ آکر آباد ہوئے۔یہاں اس خاندان کے تقریباً 50 گھر ہیں موضع ٹائیں کے علاوہ یہ لوگ پنڈی اسلام آباد تک مستقل رہائش رکھے ہیں زراعتکاری سرکاری و سول ملازمتوں کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی ملازمتیں کرتے ہیں۔اعلی تعلیم یافتہ باشعور خوش اخلاق بے باک لوگ ہیں اس خاندان کے بیشتر ناطے رشتے اپنی برادری کے علاوہ اعوان قریشی ہاشمی خاندان سے ہوتے ہیں مالی طور پر یہ خاندان بہت مستحکم ہے۔

الحاج راجہ محمد رحمٰن

آپ نے اپنی زندگی کا آغاز سعودیہ میں سول ملازمت سے کیا چار سال تک سعودیہ میں رہتے ہوئے فریضہ حج کی ادائیگی کا موقع نصیب ہوا چار سال بعد آپ کمپنی سے ملازمت چھوڑ کر وطن واپس آئے اور محکمہ سی ڈی اے اسلام آباد میں آجکل خدمات انجام دے رہے

ہیں۔خوش اخلاق ملنسار ر بیباک انسان ہیں۔

حاجی راجہ محمد رضوان

آپ نے کمپیوٹر سائنس اور اکنامکس کی ماسٹر ڈگری حاصل کرنے کے بعد سعودیہ چلے گئے۔سعودیہ سے واپسی کے بعد پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اسلام آباد کو اپنی خدمات پیش کر دیں تاحال سروس کر رہے ہیں۔باعزم و بے باک خوش اخلاق ہیں۔

راجہ محمد ضمیر

آپ ایم اے اکنامکس کے سند یافتہ ہیں۔آجکل پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن میں ملازمت کرتے ہیں۔ذاتی پرنٹنگ پریس بھی ہے۔

راجہ محمد [illegible]

آپ راجہ محمد حسین خان کے چھٹے بیٹے زیر تعلیم بھی ہیں اور ساتھ اخبار میں بطور نیوز ایڈیٹر کام کرتے ہیں بڑے باشعور شائستہ نوجوان ہیں۔اس خاندان میں بڑے اہم لوگ ہیں مگر مکمل حالات دستیاب نہ ہو سکے۔آئندہ انشاء اللہ جلد دوم میں حالات دستیاب ہونے پر جگہ دی جائیگی۔

خاندان منگرال راجپوت موضع ملوٹ ستیاں

بحوالہ محمد سلطان خان بیان کیا کہ میرے دادا جان جو فروری 1972ء میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر 102 سال تھی میں عاقل بالغ شادی شدہ تھا میرے داد جان برٹش آرمی سے ریٹائرڈ تھے۔ بڑے ہی سمجھدار شائستہ شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ہمیں بتایا کرتے تھے کہ ہمارے موروث اعلیٰ آپ راجی دور میں کوٹلی منگرالاں سے ملوٹ ستیاں آ کر آباد ہوئے جن کی اولادیں ملوٹ ستیاں اور موضع پھڈورا تحصیل کوٹلی ستیاں میں آباد ہیں۔ اور ہم قبیلہ منگرال راجپوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا کوٹلی کے رہائشی اکثر منگرال خاندانوں کے ساتھ روابط تھے۔ یہاں آباد ہونے کے بعد ہمارے رشتے خاندان قریشی سے بھی ہونے لگے تو تاریخ یا مکمل دستاویزی شجرہ محفوظ نہ ہونیکی وجہ سے ایک دو افراد جو کہ ہم سے ہیں۔ وہ خود کو خاندان قریش ظاہر کرنے لگے حالانکہ ہم منگرال راجپوت ہیں اور ضلع راولپنڈی کے مختلف تحصیلوں میں مواضعات جہاں جہاں منگرال خاندان ہم سے پہلے یا بعد اکر آباد ہوا ہے۔ ہمارے ان کے ساتھ نئے اور پرانے رشتے چل رہے ہیں۔ یہ سلسلہ تحصیل راولاکوٹ آزاد کشمیر کے موضعات منگ تھوڑاٹائیں، گہل، پٹولہ تک ہے اور وہاں کے منگرالوں سے ہمارے رشتے بھی اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ یہ رشتے قبیلہ کی اپنائیت کی بنیادوں پر ہوتے ہیں۔ اس خاندان کی ذاتی ملکیتی اراضیات ہیں بعض لوگ زمینداری ذاتی و سول ملازمت کے علاوہ سرکاری ملازمتوں میں بھی موجود ہیں۔ تعلیم کا نوجوان نسل میں نسبتاً اچھا شوق ہے۔

جسطرح کہ راجہ مہندو خان کے فرزند راجہ مظفر حسین خان بھی برٹش آرمی سے پنشنر تھے جبکہ ان کے ایک فرزند محمد لطیف خان بھی پاکستان آرمی سے ریٹائرڈ ہیں۔ محمد سعید خان ولد محمد شفیع

خان پاکستان واپڈا میں 30 سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ ان کے بھائی فدا حسین پاکستان آرمی سے پنشنر ہیں امتیاز احمد خان ولد محمد رفیق خان پاکستان ایئر فورس میں ملازمت کر کے اچھا گذر بسر کر رہے ہیں۔ حوالہ جات راجہ محمد سلطان ولد راجہ مظفر حسین خان سے سینہ بہ سینہ روایات کو بعد از تحقیق زیر قلم لایا گیا موصوف راجہ محمد سوار صاحب کے بہنوئی ہیں۔ اور راجہ محمد سوار نے بھی تصدیق دی ہے کہ یہ خاندانی طور پر منگرال ہیں محمد سلطان نہایت شائستہ باشعور ملنسار اور خوش خلق اور قومی تاریخ سے اچھی معلومات اور روایات کی خاموش کتاب کی طرح ہیں۔

ہومیوڈاکٹر عبدالرزاق کیانی (سنگڑ دہیر کوٹ)

آپ مولوی عبدالمجید کیانی کے اکلوتے فرزند ہیں۔آپ کی تاریخ پیدائش 10-12-1947 ہے میٹرک پاس کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں بھرتی ہوئے چند سالہ فوجی خدمات کے بعد مستعفی ہوکر گھر واپس آگئے اور پولی کلینک اسلام آباد میں آج کل بطور ایکٹنگ لائبریرین خدمات انجام دے رہے ہیں۔دوران سروس ہی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کیپٹل ہوموپیتھک کالج اسلام آباد سے 1996ء میں ہومیوڈاکٹر کا چار سالہ کورس پاس کر کے سند حاصل کر چکے ہیں۔اسلام آباد کی دیگر لائبیریوں سے بھی رابطہ رکھتے ہیں ۔آپ ہومیوڈاکٹروں میں مل بیٹھ کر ہمیشہ جملہ امراض پر بحث مباحثہ کرتے رہتے ہیں۔جس سے آپ کے علم میں مزید اضافہ ہوتا ہے آپ گاؤں سنگڑ تحصیل دہیر کوٹ کے رہائشی ہیں مگر ایک عرصہ دراز سے اسلام آباد میں رہ کر اپنی سروس کے 25 سال گذار چکے ہیں ابھی تک پولی کلینک میں حاضر سروس ہیں۔آپ نہایت ہی ذہین خوش اخلاق مہمان نواز ہونے کے ساتھ ساتھ بے سہارا بیماروں کی اچھی دلجوئی کرتے ہوئے اچھا نام پیدا کر چکے ہیں۔آپ الیکٹرونکس میں بھی مہارت وڈپلومہ رکھتے ہیں راقم کے رشتہ دار اور دوست ہیں آپ کے چار فرزند ہیں۔محمد منشا داحمد جو کہ پولی کلینک میں ہی سروس کررہے ہیں دوسرے قاری خلیق الرحمٰن جو کہ ایک دینی مدرسہ کے بانی ہیں اور درس وتدریس سے وابستہ ہیں وثیق الرحمٰن اور شفیق الرحمٰن ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن کے ڈگری یافتہ ہیں اچھے ہونہار ملنسار مہمان نواز خوش اخلاق ہیں۔آپ کے والد محترم مولوی عبدالمجید کیانی موضع سنگڑ کے دیہہ امام درس تدریس ونکاح خوانی سے منسلک رہے طویل علالت کے بعد 30 ذوالحجہ 1422ء بمطابق 15 مارچ 2002ء میں رحلت فرما گئے۔

قوم اور قبیلہ

آج کل اکثر لوگ قرآن کی اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے کہ آپس میں پہچان رکھو۔ یہاں پر بڑے بڑے مؤرخین کی کتابوں کا میں نے مطالعہ کیا۔ وہ یہاں پر دو غلطیاں کرتے ہیں۔ ایک غلطی یہ کہ آیت قبیلے کی لے رہے ہیں اور ذکر قوم کا کرتے ہیں جبکہ قبیلے اور قوم دو مختلف چیزیں ہیں۔ قبیلہ دراصل جو ایک جدامجد کی اولاد ہوتی ہے۔ اسے ایک قبیلہ کہا جاتا ہے۔ اور بہت سارے قبیلے مل کر ایک قوم بنتی ہے۔ جیسے پاکستان میں بے شمار قبیلے آباد ہیں۔ اور یہ سب قبیلے ملا کر ایک پاکستانی قوم بنتی ہے۔ دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ آیت کا پورا مفہوم لے لیتے ہیں جہاں تک ان کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ مگر اصل بات کی طرف نہیں جاتے ہیں۔ اور نہ ہی اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جب کہ اصل بات اسی میں ملتی ہے جو آیت کا آخری جزو ہے۔ جس کا ترجمہ اس طرح سے ہے "بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے" بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا باخبر ہے" یہاں ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے مسلمان ہونے کا اور اپنے آپ کو ایک اعلیٰ قوم ثابت کرنے کا راگ الاپنے کی بجائے اس بات کی طرف بھی گہرائی سے یہ سوچنا چاہیے۔ کہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ بے شک ہم نے انسان کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے کہ آپس میں پہچان رکھو" یہاں پر بات دراصل ختم نہیں ہوتی بلکہ آگے چل کر رب تعالیٰ نے اس آیت میں اشاد فرمایا کہ میرے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا اور شان والا وہی ہے۔ جو تم میں زبادہ پرہیز گار ہے۔ بات پرہیز گاری کی ہو رہی ہے۔ نہ کہ دنیاداری کے لحاظ سے پیسے زیادہ ہونے کی جائیداد نہ تعلیم زیادہ ہونے کی۔ یا زمین زیادہ ہونے فخر عاجزی میں ہے۔ قناعت میں ہے۔ متقی و پرہیز گار ہونے میں ہے۔ یہ دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے۔ چند دنوں بلکہ چند لمحوں کی زندگی کو ہم اعلیٰ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ابدی/ رہنے والی زندگی کو اعلیٰ بنانے کی طرف ہماری توجہ نہیں۔ ہم اعلیٰ قبیلے اور علیٰ قوم ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ مگر شیطانیت کی طرف جا رہے ہیں۔ اور ایسے ہی ہم اصل مقام کھو بیٹھیں گے۔ اور ہمارا حشر (اگر یہی حال رہا تو) کافروں سے بھی بدتر ہوگا کہ سب کچھ جاننے کے باوجود ایک عارضی زندگی کو اعلیٰ کرنے

کی کوشش کی اور اصل جہاں مقام بنانے کی ضرورت ہے وہاں ہم پیچھے رہ گئے۔اور اپنے اعمال کو اس طرح ضائع کردیا کہ فرعون بھی شاہداب دنیا میں ہوتا۔تو ہم سے پناہ مانگتا۔میں یہ بات دعوی سے لکھ رہا ہوں کہ اپنے آپ کو یک اعلیٰ نسل کہلوانے والے خواہ وہ اپنے آپ کو سید' عباسی' راجہ قریشی' اعوان' کچھ بھی ثابت کرنے کوشش کرتے ہوں۔یا کر چکے ہوں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو اس شخص کے عمل پسند نہیں تو وہ اپنے آپ کو ادنی سے ادنی تر سمجھے۔اصل بات تب ہی بنے گی۔جب اس کے اعمال اچھے ہوں گے۔اللہ تعالی کے حبیب ﷺ اسے اپنا امتی تسلیم کرلیں گے۔وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حقوق اللہ بجالاتے ہوں گے اور ساتھ ہی دنیا میں جس مقصد کے لئے انسان کو بھیجا یعنی حقوق العباد بھی پورے کرتے ہوں گے۔حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بجا آوری بھی اسی طرح لازم ہے اگر صرف انسان کو حقوق اللہ کے لئے ہی پیدا کرنا ہوتا تو عبادت کے لئے فرشتے کافی تھے۔انسان کو حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کے لئے دنیا میں بھیجا گیا۔

اگر آج ہم قومیت پرستی ہی کی طرف لگے رہے۔تو دن بدن ناکامیوں کی طرف جائیں گے۔ہم مسلمان ہوتے ہوئے دوسرے مسلمان کو اپنے سے کمتر ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اور غیر مسلم ہمارے قرآن اور احادیث پر (Research) تحقیق کر کے بہت بڑے کارنامے سرانجام دے رہا ہے۔ہمیں ایک غیر مسلم نے آپس میں لڑا کر۔کسی کو فرقہ بندی میں ڈال کر' کسی کو قومیت پرستی میں ڈال کر خود اپنی اور اپنے ملک وملت کی ترقی کے لئے سوچنا شروع کردیا بلکہ عملی اقدامات کئے۔جبکہ ہمیں پاکستان بنائے ہوئے بھی پچاس سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے۔اور ہم غیر مسلم کی بتائی ہوئی چال کو نہ سمجھ سکے۔اسی پر چل رہے ہیں۔اور اپنا ہی نقصان کرتے چلے آرہے ہیں۔ہم آپس میں لڑ رہے ہیں۔وہ جدید ٹیکنالوجی حاصل کر رہا ہے خواہ وہ دنیا ہی کے لئے ہے۔آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔مگر ہم بھی تو اپنے اعمال کا ستیاناس کر رہے ہیں۔وہ چلو دنیا تو حاصل کر رہا ہے۔مگر دنیا میں مقام بناتے بناتے آخرت بھی خراب کر رہے ہیں۔غیر مسلم دوسرے مسلم کو غلطی پر ہونے کے باوجود تحفظ دے رہا ہے۔مگر ہم قومیت پرستی کے چکر میں پڑے پڑے اپنے بھائیوں کو اپنے خلاف اور اپنے سے دور کر رہے ہیں۔یعنی اپنے بازو خود کاٹ رہے ہیں۔ہم ایک دوسرے کے بازو ہیں۔جب ہم آپس میں لڑ جھگڑ کر ایک ایک دوسرے سے دور ہوں گے۔تو ہماری مدد و رہنمائی کون کرے گا۔ہمارے اعمال

ویسے بھی اس قابل نہیں کہ فرشتے ہماری مدد کو آئیں گے۔ یا کوئی اور آسمانی مخلوق مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کوئی کسی سے اعلیٰ نہیں۔ کوئی ادنیٰ نہیں۔ اعلیٰ وہی ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ کوئی اعلیٰ قوم نہیں جب تک کہ اس کے اعمال اچھے نہیں۔ ہم نے غیر مسلموں والے کام کرنے شروع کر دیئے۔ جو کہ زمانہ جاہلیت میں وہ کرتے تھے۔ بے شک وہ مسلمان نہیں مگر ہمارے دین قرآن حدیث پر تحقیق کر کے انہوں نے وہ کچھ حاصل کیا جو ہمیں حاصل کرنا چاہیے تھا۔ شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ کتاب ہماری اور تحقیق غیر مسلم کرتے ہیں۔ اور ہم نے اسے صرف برکت سمجھ کر گھروں میں سجائے رکھا ہے۔ زنا کاری، چوری، ڈکیتی، غریبوں مسکینوں کا مال کھانا، غریبوں کی زمین چپکے سے یا ان سے چھین کر فروخت کا کاروبار کرنا، ہر چیز میں ملاوٹ کرنا، جھوٹ کا ساتھ دینا، اور سچ کا ساتھ نہ دینا ہمارا شیوہ ہے۔ افسوس صد افسوس انسان کا اصل دشمن اس کا نفس ہے۔ اس کا مادی جسم صرف اس دنیا میں رابطہ کا ایک ذریعہ ہے۔ جو موت کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔ جبکہ نفس ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ انسانی نفس کی تین مختلف حالتیں ہیں۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطیئنہ۔

نفس امارہ وہ بدبخت نفس ہے جس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ مکمل طور پر اپنی خواہشات کا غلام ہو جاتا ہے۔ ایک کے بعد دوسری خواہش اسے کبھی چین سے نہیں رہنے دیتی شیطان اس پر پوری طرح حاوی ہوتا ہے۔ اور مرتے ہی اس کا پیچھا چھوڑ کر اسے عالم برزخ میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ ایسا نفس ہمیشہ کی ذلت و رسوائی میں گرفتار عذاب رہتا ہے۔ اور بالآخر جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ سورۃ یوسف آیت نمبر (53)

نفس لوامہ

یہ نفس کی درمیانی حالت ہے۔ جو مکمل طور پر شیطان کا آلہ کار نہیں بنتا بلکہ کسی حد تک اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور گناہ سرزد ہو جانے کی صورت میں اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے۔ اور وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ اور توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ایسا نفس آخرت میں اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت شرمندگی اٹھائے گا۔ لیکن امید ہے کہ بالآخر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (انشاءاللہ) سورۃ قیامت آیت نمبر 2)

نفس مطمئنہ

وہ خوش قسمت نفس ہے جو اپنے رب سے راضی ہوا۔ ایسے نفس اور اس کا رب اس سے راضی ہوا۔ ایسے نفس کا ضمیر پوری طرح زندہ ہوتا ہے۔ اور یہ اپنے ضمیر کی ہر بات مانتا ہے۔ یہ شیطان سے نفرت کرتا ہے۔ اور اسے اپنے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتا یہ اپنے خالق و مالک کو حاضر و ناظر جان کر ہر وقت اس سے رابطہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ موت کے وقت ایسے نفس کو اللہ تعالیٰ خوش آمدید فرماتے ہیں۔ فرشتے اس پر نازاں ہوتے ہیں۔ اس کو جنت کا خوشبودار لباس پہنایا جاتا ہے۔ اور جدھر سے اس کا گذر ہوتا ہے۔ اسے مرحبا کہا جاتا ہے۔ عالم برزخ میں ساری کائنات اس کی سیر گاہ ہوتی ہے۔ اور وہ خوشی روز جزاء کا انتظار کرتا ہے۔ تا کہ باری تعالیٰ سے اپنا خصوصی انعام حاصل کر سکے سورۃ الفجر آیت نمبر 27 تا 30)

قرآن مجید کی رو سے قیامت کے دن تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک گروہ دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا جس میں نفس لوامہ کے حامل افراد شامل ہوں گے۔ دوسرا گروہ بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا۔ جو نفس امارہ کے بدبخت افراد کا ہوگا۔ اور تیسرے گروہ میں آگے جانے والی وہ خوش قسمت ہستیاں ہوں گی۔ جو نفس مطمئنہ کی حامل ہوں گی۔ اس میں انبیاء صحابہ کرام، شہداء، اولیاء، صالحین اور وہ افراد شامل ہوں گے۔ جنہوں نے اس دنیا کی مال و دولت او عارضی چمک دمک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی زندگیاں خالصتاً اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے وقف کر دیں اور تقوی و پرہیز گاری کا راستہ اختیار کیا۔

آخر میں عرض کرتا چلوں کہ میں نے بے شمار تواریخ کی کتب کا مطالعہ کیا مگر جہاں تک محمد الیاس ہاشمی صاحب کی کتاب' تاریخ الہاشمی' اور تاریخ منگرال راجپوت' جو کہ دونوں کتابیں ان کی تصنیف ہیں کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے علمی فنی اور تحقیقی علم حاصل ہوا اور ایسی ایسی باتیں مجھے ملیں کہ مجھ سے تعریف کرنے سے نہ رہا گیا۔ کہ بے شک ہاشمی صاحب نے دونوں کتابوں پر جو محنت کی۔ بہت سے علوم وفنون اور تواریخ کو اکھٹا کیا۔ واقعی تعریف و احترام کے لائق ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی محترم جناب راجہ انسپکٹر محمد سوار منگرال راجپوت کی محنت سوچ، ولولہ، لگن، دلچسپی بھی خراج تحسین کے لائق ہے۔ کہ انہوں نے بھی دن رات ایک کر کے ہاشمی صاحب کی زیر ترتیب' تاریخ منگرال راجپوت' لکھنے میں مدد فرمائی۔ بے شک اتنی ہی محنت کرنے والے لوگ کمال کو پہنچتے ہیں اور ایسے ہی فرشتہ صفت انسان بھی ہیں جو ملک وملت یا کسی قبیلہ کی کامیابی کا ذریعہ بنتے

ہیں۔اور ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کامیابیوں کامرانیوں سے نوازتے ہیں۔

بقول شاعر:۔

اگر ہو دار و حسن کی الجھن نو سکرانا بھی جانتا ہوں
سما سکوں گر تیری نظر میں تو سر کٹانا بھی جانتا ہوں

از قلم محترم ومکرم ڈاکٹر قاری محمد بشیر صاحب
دھنیال مری راولپنڈی
بتاریخ 30 جنوری 2003ء

قوم اور قبیلہ کے نام

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ:۔ برادران اسلام دور حاضر میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہر ملک میں مسلمان پریشان حال ہیں۔ اتحاد و اتفاق نہ ہونے کے برابر ہے۔ دینی تعلیمات سے کوسوں دور مسلمان قوم آج زوال پذیر ہے۔ ہر طور مادہ پرستی نے نفسا نفسی پیدا کر رکھی ہے۔ غیریوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ دلوں سے خوف خُدا ختم ہو چکا ہے۔ ہم اپنے حقوق و فرائض بھول چکے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ ایسے کیوں ہو رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق و باطل کی راہیں بتادی ہیں۔ ہم اس دور میں راہ حق سے بھٹک چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عزت اسی کو حاصل ہے جو متقی و پرہیزگار ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن ہم نے ذات پات اونچ نیچ خاندانی پوجا تعصب شرک جیسی لعنت کو اپنا لیا ہے۔ آخر کیوں گھبرایئے مت اللہ تعالیٰ نے اس کا حل بتا دیا ہے۔ ان تمام برائیوں کو ہم ترک کر سکتے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم اور سنت رسولؐ کا دامن پکڑنے کے بعد۔ ہم قرآن پڑھیں اسے سمجھیں اور اس کے ہر حکم پر عمل کریں اور سنت رسولؐ کو بطور نمونہ جان کر زندگی گذاریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم راہ راست پر نہ آئیں اور ہماری مشکلات آسان نہ ہوں۔ خاندانوں کے فرسودہ رسم و رواج کو ترک کر دیں۔ میں اس موقع پر تمام مسلمان بھائیوں کی توجہ چند نکات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

۱:۔ کہ قرآن و سنت کی دعوت کو لیکر اٹھو اور پوری دنیا پر چھا جاؤ۔

۲:۔ آپس میں ذات پات کے بتوں کو ختم کر کے اتحاد و اتفاق کا دامن پکڑ لو۔

۳:۔ دینی دنیاوی تعلیمات کے حصول میں تکالیف برداشت کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرو

۳:۔ دینی دنیاوی تعلیمات کے حصول میں تکالیف برداشت کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرو
تعلیم ایسی دولت ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔

۴:۔ مساوات قائم کرو۔اور اپنے معاملات کے خود فیصلے کرو۔

۵:۔ اپنی زندگی کی باگ ڈور دوسرں کے ہاتھ نہ دیا کرو۔

۶:۔ امانت دیانت داصدقت اتحاد مسلمان کا زیور ہے۔

۷:۔ مسلمان بھائی کے دکھ درد کو اپنا سمجھو اور اپنی بساط کے مطابق اسکی مدد کرو

۸:۔ اندر مٹی باہر چونا۔قرآن وسنت پر عمل سے ہی تقدیر بدل سکتی ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو راہ حق پر چلنے کی توفیق ونظر عطا فرمائے (امین)

والسلام

آپکا مخلص

راجہ محمد حبیب الرحمن

باسم تعالیٰ

ازقلم راجہ محمد مقبول احمد خان (اسلحہ ڈیلر دہیرکوٹ) اس سے قبل جناب الیاس ہاشمی صاحب کی کتاب الموسوم' تاریخ الہاشمی جلد اول' جو کہ تاریخی اور خاندان بنو ہاشم کے شجرہ نسب پر مشتمل ہے کا میں نے گہرائی سے مطالعہ کیا۔ تاریخ لکھنا تو شاید اتنا مشکل کام نہ ہو۔ کیونکہ حوالہ جات کے لئے بے انتہا کتب تک رسائی حاصل کرنا پڑتی ہے۔ مگر اس دور میں کسی قبیلہ کا شجرہ نسب اکٹھا کرنا لکھنا اسے کتابی شکل دینا یہ انتہائی مشکل نہیں بلکہ جان

جوکھوں کا کام ہے۔ جس کے لئے کثیر مالی وسائل اور وقت درکار ہوتا ہے۔ میں نے خود کھکھہ راجپوت برادری کا شجرہ نسب اکٹھا کرنے پر 4/5 سال لگائے۔ مگر احباب کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ابھی تک کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا میں نے الیاس ہاشمی صاحب کی زیر ترتیب وتحقیق کتاب' تاریخ منگرال راجپوت' کا مسودہ چیدہ چیدہ چیک کیا (پڑھا) بے شک ہاشمی صاحب نے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے مجھے کوئی عار نہیں۔ کہ اس طرح کے کام ہاشمی صاحب جیسے درویش ہی کر سکتے ہیں جو اپنے ذاتی معاملات کو درگذر کر کے صرف اسی کام پر جت جائیں۔ اور اپنے بال بچوں اور خاندان کے نان نفقہ کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کر کے کسی قبیلہ کا شجرہ یا تاریخ لکھنا اور پھر نہ صرف لکھنا بلکہ حقائق جمع کرنا جس کے لئے بے انتہا سرمایہ اور وقت چاہیے۔ یہ ہاشمی صاحب کا ہی کام ہے۔ امید ہے کہ اس کتاب تاریخ منگرال راجپوت کے مطالعہ سے بہت سارے قبیلوں کا بھلا ہوگا۔

احقر

راجہ محمد مقبول احمد خان (اسلحہ ڈیلر) صدر تاجر ایسوسی ایشن دہیرکوٹ آزاد کشمیر

فرمان رسول ﷺ

''حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا'' کہ جب میری امت میں

چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔'' دریافت کیا گیا یا رسول اللہؐ وہ کیا ہیں؟
فرمایا!

جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا یا جائے' امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے' زکوٰۃ کو جرمانہ محسوس کیا جانے لگے' شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے' بیٹا ماں کا نافرمان ہو جائے' آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے' مساجد میں شور مچایا جائے' قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو' آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے' نشہ آور اشیاء کا کھلم کھلا استعمال کیا جانے لگے' مرد ابریشم پہنیں' آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے' رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں' اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں' تو لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الٰہی کے منتظر رہیں۔ خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلہ کی شکل میں یا اصحاب سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی باب علامات الساعۃ)

باسم تعالیٰ

از قلم محمد منصور منگرال اسلام آباد

ایک مرد اور ایک عورت کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے ایک جوڑا بنتا ہے جوڑے سے خاندان اور خاندان سے کنبہ بنتا ہے۔ کنبے سے برادری اور قوم تشکیل پاتی ہے اور نوع انسانی اسی طرح پھیلتی ہے۔ زندگی کے اس نشیب و فراز میں سابقوں موت کی وادی میں گم ہوتے رہتے ہیں۔ مگر گذرے ہوئے لوگوں میں کسی نہ کسی بہانے ایک تعلق قائم رہتا ہے اور اس طرح بعد والے پہلے والوں کے جانشین بنتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ آدمؑ و حواؑ سے شروع ہو کر قیامت تک کے آخری انسان تک جاری و ساری رہے گا۔ برادریاں قبیلے فخر و غرور کے لئے نہیں ہوتے بلکہ اس سے ایک برادری یا قبیلے کی پہچان ہوتی ہے۔ کہ فلاں شخص فلاں قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ یا فلاں شخص فلاں بن فلاں ہے۔ عربوں میں یہ روایت قائم ہے۔ کہ جب وہ اپنا نام بتاتے ہیں تو دادا تک کا نام بتاتے ہیں۔ جس سے ان کی مراد اپنا پورا تعارف ہوتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں بدقسمتی سے انگریز نے آکر ذات پات کی رائج شدہ غلط تقسیم کی بنیاد کو اور ہوا دیکر خود حکومت کرنے لگ گئے۔ اور لوگوں کی ذاتوں گوتوں کی بجائے پیشوں اور اونچ نیچ کی بنیاد پر لگا دیا۔ اور کسی کو بڑا اور کسی کو چھوٹا کہہ کر ان پر تقریباً ڈیڑھ

صدی تک حکومت کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف قبیلوں اور قوموں میں صرف شناخت کے لئے تقسیم کیا۔ اور محض کسی خاص قبیلے یا قوم کا فرد ہونے کی بناء پر ایک شخص دوسرے پر برتری کا دعویٰ نہیں کر سکتا علامہ اقبال کا قول ہے کہ۔

ہزار پارہ ہے کوہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے بتوں کا زناری

کیا خوب کہا شیر شاہ سوری نے کہ امتیاز قبائل تمام تر خواری'' مگر آج کے اس سائنسی دور میں اور خاص کر شہروں میں رہنے والوں کو اپنے دادا کے بعد کے متعلق کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے آباؤ اجداد کون تھے۔ اس لئے ضروری ہے کہ لوگ اپنا اپنا شجرہ نسب یاد رکھیں۔ یا اس کا تحریری ریکارڈ رکھیں۔ کہ وہ کس نسل سے اور کہاں سے آکر آباد ہوئے۔ کیونکہ پہچان اور شناخت کے لئے یہ بات ضروری ہے اسی ضرورت کے پیش نظر میں نے اپنے آباؤ اجداد کا شجرہ نسب جو بزرگوں کے پاس تھا۔ یا جو بڑے بزرگوں کی یادداشت میں تھا وہ جمع شدہ ریکارڈ شجرہ مصنف تک پہنچایا تا کہ آنے والی نسلیں اس سے اپنی پہچان قائم رکھ سکیں بقول علامہ اقبال:۔

کہستان تجھے چھوڑ کر جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے پنہاں میرے رب وجد کی خاک

از حاجی محمد منصور آبپارہ اسلام آباد

قبیلہ منگرال کے نام

سب سے پہلے میں خاندان منگرال راجپوت کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جس کی صدیوں سے غبت تاریکی میں ڈوبی ہوئی بے شمار کتب میں بکھری ہوئی تاریخ مصنف محمد الیاس ہاشمی آف دبیر کوٹ وبانی تاریخ راجہ محمد سوار منگرال کی سالوں کی جدوجہد سے یکجا ہو کر تاریخ منگرال راجپوت منظر عام پر آ چکی ہے اللہ تعالیٰ کا بصد شکریہ ادا کرتے ہوئے میں ان عظیم افراد کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تندرستی جان اور سلامتی ایمان عطا کرے۔ شکریہ و دعا کے بعد میں اپنے قبیلہ سے مخاطب ہوتا ہوں۔

خداوند تعالیٰ اس قوم قبیلہ و فرد کی حالت کو کبھی تبدیل نہیں کرتا جسکو خود اپنی حالت تبدیل کرنے کی جرات پیدا نہ ہو۔ کوشش نہ کرے اسطرح ضروری ہے کہ قبیلے افراد اپنی حالت کو بہتری کی طرف تبدیلی کی کوشش کرتے رہیں۔ اپنوں سے ناطے ختم نہ کریں بلکہ زیادہ تعلقات پیدا کریں تاکہ قبیلہ کی طاقت میں اضافہ ہو۔ باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کریں تب ہی قبیلہ بھی ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ افرادی قوت کو منظم رکھیں قبیلہ کے غریب افراد کو بھی برابر لانے کے لئے جدوجہد کریں تاکہ ان کے بچے بھی تعلیمات کے زیور سے آراستہ ہو سکیں۔ کسی کا نام بگاڑنا یا اس کے لئے تحقیری جملے استعمال کرنا اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ شاید کہ وہ تم سے بہتر ہو۔ اگر اپنی عزت چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو دینی دنیاوی تعلیم میں آگے نکلو علم سے ہی شخصیت اجاگر ہوتی ہے خواہ دنیا ہو یا آخرت۔ خود کو کمزور مت سمجھو اور دوسروں کے سہارے جینا چھوڑ دو۔ خود اعتمادی کا دامن کبھی نہ چھوڑو۔ مغرور و تکبر شیطان ہے خود کو اللہ تعالیٰ کے ہاں عاجزی اختیار کر کے مقام حاصل کرو۔ وقت ضائع مت کرو کاہلی اور سستی چھوڑ دو۔ انسان کو اللہ تعالیٰ بھی

ان کی جدوجہد کے مطابق دیتا ہے اپنا حق لو اور کسی کا حق نہ کھاؤ۔ حقوق کے حصول میں جان کی بازی لگادو۔ انسان سے مت ڈرو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کرو اور اسی وحدہٗ لاشریک سے ڈرو جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کی ہر شے ہے۔ خوش اخلاق انسان ہر اچھے برے ماحول میں کامیاب رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بہتر ہے جس کے اخلاق واعمال بہتر ہیں نشہ آور چیزیں حرام ہیں فضول خرچی کے علاوہ مضر صحت ہیں جان ومال کا نقصان ہوتا ہے فضول خرچی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوگا۔ سخاوت کرو۔ اچھے لوگوں کی محفل میں بیٹھو گندی محفلوں سے دور رہو۔ اپنوں کی خامیاں دوسروں کے سامنے مت بیان کرو بلکہ تم ان کی اصلاح کے ذمہ دار بنو بینادی حقوق کے بغیر کوئی شخص اپنی شخصیت کو اجاگر نہیں کرسکتا نام کے نہیں بلکہ نمونہ کے مسلمان بنو۔ عزت ذلت زندگی موت رزق کا تعین رب العالمین کریگا۔ وہی دنیا و آخرت کی ہر شے پر قادر ہے۔

فقط والسلام آپکا مخلص

ٹیچر راجہ شفقت محمود منگرال ڈھانڈہ مری

بانی تاریخ منگرال راجپوت سے ایک انٹرویو

(ازقلم وقار احمد ستی صاحب مصنف)

تاریخ منگرال راجپوت کے مولف محترم الیاس ہاشمی صاحب ہیں/ جبکہ بانی رجہ محمد سوار صاحب ہیں راجہ محمد سوار کا تعلق منگرال راجپوت کی گوت عبدالیال سے ہے یاد رہے کہ نصر اللہ خان اور عبداللہ خان دو بھائی تھے۔ بانی تاریخ راجہ عبداللہ خان کی اولادوں سے ہیں۔ آپ 1957ء میں چھجانہ (گوگا) میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی کا نام راجہ منشی خان منگرال ہے آپ بھائیوں میں بڑے ہین۔ آپ کے دوسرے دو بھائیوں کے نام راجہ محمد مختار منگرال راجہ محمد ظہراب منگرال ہیں۔ راجہ محمد سوار نے ابتدائی تعلیم مقامی سکول سے حاصل کی اور پھر 1977ء میں سکریٹریٹ بلاک K میں بھرتی ہوگئے۔ اور تا حال عرصہ 26 سالوں سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور آجکل گریڈ 14 میں اسلام آباد میں تعینات ہیں۔ قارئین کرام راجہ محمد سوار کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ درمیانہ قد گندمی رنگ۔ چہرے پر کالی داڑھی، سر پر عام سفید ٹوپی، ناک پر عینک، شلوار قمیض پر کوٹ کا اضافہ لب و لہجے میں متانت اور شگفتگی، گفتگو میں تسلسل، آنکھیں متفکر دماغ سوچوں میں گم، رفتار باوقار، شخصیت ضیاء بار گفتار مثل آبشار اور معلومات لائق افتخار ہیں۔ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کی زندہ مثال ہیں۔ آپ کے مشاغل علمی اور دلچسپیاں سیاسی اور معاشرتی ہیں۔ بہت وسیع الخیال اور وسیع المطالعہ شخص ہیں اہل علم، علمی و دینی رجحانات کے حامل افراد سے آپ کے قریبی روابطہ ہیں حافظہ بلا کا ہے۔ ہزاروں اشعار اور متعدد حوالہ جات ہمہ وقت نوک زبان رہتے ہیں۔ آپ میں سادگی حق گوئی مہمان نوازی اور دیانت وامانت کی خوبیاں کمال پر ہیں۔ طبیعت میں سختی اور اظہار میں پختگی نمایاں ہے۔ راجہ محمد سوار نے اپنے قبیلے کی گمشدہ تاریخ کو یکجا کرنے کا ذمہ اٹھایا زیر نظر انٹرویو اسی سلسلے کی کڑی ہے جس کا مقصد قارئین کو ان جملہ مسائل مشکلات حالات وواقعات اور پریشانیوں سے آگاہی فرمانا ہے۔ جن کا سامنا انسپکٹر راجہ محمد سوار کو کرنا پڑا۔

سوال:۔ آپ نے اپنی گمشدہ تاریخ کا ابتدائی مسودہ کس طرح حاصل کیا؟

جواب:۔ والد صاحب مرحوم منشی خان نے 1981ء میں مجھے بتایا کہ ہم منگرال راجپوت ہیں مجھے

تاریخ سے لگاؤ زیادہ تھا۔میں پہلے اپنے گردونواح میں موجود اپنے خاندان کے افراد سے ملا۔ان کے شجرہ جات اکٹھے کئے۔انہیں ضبط تحریر کیا پھر پتہ چلا کہ آزاد کشمیر کوٹلی میں بمقام سہنسہ میں منگرال کثیر تعداد میں موجود ہیں۔میں نے مختلف ذرائع استعمال کئے وہاں سے بھی معلومات اکٹھی کیں۔

سوال:۔ آپ کو تاریخ منگرال لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

جواب:۔ دراصل دینی علوم سے خصوصی لگاؤ تھا قرآن پاک کی سورۃ الحجرات کی جب تفسیر پڑھی تو اپنے قبیلہ کی تاریخ کو اکٹھا کرنے اور تشنگی شوق کو پورا کرنے کا عزم کیا۔مجھے یہ بھی علم تھا کہ چند خاندانوں نے معلومات نہ ہونے کے باعث اپنی گوت تبدیل کر ڈالی تھی۔جو کہ دینی لحاظ سے اچھا کام نہ تھا میں نے بہتر سمجھا کہ ہمارا قبیلہ چھوٹا ہی سہی لیکن اپنے حسب ونسب کو نہ چھوڑا جائے اور سب خانوادوں کو اکٹھا کر کے کتابی صورت میں منظر عام پر لایا جائے۔اپنے قریبی افراد سے کئی بار کہا لیکن جب دیکھا کہ تاریخ لکھنا مشکل کام ہے۔تو خود عازم سفر ہوا بس بقول شاعر:۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

سوال:۔ پہلے پہل جب اپنے خاندان والوں سے اس بات کا ذکر کیا کہ میں اپنے خاندان پر کتاب لکھوانے کا خواہاں ہوں تو خاندان والوں کا کیا ردعمل تھا؟

جواب:۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم غریب لوگ ہیں۔اس ترقی یافتہ دور میں بھی ہمارا علاقہ بجلی اور سڑک کی سہولت سے محروم ہے۔ذرائع آمدن نہ ہونے کے برابر ہیں معاشی مشکلات سے دوچار افراد تاریخ کی اہمیت کیا سمجھیں۔مجھے کہیں سے بھی کوئی پروٹوکول نہ ملا۔

سوال:۔ خاندان کے افراد سے مایوس ہو کر آپ کا اگلا قدم کس طرح اٹھا؟

بقول شاعر:۔

نگر نگر ہم نے وفا کے دیئے جلائے ہیں
ہم ہی سے حسن کے انداز جگمگائے ہیں

جواب:۔ اپنے خاندان کی تاریخ لکھنے کا چونکہ میں عزم کر چکا تھا لہذا میں نے پڑھے لکھے افراد سے رابطے جاری رکھے۔ پھر المنگر ال تنظیم الاتحاد کے نام سے ایک سوسائٹی قائم کی۔ اجلاس بلائے تنظیم کے اجلاس میں تمام افراد کو تاریخ کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ چانچہ تنظیم نے میرا بھرپور ساتھ دیا۔ اور میں اپنے اصل مقصد کی جانب چل پڑا۔

سوال:۔ آپ نے جو المنگر ال تنظیم الاتحاد قائم کی اس تنظیم کے ابتدائی عہدیدار کون کون تھے؟

جواب:۔ تنظیم کے عہدیدار ہر دو سال کے بعد بدلتے رہتے ہیں۔ بہرحال جو ابتدائی کمیٹی تھی ان میں ماسٹر شکیل احمد مرحوم آف چھجانہ صدر تھے۔ ماسٹر قربان علی نائب صدر اول راجہ گلباز صاحب نائب صدر دوئم ماسٹر حبیب الرحمٰن جنرل سیکرٹری راجہ شفیق الرحمٰن صاحب جوائنٹ سیکرٹری، راجہ جمیل احمد صاحب خزانچی اور سیکرٹری ایجوکیشن ماسٹر راجہ زاہد صاحب اور سیکرٹری اطلاعات ونشریات راجہ شفقت محمود تھے جبکہ میں تنظیم کا سرپرست اعلیٰ بنا۔

سوال:۔ تنظیم بنانے کی غرض وغائت کیا تھی؟ اور کیا اس تنظیم نے کوئی مالی اعانت کی؟

جواب:۔ المنگر ال تنظیم الاتحاد کے قیام کا اصل مقصد اپنے خاندان کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا تھا انہیں تحصیل میں نمائیندگی دینا تھی۔ تا کہ ان لوگوں میں جذبہ پیدا ہو اور گمشدہ تاریخ کو ڈھونڈنے میں ہراول دستے کا کام کریں نیز تنظیم کے عہدیدار مالی اعانت بھی کرتے رہے۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بہر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

سوال:۔ کوٹلی ستیاں مری اور راولپنڈی سے ملحقہ علاقہ میں منگرال اکثریت میں کس مقام پر رہائش پذیر ہیں؟

جواب:۔ جی اکثریت تو ڈھانڈہ چھجانہ میں زیادہ ہے۔ لیکن ہر دوسرے گاؤں میں اس شاخ سے کوئی نہ کوئی فرد ضرور آباد ہے۔

سوال:۔ آپ نے تاریخ منگرال کی ابتداء میں کن کن کتب سے استفادہ لیا؟

جواب:۔ پہلے تو ایک کتاب ''ہست و بود'' پڑھی تھی پھر تاریخ جنجوعہ راجپوت حصہ دوئم تاریخ فرشتہ اقوام پونچھ اور پنجابی مسلمان پڑھیں ان سے استفادہ لیا معلومات اکٹھی کیں انہیں نوک تحریر کیا۔

سوال:۔ ہاشمی صاحب سے پہلی ملاقات کب ہوئی؟

جواب:۔ جب میں نے تاریخ الہاشمی' جوالیاس ہاشمی صاحب نے لکھی تھی پڑھی تو لسکو ٹھار والے راجہ منصور صاحب منگرال سے ہاشمی صاحب سے ملنے کی بابت بات ہوئی میں نے ہاشمی صاحب کو خط لکھا کہ آپ کے ذمہ قبیلہ منگرال کی تاریخ لکھنے کی ڈیوٹی لگائی جا رہی ہے۔ آپ اسے قبول کیجئے گا ہاشمی صاحب سے پہلی ملاقات 1998ء کو ہوئی۔

سوال:۔ کیا ہاشمی صاحب نے پہلی ملاقات میں ہی تاریخ منگرال لکھنے کی پیش کش قبول کر لی؟

جواب:۔ ہاشمی صاحب نے میرے جمع شدہ مواد کو سرسری طور پر دیکھا پھر میرے گاؤں چھجانہ (گوگا) کا دورہ کیا ہمارے دادا جان مرحوم و مغفور والد کی قبر دیکھی جس پر 1919ء سے قوم منگرال کی تختی لگی تھی پھر حوالہ جات اور مستند ریکارڈ دیکھ کر ہاشمی صاحب نے تیاری باندھی۔

سوال:۔ سوار صاحب کیا صرف اپنے قبیلے کا ریکارڈ محفوظ رکھنے کی خواہش رہی یا دیگر قبائل کے ریکارڈ سے بھی برابر دلچسپی ہے؟

جواب:۔ تاریخی حوالے سے ریکارڈ جس قوم کا بھی ملا میں نے اسے ضبط تحریر ضرور کیا میں نے اپنے گردونواح میں موجود قبائل پر لکھی جانے والی تمام کتب کا مطالعہ کیا اور جو کتب میرے پاس محفوظ ہیں ان میں خیابان مری تاریخ مری تاریخ ستیاں خیابان ستی تاریخ چلاوره شامل ہیں دیگر کئی ایک خاندان کا ریکارڈ بھی میرے پاس موجود ہے۔

سوال:۔ تاریخ منگرال کا جملہ ریکارڈ مہیا کرنے میں کن کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب:۔ تاریخی کتب سے استفادہ کے بعد مختلف لائبریریاں چھان ماریں تمام پرانی تاریخی کتب کا جائزہ لیا۔ جس کتاب کی مصنف ہاشمی صاحب نے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی وہ کتاب انہیں لا کر دی

اور خود انہوں نے بھی جدو جہد کی۔ اگر چہ مالی پریشانیاں تو بنیادی چیز ہے۔لیکن ایک بڑی پریشانی جس کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ تھی کہ چونکہ منگرال قبیلہ راولپنڈی سے کشمیر تک پھیلا ہوا ہے اس لئے دور افتادہ علاقوں میں جا کر معلومات اور شجرہ جات اکٹھا کرنا ہمارے لئے کٹھن کارہا۔

سوال:۔ کیا آپ ہاشمی صاحب کو سابقہ جمع شدہ مواد پیش کر کے بیٹھ گئے یا آخر تک ہاشمی صاحب کا ساتھ دیتے رہے؟

جواب:۔ جی میں نے مصنف کا ساتھ تا حال نبھایا درمیانی عرصہ میں 9 ماہ تک بیمار رہا میری بیماری جب طوالت پکڑ گئی تو بستر مرگ پر بھی یہی ایک خواہش رہی اور اللہ تعالیٰ سے اتنی دعا ضرور کرتا رہا یا اللہ مجھے اتنی زندگی دے دے کہ میں ہاشمی صاحب کی معاونت سے قوم کو ایک جامع اور مستند تاریخ منگرال دے سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی مجھے دوبارہ صحت دی اور اب یوں کتاب مکمل ہو چکی ہے۔

سوال:۔ آپ ہاشمی صاحب کے ساتھ کشمیر بھی جاتے رہے کن کن افراد نے آپ کی مدد اور رہنمائی کی؟

جواب:۔ کشمیر میں راجہ حق نواز صاحب ان کے بڑے بھائی راجہ امداد صاحب حاجی راجہ اقبال صاحب اور ایس ڈی ایم راجہ محمد عظیم خان صاحب نے ہر ممکن تعاون کیا راجہ حق نواز صاحب نے ہمیں کافی حد تک منگرال خانوادوں سے متعارف کروایا انہیں کتاب کے بارے میں بتایا کہ یہ دو افراد آپ کے خاندان پر کتاب لکھ رہے ہیں۔ نیز گرد و نواح میں سفر کرنے کے لئے اپنی گاڑی اور ڈرائیور ہمہ وقت ہمیں دیئے اور طعام و قیام کا ذمہ بھی اٹھایا نیز ہمیں اپنی گاڑی پر کئی ایک مقامات کی سیر کروائی اور راجہ امداد خان صاحب جو انگلینڈ میں بسلسلہ روزگار قیام پذیر ہیں نے مبلغ 20 ہزار روپے کی رقم بھیجی کہ جملہ ابتدائی امور اس رقم سے چلاتے جائیں۔ باقی بعد میں مدد کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ حاجی راجہ اقبال صاحب جو لندن میں بیمار ہیں انہیں تاریخ سے گہری دلچسپی ہے۔ ان سے ایام بیماری بالمشافہ گفتگو ہوئی تھی۔ حال ہی میں انہوں نے لندن سے خط لکھا ہے جس میں مالی امداد کا یقن دلایا ہے۔ ایس ڈی ایم راجہ محمد عظیم صاحب نے بھی ہم سے بھرپور تعاون کیا ہمیں شجرہ جات مہیا کئے انہیں درست ترتیب کرنے میں مدد و رہنمائی فرمائی۔

سوال:۔ کوئی دلچسپ واقعہ جو آپ کو دوران سفر پیش آیا ہو؟

جواب:۔ ہم معلومات اکٹھی کرنے کشمیر گئے ہوئے تھے وہاں پر اوڑی جموں کشمیر کے لعل دین خان منگرال راجپوت سے ہماری ملاقات ہوئی۔ تو بنیادی طور پر وہ شاعر تھے انہوں نے ایک قطعہ ہمیں سنایا تھا میں نے اسے اپنی ڈائری میں لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ آج قارئین کو وہ قطعہ سناتا ہوں۔

منگرالاں دی نسل تمامی چلی ہے کشمیروں
سہنسہ تے سرساوہ کہندے پکی مٹی خمیروں
اٹھو سب منگرال براوٴ جاگو تے جگاوٴ
مشرق تھیں تے مغرب توڑی سب نوں نال ملاوٴ
جتھے جتھے ذات اساڈی سب نو ں ڈھونڈ لے آوٴ
اے ایک تسبیح وے دانے سارے فیر ملاپ کراوٴ

یہ قطعہ ہماری تمام کاوش پر سیر حاصل تبصرہ تھا۔ لہذا میں نے اسے لکھ دیا۔

سوال:۔ آخر میں اپنے قبیلے کے نام کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

میں دوران علالت بستر مرگ پر بھی بیمار پرسی کرنے والوں کو یہی کہتا رہا کہ اگر میں نہ بچ سکا تو آپ کو تاریخ منگرال راجپوت کو مکمل کروانا ہوگا یہ میرا آپ پر قرض ہوگا۔ اب اللہ تبارک تعالیٰ نے خصوصی مہربانی فرمائی۔ اور صحت یاب ہونے پر ہم نے دوبارہ یہ کام شروع کیا اور کتاب کی اشاعت ہوگی۔

اتنے بکھرے اور دور افتادہ مقامات پر رہائش پذیر خاندانوں کی تاریخ لکھنا اتنا آسان کام نہیں۔ میں الیاس ہاشمی صاحب کی خصوصی معاونت سے اس کار خیر کو برادران کے سامنے پیش کرنے کے لائق ہوا۔ اور فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا ہے۔ میں قارئین کرام سے اپیل کرتا ہوں کہ باہمی یکجہتی وتعاون کو برقرار رکھتے ہوئے ترقی کی منازل طے کرنے کی طرف آئیں آخر میں بہ زبان شاعر:۔

ایسے رہا کرو لوگ کریں آرزو
ایسا چلن چلو کہ زمانہ مثال دیں

از قلم وقار احمد ستی
بی اے بی ایڈ (مدرس
مصنف تاریخ چلاورہ تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی

باب ال کھکھ

تیزیال جنجوعہ

راجپوت

تحقیق محمد الیاس ہاشمی

راجگان کھکھہ تیز یال ضلع باغ وضلع مظفر آباد

راجہ مل خان چندربنسی پانڈو خاندان کے چشم و چراغ تھے یہاں ضروری ہے کہ تعارف کے لئے کچھ بنیادی شجرہ پر روشنی ڈالی جائے تاریخوں میں راجہ پانڈو کے پانچ فرزندوں کے نام ملتے ہیں جنہیں والد کے نام کی نسبت سے پانڈو خاندان بھی کہا جاتا ہے راجہ پانڈا کے ایک فرزند راجہ ارجن دیو کے بیٹے کا نام راجہ بہمن دیوتھا بہمن دیو کے ایک نامور بیٹے راجہ پرتچھت جسے تاریخ نے والئی ہند کا لقب دیا ہے اس راجہ کے تین نامورفرزندوں کے نام راجہ نکھم جی اور راجہ جنم جی ہرن دیو تھے اول الذکر سے منگرال جرال خاندان مشہور ہوا اور جنم جی سے راجہ مل خان کا شجرہ ملتا ہے راجہ جنم جی کی کچھ پشتوں کے بعد راجہ جنجو پال ابن راجہ جام پال ابن راجہ بکرسین ابن راجہ امرپال ابن راجہ سرپت دیو ابن راجہ دھرپت دیوابن راجہ مل خان بحوالہ تاریخ جنجوعہ راجپوت حصہ دوئم صفحہ نمبر509 و تاریخ اقوام کشمیر و اقوام پونچھ مصنف محمد الدین فوق تاریخ جنجوعہ راجپوت کے مصنف راجہ محمد انور خان جنجوعہ صفحہ نمبر555 حصہ دوئم میں لکھتے ہیں،،از راجہ پرتچھت تا راجہ دیورسین) راجگان چندربنسی کا جاہ و جلال پورے ہندوستان پر چمکتا رہا اس خاندان کے ذی جاہ راجاؤں کے نام کشمیر پنڈی سکیت پنجاب کے بالائی حصوں پر راج گیری تھی سینکڑوں راجاؤں کی عظمت چمکی اس کے علاوہ ہستناپور دلی قنوج پر ان کی شاخوں کا تسلط رہا،، جبکہ راجہ مل خان کے بارے میں تاریخ اقوام پونچھ جلددوئم کے صفحہ نمبر168 پر محمد الدین فوق لکھتے ہیں،، کہاجاتا ہے کہ راجہ مل 980ء کے قریب

جودھپور یا قنوج سے نقل مکانی کر کے نواح جہلم میں آیا اور اس نے ایک موضع راجگڑھ کے نام سے آباد کیا جو اسی کے نام پر اب ملوٹ کہلاتا ہے اسی راجہ کے زمانہ میں محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کیا راجہ مل نے جہاں تک اسی کی طاقت تھی مقابلہ کیا لیکن شکست کھانے اور اسیر ہونے کے بعد اپنی جان بچانے اور اپنے ملک کی بادشاہی دوبارہ حاصل کرنے کے لئے مسلمان ہو گیا،، تاریخ اقوام پونچھ جلد اول کے صفحہ نمبر 243 پر کھکھ راجپوت کے زیر عنوان یوں لکھتے ہیں،، کھکھ قوم کے افراد کا بیان ہے کہ سب سے پہلے راجہ سری پت راٹھور جو راجہ مل کا دادا تھا قنوج سے پنجاب آیا،، سرلیبل گریفن جنجوعہ قوم کی روایتوں کے مطابق لکھتے ہیں کہ خود راجہ مل جو راٹھور تھا اور پانڈو کی اولاد سے تھا جودھپور قنوج سے 980ء میں آیا مصنف راجپوت گوتیں بھی قنوج یا جودھپور سے راجہ مل کا پنجاب آنا بیان کرتا ہے راقم الحروف کے خیال میں راجہ مل غزنویوں کے زوال اور غوریوں کے عروج کے زمانہ میں گذرا،، صفحہ نمبر 243 اسی زمانہ میں راجہ مل راٹھور قنوج یا متھرا کے ہم قوم راجہ سے کشیدگی کے باعث اپنی ایک مختصر سی جماعت لے کر جہلم کے شمالی پہاڑوں میں آ کر مقیم ہو گیا اور بقول سرلیبل گریفن اس خیال نے اسے زیادہ تقویت دی کہ ایک بار پانڈوؤں نے بھی انہی پہاڑوں میں پناہ لی تھی غزنویوں کے زوال کی وجہ سے طائف الملوکی کا زمانہ تھا راجہ مل نے رفتہ رفتہ وہاں طاقت پیدا کر لی،، راجہ مل خان کے پانچ بیٹوں کے نام اور تقسیم علاقہ جات کی تفصیل یوں تاریخوں سے ملتی ہے راجہ مل خان کے فرزند اول کا نام راجہ ویرخان تھا جو والد کی وفات کے بعد قلعہ ملوٹ ضلع جہلم پرگدی نشین ہو گئے۔ دوسرے فرزند کا نام راجہ جوہد

خان تھا جو قلعہ کھیالہ ضلع جہلم کے والی بنے تیسرے راجہ کالا خان والی قلعہ مٹور ضلع راولپنڈی کے فرمان روا بنے اور چوتھے فرزند راجہ کھکھہ خان جو کہ پنجاب سے نقل مکانی بغرض کشمیر کی سیروسیاحت چھتر کلاس آ گئے۔ راجہ مل خان کے پانچویں فرزند کا نام راجہ تنولی خان تھا جو والئی قلعہ انب دربند ضلع ہزارہ ہوئے راجہ کھکھہ خان کے بارے میں تاریخ اقوام پونچھ کے صفحہ نمبر 245 پر یوں لکھتے ہیں ،، اپنے بزرگ راجہ کھکھہ خان کے متعلق کھکھہ قوم کے ایک بزرگ ارقام فرماتے ہیں وہ ایک معمولی سی فوج لے کر کشمیر کے پہاڑوں میں چلے آئے اس زمانہ میں جگہ جگہ حکومتیں تھیں دوچار گاؤں کا مالک بھی راجہ کہلاتا تھا اور اپنے حریف سے لڑنے کے لئے تیار رہتا تھا جب کھکھہ خان ضلع مظفرآباد کے مقام چھتر کلاس پر جو جہلم ویلی روڈ کے قدیم پڑاوَ دلائی کے متصل ہے پہنچا تو وہاں کے حاکم سے اس کی لڑائی ہوئی مگر حاکم چھتر کلاس نے شکست کھا کر اطاعت قبول کرلی یہاں سے فارغ ہو کر راجہ کھکھہ خان نے علاقہ سہوتر ڈنہ کچیلی کو فتح کیا پھر کوٹ ترہالہ وغیرہ کو قبضہ میں لا کر متصلہ علاقہ پر اپنا سکہ بٹھایا اور اپنا دارالحکومت ناگنی ڈھیری کو جو پڑاوَ دلائی کے متصل ہے قرار دیا اس کے فرزندان راجہ سنگی خان اور راجہ منگی خان تو یہیں رہے مگر خود راجہ کھکھہ خان اپنے چھوٹے فرزند علیا خان کو ہمراہ لے کر تبت کی طرف چلا گیا اور وہیں فوت ہوگیا اور اس کے فرزند علیا خان کو بھی واپس آنا نصیب نہ ہوا اور وہ بھی پیوند خاک ہو گیا اس کی اولاد اب تک وہاں موجود ہے،، وقت کے ساتھ ساتھ راجہ کھکھہ خان کی اولادیں بڑھتیں گئیں موجودہ وقت میں ضلع مظفر آباد کے متعدد علاقوں میں کھکھہ راجگان کی آبادیاں ہیں۔کہا جاتا ہے کہ چھتر کلاس کا حاکم

طریقہ شرعاً جائز ہے۔ (وجہ تسمیہ تیزیال) ضلع باغ تحصیل دہیر کوٹ کے متعدد
گاؤں میں اور ضلع مظفر آباد کے کئی مواضعات مین تیزیال خاندان کے لوگ
آباد ہیں جو راجہ کھکھہ خان بن راجہ مل خان کی اولادیں ہیں مگر تیزیال لکھے
پکارے جاتے ہیں تاریخ اقوام کشمیر جلد دوم کے صفحہ نمبر **346** پر ایک حوالہ میں
یوں لکھتے ہیں ''تقریباً سب مورخین نے یہ تسلیم کیا ہے جو کشمیر پر تاریخیں
تالیف کرتے رہے ہیں'' کہ یہ قوم کشمیر میں پنجاب سے اور پونچھ میں کشمیر سے
آئی ہے اور نومسلم راجپوت ہے کھکھہ قوم جو آج شمالی اضلاع پنجاب کے علاوہ
کشمیر اور پونچھ (باغ) میں پھیلی ہوئی ہے راجہ بل کو جو مسلمان ہو کر راجہ مل خان
کہلایا اپنا موروث اعلیٰ تسلیم کرتی ہے اس کے دو فرزندوں میں ایک کا نام کھکھہ
خان تھا اسی کے نام پر کھکھہ قوم مشہور ہے اور اسی کھکھہ کو کشمیر کے قدیم
ہندومورخوں نے کھش لکھا ہے کھش قبیلہ اور اس کی شاخ حتمال آج بھی راولپنڈی
سے کشمیر کو جاتے ہوئے دریائے جہلم کے کنارے تحصیل اوڑی میں آباد ہے کھکھہ
خان کے دو فرزند بتائے جاتے ہیں راجہ سنگی خان اور راجہ منگی خان کے فرزند کا نام
راجہ حاتم خان بتاتے ہیں اسی کے نام پر حتمال کہلاتے ہیں راجہ منگی خان کی اولاد
علاقہ چکار تحصیل اوڑی اور تحصیل مظفر آباد میں پھیلی ہوئی ہے،، راجہ منگی خان عرف
تیز خان کی ذریات پونچھ کے دیہات میں جس کا کثیر حصہ آج پونچھ کی تحصیل باغ
(دہیر کوٹ) منتقل ہو گئی ان دیہات کی تعداد تیرہ چودہ ہے اور ان کے نفوس
زکوراناث کی تعداد چودہ ہزار سے زیادہ ہے تحصیل باغ کوٹلی علاقہ پونچھ (دہیر کوٹ)
میں سردار محمد یعقوب خان نمبردار بھی ہیں ٹھیکیدار بھی ہیں،، بحوالہ اقوام کشمیر جلد دوئم

کہ قدیم ہندو مورخین نے اسی کھکھہ خاندان کو کھش بھی لکھا ہے اس بات کی یوں نفی ہوتی ہے کہ کھکھہ خاندان اور کھش خاندان دو الگ الگ خاندان تھے بحوالہ ،،تاریخ اقبال اور کشمیر،، از سلیم خان گمی صفحہ نمبر 20/21 پر یوں لکھتے ہیں،، ظاہر ہے کہ کشمیر کے قدیم باشندے کھش قبیلہ کے افراد تھے جو کشمیر میں آریاؤں کی آمد سے پہلے موجود تھے۔ ان کے حوالہ سے ان کے علاقہ کو کھش میر کہا گیا جو پہاڑی زبان کا مرکب لفظ ہے جس کا مطلب ہے کھش لوگوں کا علاقہ آریا قبیلے ان کو تحقیرا پشاچی کہتے تھے چونکہ کھش ناگ پوجا کرتے تھے اس لئے ان کو ناگا بھی کہا گیا کشمیری میں کشیر کے مطابق حرف،م،حذف ہو گیا،، سلیم خان گمی کے اس حوالہ سے اس دلیل کی نفی ہوتی ہے کہ کھش اور کھکھہ ایک ہی خاندان کے دو نام تھے بلکہ کھکھہ خاندان مسلمان تھے اور نو مسلم راجہ مل خان کی اولادیں تھے اور آریہ تھے اور جبکہ کھش قبیلہ آریاؤں کی برصغیر میں آمد سے قبل کشمیر میں آباد تھا۔ ناگ کی پوجا کرنے والے ناگا غیر مسلم تھے۔

خاندان تیز یال راجپوت ہاڑیولہ (تحصیل مظفر آباد)

راجہ منگی خان عرف تیز خان کے دو فرزند راجہ دولت خان عرف جمڑا خان اور راجہ علی شیر خان ہوئے یہ بھاگسر ،ناول وغیرہ میں آباد تھے ان کی اولادیں ابتداء زمانہ انہی علاقوں میں رہائش پذیر رہیں اور اسی تحصیل دھیرکوٹ کے متعدد علاقوں گاؤں میں آباد ہیں راجہ علی شیر خان کے ایک فرزند راجہ پنجہ خان سے اولادوں کا سلسلہ چلا ہے پنجہ خان کے دو فرزند ہوئے راجہ تیج خان اور راجہ پیروزخان اول

الذکر کی اولادیں چھپڑیاں گھوڑی کیر، ٹاہل، وغیرہ میں آباد ہوئیں راجہ پیروز خان کے
دو فرزند راجہ گوند خان اور راجہ ڈھوڈا خان عرف تیز خان ہوئے ان کی اولادیں علاقہ
باغ تحصیل دھیر کوٹ کے مواضعات ذیل میں آباد ہیں۔کوٹلی خاص دھیرکوٹ، نڑول،
بھاگسر، کھیالہ، ناول، ارجہ، چوہڑ، پیل، ملوٹ، ڈھک پدر، رنگلہ، رینگولی، ہنس چوکی،
سبوکوٹ، وغیرہ بحوالہ تاریخ اقوام پونچھ صفحہ 246۔ جبکہ راجہ منگی خان کے دوسرے
فرزند راجہ دولت خان عرف جمبڑا خان جو کہ فقیر درویش انسان تھے آپ ولی کامل
اور بڑے ہی پاکباز انسان ہوئے ہیں آپ عوام و خواص کو ہمیشہ دین کی تبلیغ کے
ساتھ ساتھ بیماروں کا علاج معالجہ روحانی طریقہ سے کرتے تھے آپ کے بیٹے کا
نام راجہ پتلا خان شجروں روایتوں سے ملتا ہے آپ کی ساتویں پشت میں راجہ میر محمد
خان کا نام آتا ہے جو بزمانہ آپ راجی موضع بھاگسر سے نقل مکانی کر کے تحصیل
مظفر آباد کے علاقہ کھاوڑہ کے گاؤں ہڑیولہ جا کر اقامت گزیں ہو گئے تقریبا تین
صدی قبل کا یہ واقعہ ہے جہاں آپ نے ایک رقبہ ویرانہ آباد کر کے قابل کاشت
بنایا وقت کے ساتھ ساتھ آپ کی اولادیں بڑھتیں گئیں اور دوسرے مقامات تک نقل
مکانی اور رہائش کا سلسلہ شروع ہو گیا چنانچہ دور حاضر تک اس خاندان کے افراد
تحصیل مظفر آباد کے مواضعات، گڑھی، دوپٹہ، چناری، جھنڈگراں، ہڑیولہ، ڈربنگ،
بکنہ خیرآباد، کے علاوہ ضلع راولپنڈی میں جمیل آباد نواب آباد وغیرہ میں بھی کچھ
گھرانے مستقل رہائش اختیار کر چکے ہیں۔ راجہ میر محمد خان کی تیسری پشت میں راجہ
عبداللہ خان بڑے نامی گرامی ولی کامل ہو گذرے ہین آپ کی زبان مبارک میں
اللہ تعالی نے ایک خاص تاثیر ودیعت کر رکھی تھی آپ دکھی انسانیت کی خدمت روحانی

علاج کے ذریعہ کرتے تھے۔ آپ رات دن اکثراوقات پنجگانہ نمازوں کے علاوہ
ذکر اذکار میں گذارتے تھے۔ اور اکثر اوقات محوعبادات رہتے تھے آپ عوام علاقہ
جات تک بڑے ہی ہردلعزیز اور پیر کامل کا درجہ رکھتے تھے۔آپ کی جائے مدفون
تریحدہ کے نام سے کنگڑو والی زیارت مشہور ہے آپ کی قبر مبارک سے کنگڑو کا
درخت نکلا ہوا ہے اس رقبہ کو تریحدہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں تین مواضعات
ڈنہ ڈربنگ اور ہڑیولہ کی حدیں آ کر ملتی ہیں یہ جگہ ڈنہ گاؤں کے ساتھ نیچے کی
طرف ہے کہا جاتا ہے کہ آپ کی زیارت کی جو بھی بے ادبی کرے اسے جانی مالی
نقصان ہوتا ہے چنانچہ لوگ اس بات پرنہایت احترام و ادب کے ساتھ فاتحہ خوانی
کرتے ہیں۔ آپ کے دوفرزندوں کے نام راجہ خلیفہ خان راجہ دین محمد خان ہیں
راجہ خلیفہ خان اسی گاؤں میں آبادرہے جبکہ راجہ دین محمد خان کی اولادیں چناری میں
آباد ہیں۔اس خاندان کو ورثہ میں ملنے والا تقریبا ڈیڑھ صدی قبل کا ایک قلمی نقل
شجرہ محفوظ ہے جس سے راقم نے مدد لی ہے یہ شجرہ نسب ریٹائرڈ صوبیدار راجہ
قمرزمان خان کے پاس محفوظ ہے متذکرہ خاندان کے ناطے رشتے اپنے خاندان کے
علاوہ گھکھڑ،قریشی ہاشمی منگرال راجپوت اور اعوان کے ساتھ ہوتے ہیں آباؤاجداد
سے اس خاندان کے افراد کی دینی دنیاوی علوم میں اچھی دلچسپی ہے اس خاندان میں
بڑے مشہور عالم دین اور ولی کامل بزرگ ہو گذرے ہیں زمانہ حال میں بھی دینی
دنیاوی علوم سے اچھا شغف رکھتے ہیں سرکاری نیم سرکاری و سول ملازمتوں پر اچھا
گذر بسر کرتے ہیں کچھ لوگ ان میں سے بیرونی ممالک میں بھی سول ملازمت
کرتے ہیں زراعت کاری پر زیادہ توجہ دیتے ہیں مالی طور پر مستحکم ہیں اچھے دیندار

باکردار خوش اخلاق و مہمان نواز ہیں علاقہ کی باقی برادری میں باعزت اور نامور و نمایاں حیثیت رکھتے ہیں علاقہ کھاوڑہ میں دیگر قبائل قریشی ہاشمی اعوان تھکیال راجپوت اور کھکھہ راجپوت کے علاوہ دیگر کئی چھوٹے چھوٹے قبائل آباد ہیں ریکارڈ مال کے کاغذات میں ان کی قوم تیزیال اندراج ہے متذکرہ خاندان کے افراد نے بھی 1947ء کی تحریک آزادی میں دیگر قبیلوں کے شانہ بشانہ حصہ لیا اس علاقہ کھاوڑہ میں کھکھہ راجپوتوں کی اکثریت ہے جو اپنے موروث اعلی کے نام پر کھکھہ قوم سے لکھے پکارے جاتے ہیں موضع ہڑیولہ کے اس تیزیال خاندان نے بڑے نامی گرامی اپنے دور کے عالم دین پیدا کئے جو کسی تعریف کے محتاج نہیں دیگر قبائل میں اس خاندان کے لوگ امامت درس و تدریس و نکاح خوانی کے فرائض کے علاوہ اسلامی مسائل پر فتوی بھی جاری کرتے رہے متذکرہ خاندان کے پاس محفوظ شجرہ میں راقم نے ایک نئی روایت دیکھی ہے جو تاریخوں سے قدرے مختلف ہے نہ جانے یہ سابقہ دور کے بھاٹوں پیشہ ورشجرہ نویسوں کرسی نامے بیان کرنے والوں کی جاری کردہ نقل سے درنقل تیار کیا گیا ہے جو پیش خدمت ہے راجہ مل خان کو تمام مورخین نے نو مسلم لکھا ہے جبکہ اس شجرہ میں راجہ رسمی۔خان کو ابتدائی مسلم لکھکر یوں شجرہ نسب راجہ مل خان تک لایا گیا ہے راجہ رسمی خان تک راجہ مل خان بن راجہ گھیکا خان بن راجہ رسیلے خان بن راجہ پنجے خان بن راجہ بنسی خان بن راجہ سنگی خان بن راجہ چندخان بن راجہ رسمی خان بن نومسلم راجہ مل خان سے نیچے چلنے والا شجرہ حرف بہ حرف درست ہے زمانہ قبل میں پیشہ ورشجرہ بیان کرنے والوں نے اکثر اقوام کو غلط شجرہ کی نقل دیکر بالکل ان اقوام کی تاریخ ہی مسخ کردی ہے۔ جو کہ خوشامدی اور

غلط بیانی سے روپیہ پیسہ سادہ لوح عوام سے بٹورتے رہے مورخ کی ہر قدم پر پوچھ گچھ اور جوابدہی ہوتی ہے جبکہ ان کی کوئی تائید کے علاوہ تنقید نہ کرتا تھا۔اور یہ من مانے طریقہ سے شجرہ کو توڑ مروڑ کر بیان کرتے رہے ایسے ہزاروں مشاہدے راقم کی نظر سے گذر چکے ہیں جو کہ ایک سے دوسرا دوسرے سے تیسرا شجرہ ایک ہی خاندان کا مختلف ہے تو ایسے حالات میں مورخ کو تاریخ کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے کیونکہ تاریخ کچھ تو ذمہ داری سے لکھی جاتی ہے بذیل میں راجہ خلیفہ خان بن عبداللہ خان کے فرزندوں سے چلنے والی شاخوں کا شجرہ نسب درج کیا جاتا ہے۔

شجرہ نسب راجگان تیزیال ہٹریولہ تحصیل و ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر

راجہ خلیفہ خان کے تین فرزند ہوئے راجہ محکمدین خان راجہ نجیب اللہ خان راجہ حبیب اللہ خان۔اول الذکر راجہ محکمدین خان موضع جھنڈ گراں میں آباد ہوئے آپ کے تین بیٹے ہوئے راجہ علمدین خان جو کہ لاولد ہو گئے دوسرے راجہ غلامدین خان راجہ نذرالدین خان راجہ غلامدین خان کے دو بیٹے میر عالم خان اور فیض عالم خان لاولد ہوگئے راجہ نذرالدین خان کے بھی دو بیٹے ہوئے محمد حسین خان اور غلام حسین خان راجہ محمد حسین خان کے تین بیٹے ہوئے عبدالحق خان لاولد شرف الحق خان لاولد اور محمد یوسف خان کے دو بیٹے راجہ الطاف الرحمٰن راجہ نجیب الرحمٰن ہوئے۔

راجہ غلام حسین خان: آپ کے چار فرزند ہوئے۔خلیل الرحمٰن لاولد راجہ محمد یسین خان جو کہ لاولد ہوگئے جو بڑے ہی متقی و پرہیز گار درویش بزرگ انسان تھے دوسرے راجہ محمد صدیق خان کے تین بیٹے قاری شفیق الرحمٰن خان راجہ حبیب

الرحمٰن راجہ عطاالرحمٰن خان قاری شفیق الرحمٰن خان کے فرزند کا نام عرفان الرحمٰن خان ہے تیسرے راجہ محمد امین خان جن کی وفات 10 جون 2002ء میں ہوئی کے چار بیٹے محمد یونس خان محمد صادق خان عبدالرؤف خان عبدالقدوس خان راجہ محمد یونس خان کے بیٹوں کے نام یوں ہیں راجہ عبدالحفیظ راجہ محمد فاروق حافظ راجہ محمد حلیم حافظ راجہ محمد ہارون راجہ محمد صادق خان کے دو بیٹے محمد امجد حسین خان محمد وقاص ہیں عبدالرؤف خان کے بیٹے کا نام رئیس احمد ہے، عبدالقدوس خان کے تین بیٹے نواز قدوس خان محمد زریں خان محمد عمیر خان ہیں۔

راجہ نجیب اللہ خان: آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ فقیر خان راجہ کالو خان راجہ نور حسین خان راجہ نور حسین خان کے ایک ہی فرزند ہوئے راجہ رکندین خان اور ان کے بھی ایک ہی فرزند راجہ محمد سعید خان ہیں۔ جبکہ راجہ فقیر خان کے چار فرزند ہوئے راجہ نور احمد خان راجہ شیخ احمد خان راجہ فضل احمد خان لاولد ہوگئے راجہ میر احمد خان جو کہ ڈربنگ میں آباد تھے راجہ نور احمد خان کے دو فرزند بشیر احمد خان نذیر احمد خان اول الذکر کے دد بیٹے راجہ شبیر احمد خان راجہ منیر احمد خان کے تین فرزند ہوئے طیب منیر محمد ارسلان بدر منیر راجہ شبیر احمد خان کے دو بیٹے محمد کاشف شبیر محمد عاطف شبیر جبکہ راجہ نذیر احمد خان کے تین بیٹے ہوئے محمد خورشید خان محمد حمید خان اور محمد علی خان محمد حمید خان کے محمد نقاش محمد دانش دو بیٹے ہیں۔

راجہ شیخ احمد خان : کے ایک ہی فرزند راجہ محمد اسحاق خان ہوئے جن کے چار بیٹے راجہ محمد اشفاق خان شاہد راجہ محمد الطاف خان راجہ محمد اقبال خان راجہ راشد اقبال

خان اول الذکر کے دو بیٹے اظہار الحق اور احسان الحق ہیں محمد اقبال خان کے بیٹے کا نام ریحان اقبال ہے۔

راجہ میر احمد خان: کے تین فرزند ہوئے راجہ محمد شریف خان راجہ محمد صدیق خان راجہ محمد لطیف خان اول الذکر کے تین بیٹے محمد قیوم خان محمد نسیم خان محمد شفیق خان کے دو بیٹے محمد کاشف خان محمد عاطف خان۔ راجہ محمد صدیق خان کے پانچ فرزند ہوئے محمد صابر خان جو کہ گڑھی دوپٹہ میں مقیم ہیں محمد بابر خان محمد ذاکر خان محمد ناصر خان محمد یاسر خان راجہ محمد لطیف خان کے آٹھ بیٹے ہوئے محمد اسلم خان کے دو بیٹے محمد دانش خان محمد۔ وقاص خان نمبر۲ محمد اکرم خان کے ایک بیٹا محمد رحیم خان ۳ محمد اکبر خان کے دو بیٹے اسامہ بن اکبر اسنات بن اکبر راجہ محمد لطیف خان کے چوتھے فرزند راجہ محمد نصیر خان محمد سلیم خان محمد زبیر خان محمد نوید خان اور محمد نعیم خان ہیں

راجہ کالو خان بن نجیب اللہ خان: آپ کے دو فرزند ہوئے راجہ وہاب الدین خان راجہ شہاب الدین خان لاولد ہوگئے اول الذکر کے دو فرزند راجہ محمد یونس خان راجہ محمد رفیق خان ہوئے راجہ محمد یونس خان کے تین فرزند محمد ناصر خان محمد مدثر خان محمد علی خان جبکہ محمد رفیق خان کے بلال خان شہاب خان وقاص خان حمزہ خان ہیں۔

راجہ حبیب اللہ خان بن خلیفہ خان : آپ کے تین فرزند ہوئے راجہ ظلبدین خان راجہ فضلدین خان راجہ محمد حیات خان اب ہر ایک کی اولادوں کے

تفصیلا نام درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

راجہ طلب الدین خان: کے تین فرزند ہوئے راجہ قائمدین خان جو کہ لاولد ہو گئے راجہ نظامدین خان کے دو بیٹے عبدالمجید خان محمد رشید خان جو کہ دونوں ہی لاولد ہو گئے۔ تظمدین خان تیسرے فرزند سے اولادیں چلیں آپ کے بیٹے کا نام فضل حسین خان ہے جن کے چار بیٹے گل حسین خان دلشاد حسین خان طفیل احمد خان عادل حسین خان اول الذکر کے دو بیٹے بصیر حسین خان رحیل حسین خان ہیں۔

راجہ فضلدین خان: آپ کے تین بیٹے ہوئے راجہ قطبدین خان راجہ عبدالرحمٰن خان راجہ عبدالصمد خان اول الذکر کے تین بیٹے راجہ گل زمان خان راجہ میرزمان خان راجہ بدیع الزمان خان جو کہ لاولد ہوئے اول الذکر کے ایک فرزند راجہ رفیع الزمان خان کے چار بیٹے ہوئے عبدالخالق خان عبدالشکور خان عبدالجلیل خان جن کا ایک بیٹا مدثر احمد خان ہے راجہ عبدالخالق خان کے دو بیٹے محمد آفتاب خان محمد نصاب خان جبکہ راجہ میر زمان خان کے ایک فرزند راجہ سائیں محمد خان ہوئے جن کے تین بیٹے محمد نعیم خان محمد فہیم خان ذیشان خان ہیں۔ راجہ فضل دین خان کے دوسرے فرزند عبدالرحمٰن خان کے تین بیٹے راجہ بدرزمان خان راجہ نور زمان خان راجہ قمرزمان خان اول الذکر کے پانچ فرزند ہوئے راجہ محمد لطیف خان راجہ محمد شفیق خان راجہ محمد حنیف خان راجہ محمد سفیر خان راجہ محمد صدیق خان اول الذکر کے دو بیٹے طارق محمود خان راجہ محمد حنیف خان کے چار بیٹے محمد محمود خان شاہد محمود خان فیصل محمود خان فرحان محمود خان ہیں محمد سفیر خان کے دو بیٹے یاسر سفیر باسط سفیر ہیں محمد صدیق

خان کے دو بیٹے عتیق الرحمٰن اور عمر صدیق ہیں۔ راجہ نورزمان خان کے دوفرزند ہوئے راجہ محمد نسیم خان راجہ محمد نصیر خان ہیں۔ ثانی الذکر کے فرزند کا نام محمد رحیم خان ہے راجہ محمد نسیم خان کے دو بیٹے ضیاء الحق اور مطیع الرحمٰن ہیں راجہ قمر زمان خان کے چار بیٹے ظفر اقبال قمر جاوید اقبال خان راجہ زاہد اقبال خان راجہ ندیم اقبال خان اول الذکر کے تین بیٹے راصف خان اویس ظفر حماد ظفر ہیں راجہ جاوید اقبال خان کے حمزہ جاوید ہریرہ جاوید طلحہ جاوید ہیں راجہ عبدالصمد خان آپ کے دو بیٹے ہوئے راجہ عزیز الرحمٰن خان جبکہ دوسرے راجہ مقبول الرحمٰن خان جو لاولد ہوئے راجہ عزیز الرحمٰن خان کے ایک ہی فرزند راجہ حبیب الرحمٰن خان کے پانچ بیٹے ہیں راجہ طاہر حبیب خان، راجہ سعید الرحمٰن، راجہ مدثر حبیب، راجہ عمر حبیب اور راجہ محمد علی خان۔

راجہ محمد حیات خان: آپ کے تین بیٹے ہوئے راجہ عمرالدین خان جبکہ راجہ فقیر خان لاولد ہوگئے اور تیسرے راجہ شمسدین خان اول الذکر کے تین بیٹے ہوئے راجہ شیر زمان خان لاولد ہوئے راجہ صدر زمان خان کے ایک ہی فرزند راجہ محمدادریس خان کے دو بیٹے محمد بلال خان اور محمد زبیر خان ہیں جبکہ تیسرے فضل الرحمٰن خان کے دو بیٹے راجہ محمد خان کے چھ بیٹے ہوئے راجہ محمد شاہد خان راجہ محمد عنایت خان راجہ محمد شفاعت خان راجہ علی اصغر خان راجہ محمد حلیم خان راجہ محمد قاسم خان دوسرے راجہ غلام سرور خان کے دو بیٹے راجہ شجاعت سرور راجہ فاہد سرور۔

راجہ شمس الدین خان: آپ کے ایک ہی فرزند راجہ عبدالحادی خان ہوئے

ہیں جن کے تین بیٹے راجہ عبدالمالک خان راجہ عبدالرزاق خان راجہ عبدالواحد خان ہیں اول الذکر کے دو بیٹے ہیں راجہ راجہ مہنان مالک راجہ اشنان مالک۔ بذیل میں ان شخصیات کی سوانعمر یاں لکھی جا رہی ہیں جو علاقہ و برادریوں میں بڑے نامور اور کئی خوبیوں کے مالک تھے یا ہیں۔

راجہ فضلدین خان: آپ راجہ حبیب اللہ خان کے دوسرے فرزند تھے۔آپ عربی فارسی اور اردو کے ماہر لکھاڑی خوش نویس تھے پورے علاقہ میں بڑے ہی بااثر اور نامور تھے آپ کی اس خداداد ذہانت و قابلیت کے پیش نظر ڈوگرہ حکمرانوں نے آپ کو قلعہ ڈنہ میں بحثیت تحصیلدار فرائض کی انجام دہی کے لئے نامزد کر لیا ایک عرصہ تک آپ نے بطریق احسن اپنے فرائض کو انجام دیا آپ بڑے ہی باوقار خوش لباس بلندقدوقامت اورخوبصورت شکل و شجاہت کے مالک تھے اپنی سوسائٹی میں اعلی مقام رکھتے تھے نہایت ہی طاقتور مضبوط عزم و ارادہ کے بھی مالک تھے اچھی فہم و فراست کی وجہ سے ہر دل عزیز تھے آپ نے تقریباً 80 سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے تین نامور فرزند تھے مولنا قطبدین خان راجہ عبدالرحمٰن خان راجہ عبدالصمد خان۔

مولنا راجہ قطبدین خان: آپ صاحب علم و دانش تھے امامت درس و تدریس عوام الناس علاقہ کی دینی ضرورت کو پورا کرتے پروقار طریقہ سے اپنی زندگی کے ستر سالہ ماہ و سال گذارے اور اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

راجہ عبدالرحمٰن خان: آپ نے قبیلہ و برادری میں اپنی زندگی کے ماہ و سال

بڑے ہی باوقار طریقہ سے گذارے مضبوط قدو قامت شکل و شباہت میں بارعب پرکشش مخلص و تجربہ کار تھے زراعتکاری پرگذر بسر کیا اور رزق حلال کو شعار رکھا اسلاف کی مانند ہم عصروں میں مقبول صاف گو نڈر مستقل مزاج تھے تقریباً 75 سالہ زندگی پانے کے بعد اس جہان فانی سے کوچ کیا آپ کے تین بیٹے ہوئے مولنا بدرزمان خان راجہ نورزمان خان راجہ قمر زمان خان۔

مولنا راجہ بدر زمان خان: آپ جید عالم دین صاحب علم ودانش تھے اسلام اور ملت اسلامیہ کی دینی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے درس و تدریس و امامت سے وابستہ رہے علوم احادیث و فقہہ میں مہارت کی وجہ سے دینی مسائل کے حل کے لئے دوردراز سے لوگ آپ کے پاس حاضری دیتے اور فتاوی حاصل کرتے تھے عالم باعمل خوش اخلاقی کا پیکر مہمان نواز وغربا پرور تھے تقریباً 79 سال کی عمر میں وفات پائی آپ نے اپنی زندگی کے ماہ وسال اسلامی اصولوں کے تحت گذارے آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔راجہ محمد لطیف خان راجہ محمد شفیق خان راجہ محمد حنیف خان راجہ محمد سفیر خان راجہ محمد صدیق خان۔

راجہ محمد لطیف خان: آپ پیشہ تجارت سے وابستہ ہیں نواب آباد واہ فیکٹری میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں نیک سیرت باوقار شخصیت کے مالک ہیں بھائیوں میں بڑے ہیں۔

راجہ محمد حنیف خان: آپ سابقہ دور کے میٹرک پاس ہیں شارٹ ہینڈ میں ڈپلومہ حاصل کیا اور پی او ایف میں بھرتی ہو گئے ابھی تک گریڈ سترہ پر فائز 32

سال سے بڑی فرض شناسی کے ساتھ ملک و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں آپ کے چار بیٹے ہیں خالد محمود خان شاہد محمود خان فیصل محمود خان فرحان محمود خان خالد محمود خان بھی تعلیم و تربیت کے بعد واہ فیکٹری میں سروس کر رہے ہیں جبکہ چھوٹے لڑکے زیر تعلیم ہیں۔

راجہ محمد صدیق خان: آپ نے میٹرک تعلیم پا کر تین سالہ ٹیکنیکل کورس میں ڈپلومہ کیا اور پی او ایف میں بھرتی ہو گئے تا حال بڑے احسن طریقہ سے اس ادارہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

راجہ محمد سفیر خان: آپ راجہ بدر زمان خان کے فرزند تھے۔بی اے کرنے کے بعد سٹیٹ انجیئرنگ کارپوریشن ایڈمن میں گزیٹیڈ افیسر بھرتی ہو گئے آپ نے دو تین اداروں میں 28 سال تک اپنی خدمات انجام دیں آخر 5 مئی 2001ء میں دوران سروس ہی ایک حادثہ کا شکار ہو کر خالق حقیقی سے جا ملے آپ کے دو بیٹے یاسر سفیر اور باسط سفیر ہیں۔

ریٹائرڈ نائیک راجہ نور زمان خان: آپ جوان ہوئے اچھی فہم و فراست کی بدولت اپنے وطن کی خدمات کی غرض سے اپنا ابائی پیشہ سپہ گری کا انتخاب کیا اور اے کے آرمی کو اپنی عسکری خدمات پیش کیں اٹھارہ سالہ عسکری خدمات پیش کرنے کے بعد. بہ عہدہ نائیک ریٹائرڈ آ چکے ہیں نہایت ہی بہادر نڈر شجاع حق گوئی میں بیباک متقی و پرہیز گار شخصیت کے مالک ہیں تقریبا 75 سال کی عمر میں رو بہ صحت ہیں۔

(ر)صوبیدار راجہ قمر زمان خان: آپ کی تاریخ پیدائش 5 مارچ 1931ء ہے ابتدائی تعلیم ڈنہ سے حاصل کی میٹرک کا امتحان خالصہ ہائی سکول چکار سے پاس کیا اور پیشہ سپہ گری کا انتخاب کرتے ہوئے 1948ء میں پاکستان آرمی میں بھرتی ہو گئے آپ نے 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں حصہ لے کر داد شجاعت پائی آپ کو حسن کارکردگی کے صلہ میں حکام اعلی نے سندات تمغہ جات میڈل و انعامات سے نوازا آپ نڈر خود دار اور جرتمند شخصیت کے مالک ہیں آپ نے اپنے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا حق گوئی و بیباکی میں اپنی مثال نہیں رکھتے مہمان نوازی میں بھی نمایاں ہیں۔ اپنی قومی تاریخ سے اچھی معلومات و دلچسپی رکھتے ہیں آپ کے پاس ایک نقل قلمی شجرہ آباؤ اجداو سے ملنے والا محفوظ ہے جس سے راقم کو بہت معلومات ملی ہیں آپ 1978ء میں بہ عہدہ صوبیدار ریٹائرڈ آئے آج کل گھریلو زندگی گذار رہے ہیں اچھے دیندار و باکردار باعزم انسان ہیں آپ کے چار فرزند ہیں راجہ ظفر اقبال خان راجہ جاوید اقبال خان راجہ زاہد اقبال خان راجہ ندیم اقبال خان۔

راجہ ظفر اقبال خان: آپ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد P.O.F میں پندرہ سال سے سروس کر رہے ہیں۔

راجہ جاویدا اقبال خان: آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور گذشتہ بارہ سالوں سے پی او ایف میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

راجہ زاہد اقبال خان: آپ نے بھی بھائیوں کی طرح میٹرک پاس کیا اور

پاکستان آرڈیننس فیکٹری میں بھرتی ہو چکے ہیں جبکہ راجہ ندیم اقبال خان میٹرک کے بعد ذاتی کاروبار کرتے ہیں پورا گھرانہ خوش اخلاق ملنسار اور مہمان نواز ہے۔

(ر) **پرنسپل راجہ محمد اسحاق خان:** آپ کی تاریخ پیدائش 1935ء ہے آپ موضع جھنڈ گراں تحصیل مظفر آباد میں رہائش پذیر ہیں۔آپ کی تعلیمی قابلیت ایم اے (اردو فارسی) بی ایڈ ہے آپ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد محکمہ تعلیم آزاد کشمیر میں بحیثیت پرائمری مدرس بھرتی ہو گئے تعلیمی تشنگی کو دوران سروس بھی پورا کرتے رہے آپ پہلے مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر بنائے گئے ایک عرصہ تک سینئر ٹیچر بھی فرائض انجام دیتے ہوئے اے ڈی آئی کے عہدہ پر بھی فائز رہے لیکچرار اور پھر اسٹنٹ پروفیسر کے عہدوں کو عبور کرتے ہوئے اور خداداد ذہانت و قابلیت کو بروئے کار لاتے ہوئے بحیثیت پرنسپل گورنمنٹ کالج ڈنہ مظفر آباد سے ریٹائرڈ ہوئے میانہ طبع خوش اخلاق و ملنسار انسان ہیں آپ راجہ شیخ احمد خان کے اکلوتے فرزند ہیں پابند صوم و صلوۃ برادری اور علاقہ میں جانے پہچانے اور نیک نام انسان ہیں اچھی فہم و فراست اور نمایاں حیثیت کے مالک ہیں آپ کے چار بیٹے ہوئے ہیں راجہ محمد اشفاق خان شاہد۔

راجہ محمد اشفاق خان شاہد: آپ کی تاریخ پیدائش سال 1957ء ہے آپ کی تعلیمی قابلیت بی اے ایم ایڈ ہے آپ نے بحیثیت لیب اسسٹنٹ ملازمت کا آغاز کیا اس وقت آپ بطور سینئر سائنس ٹیچر خدمات انجام دے رہے ہیں دینی علوم میں بھی اچھی معلومات رکھتے ہیں آپ اپنی قومی تاریخ سے اچھی معلومات اور دلچسپی

رکھتے ہیں خوش اخلاق نیک سیرت اور اچھے دیندار انسان ہیں علاقہ و برادری میں باوقار باکردار شخصیت کے مالک ہیں۔جبکہ راجہ محمد الطاف خان کی تاریخ پیدائش 1960ء ہے تجارت پیشہ سے وابستہ ہیں تیسرے محمد اقبال خان کی تاریخ پیدائش سال 1963ء ہے میٹرک معہ سائنس کرنے کے بعد ٹیکنیکل کاموں سے دلچسپی ہے اور ذریعہ معاش بھی ہے چوتھے راشد اقبال خان جن کی تاریخ پیدائش سال 1979ء ہے ابھی تک زیر تعلیم ہیں بی ایس سی کمپیوٹر میں زیر تعلیم ہیں نہایت ہی ذہین خوش اخلاق کنبہ ہے۔

راجہ محمد سعید خان: آپ راجہ رکندین خان کے اکلوتے فرزند ہیں آپ نے ڈنہ ہائی سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور راولپنڈی میں سول ملازمت اختیار کر لی تقریباً پانچ سال سے آپ سہوتر تحصیل مظفر آباد میں ذاتی کاروبار کر رہے ہیں آپ کو اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی ہے آپ تریحدہ میں رہائش پذیر ہیں اچھے دیندار پابند صوم و صلوۃ مہمان نواز شخصیت کے مالک ہیں تاحال آپ اولاد نرینہ سے محروم ہیں صاف گو با اصول و باکردار انسان ہیں۔

راجہ بشیر احمد خان: آپ کی تاریخ پیدائش سال 1925ء ہے تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد میڈیکل کورس کے بعد آپ نے 1948ء میں محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر کو اپنی خدمات پیش کیں مختلف ہسپتالوں میں انسانی خدمات کے بعد 1985ء میں ریٹائرڈ آگئے آپ ایک علمی ادبی انسان تھے شعروشاعری کے نہایت درجہ دلدادہ تھے خود دار با وقار شخصیت کے مالک تھے آپ نے دسمبر 1995ء میں

انتقال کیا آپ کے دو فرزند ہوئے راجہ شبیر احمد خان راجہ منیر احمد خان راجہ شبیر احمد خان نے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد نرسنگ کا کورس کیا اور محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر میں بھرتی ہو گئے 7/8 سالہ سروس کے بعد ایام جوانی ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے آپ قومی تاریخ سے بے حد دلچسپی رکھتے تھے آپ کی تاریخ وفات 25-12-85 ہے آپ نے اپنے قبیلہ میں جذبہ خود شناسی کو بیدار کیا آپ کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی نقل شجرہ نسب سے راقم کو بھی استفادہ ملا دور دراز علاقوں تک آپ تیزیال خاندان میں رسائی رکھتے تھے جبکہ راجہ منیر احمد خان دو تین سالوں سے سعودیہ میں سول ملازمت کر رہے ہیں۔

راجہ عبدالصمد خان: آپ راجہ فضلدین خان کے فرزند تھے بڑے ہی خوش طبع سخی اور جفاکش مہمان نواز انسان تھے آپ کے دو بیٹے ہوئے عزیز الرحمٰن خان اور دوسرے جو کہ لاولد ہوئے مقبول الرحمٰن خان۔

راجہ عزیز الرحمٰن خان: آپ پرانے دور میں پرائمری پاس کر کے پاکستان آرڈیننس میں بھرتی ہو گئے آپ دینی طور پر بھی اچھے دیندار پابند صوم و صلوۃ اور دینی مسائل سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں زمینداری سے آجکل وابستہ ہیں اورآرڈیننس سے تیس سالہ خدمات کے بعد ریٹائرڈ آ چکے ہیں خوش طبع شریف النفس شخصیت کے مالک ہیں آپ کے ایک ہی فرزند راجہ حبیب الرحمٰن خان ہیں جن کی تاریخ پیدائش 1952ء ہے آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اپنے والد کی وساطت سے پاکستان آرڈیننس فیکٹری میں بھرتی ہو گئے آپ نے بھی 25

سالہ خدمات کے بعد ریٹائرمنٹ حاصل کر لی ہے آپ اپنے گاؤں ہڑیولہ کے علاوہ جمیل آباد ٹیکسلا میں بھی ذاتی رہائش رکھتے ہیں آپ نہایت ہی مہمان نواز خوش اخلاق خوددار انسان ہیں اپنی قومی تاریخ سے والہانہ دلچسپی لیتے ہیں آپ کے پانچ فرزند ہیں جن کے نام اس طرح ہیں راجہ طاہر حبیب، راجہ سعید الرحمٰن، راجہ مدثر حبیب ،راجہ عمر حبیب اور راجہ محمد علی خان جبکہ مدثر حبیب حفظ قرآن کر رہے ہیں علی الترتیب چھوٹے زیر تعلیم ہیں راجہ سعید الرحمٰن میٹرک پاس کر چکے ہیں۔

غلام حسین خان: موضع بلکنہ خیر آباد تحصیل و ضلع مظفر آباد میں رہائش پذیر تھے آپ کے چار فرزندوں میں سے راجہ محمد امین خان اور راجہ محمد صدیق خان سے اولادیں چلیں۔

مولنا راجہ محمد امین خان: آپ عالم دین تھے دیہہ امامت درس و تدریس اور نکاح خوانی کے فرائض انجام دیتے رہے زمینداری بھی کرتے تھے میانہ طبع صاف گو مستقل مزاج متقی اور پرہیز گار تھے تقریبا 103 سال کی عمر میں 10 جون 2002 میں انتقال کیا۔

راجہ محمد یونس خان: آپ مولنا راجہ محمد امین خان کے گھر میں سال 1938 ء میں پیدا ہوئے میٹرک پاس کرنے کے بعد جون 1968ء میں P.O.F میں ملازمت اختیار کر لی آپ شعبہ الیکٹرک میں بطور اسسٹنٹ فورمین اپنے فرائض انجام دیتے رہے اعلی کارکردگی کے صلہ میں حکام نے آپ کو انعامات و سندات سے نوازا آپ اس ادارہ سے سال 1999 میں ریٹائرڈ ہوئے مستقل مزاج خوش اخلاق متقی و

پرہیز گار دیندار شخصیت کے مالک ہیں آپ کے بڑے فرزند عبدالحفیظ میٹرک کے بعد ایک ادارہ میں بطور الیکٹریشن خدمات انجام دے رہے ہیں جبکہ دوسرے فاروق یونس الیکٹریشن میں 3 سالہ ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد P.O.F میں بھرتی ہو کر خدمات انجام دے رہے ہیں حافظ عبدالحکیم میٹرک کے بعد حفظ قرآن کررہے ہیں حافظ محمد ہارون میٹرک کے بعد کیمیکل میں ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد ادارہ اٹامک انرجی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

راجہ **عبدالحادی خان:** آپ راجہ شمسدین خان کے اکلوتے فرزند ہیں آپ کی تاریخ پیدائش سال 1953ء ہے مڈل تعلیم پانے کے بعد 1974ء میں واپڈا میں ملازمت اختیار کر لی ایک سال بعداس محکمہ سے مستعفی ہو کر پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن میں ملازم ہو گئے اور 31/7/2001 میں ریٹائرڈ آ گئے آپ کو اپنی قومی تاریخ سے حد درجہ کی دلچسپی ہے آپ غیورالطبع پابند صوم و صلوۃ مہمان نواز ہیں نہایت ہی محنتی اور جفاکش بھی ہیں ہڑیولہ کے علاوہ جمیل آباد ٹیکسلا میں بھی ذاتی مکان ہے آپ ایام بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے اور ننھیال میں پرورش تعلیم و تربیت پائی خوش اخلاق ملنسار ہر دلعزیز انسان ہیں۔

راجہ **فضل الرحمٰن خان:** آپ راجہ عمرالدین خان کے فرزند ہیں جواں ہوئے تو 1948ء میں آرمی میڈیکل کور میں بھرتی ہو کر سروس شروع کی احسن کارکردگی کی سندات تمغہ جات و انعامات حکام اعلی سے صلہ میں ملنے کے بعد سی ایم ایچ مظفرآباد سے 1971ء میں ریٹائرڈ آئے آپ بڑے ہی با جرت بہادر عظیم المرتبت

انسان تھے 1996ء میں اس دارالفانی سے کوچ کر گئے۔

راجہ صدر زمان خان: آپ راجہ عمر الدین خان کے فرزند تھے آپ نے 1985ء میں فریضہ حج ادا کیا آپ ون انجیئرنگ میں ٹھیکداری سے وابستہ رہے 1997ء میں خرابی صحت کی وجہ سے گھریلو زندگی اختیار کی اور سال 1998ء میں وفات پاگئے آپ کی آخری آرام گاہ ٹھٹھہ خلیل روڈ ٹیکسلا میں ہے آج کل آپ کے فرزند راجہ ادریس خان اسی شعبہ میں ٹھیکیداری کر رہے ہیں۔

(ر) نائیک راجہ محمد صدیق خان: آپ راجہ میر احمد خان کے فرزند ہیں اور ڈربنگ گاؤں میں آباد ہیں سال 1951ء میں اے کے آرمی میں بھرتی ہوئے 1965/1971 ء کی پاک بھارت جنگوں میں داد شجاعت پائی تمغہ جات سندات سے آپ کو نوازا گیا آپ نڈر غیور الطبع اور جرتمند انسان ہیں۔ 1969ء میں آپ اے کے آرمی سے ریٹائرڈ آ کر 1970ء میں رینجر پولیس میں بھرتی ہو گئے ہیڈ کانسٹیبل کے عہدہ پر فائز رہے اور 1993ء میں رینجر پولیس سے بھی ریٹائرڈ آ چکے ہیں۔

راجہ محمد شریف خان: آپ راجہ میر احمد خان کے فرزند ہیں آپ نے 1952ء میں ٹو اے کے فورس میں بھرتی ہو کر اپنی عسکری خدمات قوم و ملک کو پیش کیں 1965/1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں بہادری کے صلہ میں انعامات تمغہ جات سندات سے آپ کو نوازا گیا 1968ء میں ریٹائرڈ آ گئے اور 1997ء میں وفات پائی۔

راجہ محمد لطیف خان : آپ بھی راجہ میر اکبر خان کے فرزند ہیں آپ 1971ء میں 16 اے کے آزاد کشمیر میں بھرتی ہوئے 1974 ء میں آپ کو لیپہ سیکٹر میں ایک حادثہ پیش آیا زخمی ہونے کی وجہ سے ریٹائرڈ آ گئے۔

(و) نائیک راجہ محمد اکرم خان: آپ راجہ محمد لطیف خان کے فرزند ہیں آپ کی تاریخ پیدائش سال 1966ء ہے آپ سال 1983ء میں اے کے رجمنٹ میں بھرتی ہوئے اور سال 2001ء میں بہ عہدہ نائیک ریٹائرڈ ہوئے عسکری خدمات میں آباؤ اجداد کی طرح نمایاں رہے۔

راجہ شہابدین خان: آپ راجہ کالو خان کے فرزند تھے آپ ایام جوانی کو پہنچے تو اپنا ابائی پیشہ سپہ گری کو منتخب کیا اور برٹش آرمی میں بھرتی ہوگئے یہ 1913ء کا دور تھا 1914ء کی جنگ اور 1918ء کی جنگ میں شریک رہے اس دوران بیرونی ممالک ترکی مصر وغیرہ میں خدمات انجام دیتے رہے تقریبا 7/8 سالہ فوجی خدمات کے بعد مستعفی ہو کر گھر آگئے آپ کی اولاد نرینہ نہ ہے 24 فروری 1992ء میں وفات پائی۔

سپاہی راجہ طفیل احمد خان: آپ راجہ فضل حسین خان کے فرزند ہیں تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی ملی خدمات کے پیش نظر 35اے کے رجمنٹ میں 2001ء سے سروس اختیار کئے ہوئے ہیں۔

راجہ محمد صابر خان: آپ راجہ محمد صدیق خان کے فرزند ہیں 1990ء سے آرمی میڈیکل کور میں خدمات انجام دے رہے ہیں گڑھی دوپٹہ تحصیل وضلع مظفرآباد

میں مستقل رہائش رکھتے ہیں۔

حاجی راجہ محمد نسیم خان: آپ راجہ نورزمان خان کے فرزند ہیں آپ کی تاریخ پیدائش 10 دسمبر 1955ء ہے ایف اے کرنے کے بعد آپ نے تین سالہ تربیتی کورس پی او ایف سے انجینئرنگ کا ڈپلومہ حاصل کیا تقریباً 3/4 سال تک آپ نے واہ فیکٹری میں ملازمت کی بعد ازاں اس ادارہ سے مستعفی ہو کر سعودیہ چلے گئے جہاں مختلف کمپنیوں میں ایک عرصہ تک ملازمت کرتے رہے فریضہ حج بھی ادا کئے اور حال ہی میں 2001ء میں وطن واپس آ کر پاکستان کی ایک کمپنی میں ملازمت کر رہے ہیں آپ نیک سیرت خوش اخلاق مہمان نواز انسان ہیں آپ کے دو بیٹے ہیں جو زیر تعلیم ہیں۔

ریٹائرڈ لیس نائیک راجہ محمد نصیر خان: آپ کی تاریخ پیدائش سال 1958ء ہے آپ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آرمی میں بھرتی ہو گئے اٹھارہ سالہ خدمات کے بعد بہ عہدہ لیس نائیک ریٹائرڈ آ چکے ہیں مضبوط قدو قامت ملنسار خوش اخلاق ہیں۔

سینئر ٹیچر راجہ الطاف الرحمٰن طاہر: آپ قاری راجہ محمد یوسف خان کے فرزند ہیں آپ نے ابتدائی ایام زندگی والد بزرگوار کے ہمراہ شور کوٹ میں گذارے اور ادھر ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی آپ ایم اے بی ایڈ ہیں اور واہ کینٹ کے فیڈرل گورنمنٹ سکول میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں اپنے سٹاف میں نمایاں اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں آپ کے پانچ بیٹے ہیں ضیاالرحمٰن، محمد عثمان، مسعود الرحمٰن، انعام الحق۔

تیزیال راجپوت ارجہ ناول تحصیل دہیر کوٹ

تیزیال خاندان جیسا کہ پہلے صفحات میں ذکر آچکا ہے بادی النظر میں یہ راجہ کھکھہ خان کی اولادیں ہیں۔یہ خاندان ضلع باغ کی تحصیل دہیر کوٹ میں متعدد موضعات میں آباد ہیں۔بڑے نامور جنگجو بہادر لوگ ہیں ان میں سے بیشتر دور قدیم میں برٹش آرمی اور پاکستان آرمی میں خدمات انجام دے چکے ہیں۔اور زمانہ حال میں بھی ان میں سے بیشتر لوگ پاکستان آرمی میں خدمات انجام دے رہے ہیں غرضیکہ زمینداری ہو یا سرکاری ملازمت ہر محکمہ میں ان کے افراد خدمات انجام دے رہے ہیں یہاں ضمناً ایک شجرہ نسب درج کیا گیا ہے جو،

راجہ محمد مقبول احمد خان اسلحہ ڈیلر دہیر کوٹ سے موصولہ ہے ڈھوڈا خان عرف تیز خان کی اولادیں ضلع باغ تحصیل دہیر کوٹ کے مندرجہ ذیل مواضعات میں اکثریت سے آباد ہیں کوٹلی دہیرکوٹ،نڑول،بھاگسر،بکھیالہ،ناول،ارجہ،چوڑ، پیل،ملوٹ،ڈھک،پدر،رنگلہ،رینگولی،سبوکوٹ وغیرہ ۔راجہ تیج خان کی اولادیں چھپڑیاں گھوڑی کیر اورٹاہل وغیرہ میں آباد ہیں اس خاندان کے ایک نامور جاگیردار راجہ محمد عظیم خان کے تین بیٹے ہوئے راجہ محمد خان جن کی اولاد نرینہ نہ ہوئی راجہ رنگ باز خان کی اولادیں ناول میں ہیں تیسرے راجہ احمد خان کے چار بیٹے ہوئے راجہ شیر افضل خان راجہ عبدل خان راجہ میر افسر خان راجہ محمد فیاض خان راجہ محمد فیاض خان کے دو بیٹے ہوئے راجہ محمد ریاض خان راجہ محمد مقبول احمد خان راجہ محمد ریاض خان کے دو بیٹے ہیں راجہ افتخار ریاض راجہ عدنان ریاض۔ راجہ محمد مقبول احمد خان کے بھی

دو بیٹے ہیں راجہ زاہد احمد خان راجہ طاہر احمد خان راجہ محمد مقبول احمد خان جو کہ دھیر کوٹ شہر میں اسلحہ ڈیلر ہیں تیزیال خاندان کے یہ چشم و چراغ ایک تاریخی انسان ہیں آپ کے زیر مطالعہ تاریخی کتب سے راقم نے بھی استفادہ لیا ہے آپ بڑے باشعور علمی ادبی انسان ہیں نہایت ہی خوش اخلاق مدبر شخصیت کے مالک ہیں۔

تیزیال راجپوت موضع جگ کھتیر کوٹلی تحصیل دھیر کوٹ

راجہ سید باز خان کے فرزند راجہ بگا خان کے چار بیٹے ہوئے۔راجہ سرور خان راجہ محمد عالم خان راجہ سید اکبر خان لاولد اور راجہ گلاب خان۔ اول الذکر راجہ سرور خان کے دو بیٹے راجہ رزاق خان و راجہ ارشاد خان ہیں راجہ محمد عالم خان کے بیٹے کا نام راجہ محمد اسحٰق خان ہے راجہ گلاب خان کے ایک ہی فرزند

راجہ زین اکبر خان: ہوئے آپ کی تاریخ پیدائش22 دسمبر1949ء ہے آپ میٹرک پاس کرنے کے بعد محکمہ سی ڈی اے پاکستان میں بھرتی ہو گئے دوران سروس تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے ہوئے آپ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس میں کر چکے ہیں سی ڈی اے میں 30 سالہ خدمات جاری ہیں آپ نہایت ہی خوش اخلاق ملنسار اور ہنس مکھ انسان ہیں آپ کے تین بیٹے ہوئے راجہ بابر اکبر خان جو الیکٹرونکس کمپیوٹر میں 3 سالہ ڈپلومہ اور انجیئر نگ کا کورس کر رہے ہیں جبکہ راجہ عامر اکبر اور دانش اکبر دونوں زیر تعلیم ہیں۔

موضع کوٹلی رقبہ پیل دیوان کے راجگان: یہ خاندان بقیہ خاندان میں زمانہ قدیم سے بڑا با اثر اور باعزت رہا ہے تاریخ اقوام پونچھ جلد اول میں اس خاندان کا تفصیلاً ذکر موجود ہے۔ راجہ شیر دل خان مرحوم کے دو بیٹے تھے راجہ محمد یعقوب خان اور راجہ محمد ایوب خان لاولد راجہ محمد یعقوب خان بڑے نامی گرامی بزرگ ہو

گذرے ہیں آپ ڈوگرہ عہد میں گورنمنٹ کنٹریکٹر رہے ہیں آپ کے پانچ فرزند ہوئے ہیں۔ راجہ محمد لطیف خان راجہ محمد یوسف خان راجہ محمد بشیر خان راجہ محمد یسین خان اور راجہ محمد نذیر خان، حاجی راجہ محمد یسین خان بڑے پایہ کے وکیل ہیں آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا اور ابھی خاصی عمر میں بھی مظفر آباد ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے سینئر اور مایہ ناز ایڈووکیٹ ہیں سفید ریش خوش اخلاق اور غربا پرور انسان ہیں آپ نے ہمیشہ حق والی پارٹی کی وکالت کی اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے سعی کی آپ کے تین بیٹے ہیں راجہ ظفر یسین راجہ خالد یسین راجہ زاشد باغی یہ بھی ایڈووکیٹ ہیں راجہ خالد یسین کے بیٹے کا نام راجہ احسن ہے جبکہ راجہ محمد لطیف خان کے تین بیٹے ہیں عبدالغفور خان جو کہ گمشدہ ہو گئے تھے نمبر۲ راجہ مقبول خان اور تیسرے راجہ جاوید اقبال خان ان کے تین بیٹے ہیں یاسر جاوید ناصر جاوید قمر جاوید راجہ محمد یوسف خان آپ کے تین بیٹے ہیں راجہ محمد عارف خان راجہ منظور خان راجہ محمد خورشید خان راجہ محمد عارف خان کے بیٹے ہیں طاہر عارف طفیل عارف تنویر عارف ابرار عارف قاری سرفراز عارف اور راجہ احسان عارف جبکہ راجہ منظور خان کے دو بیٹے سعود خان اور مسعود خان ہیں۔

راجہ محمد بشیر خان: آپ کے دو بیٹے ہیں راجہ محمود خان اور راجہ زاہد اقبال خان جنہوں نے یہ نام لکھوائے۔ راجہ محمود خان کے اسد محمود، مدثر محمود، اظہر محمود اور ہارون بیٹے ہیں۔ راجہ زاہد اقبال خان کے راجہ خرم شہزاد راجہ خیام، راجہ خاور، راجہ فیزان بیٹے ہوئے راجہ محمد نذیر خان کے تین بیٹے راجہ عاشق حسین جن کا ایک بیٹا راجہ جواد خان ہے آپ کے دوسرے دو بھائیوں کے نام راجہ مزمل خان راجہ شاہد خان ہیں۔

رقبہ رینگولی مہلہ کا تیزیال خاندان: راجہ رنگوخان جو کہ رینگولی رقبہ مہلہ کے رہائشی تھے آپ کے تین بیٹے ہوئے راجہ بگا خان راجہ حبیب اللہ خان راجہ نادر خان اب ہر ایک کی اولادوں کی تفصیل یوں ہے راجہ بگا خان کے دو بیٹے ہوئے راجہ محمد کبیر خان راجہ غلام مصطفیٰ خان اول الذکر کے دو بیٹے راجہ محمد ظہیر خان اور راجہ محمد شبیر خان ہیں راجہ غلام مصطفیٰ خان کے راجہ غلام مرتضی اور راجہ غلام مجتبی راجہ حبیب اللہ خان برٹش آرمی میں سروس کررہے تھے جرمن میں مکتوب الخبر ہو گئے آپ کی اولاد نہ ہے۔ تیسرے راجہ نادر خان کے تین بیٹے،

راجہ مختار احمد خان راجہ محمد غفار خان راجہ محمد عتیق خان راجہ مختار احمد خان میٹرک کرنے کے بعد واپڈا میں اسلام آباد میں آج کل بطور فیلڈ اسٹنٹ سروس کر رہے ہیں آپ کے دو بیٹے ہیں عامر مختار اور قمر مختار۔ راجہ محمد غفار خان ایم اے کرنے کے بعد حبیب بنک پاکستان میں ملازمت کرتے ہیں اور بینک یونین کے آزادکشمیر میں جنرل سیکرٹری ہیں راجہ محمد عتیق خان بی اے کرنے کے بعد بطور سپرنٹنڈنٹ واپڈا خدمات انجام دے رہے ہیں۔

موضع پدر مستودھیرکوٹ بحوالہ محمد وسیم خان۔ راجہ باذل خان کے فرزند راجہ محمد نورخان اور ان کے فرزند کا نام راجہ سرمست خان بتاتے ہیں جن کے چار بیٹے ہوئے راجہ محمد شریف خان راجہ کالا خان راجہ محمد شفیع خان راجہ بگا خان اول الذکر کے چار بیٹے ہوئے ہیں راجہ منظور خان راجہ خالد خان راجہ زاہد خان راجہ رخسار خان راجہ کالا خان کے دو بیٹے راجہ مظفر خان راجہ یاسر خان جبکہ راجہ محمد شفیع خان کے بیٹوں کے نام یوں ہیں راجہ سلیم خان، راجہ وسیم خان، راجہ محمد حلیم خان، راجہ عبدالرحیم خان، راجہ عمران، راجہ محمد رمضان، راجہ محمد رجب اور راجہ کلیم ویسے تو تیزیال خاندان کا

بہت اکثریت ہے جو آئیندہ تصنیف میں تفصیلاً لکھی جائے گی یہاں صرف چند لوگ لکھے ہیں۔ جبکہ گذشتہ اوراق میں ان تمام موضعات کے نام لکھے ہیں جہاں اس خاندان کی اکثریت پائی جاتی ہے تاریخ منگرال راجپوت میں ضمنا ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ خاندان تحصیل دہیر کوٹ کے مواضعات میں آباد ہیں۔ جبکہ اس خاندان کی تحصیل دہیر کوٹ میں اتنی اکثریت ہے کہ ان کا تفصیلا ذکر کیا جائے تو 800 صفحات کی کتاب بھی ان کے لئے ناکافی ہے۔

بریگیڈیئر ضیاء الحسنین راجہ

آپ 25 جون 1953ء کو پنجاب کے ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری کے گاؤں، چک نمبر 226 گ ب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدارس سے حاصل کی اور پھر یونیورسٹی آف اگریکلچر فیصل آباد سے ڈی، وی، ایم اور ایم ایس کرتے ہوئے 1981ء میں پاکستان آرمی میں بطور کپٹن بھرتی ہوئے۔ آپ پاکستان آرمی کے شعبہ RVFC سے تاحال وابستہ ہیں۔ آپ کا خاندان کوٹلی منگرالاں سے ہجرت کر کے راولپنڈی میں تحصیل کلر سیداں، موضع موہڑہ بختاں کے گاؤں ڈھوک سیدا خان میں آ کر آباد ہوا۔ اس کے بعد آپ کے دادا راجہ نواب خان کو تاجِ برطانیہ کی طرف سے کاشتکاری زمین فیصل آباد میں 1899ء میں دی گئی، جس پر آپ اپنے کنبے کے ہمراہ فیصل آباد میں جا کر مقیم ہوئے۔ آپ کا شجرہ نصب بقول رائے سندر ولد رائے دولو خان کچھ یوں ہے۔ ضیاء الحسنین راجہ بن راجہ غلام حسین خان بن راجہ نواب خان بن الٰہی بخش خان بن نور محمد خان بن عبدل خان بن ذوالفقار خان بن ہمت خان بن مرزا خان بن خیر محمد خان بن مطب خان بن بیرم خان بن صاحب خان بن ساوہ خان بن پریتم خان بن دان خان بن سہنسپال خان بن ہندو دیو۔ آپ کے آباء میں سے راجہ عبدل خان کا بیٹا راجہ نور محمد خان کوٹلی کے گاؤں کرنوٹی سے راولپنڈی میں آ کر آباد ہوئے۔ راجہ نور محمد خان کے بھائی، راجہ فتح علی خان کی اولادیں موضع کرنوٹی میں رہیں۔ راجہ نور محمد خان کی چار اولادیں تھیں، راجہ کرم دین لاولد، راجہ الٰہی بخش خان، راجہ فیض بخش خان، اور راجہ شیر جنگ خان۔ راجہ الٰہی بخش خان کے پانچ بیٹے تھے۔ راجہ نواب خان، راجہ کرم خان، راجہ فیروز خان، راجہ حیدر زمان خان اور راجہ شاہ زمان خان۔ راجہ نواب خان برٹش آرمی سے متعلق ہو گئے، آپ 1899ء میں برٹش آرمی سے ریٹائیر ہوئے اور فیصل آباد میں جا کر اپنے کنبہ کے ہمراہ مقیم ہوئے۔ آپ کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ راجہ محمد حسین خان، راجہ فضل حسین خان اور راجہ غلام حسین خان۔ راجہ محمد حسین خان کے پانچ بیٹے تھے جن میں چار باقائم حیات ہیں۔ بریگیڈیئر ضیاء الحسنین اپنے والد راجہ غلام حسین خان کی واحد اولاد ہیں۔ اور ضیاء الحسنین صاحب کے دو فرزند ہیں۔ راجہ محمد حسنین خان اور راجہ علی حسنین خان۔ راجہ محمد حسنین خان شفیلڈ یونیورسٹی سے ایم ایس کر رہے ہیں اور راجہ علی حسنین خان ACCA کرنے کے بعد پاکستان آئیل فیلڈ میں بطور اکاؤنٹس آفیسر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔۔ بریگیڈیئر ضیاء الحسنین راجہ کے ننھیال کوٹلی بڑاٹلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں راجہ حیات خان صاحب کو آرمی کی طرف سے کاشکاری زمیں فیصل آباد میں دی گئی، آپ کی اولادیں چک 32 ج ب میں رہائش پزیر ہوئیں جن کے نام راجہ شریف خان، راجہ جعفر خان، راجہ ذولفقار علی خان اور راجہ سرفراز خان تھے۔ بریگیڈیئر ضیاء الحسنین راجہ کی والدہ محترمہ مشرف جہاں مرحومہ راجہ ذوالفقار علی خان مرحوم کی بڑی صاحبزادی تھیں آپ یکم اگست 1989ء میں انتقال کر گئیں۔ ضیاء الحسنین راجہ اپنے قوم قبیلہ پر بہت فخر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ قبیلہ ماضی سے زیادہ مستقبل میں ترقی کرے اور اپنے آباءاجداد کا نام روشن کرے۔ آپ چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کے لئے تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے تاکہ یہ رائل فیملی تاحیاتِ نسلِ آدم اپنی شناخت قائم رکھ سکے۔ اور ایسا صرف تعلیم کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ آپ اس مقدس مقصد کے لئے کوئی سوسائیٹی تشکیل دینا چاہتے ہیں اور اس کام کے لئے ہر طرح کی مالی و جانی و اخلاقی مدد فراہم کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

راجہ محمد نعیم نجمی

راجہ محمد نعیم نجمی مہنگرال، 5اپریل 1966ء کو دیوان تراڑ، راولا کوٹ پونچھ میں راجہ عبد الرحمٰن کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ ایک مہنگرال راجپوت زمیندار گھرانہ ہے۔ آپ کے والد نے برٹش آرمی میں خدمات سرانجام دیں، اور دوسری جنگ عظیم میں 2 سال تک جاپانی جنگی قیدی بھی رہے۔ آجکل زمینداری کر رہے ہیں۔ جبکہ آپ کے دادا، اپنے علاقے کے خوشحال زمینداروں میں سے تھے۔ راجہ نعیم نجمی بہت ملنسار، پرخلوص، اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ آپ نے انٹر تک تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد، ورلڈ بنک پروجیکٹ میں بطور فیلڈ اسسٹنٹ اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے (1984-1992)۔ اس کے بعد آپ سعودیہ چلے گئے جہاں آپ نے دس سال تک منسٹری آف ڈیفنس اینڈ ایوی ایشن میں بطور سپروائیزر اپنی خدمات سرانجام دیں (1992-2002)۔ اس کے بعد تا حال اپنا ذاتی کاروبار کر رہے ہیں۔ آپ اپنی یاداشت پر اور بزرگوں کے سینہ بہ سینہ روایات پر، منگرال خاندانوں کی راولا کوٹ میں آمد کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔ راجہ سہنسپال کی اولادوں میں سے ایک شخص راجہ کوہار نامی کوٹلی سے تحصیل پلندری میں آئے اور کوہاری نامی گاؤں آباد کیا۔ جہاں پر آج بھی کافی منگرالوں کی آبادیاں ہیں۔ کوہار کی اولادوں میں آگے چل کر راجہ سکندر کے دو بیٹے راجہ گلاب خان اور راجہ شاتم خان تھے۔ بعد ازاں شاتم کی اولادیں راولا کوٹ میں ٹائیں کے مقام پر آکر آباد ہوئیں۔ یہاں سے غریب خان نامی بزرگ پنیالی باغ میں آکر آباد ہوئے۔ اور یہاں پر منہاس راجپوتوں سے رشتہ داری کی۔ جبکہ کرکو خان دیوان تڑاڑ میں آکر آباد ہوئے۔ یہی صاحب راجہ نعیم صاحب کے جدِ امجد ہیں۔ اس خاندان کے چند نامور شخصیات زیل ہیں۔ راجہ محمد کریم خان، راجہ علی اصغر خان، راجہ صغیر احمد خان، راجہ محمد سعید خان، راجہ سرور صغیر خان، راجہ نجم الثاقب، راجہ فیاض خان، راجہ اعجاز خان، راجہ ساجد خان وغیرہ۔ ان کی رشتے داریاں سلہریا راجپوت، مغل (ملدیال)، گکھڑ (کیانی) اور سدھن برادری سے ہیں۔ راجہ نعیم نجمی نے اپنے قبیلہ سے شادی کی ہے اور آپ کا ایک بیٹا راجہ اجمل نعیم ہے۔ آپ نے بنیادی تعلیم کے علاوہ تکنیکی تعلیم بھی حاصل کی جس کی تفصیل زیل ہے۔ ڈپلومہ آف اسٹیٹ مینیجمنٹ، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے، ڈپلومہ آف کمپیوٹر ہارڈویئر اینڈ سوفٹ ویئر، کمپیوٹر نیٹ ورکینگ، کراچی اور ڈپلومہ ان ڈرائیونگ، سعودی عربیہ۔ آپ تاحال کراچی میں مقیم ہیں اور اپنا بزنس کر رہے ہیں اور آپ اپنی قوم کے لئے اپنے دل میں بہت محبت وایثار کا جذبہ رکھتے ہیں۔

صوبیدار حاجی راجہ محمد اسحاق خان (مرحوم)
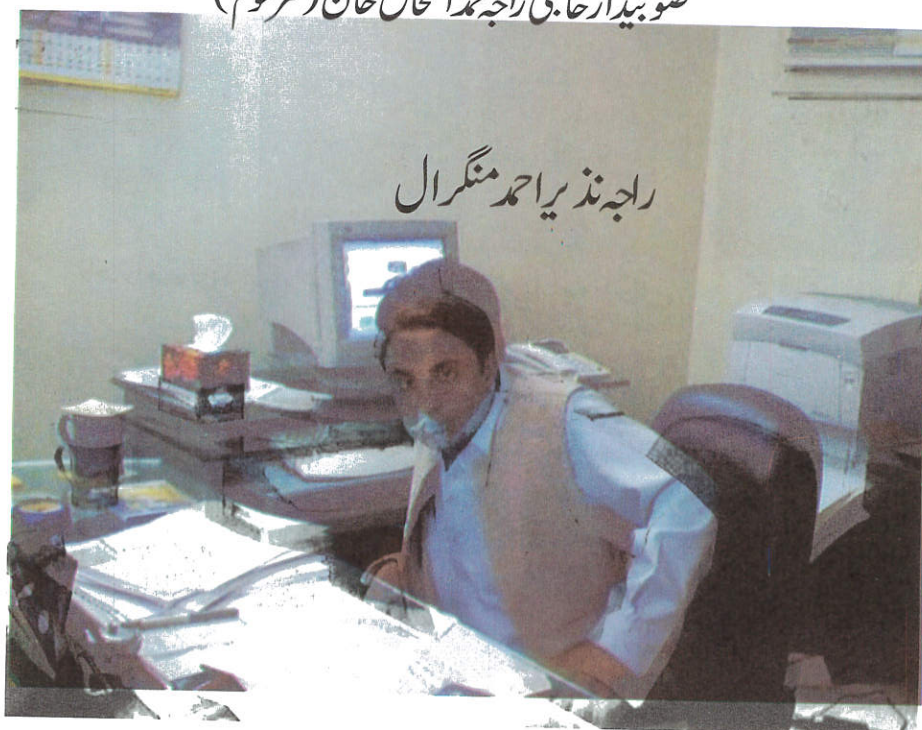
راجہ نذیر احمد منگرال

محمد نعیم
اے، ایس، آئی منصب داد خان
محمد صدیق
راجہ محمد جمیل
محمد نیاز
راجہ طاہر منگرال
رئیس راجہ
راجہ کبیر خان
راجہ زاہد خان
راجہ ظہراب خان
راجہ اکبر داد خان
محمد فیاض خان
قاری راجہ محمد رئیس
راجہ ضیاف خان
راجہ منصبدار خان
راجہ ظفر اقبال

حوالدار محمود حسین
حاجی محمد شوکت
محمد شفیق
ماسٹر راجہ زاہد حسین
نائب صوبیدار محمد عزیز
مظہر حسین
چیف پیٹی آفیسر محمد شیراز منگرال
کالا خان منگرال
میر اکبر
حافظ محمد زبیر
راجہ عمر حیات
نصیر احمد
محمد عزیز منگرال
راجہ یاسر
راجہ خالد محمود
اختر نواز خان
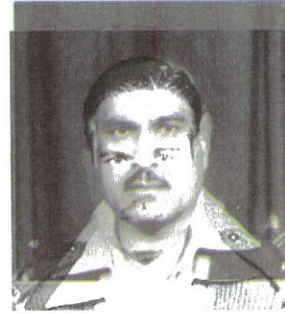
کھکھہ راجپوت موضع نجد چو کی راجگان، عباس پور

راجہ فتح محمد خان، ڈوگرہ عہد کے ابتدائی ایام میں، ڈوگرہ راجہ کی پیشکش پر اپنے اکلوتے بیٹے راجہ عظیم خان کو ساتھ لے کر علاقہ کھاوڑہ قومی کوٹ سے نقل مکانی کرتے ہوئے، علاقہ ٹاٹ عباس پور جا کر آباد ہوئے۔ ڈوگرہ راجہ نے آپ کو بطور تحفہ ایک جاگیر تعدادی 1309 کنال اراضی عنایت کی جو عباس پور میں دو نالوں کے درمیان خوبصورت قطعہ زمین ہے۔ آپکے نام پر یہ جگہ نجد چو کی راجگان کہلائی، تاریخ اقوام پونچھ میں محمد دین فوق صاحب نے اس فیملی کا ذکر کیا ہے۔ آپ دونوں باپ بیٹا بڑے ہی با اثر ثابت ہوئے، بہت جلد عوام کو اپنے زیرِ اثر لے آئے۔ مال مویشی بکثرت پال رکھے تھے اور زمینداری سے بہت لگاؤ تھا جس کی بدولت اشیاءِ خوردونوش کی فراوانی تھی، مالی طور پر نہایت مستحکم تھے۔ مہمان نوازی اور سخاوت کی وجہ سے دور دراز علاقے تک مشہور ہوئے، اور درجہ امتیاز رکھتے تھے۔ راجہ عظیم خان کے چھ فرزندوں میں سے راجہ ہنس خان کے دو ہی فرزند نامی گرامی ہوئے، راجہ شیر خان اور راجہ شیر محمد خان ایڈووکیٹ۔ راجہ شیر محمد خان ایڈووکیٹ سے راقم کے بڑے قریبی تعلقات تھے، آپ تعلیم وتربیت کے بعد وکالت سے وابستہ ہوئے۔ آپ نے پہلے عباس پور کی عدالت سے ابتدائی وکالت شروع کی پھر راولاکوٹ ضلع ہیڈ کوارٹر کی بڑی عدالتوں میں آئے اور فریضہ وکالت انجام دیتے رہے۔ بہت جلد آپ کشمیر کی اعلیٰ عدالت ہائیکورٹ وسپریم کورٹ میں سنے جانے والے مقدمات کی پیروی کرنے لگے۔ آخری ایام زندگی میں آپ نے راولپنڈی اسلام آباد کی اعلیٰ عدالتوں میں فریضہ وکالت انجام دیا، آپ نہایت ہی فرض شناس، متحمل مذاج اور بردبار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ پیروی اُن مقدمات کی کرتے تھے جو حق وسچ پر مبنی ہوں، جھوٹے مقدمات کی پیروی نہ کرتے تھے۔ آپ اپنے پیشے میں بہت مہارت رکھتے تھے، بعض اوقات ججز کو بھی قانونی نکتہ پر ٹوک دیتے تھے اور ججز آپ کو بغور سنتے تھے۔ مقدمات کی پیروی نہایت مدبرانہ طریقے سے کرتے تھے۔ آپ کو اپنے اس پیشہ میں درجہ امتیاز حاصل تھا۔ غریب و مظلوم افراد سے فیس کے معاملات میں نہایت رعایت کرتے تھے۔ نہایت متقی، پرہیز گار اور تہجد گزار آدمی تھے۔ عوام الناس میں ہر دل عزیز اور نیک نام تھے۔ راقم کو آپ کے ہاں ٹھہرنے کا 3/2 مرتبہ موقع ملا، نہایت مہمان نواز آدمی تھے۔ بعد ازاں آپ وفات پا گئے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے! آمین۔

آپ کے بڑے بھائی راجہ شیر خان، تھے جنہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ انگلستان میں گزارا تھا، انگلستان سے واپسی پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے تحریکِ آزادی پاکستان میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ قائد اعظم نے آپکو مجاہدِ کشمیر کا لقب دیا تھا۔ آپ تحریک پاکستان میں قائد اعظم کے کے رفیق کاروں میں سے تھے۔ بعد ازاں آپ لاہور سے اپنے آبائی گاؤں عباسپور جا کر قیام پذیر ہوئے۔ اور یہاں آ کر ایک گھر پاک وکٹری ہاؤس کے نام سے تعمیر کیا اور اس گھر کو تحریک آزادیءِ پاکستان کے لئے وقف کئے رکھا جہاں بڑے بڑے مسلمان لیڈر بیٹھ کر باہمی مشاورت و اجلاس کیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ نے اپنی خدمات تحریک آزادیءِ کشمیر کے لئے پیش کیں۔ آپ کے دادا راجہ عظیم خان کو ڈوگرہ کی طرف سے کرسی ملی ہوئی تھی اور بطور آنریری مجسٹریٹ اور سول جیل کا اختیار بھی تھا۔ آپ جرائم پیشہ افراد کو تفتیش کے بعد سزا سناتے تھے۔ آپ نے اپنے دادا راجہ عظیم خان کی راجپوتانہ روایات کو دوبارہ بحال کیا اور سید عیسیٰ شاہ کو بطور تھانیدار اور پولیس کا نظام بھی بحال کیا۔ جو جرائم پیشہ افراد کو باقاعدہ گرفتاری کے بعد تفتیش کرتے اور مقدمہ چالان کے بعد سماعت ہو کر سزا پاتے۔ جب کشمیر آزاد ہو گیا تو آپ نے سماجی خدمات کا بیڑا اُٹھالیا۔ سردار ابراہیم خان، سردار عبدالقیوم خان، چوہدری غلام عباس، کرنل شیر احمد خان، راجہ حیدر خان، سردار فتح محمد کریلوی آپ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ اور ہم عصروں میں سے تھے۔ آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز مسلم کانفرنس سے کیا۔ اور مرکزی عہدیدار رہے۔ آپ کی سماجی خدمات کو درجہ امتیاز حاصل ہوا آپ نے یکے بعد دیگرے پانچ شادیاں کیں۔ چار بیویوں سے آپ کے ہاں 6 فرزند حیات ہیں جو صاحب اولاد ہیں۔ آپ اپنے سابقہ علاقہ چکار قومی کوٹ کھاوڑہ کے رشتہ داروں، قرابتداروں کے پاس جایا آیا کرتے تھے، اور سابقہ تعلقات کو بحال رکھا کرتے تھے۔ آپ نے سرینگر میں بھی ایک گھر بنوایا تھا۔ اسے تحریک آزادی کے امور کے لئے وقف کئے رکھا، بوقت وفات آپ کی عمر تقریباً 88 سال تھی اور سال وفات 1977ء ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عوامی خدمات کے صلے میں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ بے شک ایسے لوگ جن کی شب و روز کی خدمات کی وجہ سے ہم آزادی کا سانس لے رہے ہیں نیک دعاؤں کے ساتھ یاد کرتے رہیں گے۔

آپ کے چھ فرزند ہیں جن نے نام یہ ہیں۔ راجہ شیر زمان خان، راجہ محمد یوسف خان، راجہ محمد ابراہیم خان، راجہ محمد اسماعیل خان، راجہ خلیل الزمان خان، راجہ شیر افگن خان

حصہ دوئم

انساب

آریائی اقوام وسط ایشیاء تا ہندوستان و پاکستان و کشمیر

المعروف منگرال راجپوت

تحریر و تحقیق: راجہ محمد سوار منگرال و میاں محمد الیاس قریشی الہاشمی

بنیادی شجرہ عالم

حضرت آدمؑ وحواؑ ← حضرت شیثؑ ← انوش ← قینان ← مہلائیل ← باردیابرد ← اخنوخ ← متوشلخ ← لمک یالامک ← حضرت نوحؑ

حضرت نوحؑ: سام، حام، یافث، کنعان (جو غرق ہوا)

سام ← ازفخشد ← شالخ ← عابر

عابر: فالغ، یقطن

یقطن ← ابوفیر (ہندوسندھ کے مورث اعلیٰ)

فالغ ← ارغو ← ساروغ ← ناخور ← تارخ ← حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ: حضرت اسماعیلؑ (مورث اعلیٰ بنی اسماعیل) (آنحضرتؐ کا شجرہ نسب)، حضرت اسحاقؑ (مورث اعلیٰ بنی اسرائیل)

حام: ہند، سندھ، حبش، افرنج، ہرمز، بویہ

ہند: پورب، بنگ، دکن، نہروال

پورب ← شد --- کشن ← مہاراج ← کشیورراج ← منیررائے ...... راجہ سورج ← راجہ لہراج

اگلے صفحہ پر درج ہے

نہروال: بھروج، کنباج، مالراج

بحوالہ تاریخ فرشتہ از ملا محمد قاسم

کشن ← مہاراج ← کیشور راج ← منیر رائے

کی کچھ پشتوں کے بعد راجہ سورج کا بیٹا راجہ لہراج ، راجہ مہاراج نے
ہندوستان پر حکومت کی اس کی عمر 700 سال لکھتے ہیں راجہ مہاراج کا بیٹا
کیشور راج حکمران بنا جس کا پایہ تخت 'اودھ تھا اور عہد حکومت 220 سال
ہے کیشور راج کا بیٹا منیر رائے جس کا عہد حکومت ہندوستان پر 537
سالہ ہوا ہے یہ حکومتیں کچھ عرصہ سے ایران کی ماتحت ہوگئیں تھیں منیر
رائے کی بدعہدی اور فراری کی وجہ سے رستم نامی ایرانی حکمران نے
اس کی اولاد کے علاوہ راجہ سورج کو حکمران مقرر کیا تھا راجہ سورج کی
مدت حکومت 250 سال ہے اس راجہ کا پایہ تخت قنوج میں تھا اس کا بیٹا
لہراج نامی جب ہندوستان کا بادشاہ بنا تو اپنے نام پر لہراج شہر بسایا اس
کا عرصہ حکومت 26 سال کا ہے۔ راجہ لہراج نے ہی جس کے 35
بھائی تھے پہلے پہل بھائیوں کو راجپوت کہلانے کی ترغیب دی تھی اور
باقی خاندانوں کو دیگر فرقوں ناموں سے موسوم کیا تھا۔

(حوالہ جات تاریخ فرشتہ جلد اول سے لئے گئے ہیں۔)
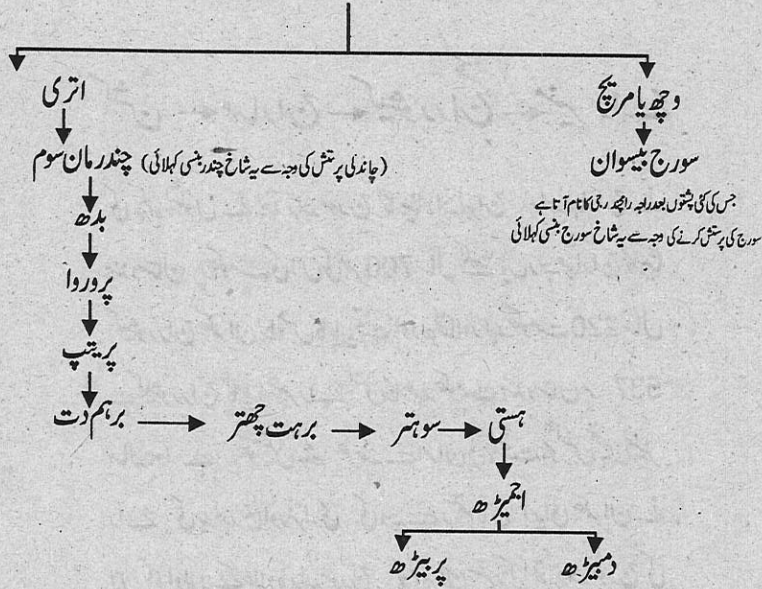
دمیڑھ کی کچھ پشتوں کے بعد دمیڑھ کی نسل سے راجہ بھرت پیدا ہوا راجہ بھرت کے ایک بیٹے کا نام جو حکمران بھی رہا مہتین لکھتے ہیں۔ راجہ بھرت اپنے دور میں ہندوستان کے بہت بڑے حصہ پر حکمرانی کرتا رہا جس کی وجہ سے اس راجہ کے نام پر ملک کا نام ''بھارت'' پڑا راجہ مہتین کی چند پشتوں بعد راجہ کورنامی حکمران گزرا جس کے نام کی مناسبت سے اس کی اولادیں کورو مشہور ہوگئیں۔ راجہ کور کی چھٹی پشت میں راجہ چتربرج یا چترویر کے دو بیٹے مشہور ہوئے۔ راجہ وہترآشتر اور راجہ پانڈا تو کورو قبیلہ ہی مشہور رہے جبکہ راجہ پانڈا نے حکمرانی میں بہت شہرت پائی اور اس کی اولادیں راجہ پانڈا کے نام کی نسبت سے ''پانڈو'' مشہور ہوگئیں۔ کورو پانڈو ہر دو شاخیں چندر بنسی آریہ تھیں پشت در پشت کی راج گیری اور راجاؤں کی اولادیں ہونے کی وجہ سے لفظ راجپوت مشہور ہوگیا۔

(یعنی راجہ کا بیٹا) راجہ وہترآشتر جو کہ بھائیوں میں بڑا تھا حکمرانی کے فرائض نابینا ہونے کی وجہ سے سرانجام نہ دے سکتا تھا تو اس سے چھوٹے بھائی راجہ پانڈا کو حکمران بنایا گیا راجہ وہترآشتر کے 101 بیٹوں میں سے وریودھن اور یویوچھ نامور اور حکومت میں پیش رہے یہ کورو کہلاتے تھے راجہ پانڈا کے پانچ بیٹے تھے جو پاندو کہلاتے تھے ان چچازاد بھائیوں کورو پانڈو کے درمیان تقسیم ملک وحکومت کی بناء پر مشہور جنگ' مہابھارت بھی ہوئی تھی۔ جو حصہ تاریخ میں درج ہے۔

راجہ چتر برج یا چتر ویر ..... راجہ کور..... راجہ مہتین ← **راجہ بھرت**

راجہ وہترآشتر — راجہ پانڈا

راجہ وہترآشتر: وریودھن، یویوچھ (کورو)

راجہ پانڈا: راجہ یدہشتر، راجہ ارجن دیو، راجہ بھیم سین، راجہ نکل، راجہ سہدیو (پانڈو)

راجہ ارجن دیو ← راجہ بہمن ← راجہ پریچھت

راجہ پریچھت: راجہ جنم جی، راجہ ہرن دیو، راجہ نکہم جی

راجہ ہرن دیو: اس کی اولادوں نے عرصہ دراز تک کشمیر پر حکمرانی کی

راجہ جنم جی ← (کی تقریباً تیرہ پشتوں بعد راجہ مل خان کا نام آتا ہے جو پہلے پہل مشرف اسلام ہوئے بزمانہ شہابدین غوری) مورث اعلیٰ کھکھہ تنولی تیزیال گھروال جنجوعہ وغیرہ خاندان)

راجہ نکہم جی ← والئی کلانور **کلانہم** ← **منگل راؤ** (آگے درج ہے) مورث اعلیٰ مہنگرال جرال راجپوت

بحوالہ تاریخ اقوام پونچھ اقوام کشمیر تاریخ کشمیر از محمد الدین فوق صاحب تاریخ کھیم کرن از سردار پرتاب سنگھ صاحب تاریخ فرشتہ از ملا محمد قاسم فرشتہ تاریخ راجپوت از محمد انور خان جنجوعہ تاریخ کھرل پنوار از عبدالرزاق جنجوعہ تاریخ ہست وبود از میاں اعجاز نبی منگرال راجپوت۔ ودیگر قلمی دستاویزات روایات
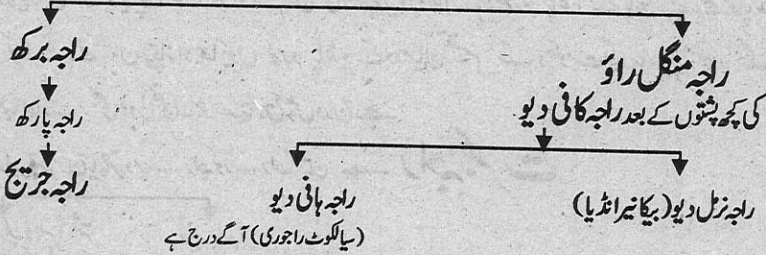
راجہ منگل راؤ کی پانچویں پشت میں راجہ جے رائے کا نام آتا ہے
اسکی اولادیں اسی کے نام کی مناسبت سے جرال راجپوت مشہور ہوتی ہیں۔

یہ حرف آخر نہیں اور نہ ہی یہاں تک بھاٹوں کے جاری کردہ نقول شجرہ کو جگہ دی گئی ہے۔ بلکہ اس سے اوپر تمام شجرہ مستند تاریخوں سے اخذ کیا گیا ہے جس قدر راقم کو مل سکا ہے۔ راجہ کانی دیو کے بیٹے راجہ ہانی دیو سے نیچے کا شجرہ بھاٹوں نے بھی قدرے دُرست لکھا ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ قریب کی بات ہے جو خود منگرال خاندان کے بڑے بوڑھے بزرگوں کو بھی زبانی یاد ہے۔ تاریخ راجپوت میں محمد انور خان جنجوعہ راجہ منگل دیو کو ایک روایت کے مطابق پوتا راجہ کلانہم کا لکھتے ہیں اور ایک روایت کے حوالہ سے راجہ منگل دیو کو راجہ کلانہم کا بیٹا لکھتے ہیں یہی منگل راؤ منگرال جرال خاندان کا موروث اعلیٰ ہے راجہ منگل راؤ کی پانچویں پشت میں راجہ جے راؤ کے نام پر جرال مشہور ہوتے ہیں۔"

خود آنخضرتؐ والئی دوجہاں رحمت اللعالمین ارشاد فرماتے ہیں کے عدنان تک میرا نسب نامہ صحیح اور دُرست ہے اس سے اوپر والی پشتیں نہ جانے کتنی ہیں کتنی مدت ہے کوئی یقینی بات نہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنا زمانہ گذرا ہے کتنی نسلیں گذری ہیں۔

واللہ اعلم

شجرہ نسب منگرال راجپوت خاندان

راجہ کافی دیو ← راجہ ہانی دیو ← راجہ مہنگر پال ← راجہ ہندو دیو

راجہ سہنس پال (مشرف اسلام ہوئے)

راجہ دان خان　　راجہ تتار خان　　راجہ قندہار خان　　راجہ جانب خان

کاج خان یا/کاجدان خان　　لشکری خان　　مرزا خان　　اکرا خان　　ابدان خان

راجہ عظمت خان　　صاحب خان ← سارا خان ← راجہ پریتم خان

عرف ساوہ خان
شجرہ جاری ص 45

صفحہ 45 پر

راجہ گوہر یا گوہڑہ

راجہ کیدو خان　　راجہ رتو خان　　راجہ مالوہ خان

ان ہر دو بزرگان کی اولادیں باغ اور راولاکوٹ کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں

میاں راجہ حیات خان　　راجہ گنیو خان　　راجہ اللہ دتہ خان　　لشکری خان　　راجہ بیدولہ　　راجہ صاحب خان　　راجہ پاخر دین خان

راجہ پاخر دین خان ← ڈوڈا خان

ڈوڈا خان ← سیتسار خان (صفحہ نمبر 10)، کالو خان (صفحہ نمبر 10)

میاں راجہ حیات خان ← راجہ حبیب اللہ خان ← راجہ زکری خان ← راجہ عزیز اللہ خان

صفحہ 13 پر

راجہ گنیو خان ← راجہ مہر قلی خان ← راجہ کرم دین خان ← راجہ فیضا خان

صفحہ 8 پر درج ہے

نوٹ:۔ راجہ عظمت خان کے فرزند راجہ گوہر خان کا نام شجرہ نویسوں نے کبھی گوہر خان کبھی گوڑاہ کوڑ خان کبھی کھوڑ خان لکھ لکھ کر بگاڑ دیا ہے اصل نام راجہ گوہر خان ہے۔

راجہ کرمدین خان (ڈھانڈہ چھچانہ)
راجہ جمعاں خان لاولد
فیضا خان
(صفحہ نمبر 7 سے آمدہ)
بھولا خان
گل محمد خان
صفحہ نمبر 9 پر درج
موچھور خان
صفحہ نمبر 9 پر درج ہے
فضلدین خان لاولد
علم دین خان
الفدین عرف بگو خان
محمد رشید خان عرف علیا
حاجی محمد صدیق خان
غلام عباس
محمد عدنان
محمد رفیق خان
محمد الطاف
ظہیر الدین
محمد بلال
محمد اقبال
خضر حسین
طلعت محمود
محمد ضمیر خان
محمد خلیل خان
حافظ محمد زبیر
طاہر محمود
اوزیر
محمد اویس
عبیدالرحمٰن
سعد
(ر) صوبیدار رشید محمد خان
صفحہ نمبر 9 پر درج
شوکت حسین
شفقت محمود
محمد اصحاب
شہریار
محمد اصغر خان
محمد اشتیاق
عابد حسین
محمد ذاکر
محمد طالب
نعمان
محمد نوید
محمد ندیم
محمد وقاص
محمد سراج
علی محمد
محمد احمد
محمد عاطف

ریٹائرڈ صوبیدار راجہ رشید محمد خان ڈھانڈہ مری صفحہ نمبر 8 سے آمدہ
عزیز الرحمٰن لاولد
عتیق الرحمٰن
حبیب الرحمٰن
شفیق الرحمٰن
اسامہ عمر ولید
ثاقب عتیق
صداقت عتیق
(گل محمد خان بن فیضا خان) آمدہ صفحہ نمبر 8 سے (آغیاٹ چھجانہ)
محمد جبی لاولد
علی شان خان
عبدالرحمان خان
مندہ خان لاولد
شامدل خان لاولد
کیڑو خان
مصری خان
شمروز خان
کالو خان
محمد ریاض خان
محمد ادریس خان
محمد اسماعیل خان
محمد اشتیاق خان
محمد افتخار خان
محمد نصیر خان
محمد جلیل خان
ابرار حسین
افتخار حسین
مسرت محمود
(راجہ موچھور خان بن فیضا خان) آمدہ صفحہ 8 سے
راجی خان
عبدالکریم خان لاولد
پھنجو خان لاولد
مناں خان
لیرا خان لاولد
محمد شعبان خان

محمد اسحاق کے بیٹوں کے نام نام عدم دستیاب

کریم بخش خان بن کالو خان
آمدہ صفحہ نمبر 10 سے کھیراٹ تحصیل کوٹلی ستیاں
(ر) حوالدار احمد دین
محمد حسین خان
محمد عزیز لاولد
محمد اکبر خان
محمد سبیل خان
محمد صابر خان
محمد معظم
محمد قاسم
محمد شکور
محمد مسعود
محمد ظہیر
محمد وحید
حاجی محمد مسکین
محمد منظور
محمد لطیف
محمد رقیب
دانش محمود
محمد ناصر
محمد امین
محمد حمید
جاوید اقبال
یامین
یاسر
محمد اصغر خان
منصف داد خان
محمد گلباز خان
محمد مشتاق خان
محمد سلیم
محمد فہیم
محمد وسیم
اظہر حسین
طارق حسین
محمد عبارت
طالب حسین
راشد حسین
مظہر حسین
محمد سجاد
آصف حسین
محمد اعجاز خان
محمد سجاد خان
محمد شاہد خان
محمد ناصر خان

عمرالدین عرف کیڑو خان بن کالو خان
آمدہ صفحہ نمبر 10 سے (موضع کھیراٹ)
محمد شریف خان لاولد
محمد صدیق خان
محمد الطاف خان
محمد فقراز خان
محمد خلیل خان
محمد منیر خان
عمر حیات
خضر حیات
محمد یاسر
محمد واسر
محمد وراثت
باسط محمود
مقصود علی
محبوب علی
نزاکت علی

(راجہ بدرالدین بن کالو خان) آمدہ صفحہ نمبر 10 سے (کھیراٹ)
مولوی میر اکبر خان
کالو خان
اختیار خان
رئیس خان
سعید خان
محمد رحمان محمد ریحان
قربان خان
امجد خان
ساجد خان
شوکت خان
لیاقت خان
ادریس خان

فقرالدین عرف فقرو خان بن کالو خان آمدہ صفحہ نمبر 10 (ڈھانڈہ مری)
سید اکبر خان
محمد ساجد
عبدالعزیز خان
ارشد محمود
خالد محمود
محمد عزیز عرف مکھن خان
محمد طارق
محمد لیاقت
محمد امجد
راجہ عزیز اللہ خان بن راجہ زکری خان آمدہ صفحہ 7 سے (ڈھانڈہ گوگا چھجانہ)
پیر بابا راجہ نصر اللہ خان ڈھانڈہ تحصیل مری
راجہ عبداللہ خان گوگا چھجانہ تحصیل کوٹلی ستیاں صفحہ نمبر 18 پر
راجہ محمد انور خان
راجہ مستو خان
راجہ مرید بخش خان صفحہ 15 پر
راجہ مہر بخش خان صفحہ 17 پر درج ہے
راجہ حیات بخش خان
محمد کاظم عرف مندو خان
میر کاظم خان صفحہ 14 پر درج
عبدالغنی خان
محمد فراز شہید لاولد
محمد شیراز
حقیق احمد
غلام نبی خان
ماسٹر راجہ محمد زاہد خان
اظہر حسین
ظفر حسین
قمر حسین
منور حسین
محمد زرین خان
شاہد حسین
نیاز حسین
فیاض حسین

راجہ میر کاظم خان بن حیات بخش خان آمدہ صفحہ نمبر 13 سے چھچانہ کوٹلی ستیاں
عرف میر خان
راجہ ہدایت اللہ خان
راجہ رحمت اللہ خان
راجہ عنایت اللہ خان
راجہ محمد رحیم خان نیچے درج ہے
محمد نصیب خان
محمد رشید لاولد
محمد تنویر
محمد نوید
محمد سعید
محمد ہوشیار
محمد نیاز
محمد شہباز
محمد رباض
تاج محمد خان
خواج محمد خان
مستیاز خان
مکھن خان
جنید احمد
سہیل احمد
محمد وقاص
محمد وقار
محمد عادل
عطاء الرحمان
ضیاء الرحمٰن
حماد خان
راشد حسین
صداقت حسین
رفاقت حسین
ضیافت حسین
عاطف حسین
عدنان
فرحان
احتشام الحق
(راجہ محمد رحیم خان) اوپر سے آمدہ
محمود حسین
جمیل خان
محمد شکیل لاولد
محمد منیر خان
عنصر خان
عبادالحق
ضیاد احمد
جواد احمد
مراد احمد
اجمل خان
اکمل خان

راجہ مرید بخش خان آمدہ صفحہ 13 سے ڈہانڈہ مری وگہل
قاسمعلی خان
میر عالم خان
(ر) نائب صوبیدار نور عالم خان صفحہ 16 پر
فضل احمد خان نیچے درج ہے
(ر) کیپٹن محمد فاضل خان
محمد الیاس خان
عبدالقادر خان
راجہ محمد صورت خان
سمیع الدین
بصیرالدین
رفیع الدین
محمد ساجد خان
محمد واجد
محمد ماجد
محمد ارشد
محمد ادریس
محمد انیس
محمد عثمان
محمد حبیب
ضیاء حسین
ظہیرالدین
محمد سعید
محمد زاہد
محمد شاہد
محمد جمیل
اسد عبدالرحمٰن
حضیفہ
حمزہ
محمد عمر خان
محمد علی خان
فضل احمد خان (اوپر سے لکھوٹھار گہل)
محمد فاروق
محمد منصور
محمد الطاف
محمد زبیر
محمد شبیر لاولد
محمد حفیظ
راجہ عمر حیات
عبدالواسع
طیب
قمر فاروق
قیصر فاروق
محمد نجم
محمد کاظم
محمد ہارون
محمد عاصم مرحوم
محمد جاسم
محمد عثمان

(ر) نائب صوبیدار نور عالم خان صفحہ نمبر 15 سے ڈھانڈہ مری
حاجی محمد صدیق
حاجی محمد سہیل
محمد بشیر
محمد سلیم
محمد نصیر
محمد ظفیر
ذوالفقار خان
محمد ضیاء الحق
محمد شعیب
محمد شفیق
محمد صہیب
غسان
مصدبن صہیب
سعد
داؤد
محمد رقیب
محمد وسیم
محمد نسیم
محمد انیس
عمیر رقیب
محمد سعید
محمد کبیر
محمد رئیس
محمد طاہر
محمد زاہد
عبداللہ سعید
محمد نعیم
محمد ندیم
محمد نجیب
محمد طاہر
محمد توصیف
محمد توقیر

راجہ مہر بخش خان بن نور محمد خان آمدہ صفحہ 13 سے (موضع ڈہانڈہ آرواڑیاں)
حشمت علی خان
محسم علی خان نیچے درج ہے
رستم علی خان نیچے درج ہوا ہے
صدرالدین خان
نظام دین خان ڈھوک حسو راولپنڈی
محمد الدین خان (آرواڑیاں)
صاحب دین خان لاولد
خوشی محمد خان
امجد محمود
محمد اٹیر ن
محمد ارشد
محمد یاسر
محمد ناصر
مکھن خان
محمد شریف خان
محمد کبیر خان
محمد قدیر خان
منیر
ممتاز
نصیر
صغیر سجاد
(محسم علی خان اوپر سے) موضع ٹینگیاں ڈہانڈہ
کلہ خان لاولد
محمد عالم خان لاولد
(ر) حوالدار محمد نذر خان
اختر نواز خان
پرویز اختر
جاوید اختر
اورنگزیب
تنویر اختر
تنزیل احمد
عاقب تنویر
ذیشان جاوید
حماد جاوید
فواد جاوید
احمد نواز
محمد نواز
خضر نواز
عامر نواز
حامد نواز
(رستم علی خان اوپر سے)
عبدالعزیز خان
محمد روشن خان لاولد
مکھن خان لاولد
محمد حسین خان (مقیم کراچی)
یاسر محمود

میاں محمد بخش صاحبؒ فرماتے ہیں۔

"قدر پھلاں دا بلبل جانے صاف دماغاں والی"

"قدر پھلاں دا گرج کی جانے مردے کھاون والی"

اس خاندان کے موروث اعلیٰ کوٹلی منگرالاں موضع تھروچی سے نقل مکانی کر کے ڈھانڈہ آ کر آباد ہوئے تھے بحوالہ بھاٹ دفر قادر بخش ساکن کوٹلی منگرالاں ورائے سندر ولد رائے دولو سے معلوم ہوتا ہے یہ شجرہ بکرمی تاریخ 16/12/1991 کا جموں ہیڈ کوارٹر چیف ریونیو آفیسر جموں کشمیر سے تصدیق شدہ ہے۔

راجہ غلام محمد خان دھمیال راولپنڈی میں مقیم ہوگئے تھے

نوٹ۔ راجہ محمد عباس کے گیارہ بیٹے ہیں ایک کا نام عدم دستیاب ہے

راجہ علی اکبر خان آمدہ صفحہ نمبر 20 سے
خورشید احمد
ظہور احمد
محمد نذیر احمد
عزیز احمد
آفتاب احمد
عاصف محمود
وقار احمد
وقاص احمد
سبحان عزیز
مہتاب احمد
ربنواز
حق نواز
حسن نواز
محسن نواز
راجہ علی حسین خان صفحہ نمبر 20 سے آمدہ
محمد سعید احمد
محمود الحق
عزیز الرحمٰن
حبیب الرحمٰن
ریاض الرحمٰن
حفیظ الرحمٰن
فضل الرحمٰن
محمد گلستان
دانش
مہران
حماد
عدنان عرف محسن
عرفان احمد
ریحان احمد
رضوان احمد
نعمان احمد
رحمٰن احمد
کاشف احمد
طارق محمود
عابد محمود
عادل محمود
خالد وحید
محمد نعیم
محمد شاہنواز
(راجہ محبوب خان صفحہ نمبر 20 سے)
راجہ مبارک حسین
راجہ عاشق حسین
راجہ فضل حسین عرف گلفراز
کامران متین
بلال حسین
راجہ محبوب حسین خان کی اولادیں
چاہ سلطان راولپنڈی میں مقیم ہیں
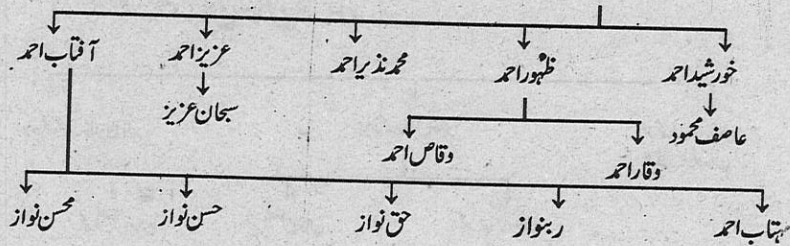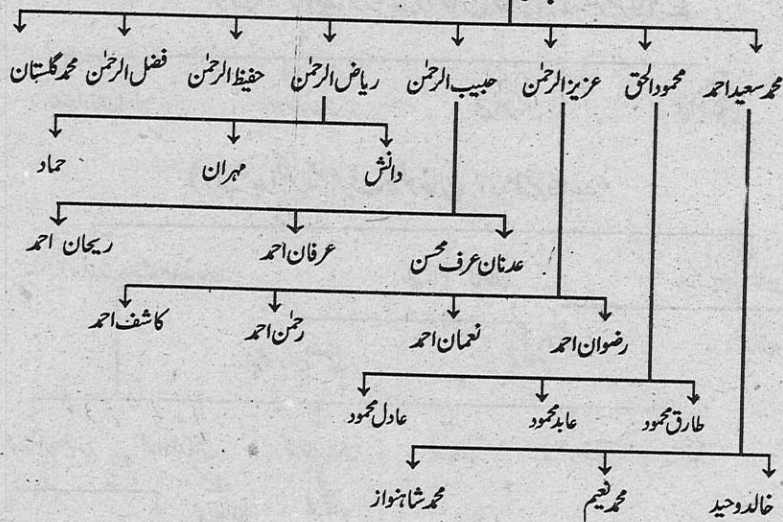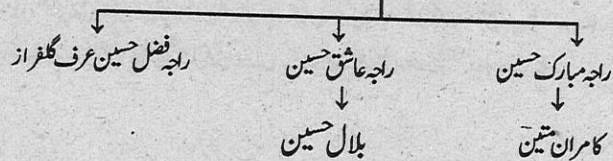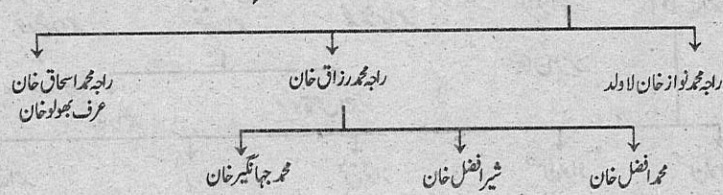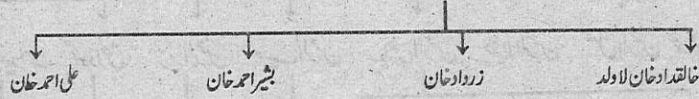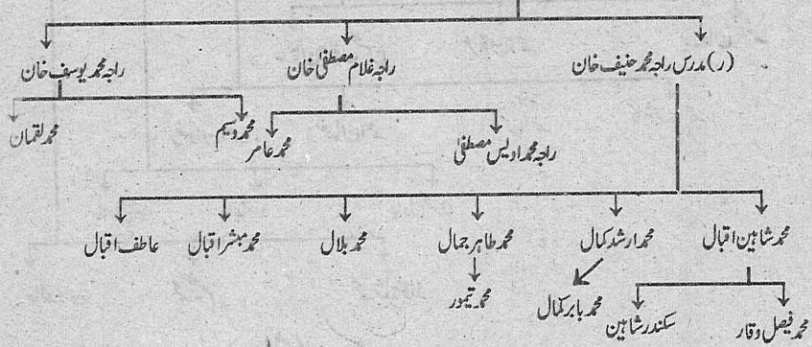
موضع دھندی تحصیل کوٹلی ستیاں سے یہ خاندان دھمیال چاہ سلطان راولپنڈی اور کھنہ کاک موضع جبہ حالیہ مدینہ ٹاؤن اسلام آباد تک آباد ہو چکا ہے موضع تھردچی ضلع و تحصیل کوٹلی سے ان کے جد امجد پہلے پہل دھندی آ کر آباد ہوئے تھے۔

قبیلہ منگرال نکر فتوٹ، مشتمبہ تحصیل و ضلع مظفر آباد
راجہ حاجی خان
بوپو خان
پاور خان
گوخان
پیر بخش خان
سالت خان
الف خان
ان کی اولادیں سہنسہ پوٹھہ میں ہیں
نور محمد خان
راج محمد خان
فتح محمد خان صفحہ 25 پر درج ہے
یار محمد خان
نذر محمد خان
صفحہ 24 پر
فیض محمد خان لاولد
نورالدین خان (سبوکوٹ)
شرف دین خان
عبدالعزیز لاولد
ستار محمد خان
غلام محمد خان
فتح نور خان لاولد
کرمدین لاولد
محمد بخش لاولد
نظام دین خان
نصرالدین لاولد
احمد نور لاولد
کالا خان
نور علی خان صفحہ 24 پر
محمد شفیع خان
محمد صادق ضیا
ابراق حسین
اشفاق احمد شائق
ساجد ضیاء
عبدالواجد
ثاقب ضیاء
بشارت محمود
عبدالماجد
محمد رفیق
مشتاق احمد
اشفاق احمد
محمد اعجاز
محمد ممتاز
محمد حمیر
محمد زبیر
صہیب علی
تیمور علی
محمد شعیب

نذر محمد خان بن راج محمد خان (صفحہ 23 سے مشتمبہ مظفر آباد)
سلطان محمد خان
فضلدین لاولد
فقر الدین خان
میر عالم خان
وزیر محمد خان
گل اکبر
نور اکبر
محمد نذیر لاولد
عزیز اکبر
محمد سفیر لاولد
منیر احمد
محمد شبیر
جہانگیر اکبر
محمد نقیب
محمد خلیل
مقیم راولپنڈی
محمد سفیر
عبدالقدیر
زہید احمد
ذہین احمد
محمد نصیر
عبدالعزیز
محمد نذیر
قائمدین
عبدالحمید
محمد منشاء
محمد نشاد
وقاص احمد
محمد شعیب
محمد ضہیب
ظہور احمد
پرویز احمد
آصف اقبال
(نور علی خان بن ستار احمد خان) (صفحہ نمبر 23 سے آمدہ)
نجیب حسین
ابرار حسین
گفتار حسین
سجاد حسین
اعجاز حسین لاولد
خاص کوٹ
فہد احمد
جواد احمد
دانش ابرار
ریحان ابرار
نایاب ابرار
ربنواز
وقار احمد
شہزاد احمد
جنید احمد
اویس احمد
ارباب احمد

راجہ سالت خان کی اولادیں موضع پڑھوٹ خاص کوٹ مشتمبہ نکر فتوٹ تحصیل و ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر میں آباد ہیں راجہ سالت خان کے حقیقی بھائی راجہ الف خان کی اولادوں کے بارے میں پرانے قلمی شجرہ میں لکھا ہے کہ ان کی اولادیں پوٹھہ شریف سے ملحقہ موضع سہنہ تحصیل مری میں آباد ہیں رابطہ کیا لیکن کوئی معلومات ابھی تک ان کی طرف سے دستیاب نہیں ہوئی۔

نیاز محمد خان بن راجہ علی محمد خان آمدہ ضمن نمبر 25 سے (موضع پڈھوٹ نگر فتوٹ)
ناصر خان
ستار محمد خان
جھنڈو خان
کالا خان
شہزاد خان
میر افسر خان
غلام محمد خان
غلام دین خان
عالمدین خان
فقیر محمد خان
محمد فرید خان
محمد حفیظ
توقیر
نیک محمد
محمد اشرف
سید اکبر
قطبدین
محمد عارف
محکمدین لاولد
سلام دین
محمد شفیع
عبدالکریم
عبدالرحیم
محمد شریف
عبدالرؤف
عبداللطیف
محمد اشراف
غلام مصطفیٰ
عامر مصطفیٰ
محمد نسیم
محمد امین
محمد مسکین
محمد یامین
محمد ابرار
محمد نثار
خان افسر
عمران
عبدالمجید
علی افسر
زید خان
زین افسر
شیر افسر
محمد اعظم
شکیل
عقیل

سانٹھانوالی تحصیل کوٹلی ستیاں کا منگرال خاندان
راجہ کلا خان ← راجہ جمعاں خان
راجہ فضلدین
نظام دین
راجہ امام دین لاولد
راجہ اسماعیل
راجہ سجاول خان
راجہ دادن خان لاولد
راجہ معین
عزیز الرحمٰن
قیوم حسین
محمد رشید
محمد سعید
رہیب احمد
سرفراز
افراز
عدنان
نوید
ہمراز
قمراز
سانٹھانوالی اولاد راجہ میاں مہر خان
محمد شفیع خان
عبدالوہاب خان
سائیں محمد لاولد
راجہ آزاد
راجہ قیوم
راجہ اصحاب
عبدالقدوس
گل وحید
عدنان
اسامہ قیوم
ضیاء الحق
شہید الحق
حمید الحق
ولید خان
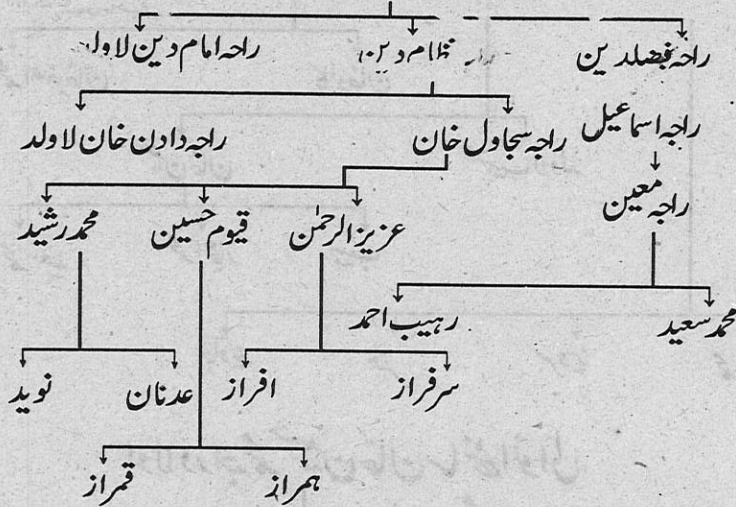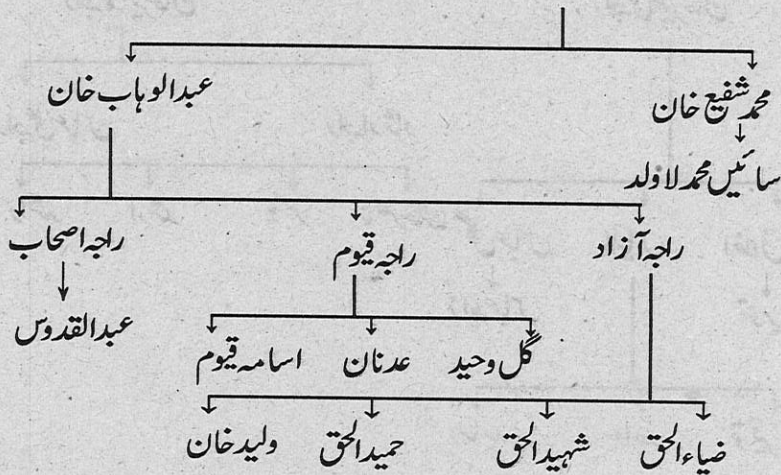
اولاد راجہ امام دین عرف مہندو خان منگرال (سانٹھ انوالی)
پیر صوفی عبدالغنی
پیر صاحب
محمد حسین خان
اسماعیل خان
محمد صدیق خان
محمد اصغر خان
کالو خان
معین خان
ضہیب لاولد
محمد سعید
محمد اعجاز
رہیب
جاوید
ظفر
سرویز
محمد نذر
اولاد راجہ محمد حسین خان سانٹھ انوالی
راجہ محمد شیر خان
راجہ علی شیر خان
راجہ علی عباس
راجہ ارشاد
راشد
ارشد
یاسر
ناصر خان
گل عباس
الیاس
اخلاق
زاہد عباس
تنویر
ساجد
واجد
توقیر
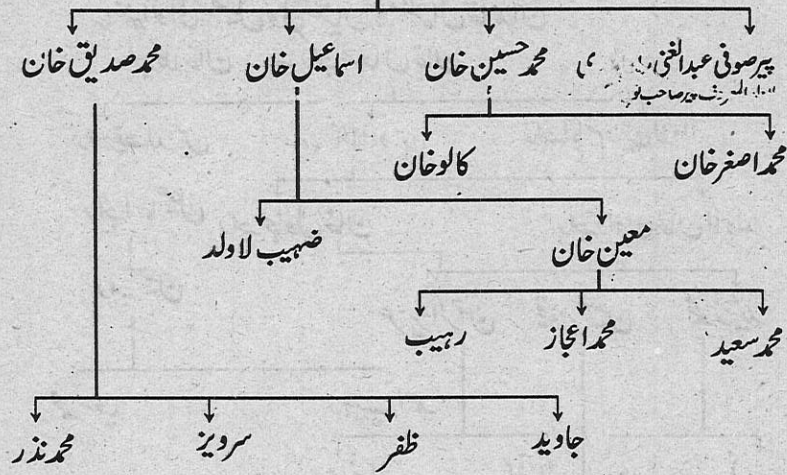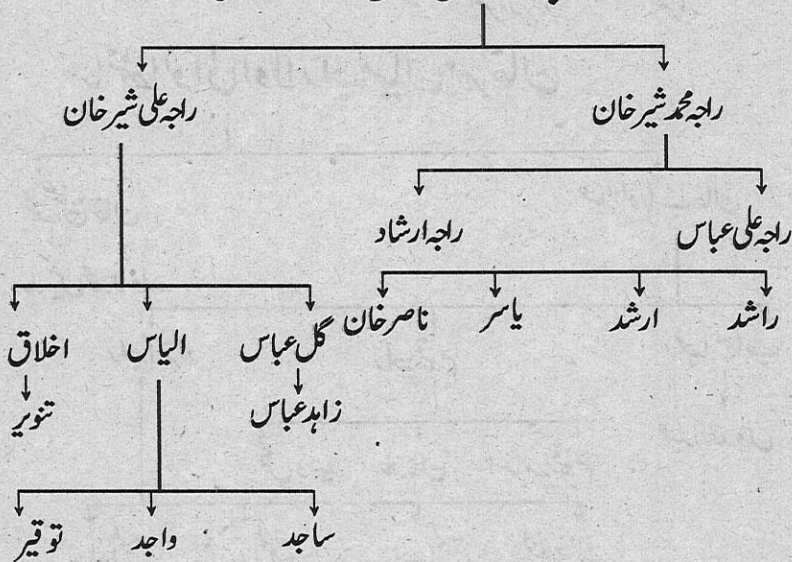
سانٹھ انوالی کا منگرال خاندان تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی؛ بدنیاں کورائنہ کلاں
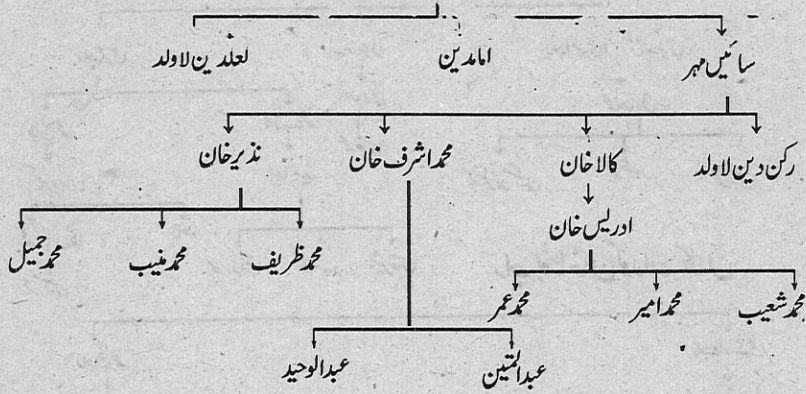
یہ شجرہ جات جو کہ مکمل نہیں اور نہ ہی چھوٹے
بچوں کے نام مل سکے از قلمی دستاویزات
راجہ محمد سوار منگرال سے ملے ہیں
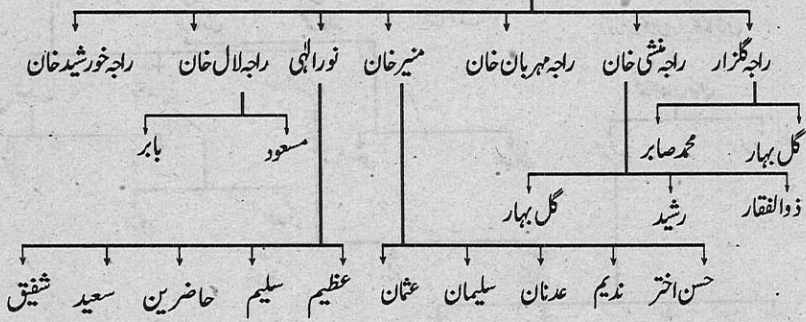
عدم دستیابی کی وجہ سے نامکمل شجرے جو راجہ سوار صاحب سے موصولہ ہیں۔

شجرہ نسب منگرال خاندان گلھوٹیاں تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
راجہ نشر علی خان
راجہ زمان علی خان
راجہ جیون خان
راجہ لعل خان لاولد
راجہ سائیں خان
راجہ شریف خان
امیر خان
صغیر خان
کبیر خان
راجہ ظہیر خان
ارشد محمود خان
صہیب خان
راجہ الف خان
راجہ جلال خان
صادق خان
آزاد خان
امین خان
حسن آزاد
راجہ اکرم
شاکر خان
آفاق خان
عبدالواحد خان
عبدالفاروق خان
سمیع اللہ خان
طیب خان
نبیل خان
جمیل خان
آصف خان
قاسم خان
عدیل خان
راجہ امانت علی خان

خاندان منگرال گلہوٹیاں بحوالہ راجہ عبدالرحمٰن خان

راجہ جہانداد خان بن امیر علی خان (آمدہ صفحہ 32 سے) موضع گلھوٹیاں
راجہ سیف علی خان
راجہ کالا خان
راجہ محمد زمان خان
راجہ یوسف خان
راجہ عزیز خان
طاہر خان
حبیب خان
منیب خان
شبیر خان
شمریز خان
شہریز خان
افضال
محمد حنیف خان
زاہد خان
شعور خان
صبور خان
فہید خان
راجہ حمید خان گلھوٹیاں صفحہ نمبر 32 سے آمدہ ہے ان کے بیٹے ہیں راجہ علی حیدر خان
راجہ فتو خان
راجہ الہیا خان
گاماں خان
راجہ بارو خان لاولد
راجہ فجو خان
راجہ الف خان لاولد
راجہ افسر داد خان
راجہ ملک داد خان
حاجی شفیق خان
راجہ نجیب خان
راجہ شبیر خان
اویس خان
سجاد
پیرزادہ
عادل شبیر
عمیر شبیر
حاجی لطیف خان
کیپٹن راجہ اختر حسین خان
حاجی نصیر خان
راجہ منیر احمد خان
راجہ محسن نصیر
مہتاب لطیف
عرفان لطیف

راجہ شمس علی خان موضع گلہوٹیاں آمدہ صفحہ نمبر 32 سے
راجہ لعل خان
راجہ شرف علی خان
راجہ بوٹا خان
راجہ بوستان خان
راجہ اللہ داد خان
راجہ عبدالرحمٰن خان (بحوالہ)
مسعود خان
ظہور خان
رؤف خان
عدیل خان
عامر خان
محمد نذیر خان
محمود خان
شہزاد خان
خان زمان خان
شہنواز خان
شاداب خان
ارشد
عدنان
قمر زمان
قاسم زمان
ثمر زمان
داؤد حسین
غضنفر
شرافت خان
رفاقت خان
انیس خان
راجہ روشن عرف روشو خان
راجہ راجو خان صفحہ 35 پر
راجہ گلاب خان
راجہ حکمداد خان
جمعداد خان صفحہ 35 پر
رحیمداد خان صفحہ 35 پر
محمد افسر خان
میر داد خان
علی افسر خان
اللہ دتہ خان
ظہیر خان
نعیم خان
طیب خان
شکیل خان
سہیل خان
عرفان خان
مکھن خان
جاوید خان
حنیف خان
حبیب خان
فرزان خان
ادریس خان
سعید خان
محمد اعظم
صغیر خان
کبیر خان
ظہور خان
ارشد
داؤد

راجہ گلاب خان صفحہ 34 سے موضع بروئیاں
راجہ حکمداد خان
جمعداد خان
رحمیداد
باز خان
صدیق خان
بشارت خان
فاروق خان
شریف خان
رہوف خان
نقیب خان
سفیان خان
روحیل خان
شاہد خان
مظہر خان
سلیم خان
احمد علی
غلام نبی خان
شوکت خان
شکور خان
عادل خان
عابد خان
راجہ راجو خان صفحہ نمبر 34 سے
راجہ بہاول خان
سردار خان
کالا خان
شہید راجہ فقیر خان 1947ء
راجہ میر زمان خان
زاہد خان مدرس
زراعت خان
گلزار خان
تعظیم خان
حسین اختر
اسحاق خان
محمد حسین خان
کرمداد خان
زاہد خان
حمید خان
پرویز خان
ظفر خان
ظہیر خان
حنیف خان
عباس خان

راجہ بنگش خان گلہوٹیاں صفحہ 32 سے آمدہ
راجہ کفائت خان
راجہ صفدر علی خان
راجہ نیاز علی خان
راجہ خدا بخش خان
راجہ منگو خان
حیدر علی
نعمان علی
عثمان علی
ذیشان علی
ولایت علی خان
فیض علی خان
حاجی لعل خان
افضل خان
حاجی کمال خان
وحید کمال
نوید کمال
شیر افضل خان
طارق خان
امیر افضل خان
فاروق خان
رنگباز خان
شیر باز خان
شہباز خان
میر باز خان
رجب علی
عدنان
محمد اسلم خان
محمد شریف خان
ندیم خان
شمیم خان
نعیم خان
حلیم خان
عدیم خان

راجہ دلاور خان موضع گلھوٹیاں بروٹیاں
راجہ یوسف خان
راجہ کرم خان
راجہ محمد حسن خان
اشفاق خان
رفاق خان
کامران خان
عمران اشفاق
اخلاق خان
اشتیاق خان
ساجد
ادیب خان
مشتاق خان
خلیل خان
ارشد خان
اولاد راجہ پناہ خان منگرال گلھوٹیاں سہنسہ
راجہ دتہ خان ← نمبردار راجہ محمد خان
نمبردار راجہ باز خان
راجہ روڈا خان صفحہ 38 پر
راجہ سرور خان صفحہ 38 پر
راجہ گل داد خان صفحہ 39 پر
نمبردار راجہ سوار خان شہید
راجہ اقبال خان صفحہ 38 پر
راجہ اکبر داد خان صفحہ 38 پر
راجہ محمد لطیف خان
نمبردار محمد عظیم خان
اظہر عظیم
حسنین عظیم
راجہ امداد خان
راجہ حق نواز خان
راجہ رب نواز خان
راجہ طارق علی خان
راجہ شراکت خان
راجہ تصور خیال
راجہ محمد وقاص
راجہ عدنان
عابد
واجد
عتاب
شہباز
عاطف

حاجی راجہ اقبال خان موضع گلھوٹیاں صفحہ 37 سے آمدہ آزاد کشمیر

راجہ عزیز خان — راجہ ظفر اقبال خان — راجہ نسیم اقبال خان — راجہ خالد محمود خان

راجہ خالد محمود خان: حیدر محمود — سیاب محمود

راجہ نسیم اقبال خان: راجہ جنید — راجہ عاقب

راجہ ظفر اقبال خان: توصیف ظفر — تیمور ظفر

راجہ عزیز خان: ساجد عزیز — راجہ اعجاز — راجہ نادر — راجہ قادر — شفقت علی

راجہ اکبر داد خان گلھوٹیاں صفحہ نمبر 37 سے

راجہ صابر خان ← قیس خان — راجہ اسد محمود خان

راجہ روڈا خان صفحہ نمبر 37 سے

راجہ فتح داد خان — راجہ میر زمان خان — راجہ محمد عارف خان — راجہ محمد الطاف خان

راجہ محمد الطاف خان: سعید خان — سہیل خان — اوزیر — عمیر

راجہ میر زمان خان: احسان — کامران

راجہ فتح داد خان: راجہ اشفاق — اشتیاق خان — امجد خان — گلنواز خان — عاصم شہید

راجہ محمد عارف خان: شہزاد خان — اعجاز خان — حمزہ خان

راجہ سرور خان (صفحہ نمبر 37 سے)

یہ دونوں بھائی مقیم ایئر پورٹ چکلالہ راولپنڈی میں ہیں۔ راقم کی حاجی سخی محمد خان سے ملاقات پر انکشاف ہوا ہے کہ ان کے کوئی بزرگ نوئی سروٹہ سے زمانہ قدیم میں مینڈر پونچھ جا کر آباد ہوئے تھے جہاں 1947ء کے جنگ کے دوران ان کی کچھ اولادیں اڑی چار کوٹ مقبوضہ کشمیر کے علاوہ حالیہ آزاد کشمیر کوٹلی واپس آ گئیں حاجی سخی محمد خان کوٹلی شہر منڈی میں سبزی فروٹ کی دوکان کرتے ہیں خاصی عمر میں ہیں اور اچھی تاریخی معلومات رکھتے ہیں۔ محلہ شاہی مسجد کوٹلی میں مقیم ہیں ان کے یہاں تین چار گھر آباد ہیں۔

راجہ ساوہ خان بن سارا خان صفحہ نمبر 7 سے آمدہ موضع ساخ چہان مری
راجہ مرزا خان
روشن خان
راجہ غرمت خان (بنی سیری)
برخوردار خان
سالت خان
جمال خان
عمر علی خان
نظام دین خان
عظیم خان
نذر خان
مجید خان
سعید خان
ربنواز خان
شریف خان
فرید خان
میاں جعفر علی خان
میاں جانو لاولد
صدر دین خان صفحہ 41 پر
میاں گل محمد خان صفحہ 42 پر
عبدالغنی خان
صفحہ 43 پر درج ہے
عبدالحمید خان
گل حسین لاولد
محمد یونس
آصف خان
مظلوم خان
وحید احمد
غیاث خان
ظہور خان
ناصر
مبشر
اکسیر خان
تنویر
ریاض خان
زین العابدین
شہزاد خان
شہباز خان
شراز خان
وقاص خان

موضع سانج چرہان کے متذکرہ خاندان کا شجرہ نسب قلمی تحریر راجہ محمد سوار منگرال سے موصولہ ہے

میاں گل محمد خان صفحہ نمبر 40 سے آمدہ ساخ چوہان
عبدالغفور خان
محمد فضل خان
غلام رسول خان
محمد شریف خان مقیم جہلم
محمد رمضان خان
محمد بشیر خان
محمد ظہیر خان
محمد صادق خان
قدیر احمد
مجید احمد
غلام مصطفیٰ
محمد مشتاق
امجد
محمد مرتضیٰ
محمد مجتبیٰ
محمد منیر
محمد یوسف خان
محمد تاج خان
مسعود خان
غلام محی الدین
عزیز الدین
نعیم الدین
مٹھو خان
محمد جمشید خان
نور الدین خان
طاہر محمود
خالد محمود
محمد ضمیر
زاہد محمود
اسد محمود
ساجد محمود
محمد سرفراز
محمد امتیاز
محمد فیاض
محمد مختار
محمد بشارت لاولد
محمد الیاس
واجد حسین
یاسر حسین
امانت حسین
دیانت حسین
محمد جبار خان
محمد خرم خان
محمد وقاص
محمد شیراز خان
محمد مشرف
محمد جنید
محمد ندیم
محمد ظریف
محمد خطیب
محمد حلیم
محمد موبین
محمد صہیبن

راجہ عبدالغنی خان موضع سانج چرہان مری آمدہ صفحہ نمبر 40 سے
علیشان لاولد
راجہ لطیف خان
صفورہ بنت
پرویز خان
شبیر خان
راجہ صدیق خان
راجہ عبدالستار
راجہ اسحاق خان
راجہ صادق
راجہ رفاق خان
راجہ شمریز خان
جہانگیر خان
راجہ الیاس خان
نثار خان
سجاد خان
عمر حیات خان
محمد طارق خان
محمد طالب خان
ناصر خان
راشد خان
نذیر احمد خان
صغیر احمد خان
گفتار احمد خان
زین العابدین خان
راجہ جبین احمد
راجہ حسن عبداللہ
جمیل خان
روید اختر
تنویر اختر
شاہین اختر
نوید اختر
سلیم اختر
ذیشان
نعمان
ریحان
شکیل احمد خان
انیس احمد خان
نعیم خان
ذہین خان
راحیل خان
زرین خان
موبین خان

راجہ مراد بخش خان ساغ چرہان مری
راجہ فقیرو خان
راجہ معظمدین خان
راجہ علی محمد خان
راجہ کاتو دین خان نیچے درج ہے
راجہ عمرالدین خان نیچے درج ہے
راجہ محمد الیاس خان ← راجہ مٹھو خان
راجہ محمد نواز خان
راجہ گلزیب
محمد چتزیب خان
محمد تنزیب
قمرزیب
راجہ قائمدین
راجہ محمد حبیب
راجہ عبدالرحمٰن
راجہ جمالدین
انسپکٹر راجہ محمد عزیز خان
راجہ محمد حفیظ خان
راجہ محمد اسحاق
محمد اشفاق خان
رحمت علی خان
راجہ عمرالدین خان اوپر سے
راجہ دتہ خان
راجہ قیوم خان
راجہ دین محمد خان
راجہ محمد یعقوب خان
عادل محمود
عامر محمود
وقاص
راجہ کاتو دین خان اوپر سے جہاز گراؤنڈ راولپنڈی
راجہ شرفدین خان
راجہ امامدین خان
راجہ محمد سلیمان خان
محمد اعجاز خان
محمد الیاس خان
راجہ محمد فیض خان
راجہ غفورالدین خان
(موصولہ شجرہ راجہ محمد سوار منگرال)
حاجی محمد گلزار خان
راجہ گھیبا خان
راجہ سیدا خان
خالد محمود
آصف
یاسر
واجد
جمیل
شکیل
بشیر احمد
ندیم
مظہر جاوید
کونسلر راجہ ظفر منگرال
منیر احمد
ساجد محمود
اسد محمود
نعمان
ذیشان
اسامہ

ساکن اڑی تحصیل مینڈر کشمیر۔ مکمل نام یا حالات دستیاب نہیں ہوئے ہیں

یہ شجرہ 91-12-16 ب کا لکھا ہوا ہے چیف ریونیو آفیسر پونچھ کشمیر سے تصدیق شدہ ہے۔ کہ یہ خاندان منگرال راجپوت ہے۔

ان کے بچوں کے نام بھی عدم دستیاب ہیں پرانے شجرہ سے نقل لی گئی ہے جو تصدیق شدہ ہے۔ یہ نسب نامہ راجہ محمد شیر خان نے کوٹلی آزاد کشمیر سے بنوایا اور پونچھ جا کر روبرو گوہان فروز دین ولد ہاشم خان‘ عطاء محمد ولد متو خان‘ محمد خان ولد امیر محمد خان‘ دوست محمد خان ولد متو خان‘ نور دین ولد قاسم خان‘ میر عالم خان ولد قاسم خان قوم منگرال راجپوت ساکنہ دھرم سال اڑی کالا خان ولد علی بہادر خان نے تصدیق کیا کہ محمد شیر خان منگرال راجپوت خاندان سے ہے۔
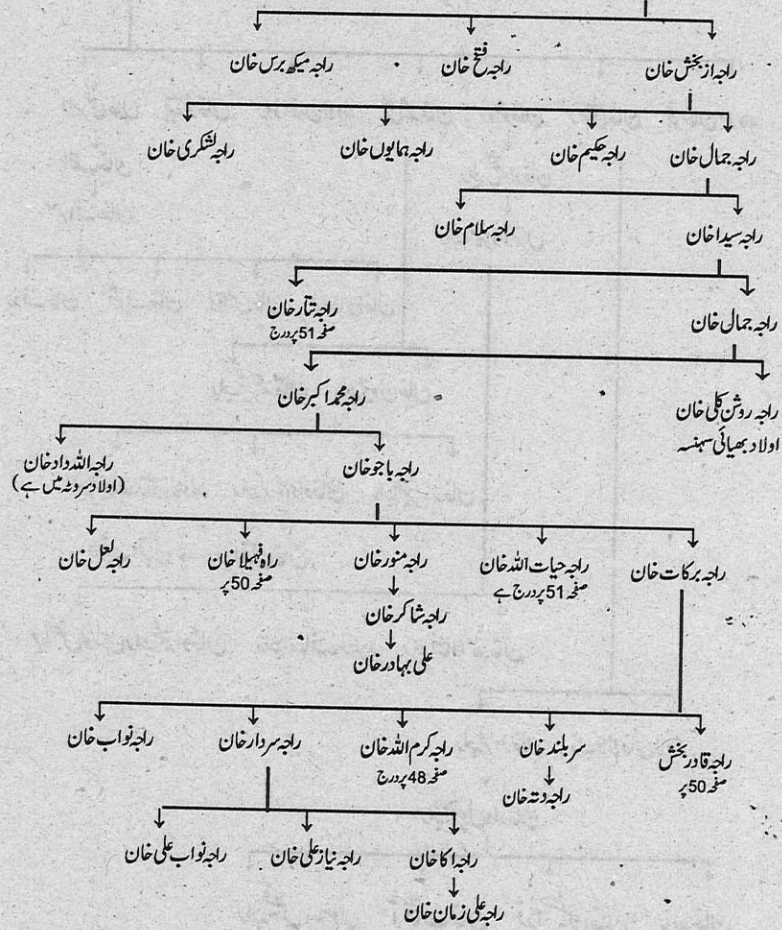
یہ پرانا شجرہ نسب ہے جو سہر منڈی کے راجہ محمود داد خان سابق چیئر مین کے پاس محفوظ ہے اس جگہ سے ملوگ نقل مکانی بھی کر چکے ہیں اور کئی بڑوں بوڑھوں کے نام عدم دستیابی وحالات کی وجہ سے شجرہ میں نئی نسل کے نام لکھے نہیں گئے۔
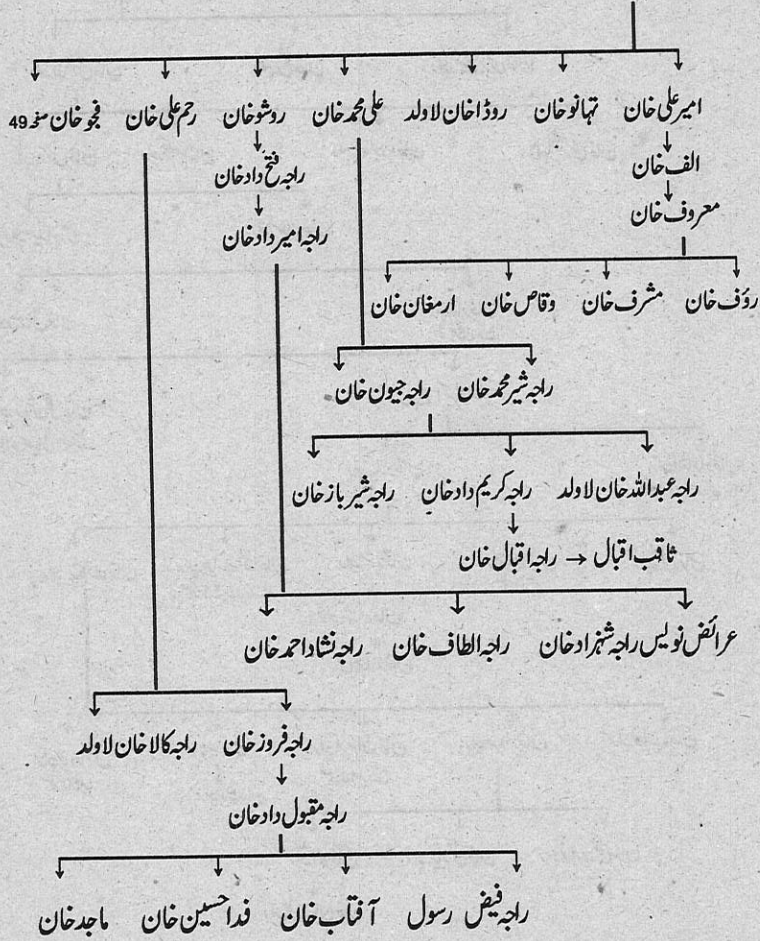
راجہ جمال خان کے بیٹے راجہ سیدا خان سے از وقت کا شجرہ محکمہ مال سے جاری شدہ ہے جس سے مدد لی گئی ہے۔

نمبردار راجہ فجو خان بن راجہ کرم اللہ خان صفحہ نمبر 48 سے آمدہ سہر منڈی
ذیلدار راجہ کرمداد خان
راجہ حکمداد خان
راجہ لعل خان
راجہ ولی داد خان
راجہ مختار احمد خان
راجہ محمد ساجد خان
راجہ اکبر داد خان
راجہ محمود داد خان لاولد
راجہ محمد ریاض خان عرف پرویز خان
جاوید اختر خان
وحید اختر خان
راجہ سلیم اختر خان
راجہ سعید اختر خان
راجہ نعیم اختر خان
تاشقین اختر
تحسین اختر
راجہ محمد ایوب خان
راجہ محمد مطلوب خان ایڈووکیٹ
راجہ محمد منظور خان لاولد
راجہ ظفر محمود
راجہ طاہر محمود
راجہ عابد مطلوب
راجہ محمد عارف خان
راجہ سکندر خان
راجہ خضر حیات خان
راجہ عثمان
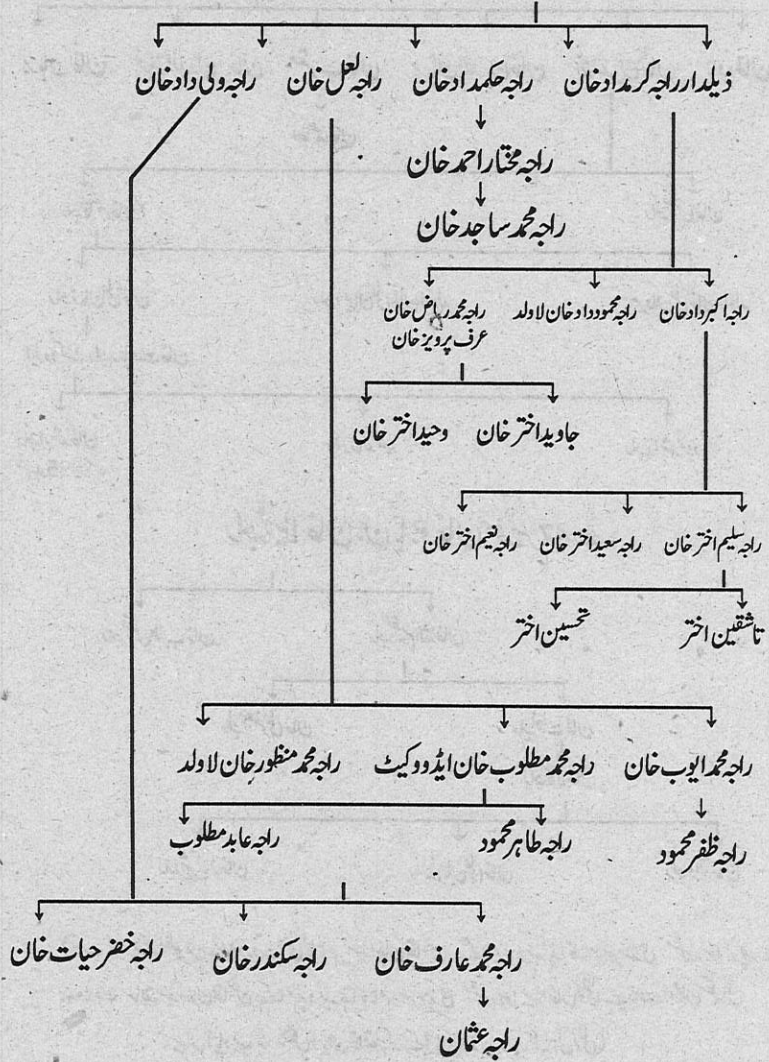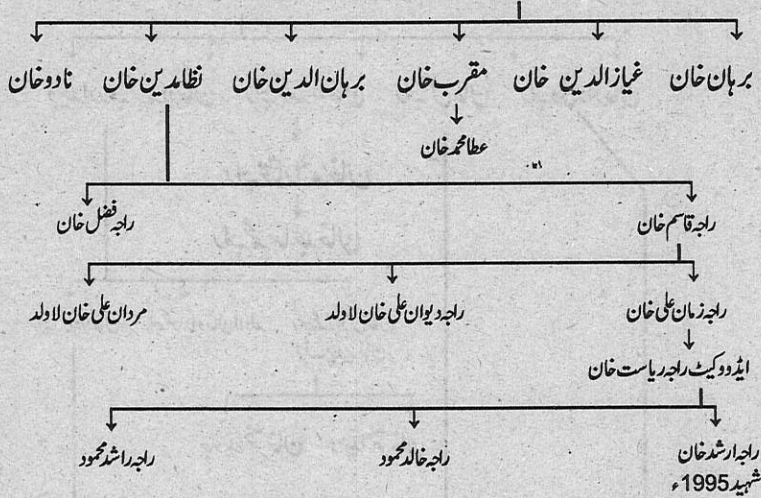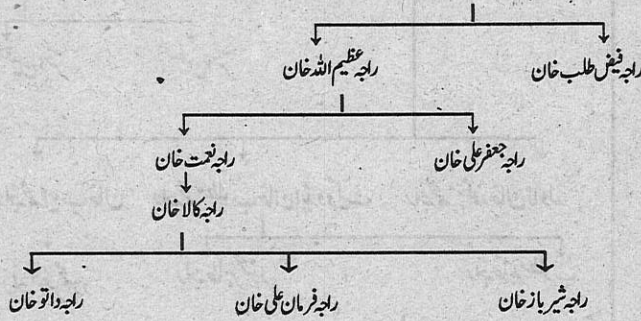
(نوٹ): چونکہ مظہران کے موروث اعلیٰ کا نام سیدا خان تھا جن کے نام پر دیہہ ہذا کا نام سہرمنڈی مشہور ہوا رپورٹ بندوبست سابقہ سیدا خان تھا جن کے نام پر دیہہ ہذا کا نام سہرمنڈی مشہور ہوا سیدا خان کوٹلی سے بعہد راجگان منگرال یہاں آیا دیہہ ہذا جنگل ویران تھا قبضہ کر کے آباد کیا (رپورٹ محکمہ مال کوٹلی)

راجہ حیات اللہ خان بن راجہ باجو خان منگرال سہر منڈی آمدہ صفحہ نمبر 47 سے
راجہ رستم خان
راجہ منصبدار خان
راجہ معصو خان
راجہ عبداللہ خان
یوسف خان
بیرو خان
الہیا خان
حشمت علی خان
گوہر خان
راجہ تتار خان بن راجہ سیدا خان سہر منڈی آمدہ صفحہ نمبر 47 سے
راجہ مراد کلی خان
راجہ شیر دل خان صفحہ نمبر 53 پر
راجہ اجمیر خان صفحہ 54 پر
راجہ نکو خان صفحہ 54 پر
راجہ ہدایت اللہ خان
راجہ مستو خان
راجہ محمد علی خان
راجہ فتح شیر خان ← راجہ بدر الہی خان
راجہ محمد یار خان
راجہ ہاشو خان
راجہ مدت خان
راجہ سالت خان
راجہ دادن خان
مختار خان
گاماں خان
ولی محمد خان
راجہ ہتھنی خان
راجہ لعل خان
صفحہ 52 پر درج ہے
راجہ امیر خلن
راجہ کالا خان
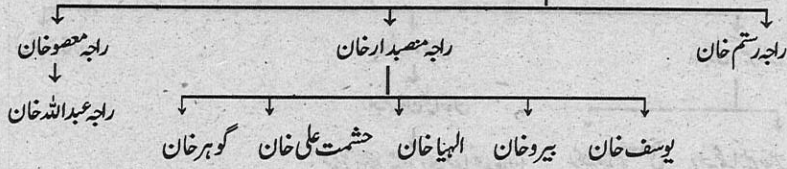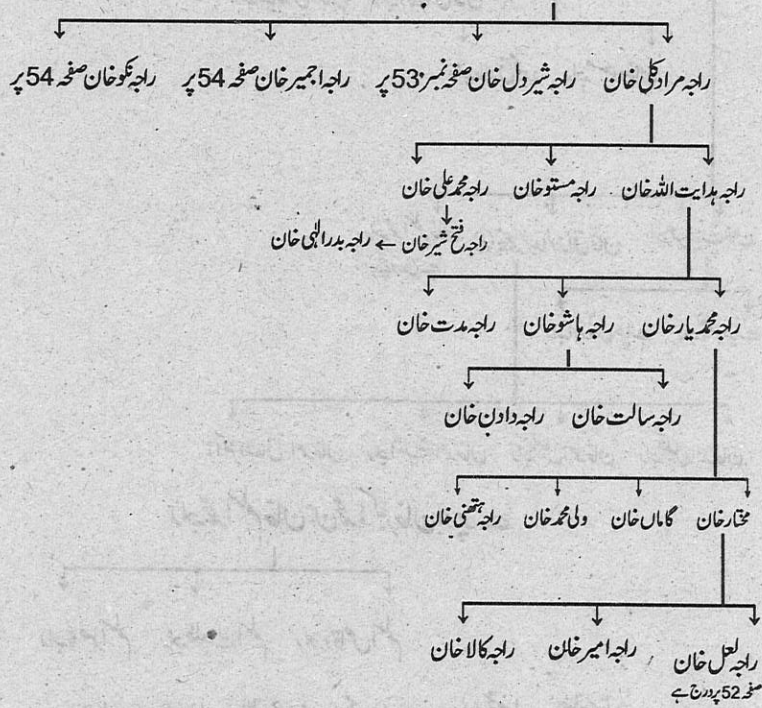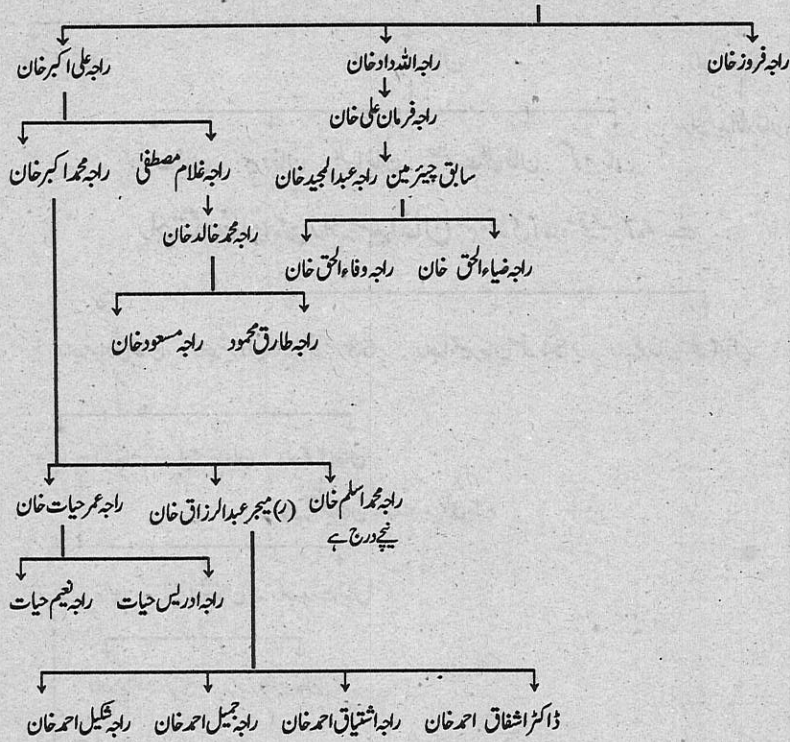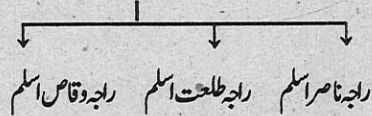
حوالہ جات بوساطت سابق چیئرمین راجہ محمود داد خان سہر منڈی تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی سے لئے گئے ہیں سابقہ شجرہ بھی انہی کے پاس محفوظ ہے۔

راجہ شیر دل خان بن راجہ تتار خان سہر منڈی آمدہ صفحہ نمبر 51 سے
راجہ ذوالفقار خان
راجہ تاجو خان
راجہ مل خان
راجہ سیدا خان
راجہ فتو خان
راجہ علی اکبر خان
راجہ علی بہادر خان
راجہ شاہولی خان
محمد علی خان
راجہ شیر خان
راجہ شادمان خان
راجہ شان خان
بیکس خان
راجہ فقیر خان
امیر خان
دیوان خان
راجہ مت خان
اکبر خان
حیات خان
فیض طلب خان
فرماناں خان
راجہ نادر خان
راجہ بہادر خان
راجہ بگا خان
راجہ زری خان
راجہ محمد محسن خان
راجہ محمد اکبر خان
راجہ محمد شمشیر خان
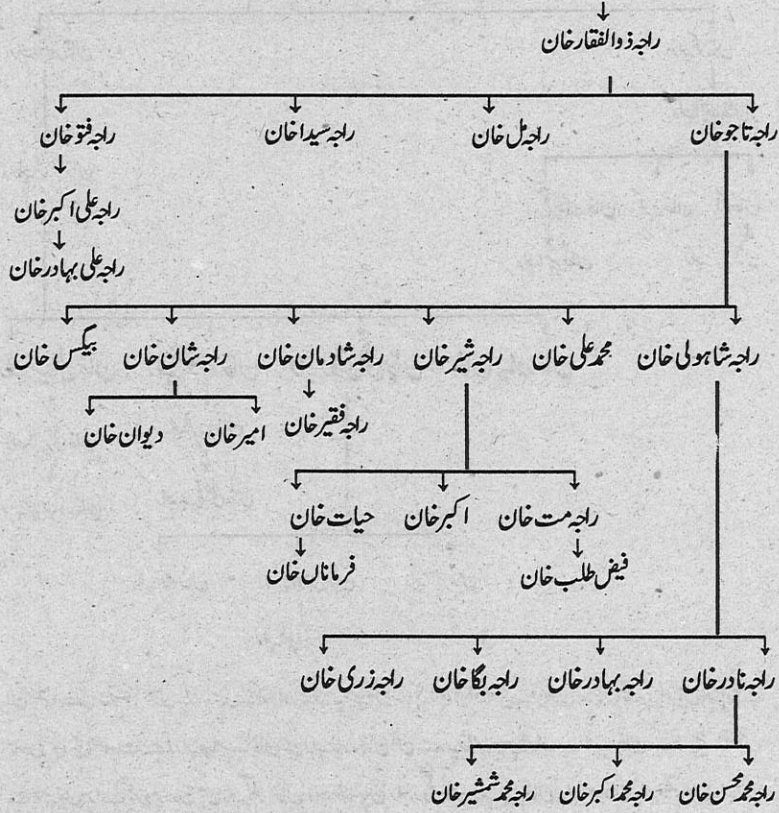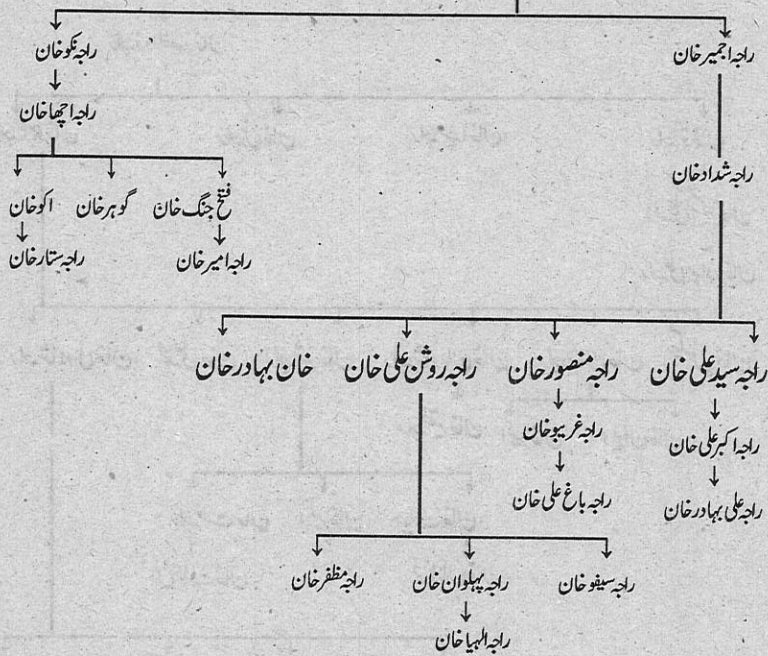
ان حضرات کی نہ تو نئی نسلوں کے نام مل سکے اور نہ ہی یہ پتہ چل سکا کہ ان کی اولادیں کون کون علاقوں تک آباد ہیں عدم دلچسپی تاریخ کی یہی صورت ہے / راجہ صاحب خان بن راجہ سارہ خان جن سے یہ خاندان چلا راجہ صاحب خان کے نو بیٹے تھے جن کے نام یوں پرانے شجرہ پر درج ہیں راجہ لگڑا خان، راجہ عطا خان، راجہ روگم خان، راجہ بیرم خان، راجہ سبو خان، راجہ اوتم خان، راجہ رتن خان راجہ مانک خان، راجہ منصور خان، یہ شجرہ کوٹلی کے بھاٹوں کا جاری کردہ ہے۔

شجرہ نسب خاندان منگرال موضع بڑالی (فلوش) کوٹلی آزاد کشمیر

راجہ ذوالفقار خان بن راجہ خان بڑالی کوٹلی آزاد کشمیر آمدہ صفحہ نمبر 55 سے
راجہ سلطان خان
راجہ امیر علی خان
راجہ ستار خان
راجہ خان محمد خان
راجہ محمد خان
راجہ شیر باز خان
راجہ الف خان
نیچے درج ہے
راجہ سردار خان
راجہ حکمداد خان
راجہ نذیر احمد خان
راجہ رفیق احمد خان
راجہ جمیل احمد خان
نثار احمد خان
جہانگیر خان
شاہد خان
عمران خان
راجہ الف خان اوپر سے
راجہ محمود احمد خان
مقصود احمد خان
مطلوب احمد خان
محبوب احمد خان
شیراز خان
سرفراز خان
توصیف خان
اعجاز احمد خان
شیراز احمد خان
فیصل خان
عادل خان
خالد خان
عاطف خان

راجہ مراد خان بن راجہ گودر خان برائے فلگوش آزاد کشمیر آمدہ صفحہ نمبر 55 سے
راجہ بھولا خان
راجہ دارا خان
صفحہ نمبر 58 پر درج ہے
راجہ محمد خان
راجہ روشن علی خان
راجہ شاہولی خان
راجہ گاموں خان
راجہ پہندی خان
راجہ محمد خان
محمد خان
فقر اللہ خان
لعل خان
راجہ دیوان بخش خان
عطاء اللہ خان
راجہ کرم اللہ خان
شریف خان
حبیب خان
عنایت اللہ خان
راجہ کالا خان
راجہ علی اکبر خان
راجہ حفیظ اللہ خان
راجہ عزیز اللہ خان
محمد آزاد خان
محمد تاج خان
ریاست خان
محمد ریاض خان
راجہ میر اکبر خان
راجہ محمد اکرم خان
(ر) اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان
راجہ جواد عظیم
محمد فاروق خان
محمد معروف خان
محمد روف خان
وسیم اکرم خان
رمیض اکرم
عثمان فاروق
حمزہ معروف
راجہ ظہیر اکبر خان
راجہ وحید اکبر خان
راجہ رحیل اکبر خان
راجہ عقیل اکبر خان
یہ خاندان فلگوش میں آباد ہے

راجہ دارا خان بن راجہ مراد خان صفحہ نمبر 57 سے بڑالی فنگوش آزاد کشمیر
راجہ حیدر علی خان
راجہ قادر بخش خان
راجہ بناں خان
صفحہ 60 پر درج ہے
راجہ سرور خان
راجہ غلام حسین خان
راجہ مختار خان
راجہ غلام محمد خان
صفحہ 59 پر درج ہے
راجہ کرم داد خان
راجہ علی اکبر خان
راجہ فضلداد خان
راجہ لعل خان
راجہ رنگباز خان
راجہ شیر باز خان
راجہ محمد ایوب خان
راجہ محمد یعقوب خان
راجہ محمد اکرم خان
راجہ قدرت اللہ خان
راجہ نصیر احمد خان
نثار احمد خان
فیاض احمد خان
سبیل خان
یاسر خان
راجہ فضل الرحمٰن خان
راجہ عمر حیات خان
راجہ ظفر حیات خان
راجہ محمد عرفان
شوکت خان
محمد خورشید خان
امجد خان
عادل خان
عدیل خان
کاشف خان
ظہیر عباس
محمد نبیل
محمد ندیم
محمد انیس
جنید خان
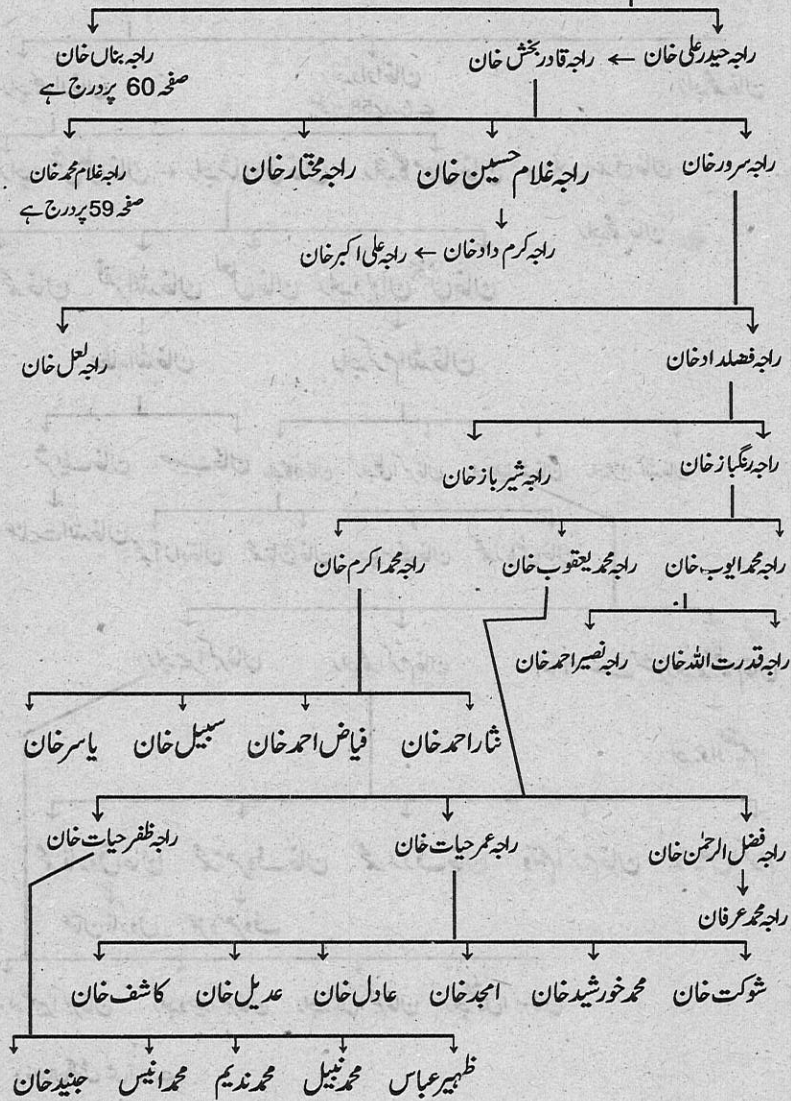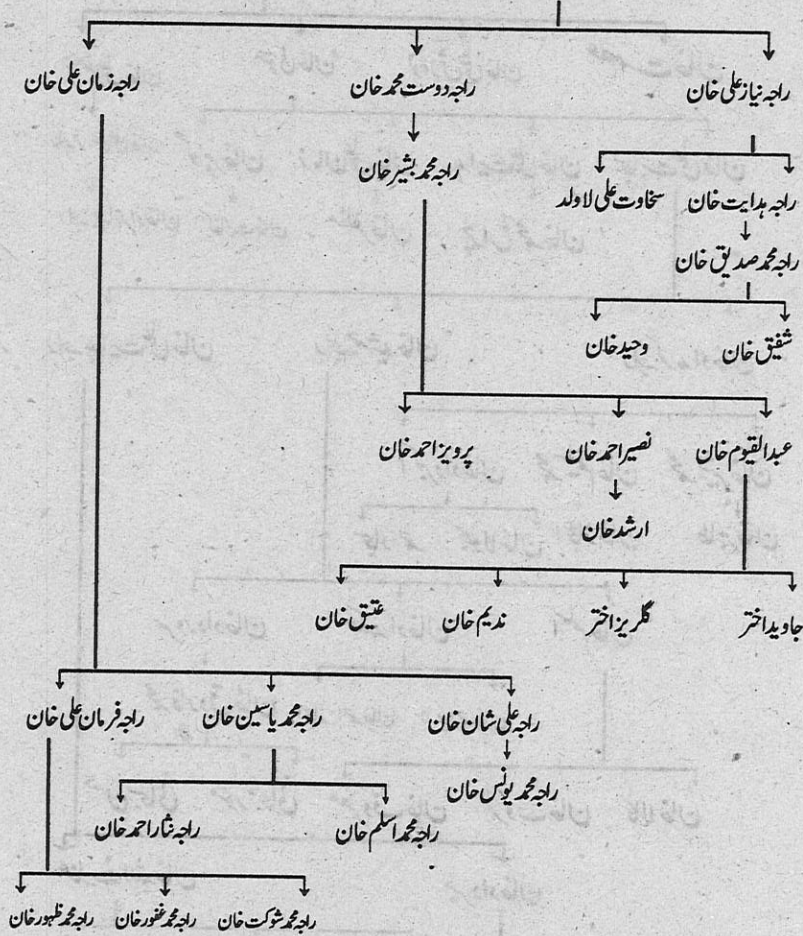
موضع برالی فلوش تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

موصولہ شجرہ نسب زمانہ قدیم کا جس سے مدد لی گئی ہے جناب اسسٹنٹ کمشنر راجہ محمد عظیم خان صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

راجہ بناں خان بن دارا خان بڑالی آزاد کشمیر آمدہ صفحہ نمبر 58 سے
جعفر علی خان
متولی خان
نوازش علی خان
عصمت خان
راجہ فرمان علی خان
راجہ جہانداد خان
گوہر خان
زمان علی خان
ہدایت علی خان
نجابت علی خان
کفایت خان
مظفر خان
چراغ محمد خان
راجہ ہدایت علی خان
راجہ جمشید خان
راجہ کرمداد خان
اکبرداد خان
محمد سلیم خان
محمد بشیر خان
سجاد احمد
بھولا خان
اعجاز خان
طاہر خان
سروردادخان
حکمداد خان
اسلم خان
محمد فاروق خان
اعجاز احمد خان
نذیر احمد خان
حسن سبحانی
منور سبحانی
معروف خان
ظروف خان
کالا خان
عنایت اللہ خان
میرداد خان
ریاض خان
ارشاد خان
شوکت خان
ذوالفقار علی
طاہر خان
شاہد خان
محمد شکیل خان

60 صفحہ سے راجہ ستار خان بن تتار خان بڑالی منیل فگوش وغیرہ آزاد کشمیر
راجہ علی داد خان ← راجہ پہلوان خان ← راجہ جلال دین خان
سردار محمد خان
الف خان
سیدو خان
خان محمد خان
قائم خان
گودر خان
شیر باز خان
محمد زمان خان
سرور خان
حکمداد خان
نذر محمد خان
محمد رفیق خان
محمد جمیل خان
نثار احمد خان
جہانگیر خان
شاہد خان
کامران خان
محمود احمد خان
مقصود احمد خان
محبوب احمد خان
مطلوب احمد خان
فیصل
عادل
خالد
عاطف
بلال
ابدال
شیراز
سرفراز
اعجاز خان
شہزاد خان
توصیف خان
حسن
خان محمد خان
محمد حسن خان
میر داد خان
مجید خان
ذوالفقار خان
مقیم خان
عالمدین خان
فلوری خان
سلطان خان ← راجہ امیر علی خان ← خان محمد خان

یہ خاندان گجرات پاکستان میں اچھی خاصی تعداد میں آباد ہے اس خاندان کے جدامجد عبدالحکیم خان ولد عبدالواحد خان کوٹلی سے گجرات نقل مکانی کر گئے تھے۔ بقیہ شجرہ محفوظ ہے۔

بڑالی فگوش وغیرہ آزاد کشمیر
راجہ مراد خان ← محمد خان
رحمت خان
تاجو خان
بہاول خان
حیات خان
فیضا خان
راجہ جٹ خان
بہادر علی خان
دلاور خان
حشمت علی خان
اکبر علی خان
شفاعت علی خان
رسمت علی خان
ولیداد خان (ر) بریگیڈئیر محمد اکبر خان
شیر باز خان
فیصل اکبر خان
عادل اکبر خان
بلال اکبر خان
محمود احمد خان
عبدالغفور خان
اعجاز احمد خان
امتیاز احمد سبحانی
ذوالفقار احمد
سجاد احمد
فیاض احمد
ضیاء احمد
یہ کچھ نام بہت بعد میں دستیاب ہوئے انہیں، دوبارہ افراد سے چیک نہیں کروا سکا
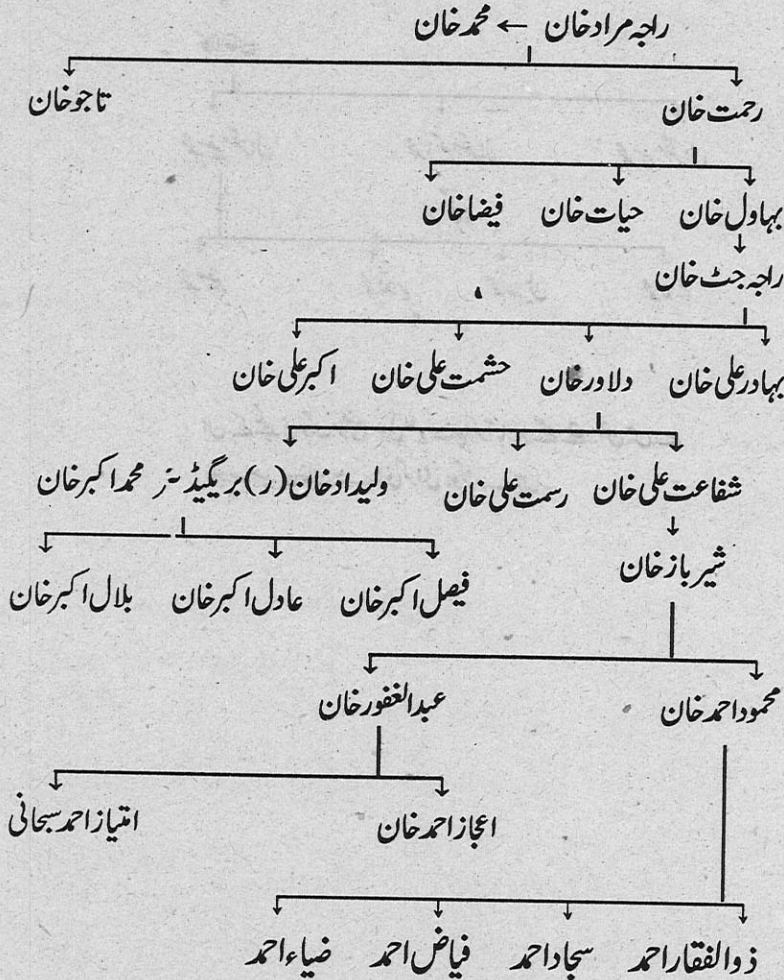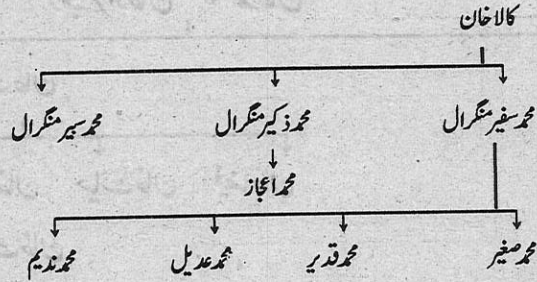
ان کے یکجدی لوگ موضع سوئی علیوٹ جا کر آباد ہو گئے تھے۔ جن میں سے راجہ صاحبدین خان بڑے نامی گرامی ہو گزرے ہیں۔
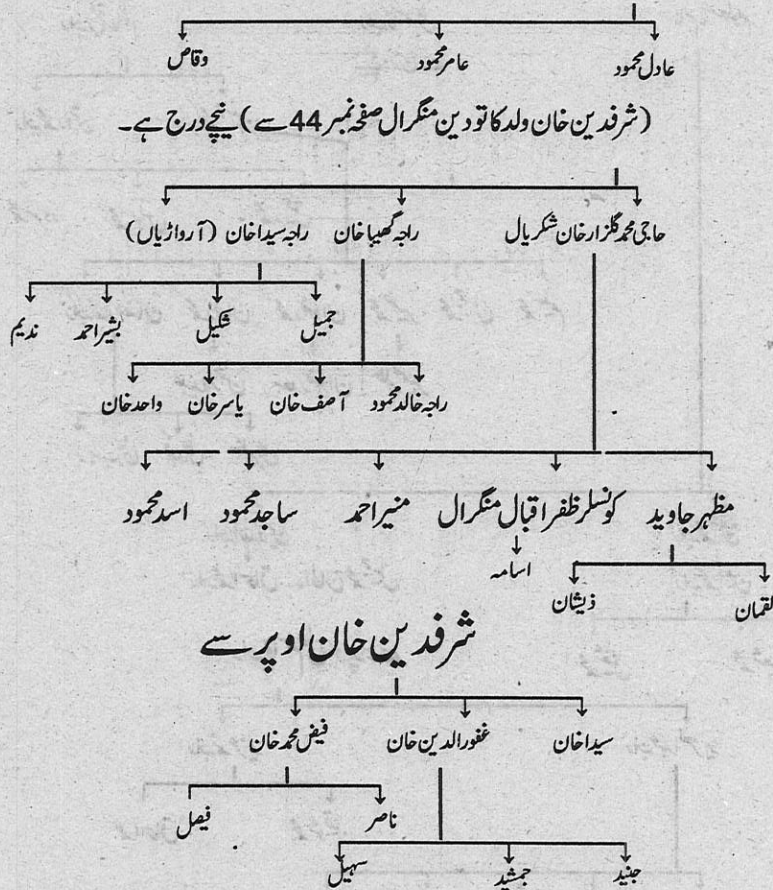
بعض چھوٹے بچوں کے نام بہت بعد دستیاب ہوئے جس کی وجہ سے بعد میں لکھے گئے بقیہ شجرہ صفحہ نمبر 44 پر درج ہے۔

خاندان منگرال موضع ٹائیں تحصیل راولاکوٹ آزاد کشمیر
راجہ مل خان
راجہ فتح عالم
راجہ قاسم علی
نیچے درج ہے
نام نامعلوم
راجہ محمد روشن
راجہ محمد حسین
محمد سرور
محمد یونس
محمد رفیق
راجہ محمد رمضان
محمد رحمان
محمد رضوان
محمد ضمیر
محمد جمیل
محمد سلیم
عبیدالرحمٰن
سعد رضوان
طلحہ ضمیر
زہب علی
فہد علی
مظہر علی
راجہ اللہ دین
راجہ محمد اسحاق
الحاج محمد جمیل
راجہ محمد شفیع
راجہ محمد امین
محمد شفیق
محمد شعیب
راجہ قاسم علی اوپر سے
راجہ محمد عزیز
راجہ عبدالعزیز
محمد اسحاق
محمد شوقین
محمد اصغر
محمد اعظم
محمد ریاض
محمد عاشق
محمد صیاد
راجہ جمن علی خان
راجہ محمد الف خان
راجہ علی محمد خان
راجہ محمد نصیر لاولد
محمد شبیر
محمد صغیر
محمد مصطفیٰ
محمد نواز
محمد فیض
محمد فاضل
محمد افضل

منگرال خاندان موضع ملوٹ ستیاں تحصیل کوٹلی ستیاں

راجہ مانجی خان منگرال ← ان کے دوسرے بیٹے کی اولادیں موضع پھٹوارا میں آباد ہیں

راجہ مرزا خان ← بہی خان ← پہوج خان ← سیدو خان

- لوپو خان
  - محمد شفیع خان
    - محمد سعید
      - وسیم سعید
      - ندیم سعید
      - محمد فہیم
      - محمد نعیم
    - خان محمد
      - ذکیر احمد
      - سفیر احمد
    - علی حسین
      - ناصر علی
      - یاسر علی
    - فدا حسین
      - عاطف فدا
    - الطاف حسین
      - محمد عمیر
      - محمد اوزیر
    - نثار احمد
    - مختار احمد
  - محمد رخیم خان
    - محمد آفتاب
      - ضہیب آفتاب
    - افراز علی
      - کامران
      - افراز
    - ابرار علی
      - احتشام ابرار
    - لیاقت علی
    - شوکت علی
  - محمد رفیق خان
    - حاجی ممتاز
      - محمد نوید
    - امتیاز احمد
      - الرخم
    - اعجاز احمد
    - محمد رمضان
    - محمد رضوان
    - محمد عمران
- مہندو خان
  - مظفر حسین خان
    - راجہ محمد لطیف خان
      - محمد ظریف
      - محمد عدیل
    - راجہ محمد سلطان خان
      - طاہر سلطان
      - شاہد سلطان
      - انصر سلطان
      - عامر سلطان
    - محمد نیاز خان
      - عزیز الرحمٰن
      - عتیق الرحمٰن
      - وقاص احمد
- کالا خان
  - عبدالرحمٰن خان
    - احمد حسین
    - سہیل احمد
    - صابر حسین
    - بابر حسین

یہ دونوں بھائی سہنسہ سے ایام آپ راجی اوڑی مقبوضہ کشمیر جا کر آباد ہوئے تھے۔

راجہ فتح محمد خان کی اولادوں میں سے راجہ فضلدین خان سے اس خاندان کی بنیاد پڑی یہ خاندان نامبلہ گاؤں میں بڑھتا پھیلتا رہا اور بعد ازاں تحریک آزادی کے ایام میں ان میں سے کئی افراد نقل مکانی کر کے آزاد کشمیر کے علاقہ حاجی پیر کے مواضعات میں آ کر آباد ہوتے گئے جو اس وقت اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

راجہ راجولی خان (اوڑی نامبلہ) صفحہ 68 سے
راجہ شاہولی خان لاولد
راجہ شمس دین خان
راجہ محمد عبداللہ خان
نور عالم خان
لعل دین خان
حفیظ اللہ خان
میر محمد خان لاولد
راجہ غلام دین
لعل دین خان
محمد اکرم خان
راجہ محمد احمد خان (نامبلہ اوڑی مقبوضہ کشمیر) صفحہ 68 سے
راجہ فتح دین خان
دین محمد خان لاولد
ہاشم علی خان لاولد
راجہ محمد عالم خان
راجہ محمد یوسف خان (اوڑی نامبلہ وحاجی پیر آزاد کشمیر) صفحہ نمبر 68 سے
نیچے بھی درج ہے۔
راجہ محمد نذیر خان لاولد
راجہ لعل دین خان
راجہ قمرالدین شہید لاولد
راجہ عزیزالدین شہید لاولد
راجہ محمد افضل خان
سرفراز احمد خان
راجہ ذوالفقار علی خان
راجہ عاصف علی خان
راجہ بشارت احمد خان
راجہ محمد عبداللہ خان
راجہ وقار احمد خان
راجہ بلال احمد خان
راجہ محمد عثمان خان
راجہ محمد خالد خان
حوالدار اصغر علی خان
راجہ محمد اسلم خان
راجہ محمد اشرف خان
راجہ محمد اکرم خان
نوٹ: راجہ محمد یوسف خان کے دس فرزند ہوئے ہیں۔ تفصیل حصہ تاریخ میں درج ہے۔
محمد فرحان
محمد عمر خان

ماخذ تاریخ منگرال راجپوت جلد اوّل معہ شجرہ نسب

نمبر شمار	نام کتاب
1:۔	القرآن الحکیم
2:۔	حدیث مسلم و بخاری ترمذی مشکوۃ شریف
3:۔	سیرۃ النبیؐ از سید سلیمان ندوی
4:۔	سیراۃ الانبیاء علامہ ابن خلدون مترجم
5:۔	تاریخ سندھ از اعجاز الحق قدوسی
6:۔	تاریخ اسلام از شاہ معین الدین ندوی
7:۔	تاریخ فرشتہ از ملا محمد قاسم فرشتہ جلد اوّل و دوم
8:۔	تاریخ پاک و ہند جلد اوّل از صاحبزادہ عبدالرسول
9:۔	تاریخ پاک و ہند از انوار ہاشمی
10:۔	تاریخ الہاشمی از محمد الیاس ہاشمی
11:۔	تاریخ اصول شہریت از احمد شفیع چوہدری
12:۔	تاریخ راجپوت گوتیں از چوہدری علی محمد
13:۔	آب کوثر از شیخ محمد اکرام
14:۔	تاریخ جموں از مولوی حشمت اللہ لکھنوی
15:۔	تاریخ القریش از شہزادہ آزاد سمبڑیالوی
16:۔	تاریخ تذکرۃ الہاشمی غیر مطبوعہ از مولوی محمد عبداللہ ہاشمی

17:- تاریخ دہلی از ڈاکٹر ایف ایم شجاع منعمی

18:- تاریخ جنجوعہ حصہ دوم از محمد انور خان جنجوعہ

19:- تاریخ خیابان مری از لطیف کشمیری

20:- تاریخ آزادی کشمیر از مولوی میر عالم خان سدہنوتی

21:- تاریخ کھیم کرن از سردار پرتاب سنگھ

22:- تاریخ سندھ از غلام رسول مہر

23:- تاریخ الخلفاء مترجم از علامہ جلال الدین سیوطیؒ

24:- تاریخ ہست و بود از میاں اعجاز نبی منگرال گجرات

25:- تاریخ اقبال اور کشمیر از سلیم خان گمی

26:- تاریخ اقوام پونچھ جلد اوّل و دوم از محمد الدین فوق

27:- تاریخ اقوام کشمیر جلد اوّل و دوم از محمد الدین فوق

28:- تاریخ کشمیر از محمد الدین فوق

29:- تاریخ پاک و ہند از محمد عبداللہ ملک

30:- فتاویٰ دار العلوم دیو بند از مفتی اعظم عارف باللہ

31:- سیرۃ حلبیہ از علامہ ابن برہان الدین حلبی مترجم

32:- پنجاب کاسٹس از ڈینزل ایبٹسن مترجم اردو

33:- پنجابی مسلمان از جے ایم وائیکلے

34:- راجہ ترنگنی از پنڈت کل ہن مترجم اردو

35:۔ پہچان از مرزا الیاس مغل

36:۔ تاریخ راجپوت حصہ دوم از محمد انور خان جنجوعہ

37:۔ تاریخ کھرل پنوار از عبدالرزاق جنجوعہ

38:۔ تاریخ عالم انسائیکلو پیڈیا جلد اوّل و دوم از ولنیگز مترجم

39:۔ فیضان سُنت از امیر اہل سنت علامہ مولنا محمد الیاس عطار قادری رضوی

40:۔ تاریخ سندھ ساگر از اعتزاز احسن مترجم مستنصر جاوید

41:۔ تاریخ تمدن ہند از ڈاکٹر گستاولی بان مترجم سید علی بلگرامی

42:۔ الجہاد فی الاسلام سید ابوالاعلی مودودیؒ

43:۔ تفہیم القران از سید ابوالاعلی مودودیؒ

44:۔ تاریخ راجگان جموں

45:۔ تاریخ حقیقت الاعوان

46:۔ قلمی شجرہ غیر مطبو جاری کردہ تعلیم خود رائے سندر از کوٹلی منگرالاں
بدست راجہ محمد شیر ولد میر احمد خان منگرال ساکن علی پور فراش

47:۔ قلمی شجرہ غیر مطبوعہ منگرال راجپوت تصدیق شدہ چیف ریونیو
آفیسر پونچھ جموں کشمیر بدست راجہ محمد سوار منگرال راجپوت

48:۔ قلمی شجرہ نسب منگرال راجپوت تصدیق شدہ ڈپٹی کمشنر صاحب
ضلع کوٹلی آزاد کشمیر از قلم مصنف محمد الیاس ہاشمی

49:۔ قلمی شجرہ نسب منگرال راجپوت تصدیق ڈپٹی کمشنر واسسٹنٹ

کمشنر صاحب گجرات وتحصیلدار گجرات

:50

اس کے علاوہ بے شمار معمر افراد کے بیانات روایات کتبات قلمی شجرہ جات تہذیب وتمدن آثار قدیمہ کی تحقیق تصدیق کے بعد تاریخ منگرال راجپوت کتاب کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ بے شمار چھوٹی کتابوں رسالوں سے مدد لی گئی ہے راقم ان تمام احباب کا مشکور وممنون ہے جنہوں نے بڑی محنت کے بعد اپنی تحریروں کو ہم تک پہنچانے کا اہتمام کیا جو کتابوں، رسالوں دیگر دستاویزات یا قصے کہانیوں کی شکل میں تھے شکریہ

العارض

تحریر وتحقیق میاں محمد الیاس ہاشمی مصنف تاریخ منگرال راجپوت وتاریخ الہاشمی

گذارش مؤلف

جیسا کہ تاریخ پاک و ہند کے علاوہ دیگر کئی دوسری تاریخوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آریہ خاندان وسط ایشیاء اور عرب کے علاقوں سے برصغیر کے علاقوں میں وسط ایشیاء سے ہوتا ہوا مرحلہ در مرحلہ نقل مکانی کے بعد ہندوستان میں آباد ہوتا رہا۔ متذکرہ خاندان یہاں کی آباد قوموں میں ایک منفرد مقام رکھتا تھا۔ اور پاکیزگی خون ذاتی نمود ونمائش اور تہذیب وتمدن کی بدولت سردار' راجن' کہلاتا رہا۔ ان میں برہمن طبقہ جو کہ عقیدتاً نفی حیات پر قائم تھا۔ جو ویدیں یعنی مذہبی کتابیں لکھتے رہے۔ یہ کتابیں ہندو مذاہب پر لکھی گئیں تھیں۔ عقیدتاً نفی حیات کے معتقد ہونے کے پیش نظر انہوں نے اپنی قومی تاریخ پر کوئی توجہ نہیں دی۔ جس کی وجہ سے تاریخی فقدان پایا جاتا ہے۔ جن جن ذرائع سے کچھ تاریخی خالات وشواہد ملتے بھی ہیں تو وہ بھی نامکمل ہیں۔ بعض مقامات پر شجروں کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ پاک و ہند کی تاریخی کتب کے مطالعہ سے دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ ایک ہی آدمی کے کئی نام تاریخوں شجروں سے ملتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مولف کو بہت ہی سردردی سے گذرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات ایسی صورت میں مولف کو بہت غلط فہمی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ دور حاضر تک ان خاندانوں کے افراد میں قومی تاریخ سے عدم دلچسپی بدستور پائی جاتی ہے۔ اور نہ ہی قومی تاریخ کی افادیت اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے راجپوت بڑے نامور رہے ہیں۔ جیسا کہ تاریخ پاک و ہند سے عیاں ہے۔ ابتداء زمانہ سے ہی یہ خاندان راجپوت بہت بہادر جنگجو مہمان نواز رہا ہے۔ اور ہندوستان پر صدیوں تک ان کی حکمرانی رہی۔ یہ کتاب راجپوتوں کی مختلف شاخوں کے درمیان اتحاد وتعاون وتعارف کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ یہاں نہ کسی کو گھٹانا نہ بڑھانا مقصود ہے۔ جیسے تھے اور جیسے ہیں اسی طرح سے تاریخ میں

لکھا گیا ہے۔انسان سے اچھائیاں برائیاں تو ہوتی آ رہی ہیں۔ان کی خامیوں خوبیوں پر ایک
طاہرانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔تاریخ کی ترتیب تو پرانی تاریخی کتب سے ہی اخذ کی جاتی ہے۔
مگر زمانہ قریب گذشتہ صدی، دوصدی کے حالات پر اگر تاریخ موجود نہ ہو تو بڑے بوڑھوں سے
سینہ بہ سینہ روایات قصے کہانیوں سے مدد لی جاتی ہے۔یہ روایات مورخ اپنی تسلی کے بعد تاریخی
کتابی شکل میں تیار کرتا ہے۔ان میں بعض روایات غلط فہمی کی لپیٹ میں آ کر غلط بھی ہوسکتی ہیں
بہر حال راقم نے بڑی ہی تگ ودو سے ان روایات کو تحقیق کے بعد تاریخی کتابی شکل دی ہے جب
قبائل میں حسن اخلاق کردار وعمل پیدا ہوتا ہے۔تو وہ قبیلے ترقی پذیر ہوتے ہیں جب ان میں بہتر
کردار وعمل مفقود ہو جاتا ہے۔تو زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔متذکرہ تاریخ باہمی اتحاد وتعاون
جذبہ ایثار کو فروغ دینے قبیلوں کی یک جہتی کے ساتھ ساتھ پاکستانی مسلم قوم کو بھی اس کے ذریعہ
اتحاد وتعاون کے پیغامات دیئے گئے ہیں۔یہ کسی قبیلہ کے نسبی تفاخر کے لئے نہیں لکھی گئی۔کیونکہ
آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ نسبی تفاخر کرنا والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے' اور نہ ہی یہ تاریخ قبیلائی عصبیت
کو ہوا دینے کی غرض سے لکھی گئی ہے۔تاریخ قبیلہ کے نوجوانوں کو نیا ولولہ جوش و جذبہ دلانے
اپنے اباؤ واجداد کی خامیاں خوبیاں بتانے کی غرض سے لکھی گئی ہے کہ ان کے اباؤ وجداد کون تھے
۔ان کی وہ کیا خوبیاں تھیں جن کی بدولت وہ صدیوں تک ہندوستان پر حکومتیں کرتے رہے۔اور
ان کی وہ کیا خامیاں تھیں جن کی بدولت وہ زوال پذیر ہوئے۔جب مشرف اسلام ہوئے تو
انہوں نے احیائے اسلام کے لئے کیا کچھ کیا۔ان کا دین اسلام کے ساتھ لگاؤ کس حد تک رہا اس
خاندان کے دوسرے خاندانوں سے کیسے تعلقات ہیں۔اپنے اپنے ماحول وعلاقہ میں کیسے ہیں۔
ایسے ہی سوالات کے جوابات آپ کو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ملیں گے۔یہاں ایک شعر
عرض ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

علامہ اقبال

العارض میاں محمد الیاس ہاشمی تحصیل دہیرکوٹ ضلع باغ آزاد کشمیر

نوٹ: بڑی بڑ

ی عمارتیں جن کی بنیادیں زمین کے اندر ہوتی ہیں سب سے پہلا پتھر جس پر پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ مگر وہ بنیاد کا پتھر زمین کے اندر اوجھل ہوتا ہے دکھائی نہیں دیتا مگر پوری عمارت کا وزن اسی کے اوپر ہوتا ہے اور مضبوطی کا دارومدار اسی پتھر پر ہوتا ہے۔ اسے رنگ روغن کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ تاریخ منگرال راجپوت میں خاندان قریشی ہاشمی کا حوالہ مختصر طور پر باہمی تعارف کی غرض سے لکھا گیا ہے حالانکہ یہ دونوں خاندان الگ الگ ہیں۔ صرف ان کا باہمی ناطہ رشتہ ہے قریشی ہاشمی خاندان کی مکمل الگ تاریخ 1995ء میں الموسوم تاریخ الہاشمی شائع ہوچکی ہے اگر قارئین اس کا مطالعہ کرنا چاہیں تو بذریعہ خط رابطہ کر کے حاصل کر سکتے ہیں کتابیں موجود ہیں۔

پتہ: محمد الیاس ہاشمی برانچ آفس سنگڑ بٹھارہ تحصیل دھیرکوٹ ضلع باغ آزاد کشمیر

اظہارِ تشکر

میرا تعلق ایک مذہبی، منگرال راجپوت گھرانے سے ہے۔ جو پچھلے دو تین سو سال سے موضع سانج چار ہان، تحصیل مری، ضلع راولپنڈی میں آباد تھا۔ میرے دادا میاں جعفر علی خان منگرال، ایک نہایت پڑھے لکھے متقی و پرہیزگار آدمی تھے۔ مالی طور پر نہایت آسودہ حال مستحکم شخصیت تھے اور موہڑہ شریف والے پیر قاسمؒ کے ہم عصروں میں سے تھے۔ ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے تھے کہ ہم منگرال راجپوت ہیں، میرے والد محترم مرحوم راجہ محمد اسحاق خان صاحب ایک ریٹائرڈ، جے سی او تھے۔ اور فوجی ہونے کی وجہ سے مذاج میں بھی کافی سختی پائی جاتی تھی۔ سنتے آئے تھے کہ ہمارے آباؤ اجداد مری میں کشمیر بمقام کوٹلی منگرالاں سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ شجرہ نسب محفوظ تھا۔ اب ہمارا گھرانہ شکریال، راولپنڈی میں آباد ہے۔ 1996ء گرمیوں کی ایک شام، ایک شخص کچھ کاغذات ہاتھ میں لیئے ہوئے میرے والد محترم سے ملنے آیا۔ ہم والد صاحب کی محفل میں اُن کے مذاج کی سختی کی وجہ سے بہت کم بیٹھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ وجیہہ میانہ قد شخصیت تاریخ منگرال پر کام کر رہا ہے۔ میری کمسنی تھی میں اس بارے کچھ نہ جانتا تھا۔ بعد ازاں 2006ء میں مجھے کسی وجہ سے تجسس ہوا کہ، ہم راجہ تو لکھتے ہیں، اور منگرال بھی کہلاتے ہیں، لیکن لفظ منگرال کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ والد محترم اس وقت تک انتقال فرما چکے تھے۔ یہ تجسس مجھے دس سال ماضی میں لے گیا۔ اور میں اس وجیہہ میانہ قد شخصیت کے قریب آ گیا۔ یہ شخصیت راجہ محمد سوار خان تھے۔ اس تجسس کا جواب، ہمراہ مولف تاریخ منگرال راجپوت، میاں محمد الیاس ہاشمی، راجہ محمد سوار خان اور راجہ حق نواز خان، موضع سائیلہ لے جا کر ملا۔ جہاں میں نے اپنے جدِ امجد راجہ سہنسپال خانؒ کی آخری آرام گاہ اور آثارِ قدیمہ کا مشاہدہ کیا، اور وجہ معلوم ہوگئی کہ ہم منگرال یا راجہ کیوں لکھتے ہیں۔ کتاب تاریخ منگرال راجپوت باوجوہ، التوا کا شکار تھی۔ میرے ہمت بندھانے پر کتاب ہذا کی اشاعت ہوئی۔ آخر میں، ہم راجہ نذیر احمد خان، راجہ محمد سوار خان اور مولف میاں محمد الیاس ہاشمی تمام اُن قبیلہ منگرال کے لوگوں کے شکر گزار ہیں، اور خاص الخاص حاجی راجہ محمد اقبال خان، راجہ امداد خان اور راجہ حق نواز خان صاحب کے دلی طور پر ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں جانی، مالی و اخلاقی مدد کی۔

از

راجہ نذیر احمد خان منگرال

17 پھاگن 2065ب، 3 ربیع الاول 1430ھ، اتوار یکم مارچ 2009ء

تمت الخیر